لفظوں میں جو بچھا ہے احساس میرا
وہ بچوں کی گم بم وکیا ہے
جو بکھر گیا وہ بھی کہہ دیا ہے
یہ سب تیری رحمت کا قصہ ہے

تسبیاں

(کلام عرفان)

ترا نام ہے مری تسبیوں میں
بکھر نہ جاؤں کہیں دانہ دانہ

عرفان علی

تسبیاں
(کلام عرفان)
عرفان علی

اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈلدے
زنگ دلاں دے کدی نہ دھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑدی
ہجر دے پتھر کدی نہ گلدے

اگر پانی ہوں اتر کیوں نہیں جاتا
اگر مٹی ہوں بکھر کیوں نہیں جاتا

ڈر ڈر کے جی رہا ہوں کس لیے
اگر بزدل ہوں مر کیوں نہیں جاتا

کمی کیسی ہے مری تخلیق میں آخر
اگر کامل ہوں سنور کیوں نہیں جاتا

نہیں ٹھکانہ اس جہاں میں میرا کوئی
اگر مسافر ہوں گھر کیوں نہیں جاتا

رکا ہوا ہے عرفان کیوں لب بام تُو
اگر پردہ ہے یہاں اُدھر کیوں نہیں جاتا

حافظ

تری جاں روح سے خالی

تری سوچ خیال سے دور

ترا عشق درد سے خالی

تری چاہ ملال سے دور

ترا قلم فکر سے خالی

ترا علم حال سے دور

تری آوارگی جستجو سے خالی

ترا شوق سوال سے دور

ترا ذکر یاد سے خالی

تری یاد وصال سے دور

تری ذات بھی ادھوری

ترا وجود کمال سے دور

حافظ

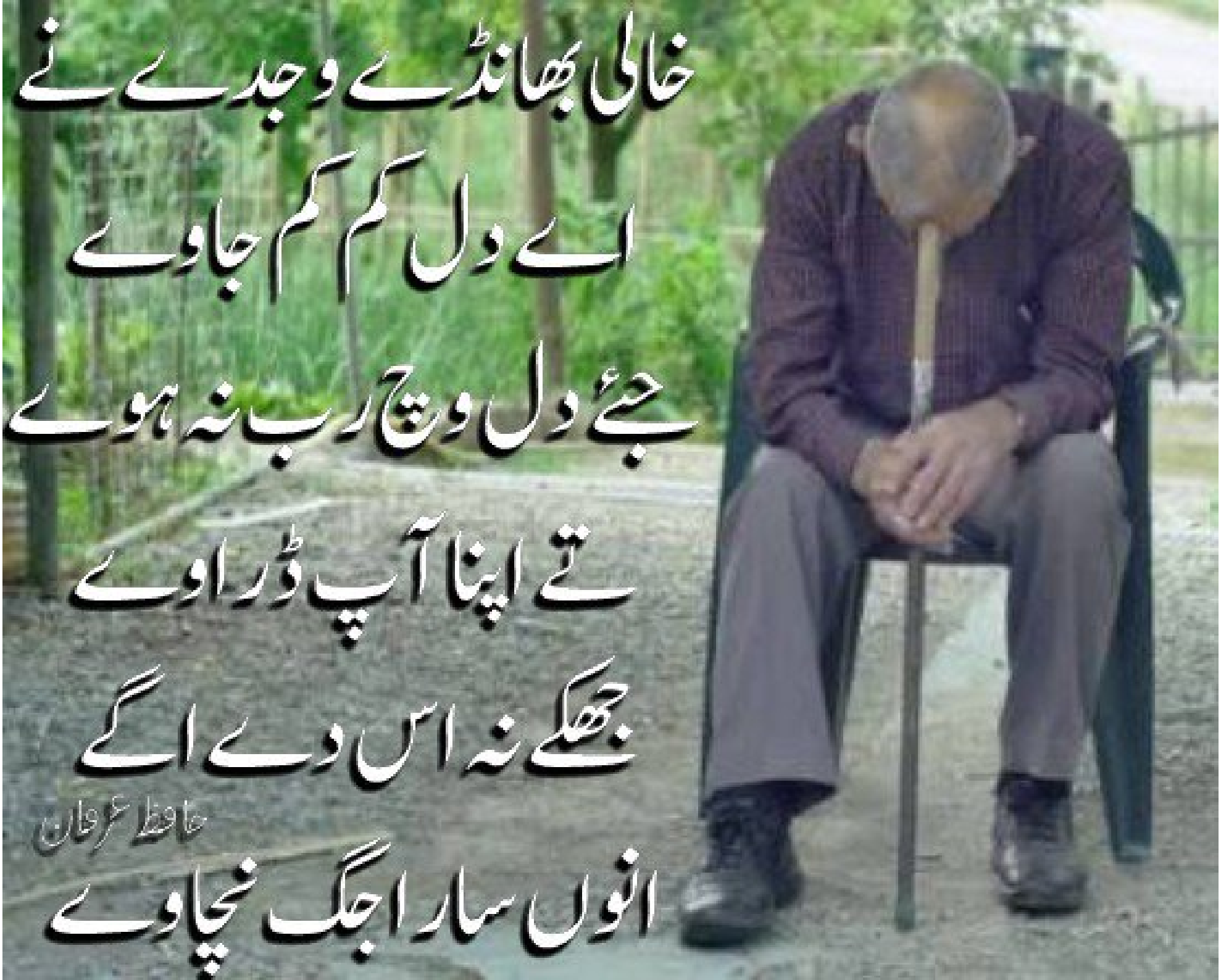
خالی بھانڈے وجدے نے
اے دل کم کم جاوے
جیئے دل وچ رب نہ ہوے
تے اپنا آپ ڈراوے
جھکے نہ اس دے اگے
حافظ عرفان
انوں سارا جگ نچاوے

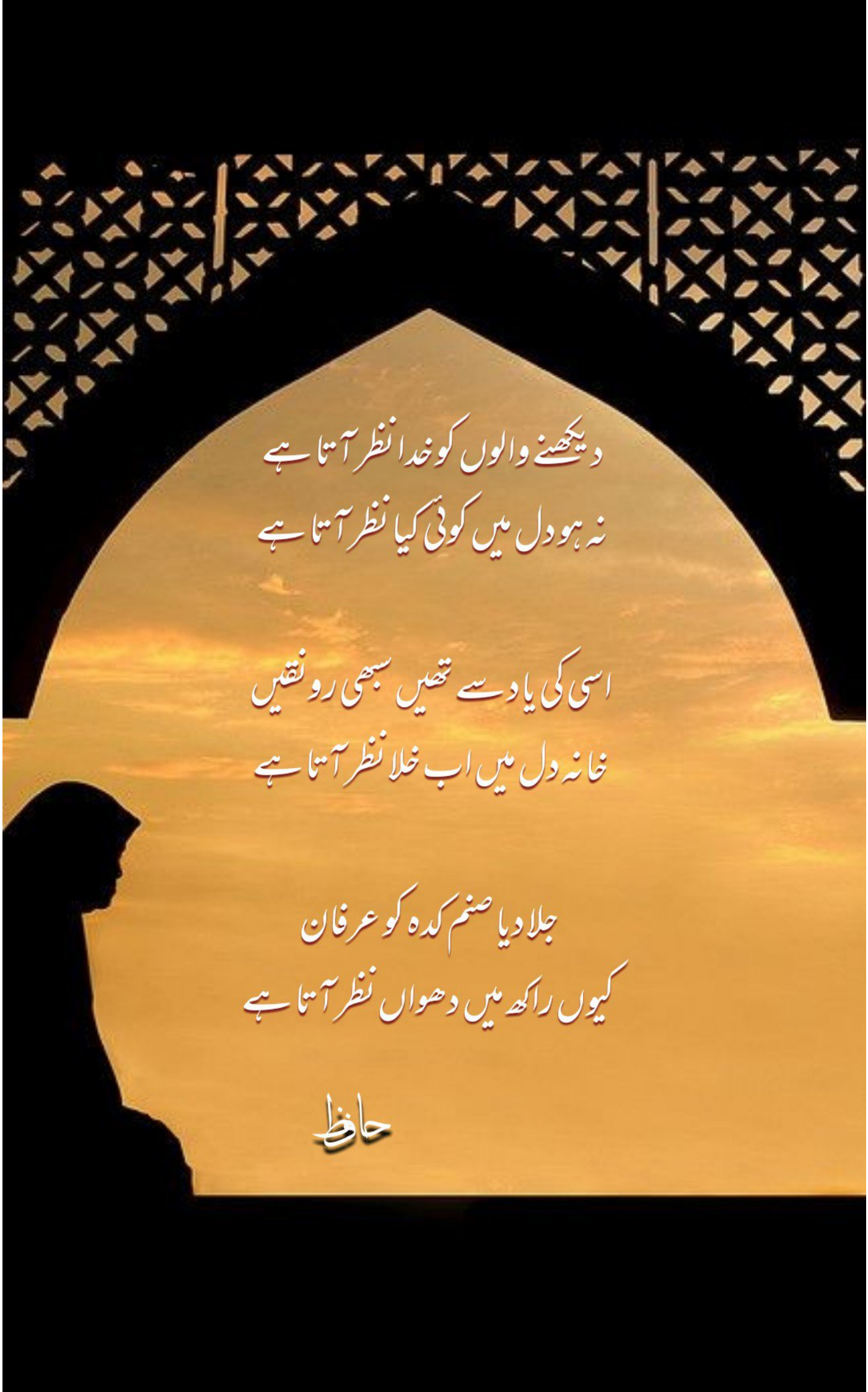
دیکھنے والوں کو خدا نظر آتا ہے
نہ ہو دل میں کوئی کیا نظر آتا ہے
اسی کی یاد سے تھیں سبھی رونقیں
خانہ دل میں اب خلا نظر آتا ہے
جلا دیا صنم کدہ کو عرفان
کیوں راکھ میں دھواں نظر آتا ہے
حافظ

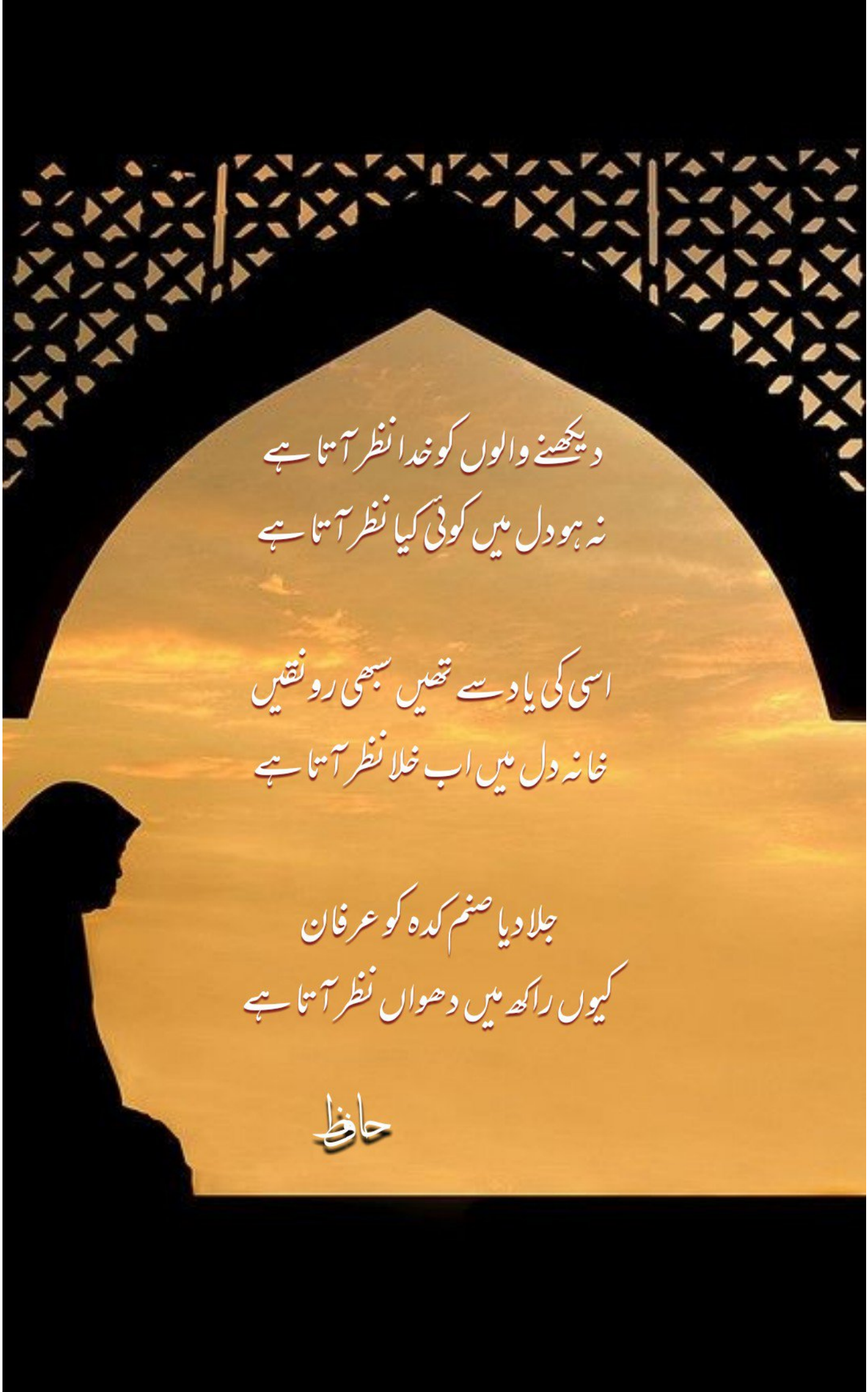
دیکھنے والوں کو خدا نظر آتا ہے
نہ ہو دل میں کوئی کیا نظر آتا ہے
اسی کی یاد سے تھیں سبھی رونقیں
خانہ دل میں اب خلا نظر آتا ہے
جلا دیا صنم کدہ کو عرفان
کیوں راکھ میں دھواں نظر آتا ہے
حافظ

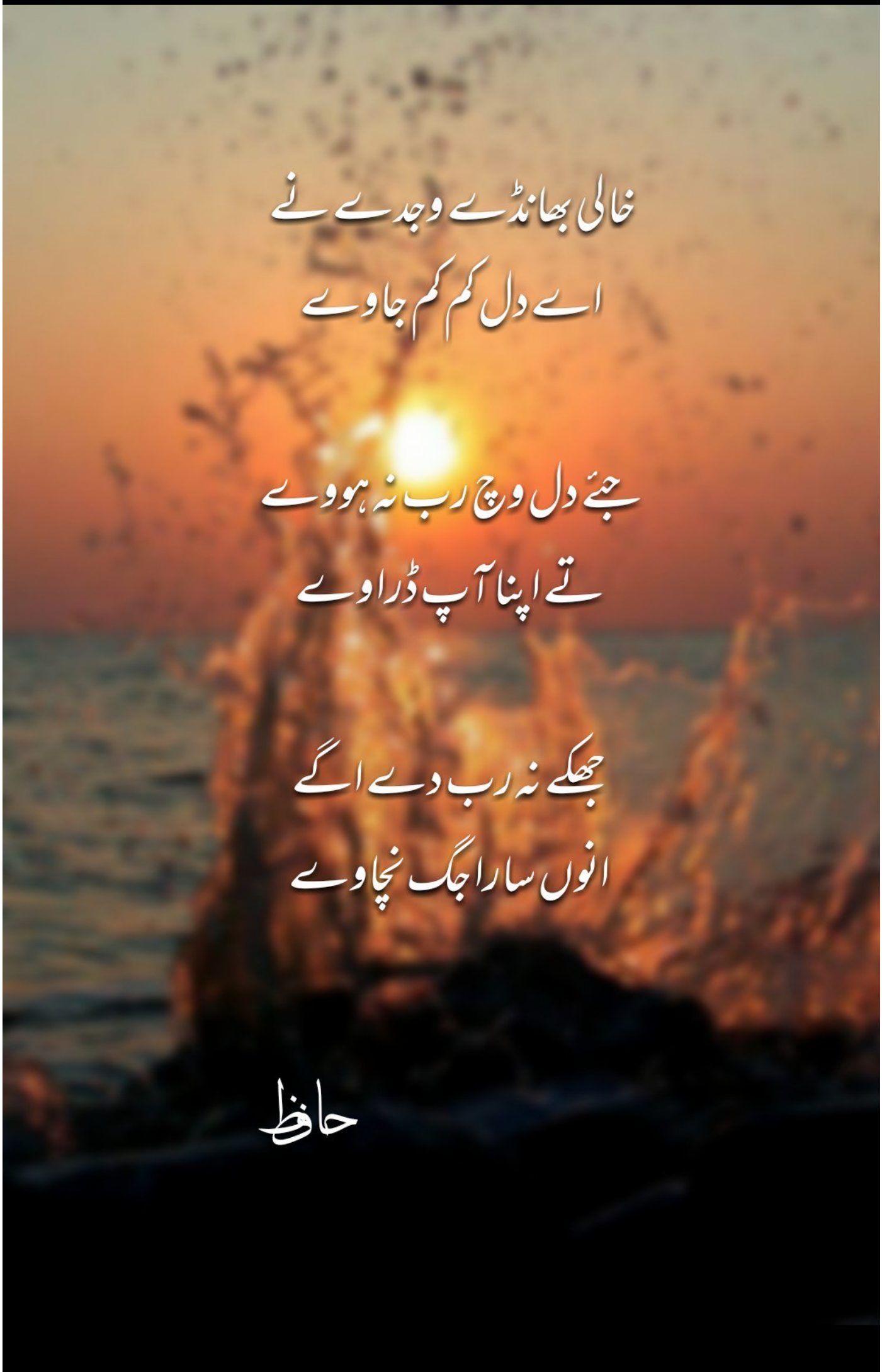
خالی بھانڈے وجدے نے
اے دل کم کم جاوے
جیئے دل وچ رب نہ ہووے
تے اپنا آپ ڈراوے
جھکے نہ رب دے اگے
انوں سارا جگ نچاوے
حافظ

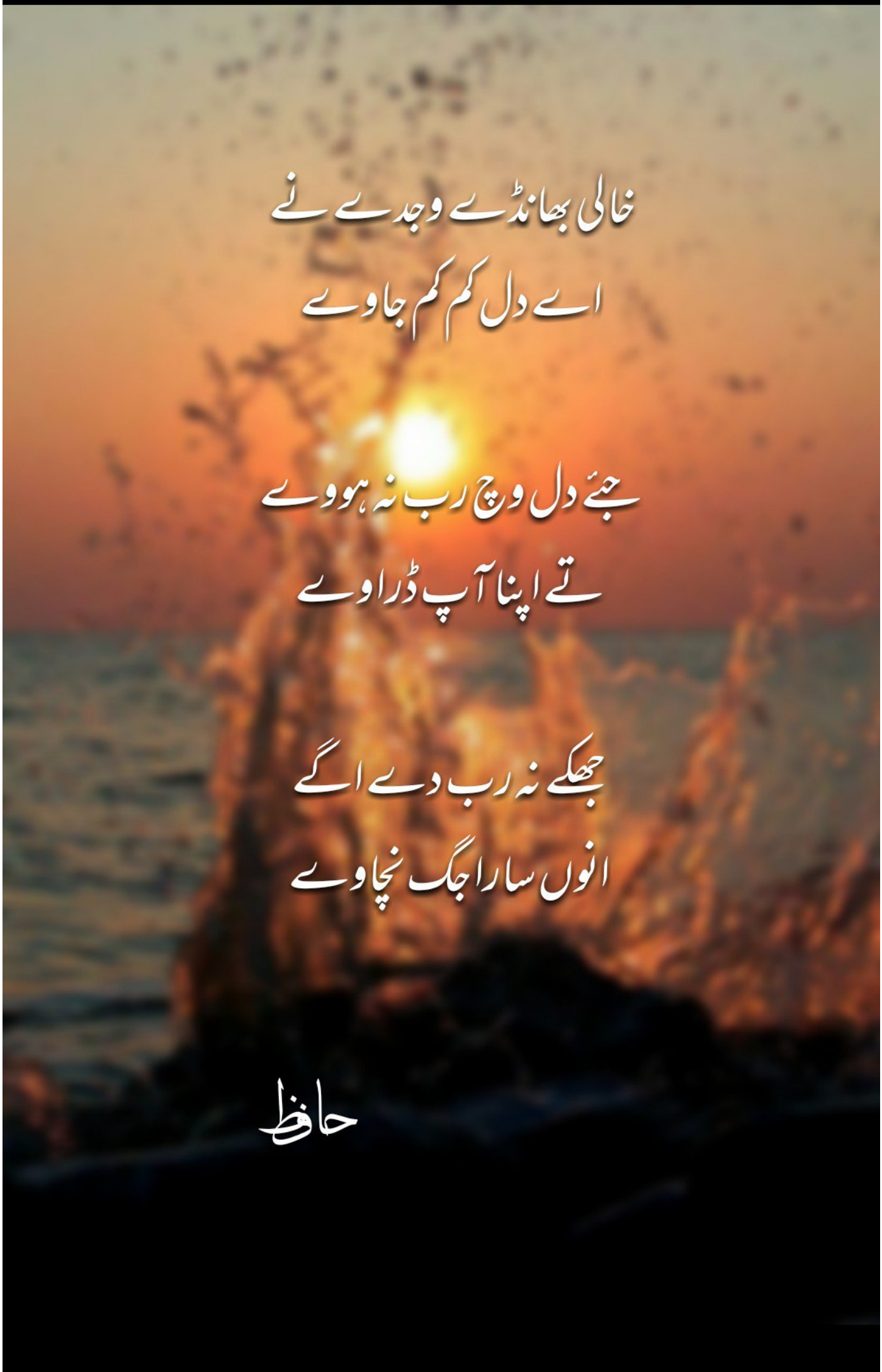
خالی بھانڈے وجدے نے
اے دل کم کم جاوے
جیئے دل وچ رب نہ ہووے
تے اپنا آپ ڈراوے
جھکے نہ رب دے اگے
انوں سارا جگ نچاوے
حافظ

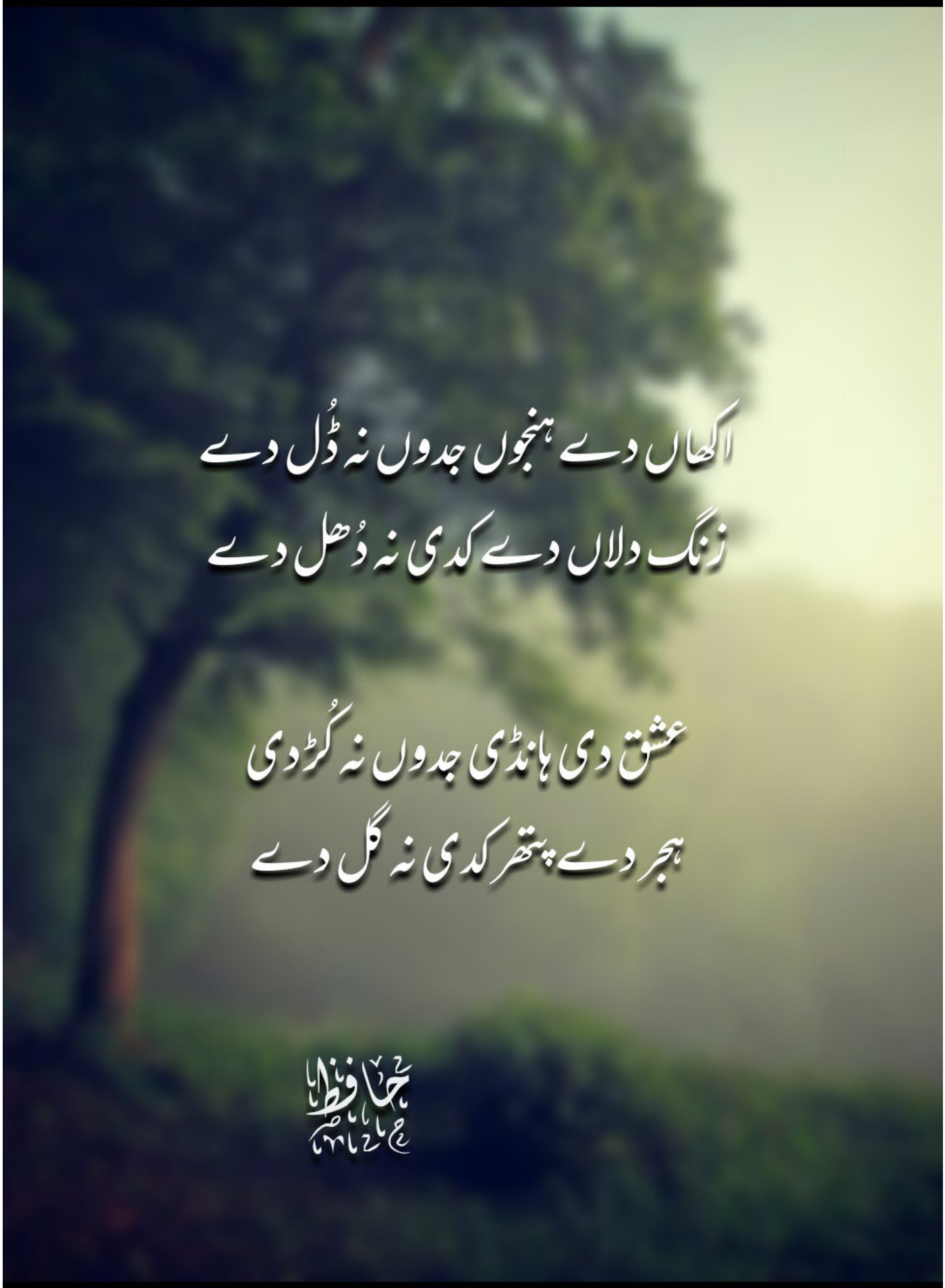
اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈُل دے
زنگ دلاں دے کدی نہ دُھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کُڑدی
ہجر دے پتھر کدی نہ گل دے
حافظ

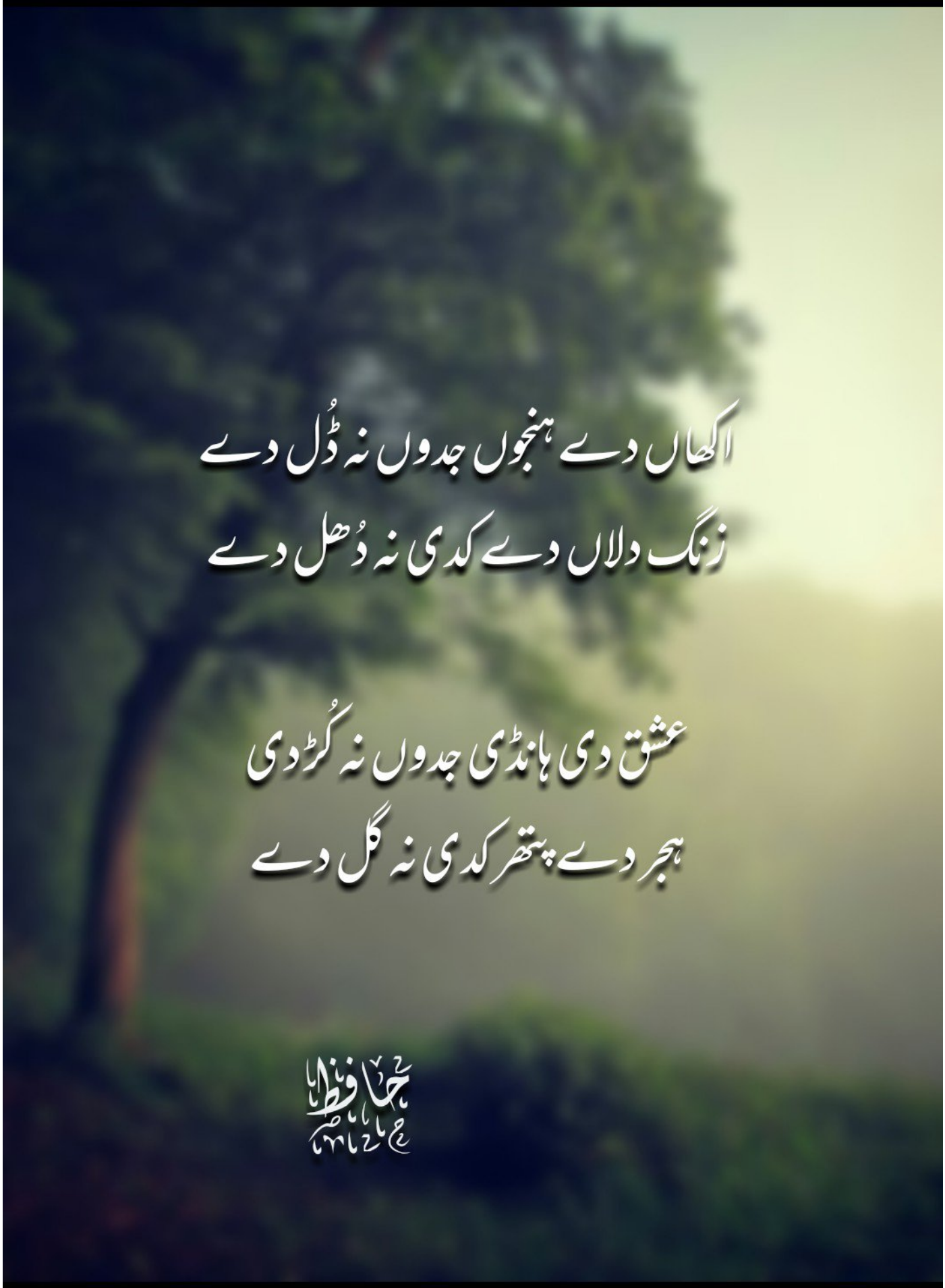
اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈُل دے
زنگ دلاں دے کدی نہ دُھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کُڑدی
ہجر دے پتھر کدی نہ گل دے
حافظ

باپ جِناں دے جدوں ٹُر جاندے
فیر وَگدے دریاوی مڑ جاندے

جِناں مُنواں نوں چن نہ تَپ دے
کَڑیاں تُپاں وچ اوسڑ جاندے

حافظ

باپ جِناں دے جدوں ٹُر جاندے
فیر وَگدے دریاوی مڑ جاندے

جِناں مُنواں نوں چن نہ تَپ دے
کَڑیاں تُپاں وچ اوسڑ جاندے

حافظ

اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈلدے
زنگ دلاں دے کدی نہ دھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑدی
ہجر دے پتھر کدی نہ گلدے

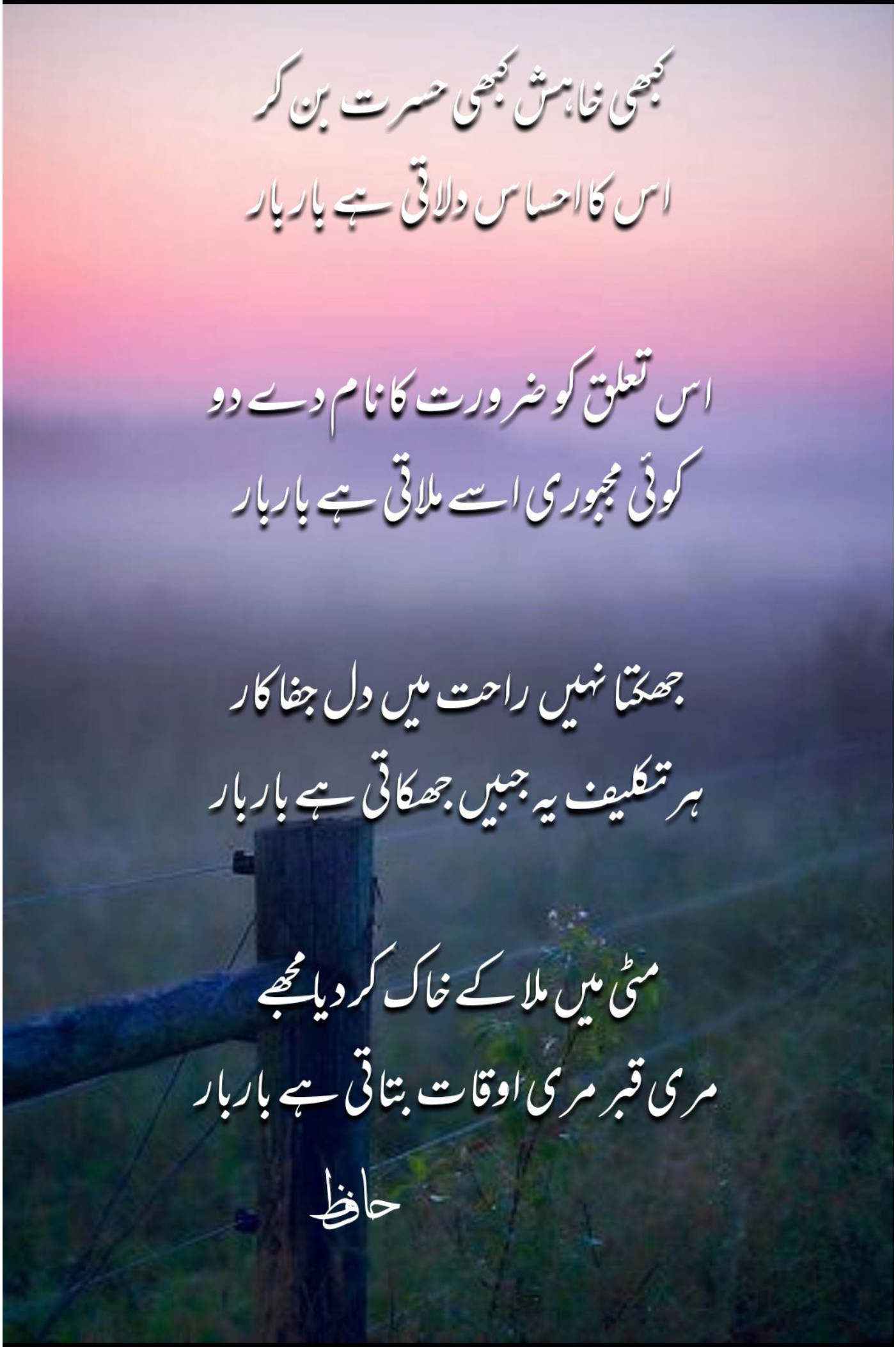
کبھی خاہش کبھی حسرت بن کر
اس کا احساس دلاتی ہے بار بار

اس تعلق کو ضرورت کا نام دے دو
کوئی مجبوری اسے ملاتی ہے بار بار

جھکتا نہیں راحت میں دل جفا کار
ہر تکلیف یہ جبیں جھکاتی ہے بار بار

مٹی میں ملا کے خاک کر دیا مجھے
مری قبر مری اوقات بتاتی ہے بار بار

حافظ

اگر پانی ہوں اتر کیوں نہیں جاتا
اگر مٹی ہوں بکھر کیوں نہیں جاتا

ڈر ڈر کے جی رہا ہوں کس لیے
اگر بزدل ہوں مر کیوں نہیں جاتا

کمی کیسی ہے مری تخلیق میں آخر
اگر کامل ہوں سنور کیوں نہیں جاتا

نہیں ٹھکانہ اس جہاں میں میرا کوئی
اگر مسافر ہوں گھر کیوں نہیں جاتا

رکا ہوا ہے عرفان کیوں لب بام تُو
اگر پردہ ہے یہاں اُدھر کیوں نہیں جاتا

حافظ

یقیں کامل ہے شعور کو
جھگڑا ایماں لانے کا ہے
طے ہے معاملہ عہد وفا کا بھی
امتحاں جاں سے جانے کا ہے

حافظ

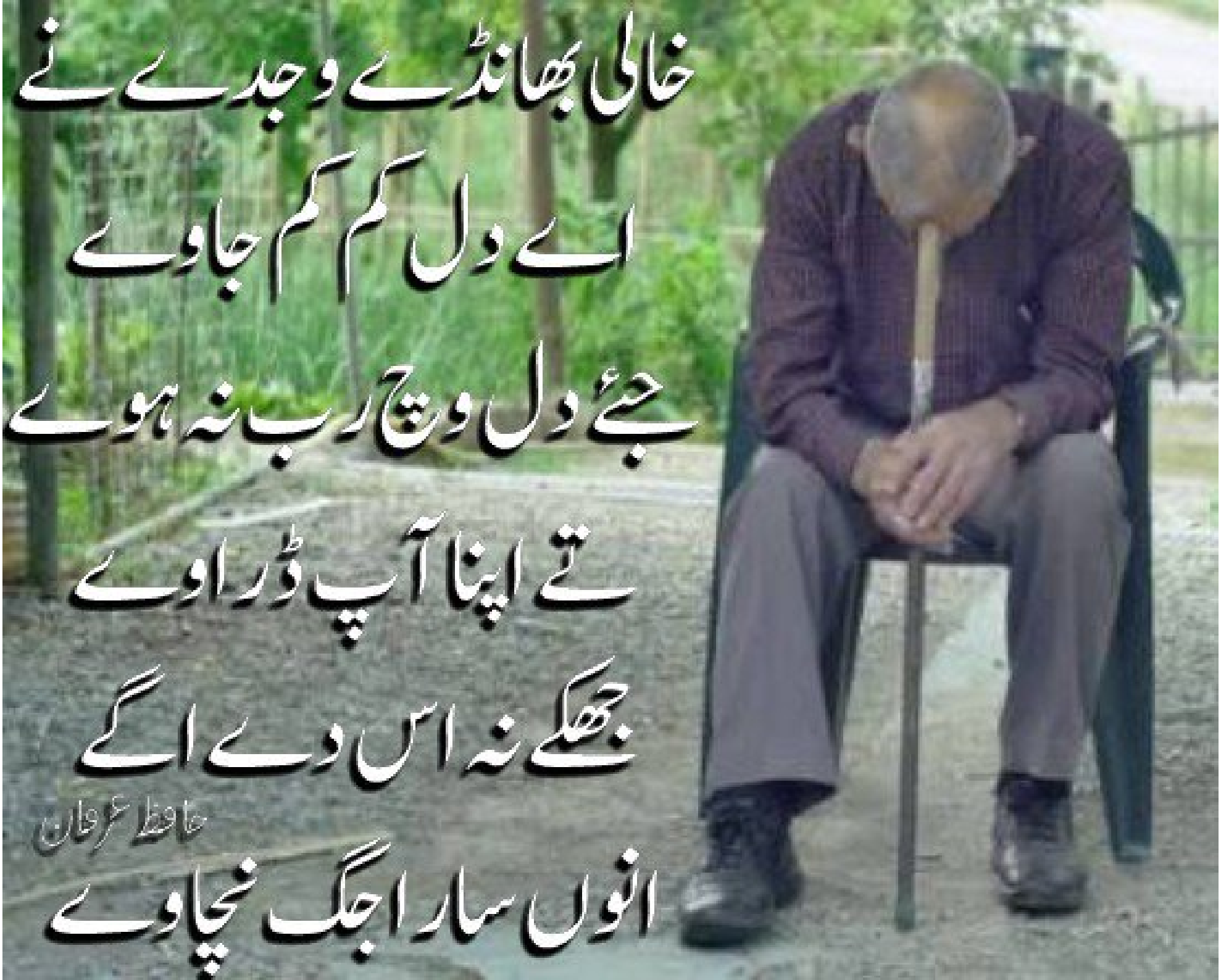
خالی بھانڈے وجدے نے
اے دل کم کم جاوے
جیئے دل وچ رب نہ ہوے
تے اپنا آپ ڈراوے
جھکے نہ اس دے اگے
حافظ عرفان
انوں سارا جگ نچاوے

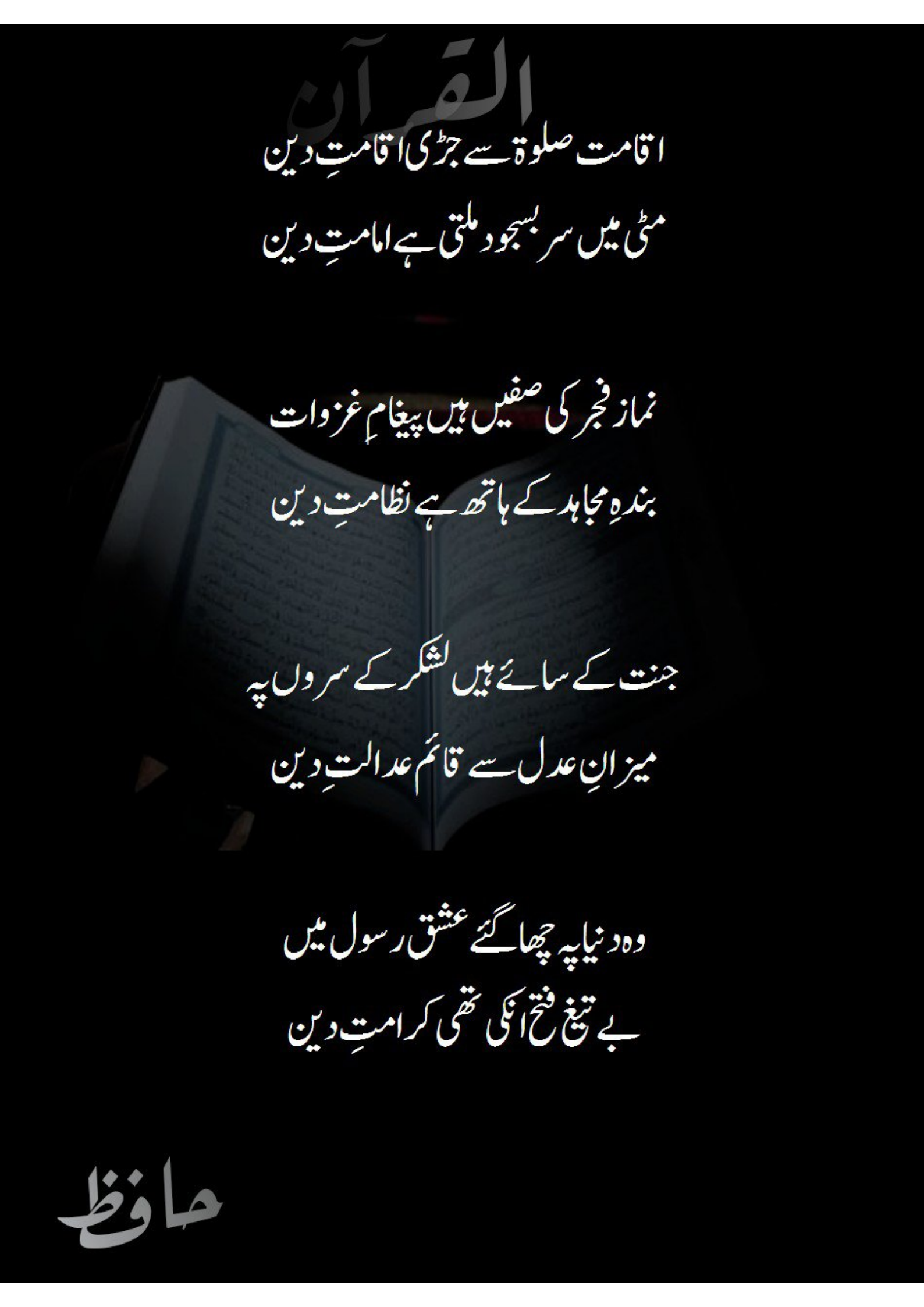

اقامت صلوۃ سے جڑی اقامتِ دین
مٹی میں سر بسجود ملتی ہے امامتِ دین

نماز فجر کی صفیں ہیں پیغامِ غزوات
بندۂ مجاہد کے ہاتھ ہے نظامتِ دین

جنت کے سائے ہیں لشکر کے سروں پہ
میزانِ عدل سے قائم عدالتِ دین

وہ دنیا پہ چھا گئے عشق رسول میں
بے تیغ فتح انکی تھی کرامتِ دین

حافظ

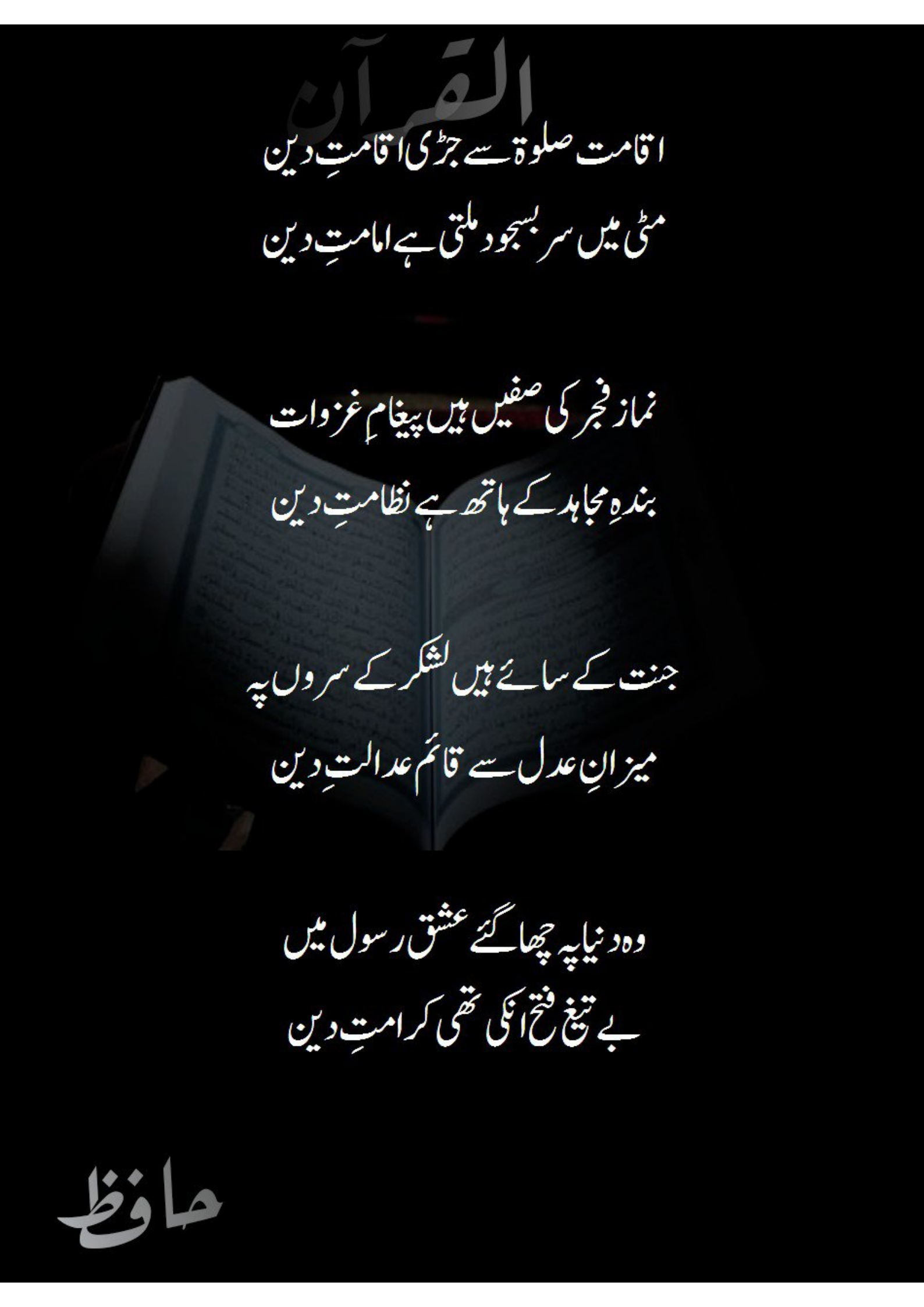

اقامت صلوۃ سے جڑی اقامتِ دین
مٹی میں سر بسجود ملتی ہے امامتِ دین

نماز فجر کی صفیں ہیں پیغامِ غزوات
بندۂ مجاہد کے ہاتھ ہے نظامتِ دین

جنت کے سائے ہیں لشکر کے سروں پہ
میزانِ عدل سے قائم عدالتِ دین

وہ دنیا پہ چھا گئے عشق رسول میں
بے تیغ فتح انکی تھی کرامتِ دین

حافظ

ایمان والو! خوش ہو جاؤ
تم جس خدا کو مانتے ہو
وہ بڑی طاقت والا ہے
شائد کے دنیا قریب تھی
کہ تمھیں روند دیتی
اپنے پیروں کے نیچے۔۔۔۔
قریب تھا حق و سچ
ظلم اور زیادتی طاقت ور
کا حق سمجھ لیا جاتا۔۔۔۔
زمین میں کوئی خدا نہیں
سب بے بس اور
حقیر انسان ہیں
اللہ اکبر

ایمان والو! خوش ہو جاؤ
تم جس خدا کو مانتے ہو
وہ بڑی طاقت والا ہے
شائد کے دنیا قریب تھی
کہ تمھیں روند دیتی
اپنے پیروں کے نیچے۔۔۔۔
قریب تھا حق و سچ
ظلم اور زیادتی طاقت ور
کا حق سمجھ لیا جاتا۔۔۔۔
زمین میں کوئی خدا نہیں
سب بے بس اور
حقیر انسان ہیں
اللہ اکبر

قبر کالی اندر دل خالی اتھے زمیں آسمان نئی
سودے جیون دے بوتے کیتے مرن دا سامان نئی
کی لبھدا منہ کر سوہنڑا دل وچ جیہڑ ایمان نئی
نئی جچدا عالم فاضل ہتھ وچ جیہڑ قرآن نئی
حافظ عرفان

حافظ

شبِ ماضی کوئی آنچل لہرایا ہے

شکلِ رگوں میں لہو گنگنایا ہے

جانے کیوں آ جاتا ہے بار بار

کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے

اک امید دل میں ٹمٹماتی رہی

جیسے کوئی مدھر جھلملایا ہے

جانے کس خیال سے مسکرا دیا

بڑی خاموشی سے وہ شرمایا ہے

اک بات سیکھی ہے تجربے سے

آدمی کو نہ ملا جو بھی کمایا ہے

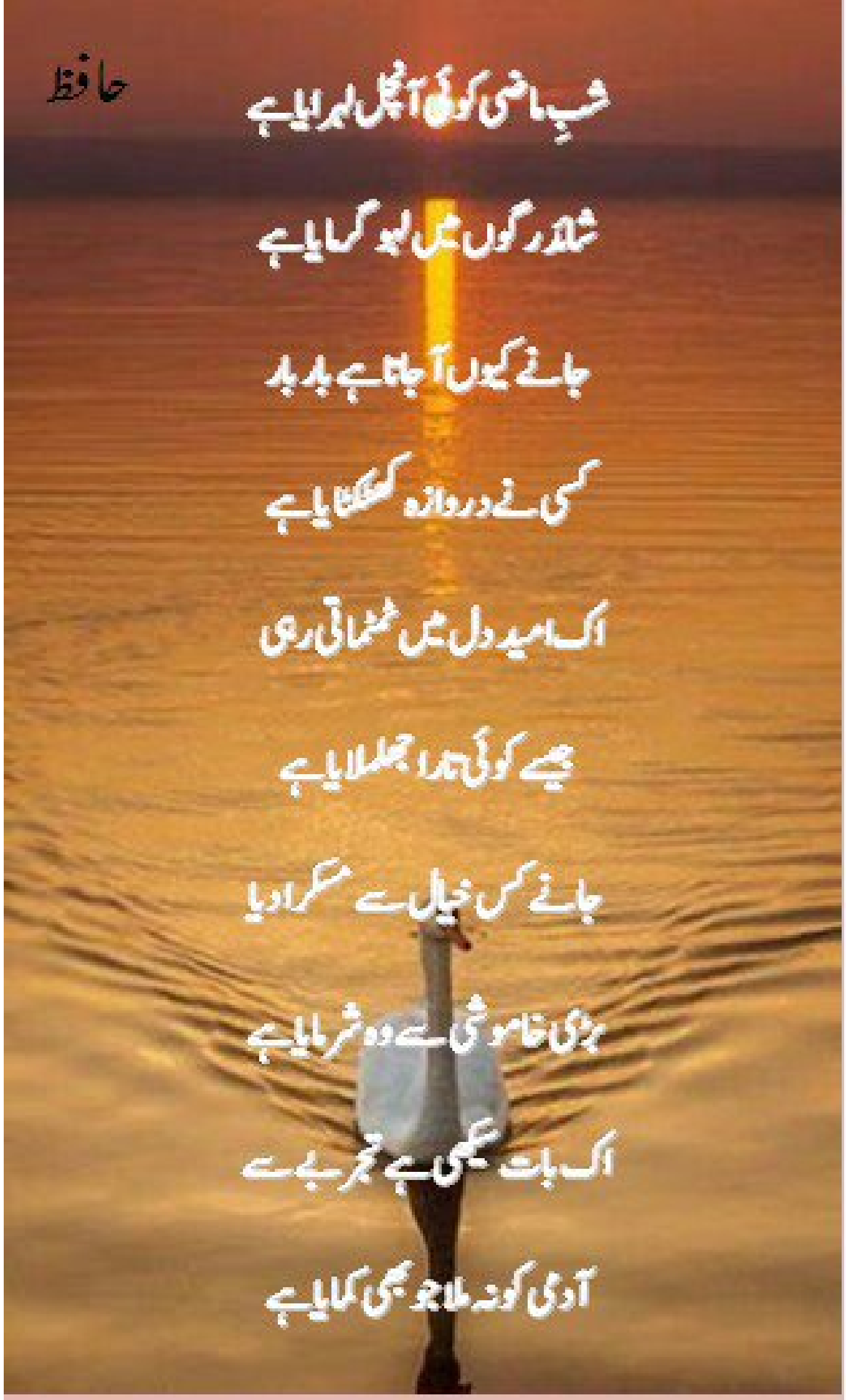

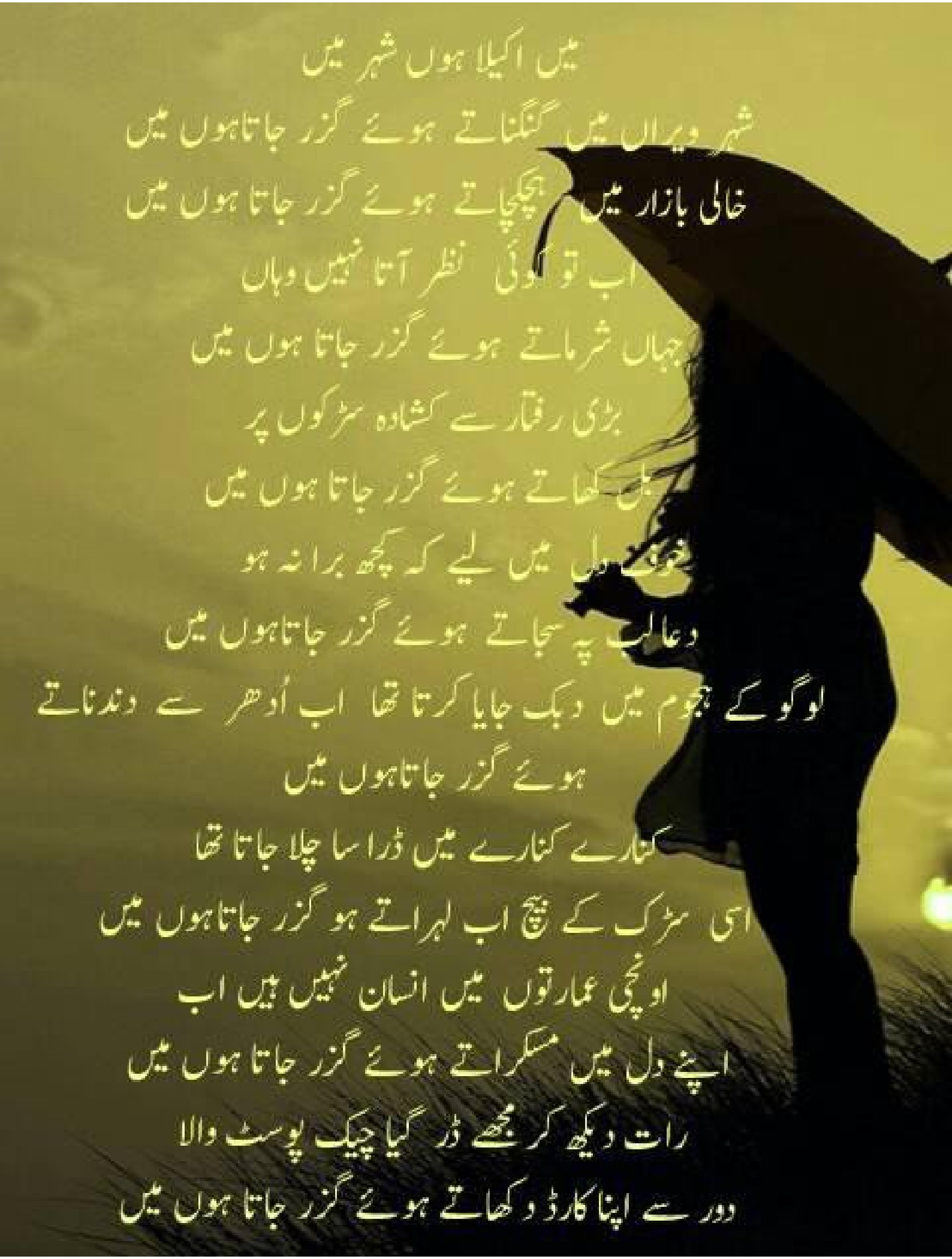

میں اکیلا ہوں شہر میں

شہر ویراں میں گنگناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

خالی بازار میں ہچکچاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

اب تو کوئی نظر آتا نہیں وہاں

جہاں شرماتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

بڑی رفتار سے کشادہ سڑکوں پر

بل کھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

چونکے دل میں لیے کہ کچھ برا نہ ہو

دعا لب پہ سجاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

لوگوں کے ہجوم میں دبک جایا کرتا تھا اب اُدھر سے دندناتے

ہوئے گزر جاتا ہوں میں

کنارے کنارے میں ڈرا سا چلا جاتا تھا

اسی سڑک کے بیچ اب لہراتے ہو گزر جاتا ہوں میں

اونچی عمارتوں میں انسان نہیں ہیں اب

اپنے دل میں مسکراتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

رات دیکھ کر مجھے ڈر گیا چیک پوسٹ والا

دور سے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

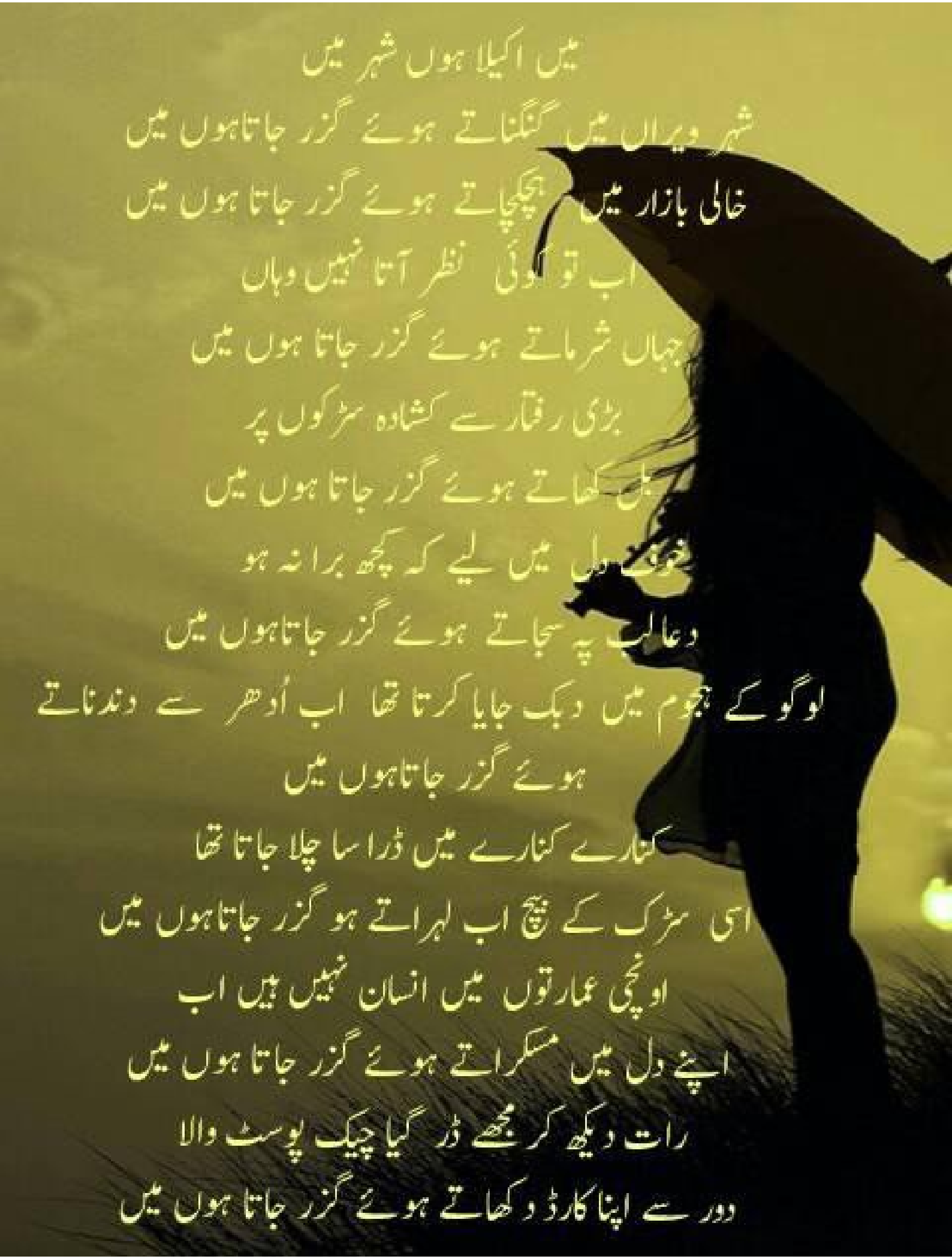

میں اکیلا ہوں شہر میں

شہر ویراں میں گنگناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

خالی بازار میں ہچکچاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

اب تو کوئی نظر آتا نہیں وہاں

جہاں شرماتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

بڑی رفتار سے کشادہ سڑکوں پر

بل کھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

چونکے دل میں لیے کہ کچھ برا نہ ہو

دعا لب پہ سجاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

لوگوں کے ہجوم میں دبک جایا کرتا تھا اب اُدھر سے دندناتے

ہوئے گزر جاتا ہوں میں

کنارے کنارے میں ڈرا سا چلا جاتا تھا

اسی سڑک کے بیچ اب لہراتے ہو گزر جاتا ہوں میں

اونچی عمارتوں میں انسان نہیں ہیں اب

اپنے دل میں مسکراتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

رات دیکھ کر مجھے ڈر گیا چیک پوسٹ والا

دور سے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

دل کے سبھی تار تجھی سے منسلک
روح میں ترے احساس کی مہک

ترے آگے سر بجود میرا وجود
مگر نفس بے نیاز یار سے منحرف

حافظ

دل کے سبھی تار تجھی سے منسلک
روح میں ترے احساس کی مہک

ترے آگے سر بجود میرا وجود
مگر نفس بے نیاز یار سے منحرف

حافظ

جینے کے تُو سامان تو دے
مرے وجود کو جان تو دے
دیکھ کر عذاب پلٹتا نہیں
دلِ شکستہ میں ایمان تو دے
بہت متاثر ہے مری سماعت
خانہِ دل میں آذان تو دے
کیوں بھٹک رہا ہے آج بھی
بندہِ نادان کو قرآن تو دے
حافظ

جینے کے تُو سامان تو دے
مرے وجود کو جان تو دے
دیکھ کر عذاب پلٹتا نہیں
دلِ شکستہ میں ایمان تو دے
بہت متاثر ہے مری سماعت
خانہِ دل میں آذان تو دے
کیوں بھٹک رہا ہے آج بھی
بندہِ نادان کو قرآن تو دے
حافظ

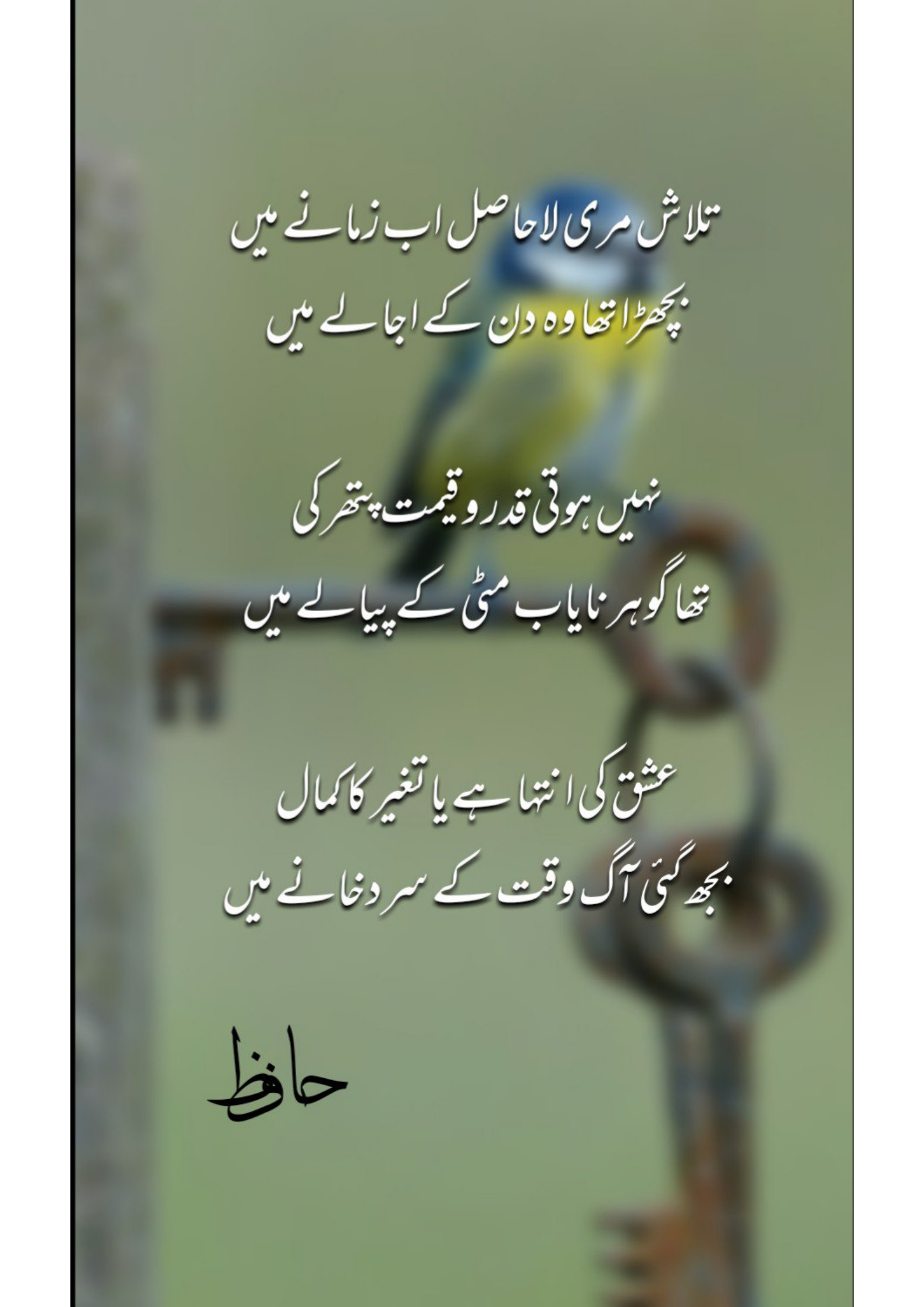
تلاش مری لاحاصل اب زمانے میں
بچھڑا تھا وہ دن کے اجالے میں
نہیں ہوتی قدر و قیمت پتھر کی
تھا گوہر نایاب مٹی کے پیالے میں
عشق کی انتہا ہے یا تغیر کا کمال
بجھ گئی آگ وقت کے سرد خانے میں
حافظ

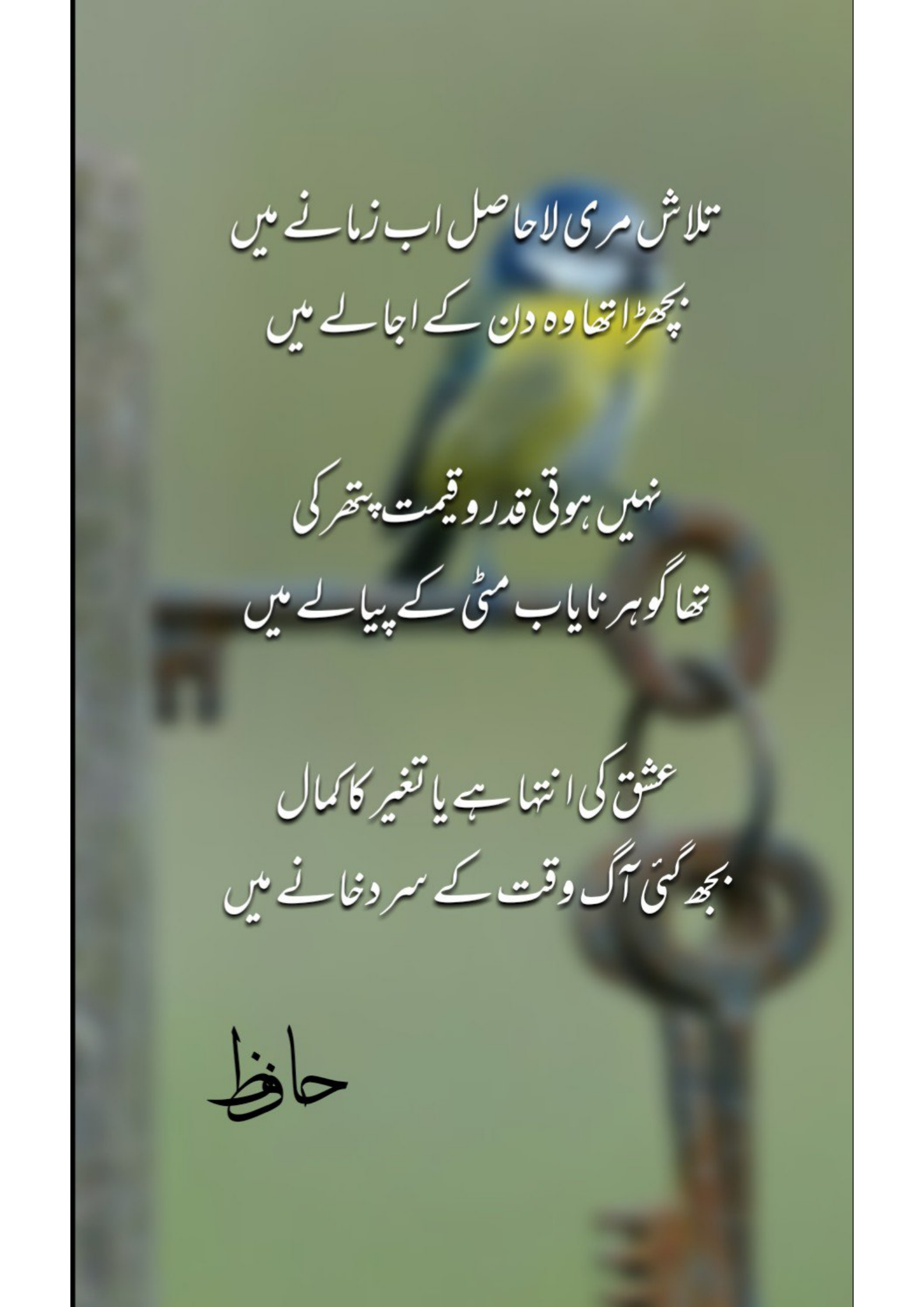
تلاش مری لاحاصل اب زمانے میں
بچھڑا تھا وہ دن کے اجالے میں
نہیں ہوتی قدر و قیمت پتھر کی
تھا گوہر نایاب مٹی کے پیالے میں
عشق کی انتہا ہے یا تغیر کا کمال
بجھ گئی آگ وقت کے سرد خانے میں
حافظ

میں بندہ نسیان ہوں پُرخطا ہوں
دامن پہ لگا اک داغ بدنما ہوں
مری فقیری بھی عبادت ہے زاہد
تُو محو سجدہ و قیام، میں سراپا دعا ہوں
حافظ

میں بندہ نسیان ہوں پُرخطا ہوں
دامن پہ لگا اک داغ بدنما ہوں
مری فقیری بھی عبادت ہے زاہد
تُو محو سجدہ و قیام، میں سراپا دعا ہوں
حافظ

دل کے سبھی تار تجھی سے منسلک
روح میں ترے احساس کی مہک

ترے آگے سر بجود میرا وجود
مگر نفس بے نیاز یار سے منحرف

حافظ

دل کے سبھی تار تجھی سے منسلک
روح میں ترے احساس کی مہک

ترے آگے سر بجود میرا وجود
مگر نفس بے نیاز یار سے منحرف

حافظ

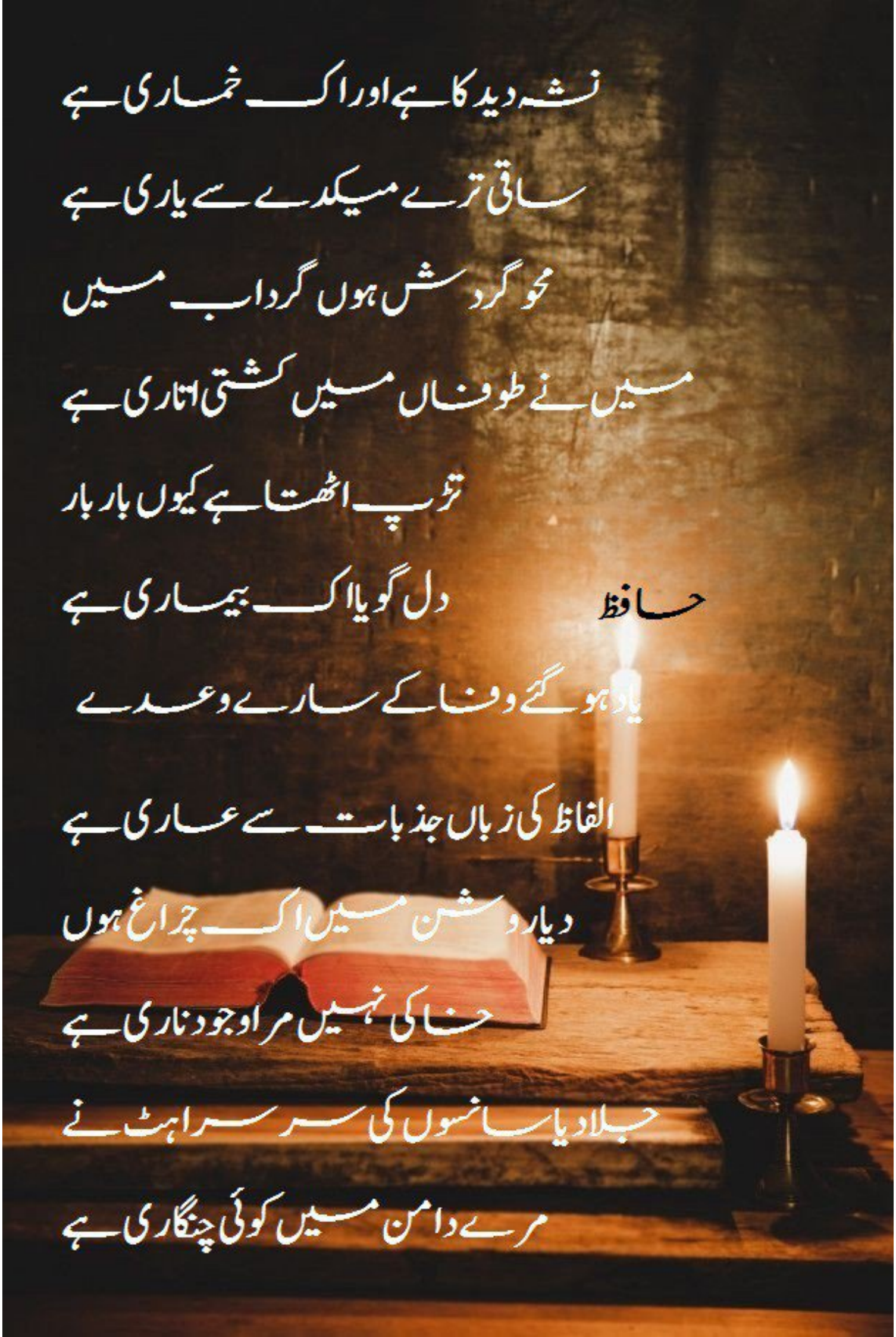
نشہ دید کا ہے اور اک خماری ہے

ساقی ترے میکدے سے یاری ہے

محو گردش ہوں گرداب میں

میں نے طوفاں میں کشتی اتاری ہے

تڑپ اٹھتا ہے کیوں بار بار

حافظ دل گویا اک بیماری ہے

یاد ہو گئے وفا کے سارے وعدے

الفاظ کی زباں جذبات سے عاری ہے

دیار وشن میں اک چراغ ہوں

حنا کی نہیں مرا وجود ناری ہے

جلا دیا سانسوں کی سرسراہٹ نے

مرے دامن میں کوئی چنگاری ہے

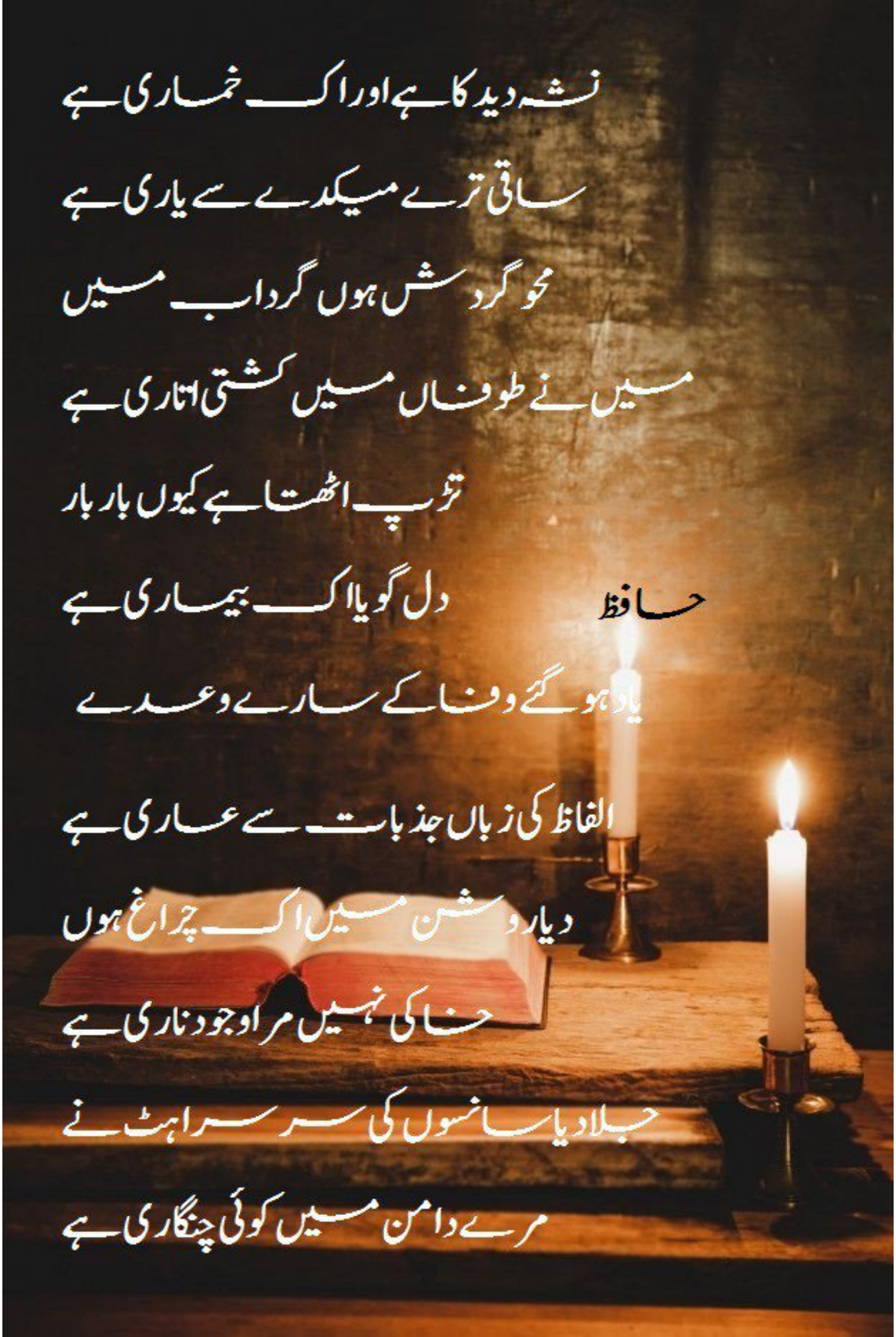
نشہ دید کا ہے اور اک خماری ہے

ساقی ترے میکدے سے یاری ہے

محو گردش ہوں گرداب میں

میں نے طوفاں میں کشتی اتاری ہے

تڑپ اٹھتا ہے کیوں بار بار

حافظ دل گویا اک بیماری ہے

یاد ہو گئے وفا کے سارے وعدے

الفاظ کی زباں جذبات سے عاری ہے

دیار وشن میں اک چراغ ہوں

حنا کی نہیں مرا وجود ناری ہے

جلا دیا سانسوں کی سرسراہٹ نے

مرے دامن میں کوئی چنگاری ہے

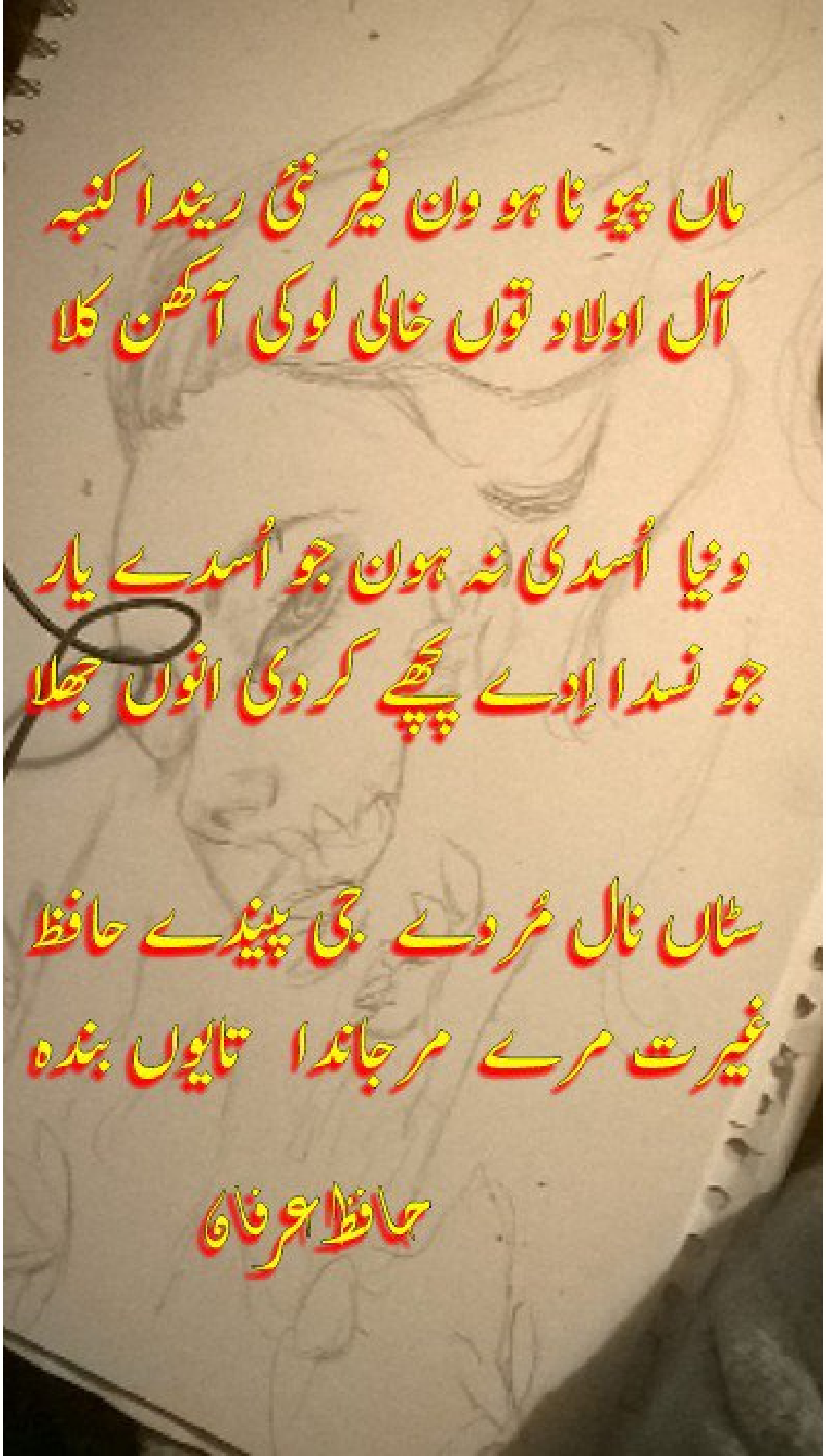
ماں پیو نا ہو ون فیر نئ ریندا کنبہ
آل اولاد توں خالی لوکی آکھن کلا
دنیا اُسدی نہ ہون جو اُسدے یار
جو نسدا اِدے پچھے کردی انوں جھلا
سٹاں نال مُردے جی پیندے حافظ
غیرت مرے مرجاندا تایوں بندہ
حافظ عرفانی

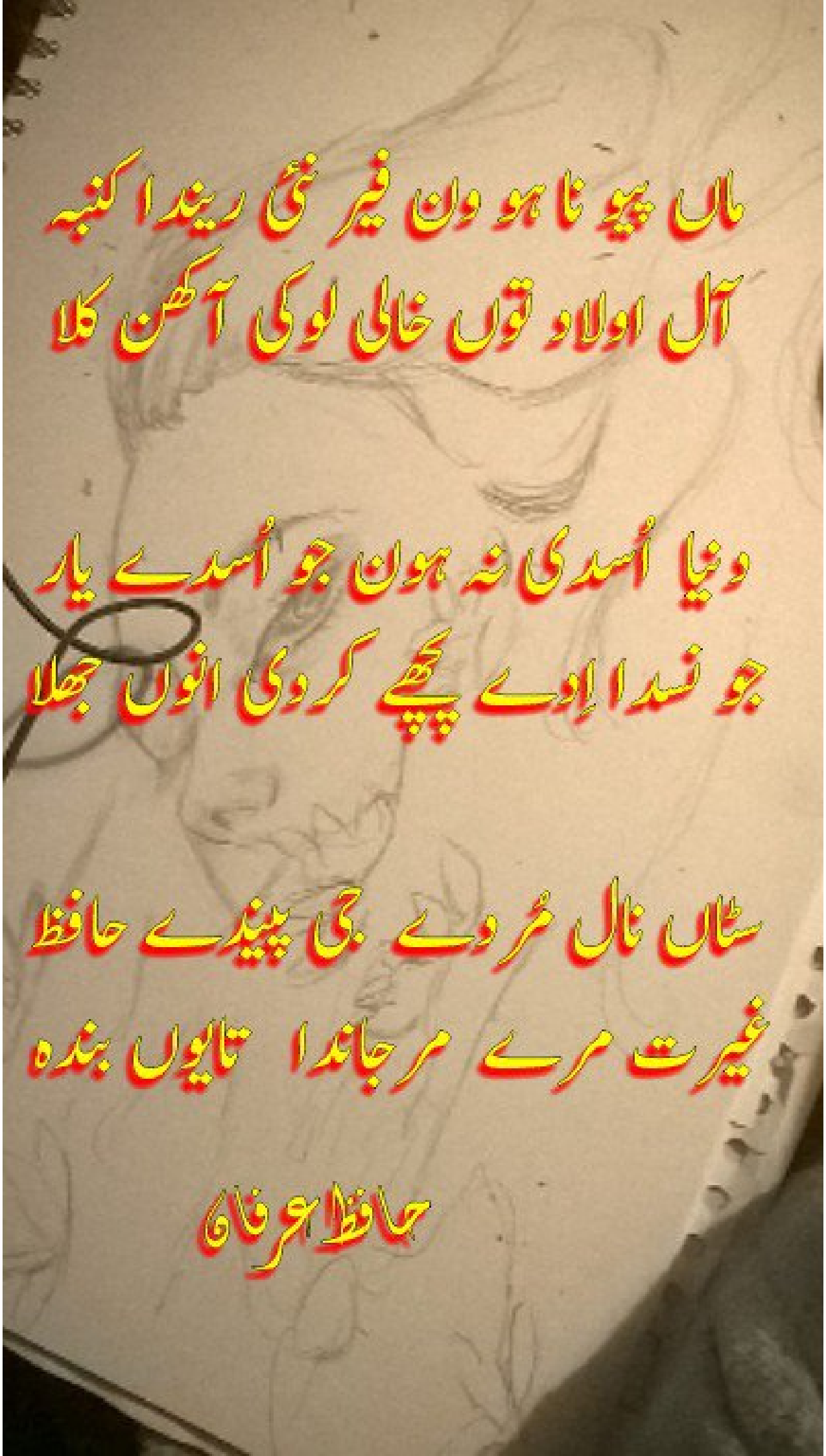
ماں پیو نا ہو ون فیر نئ ریندا کنبہ
آل اولاد توں خالی لوکی آکھن کلا
دنیا اُسدی نہ ہون جو اُسدے یار
جو نسدا اِدے پچھے کردی انوں جھلا
سٹاں نال مُردے جی پیندے حافظ
غیرت مرے مرجاندا تایوں بندہ
حافظ عرفانی

حافظ عرفانی
ملا پچھے حافظ رب نوں کیوے بلا سے تو
ہتھ رکھ کے دل تے اپنے بلا ساں اللہ ہو

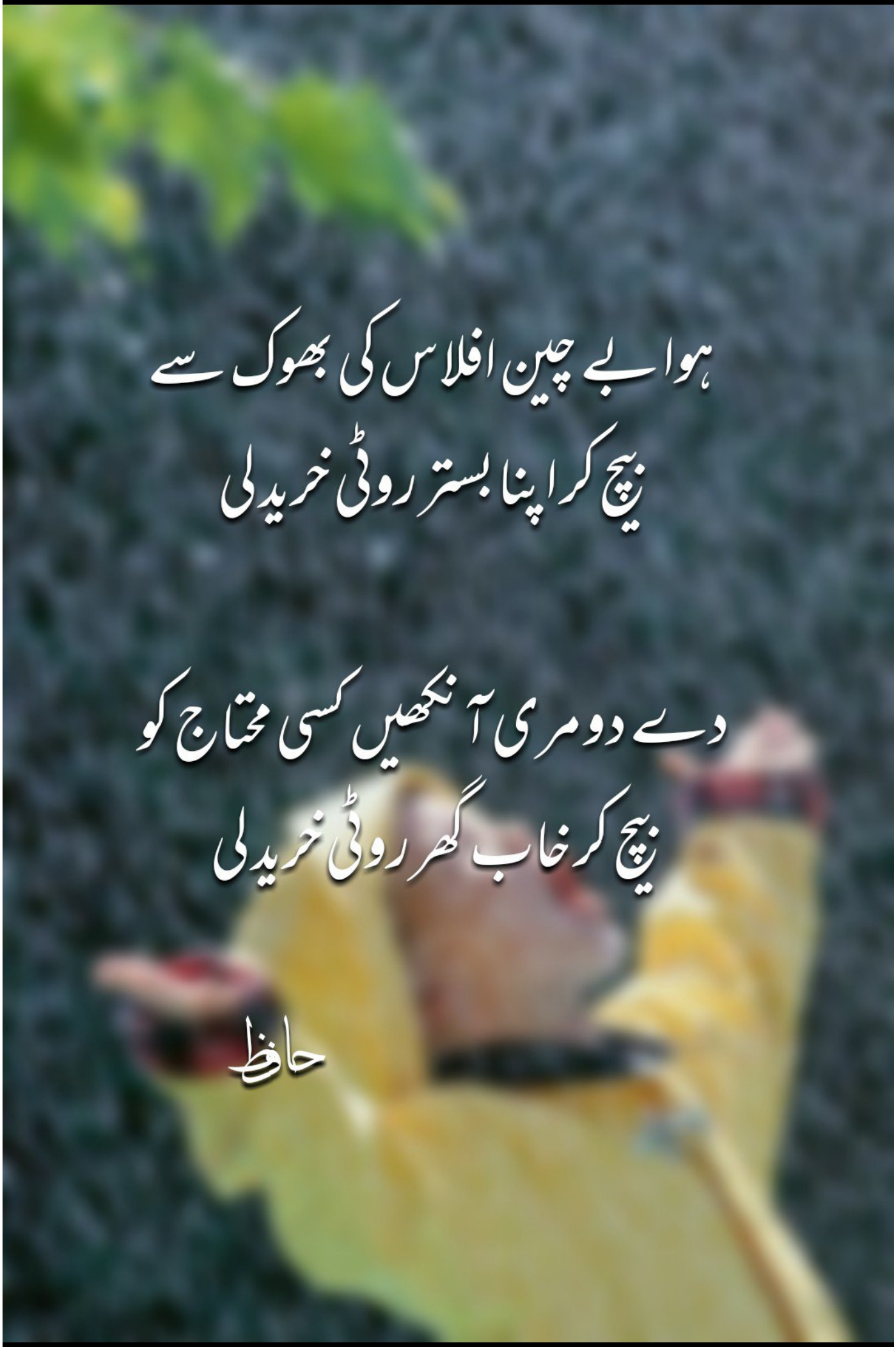
ہوا بے چین افلاس کی بھوک سے
بیچ کر اپنا بستر روٹی خرید لی
دے دو مری آنکھیں کسی محتاج کو
بیچ کر خاب گھر روٹی خرید لی
حافظ

جینے کے تُو سامان تو دے
مرے وجود کو جان تو دے

دیکھ کر عذاب پلٹتا نہیں
دلِ شکستہ میں ایمان تو دے

بہت متاثر ہے مری سماعت
خانۂ دل میں آذان تو دے

کیوں بھٹک رہا ہے آج بھی
بندۂ نادان کو قرآن تو دے

حافظ

جینے کے تُو سامان تو دے
مرے وجود کو جان تو دے

دیکھ کر عذاب پلٹتا نہیں
دلِ شکستہ میں ایمان تو دے

بہت متاثر ہے مری سماعت
خانۂ دل میں آذان تو دے

کیوں بھٹک رہا ہے آج بھی
بندۂ نادان کو قرآن تو دے

حافظ

ابھی سانس باقی ہے میں زندہ ہوں
ابھی آس باقی ہے میں زندہ ہوں

اک قطرہ شبنم پلا دے اے ساقی
ابھی پیاس باقی ہے میں زندہ ہوں

زندگی کی امید ہے یہ لذتِ درد
ابھی احساس باقی ہے میں زندہ ہوں

حافظ

ابھی سانس باقی ہے میں زندہ ہوں
ابھی آس باقی ہے میں زندہ ہوں

اک قطرہ شبنم پلا دے اے ساقی
ابھی پیاس باقی ہے میں زندہ ہوں

زندگی کی امید ہے یہ لذتِ درد
ابھی احساس باقی ہے میں زندہ ہوں

حافظ

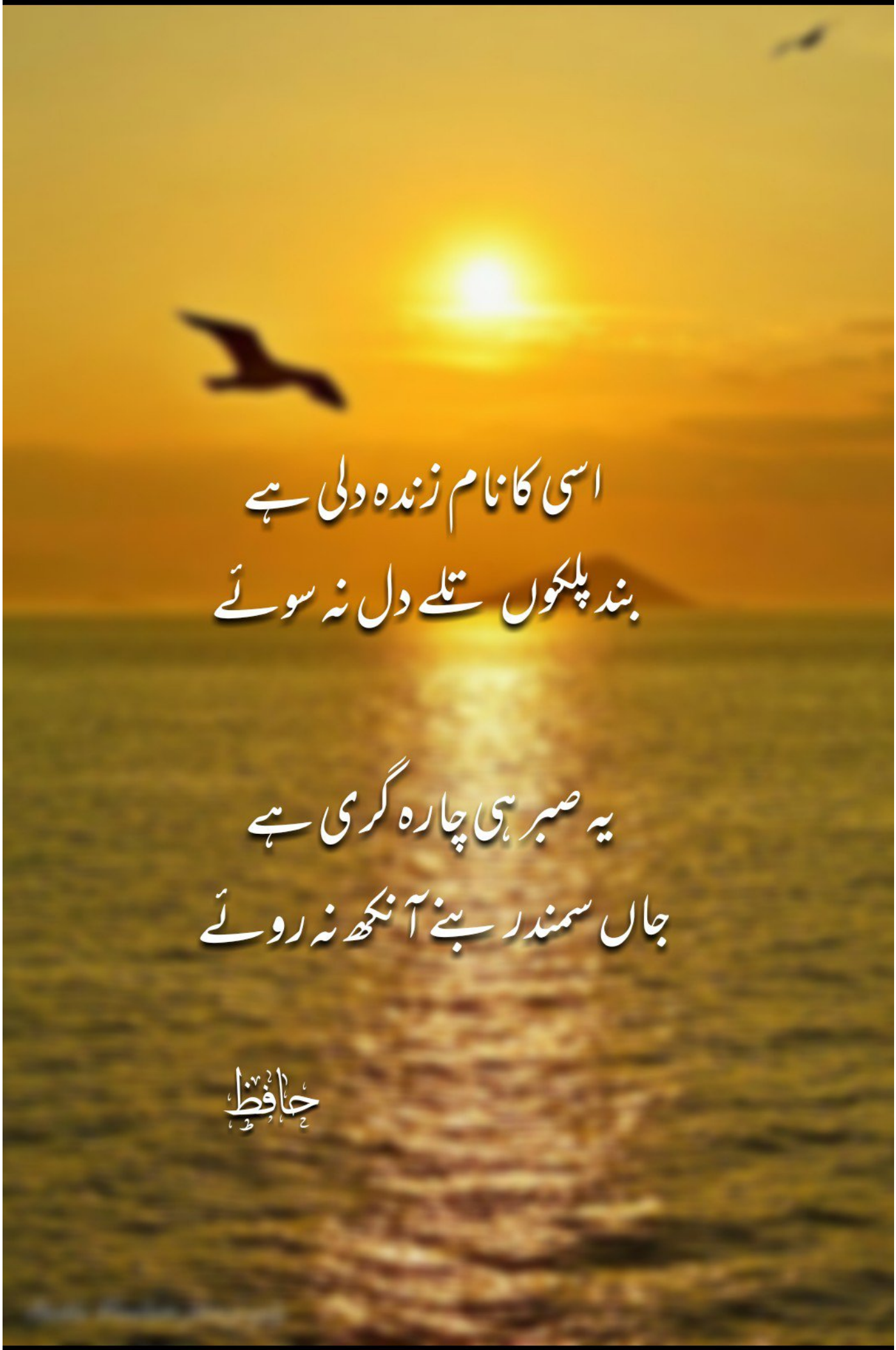
اسی کا نام زندہ دلی ہے
بند پلکوں تلے دل نہ سوئے
یہ صبر ہی چارہ گری ہے
جاں سمندر بنے آنکھ نہ روئے
حافظ

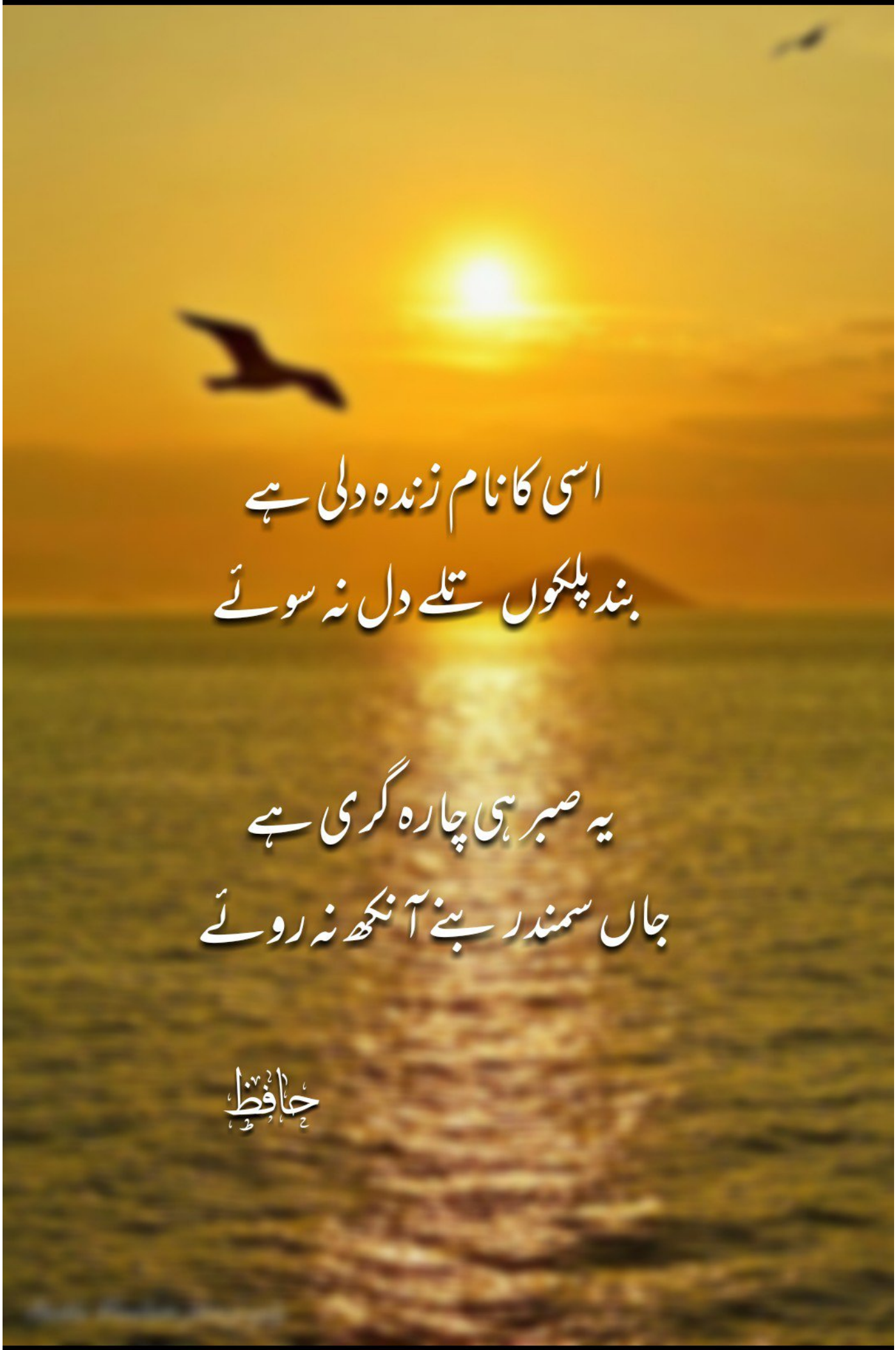
اسی کا نام زندہ دلی ہے
بند پلکوں تلے دل نہ سوئے
یہ صبر ہی چارہ گری ہے
جاں سمندر بنے آنکھ نہ روئے
حافظ

مظلوموں خوش ہو جاؤ
شائد کے دنیا قریب تھی
کہ تمھیں روند دیتی
اپنے پیروں کے نیچے۔۔۔۔
قریب تھا حق و سچ
ظلم اور زیادتی طاقت ور
کا حق سمجھ لیا جاتا۔۔۔۔
قریب تھا دنیا خدا کو بھلا دیتی
اور کمزور کو کمتر کر دیتی
اچانک اک بجلی کی چمک نے
سب روشن کر دیا
اس زمین میں تو
کوئی خدا نہیں
سب بے بس ہیں
وہ تو حقیر ہیں
وہ تو انسان ہیں

مظلوموں خوش ہو جاؤ
شائد کے دنیا قریب تھی
کہ تمھیں روند دیتی
اپنے پیروں کے نیچے۔۔۔۔
قریب تھا حق و سچ
ظلم اور زیادتی طاقت ور
کا حق سمجھ لیا جاتا۔۔۔۔
قریب تھا دنیا خدا کو بھلا دیتی
اور کمزور کو کمتر کر دیتی
اچانک اک بجلی کی چمک نے
سب روشن کر دیا
اس زمین میں تو
کوئی خدا نہیں
سب بے بس ہیں
وہ تو حقیر ہیں
وہ تو انسان ہیں

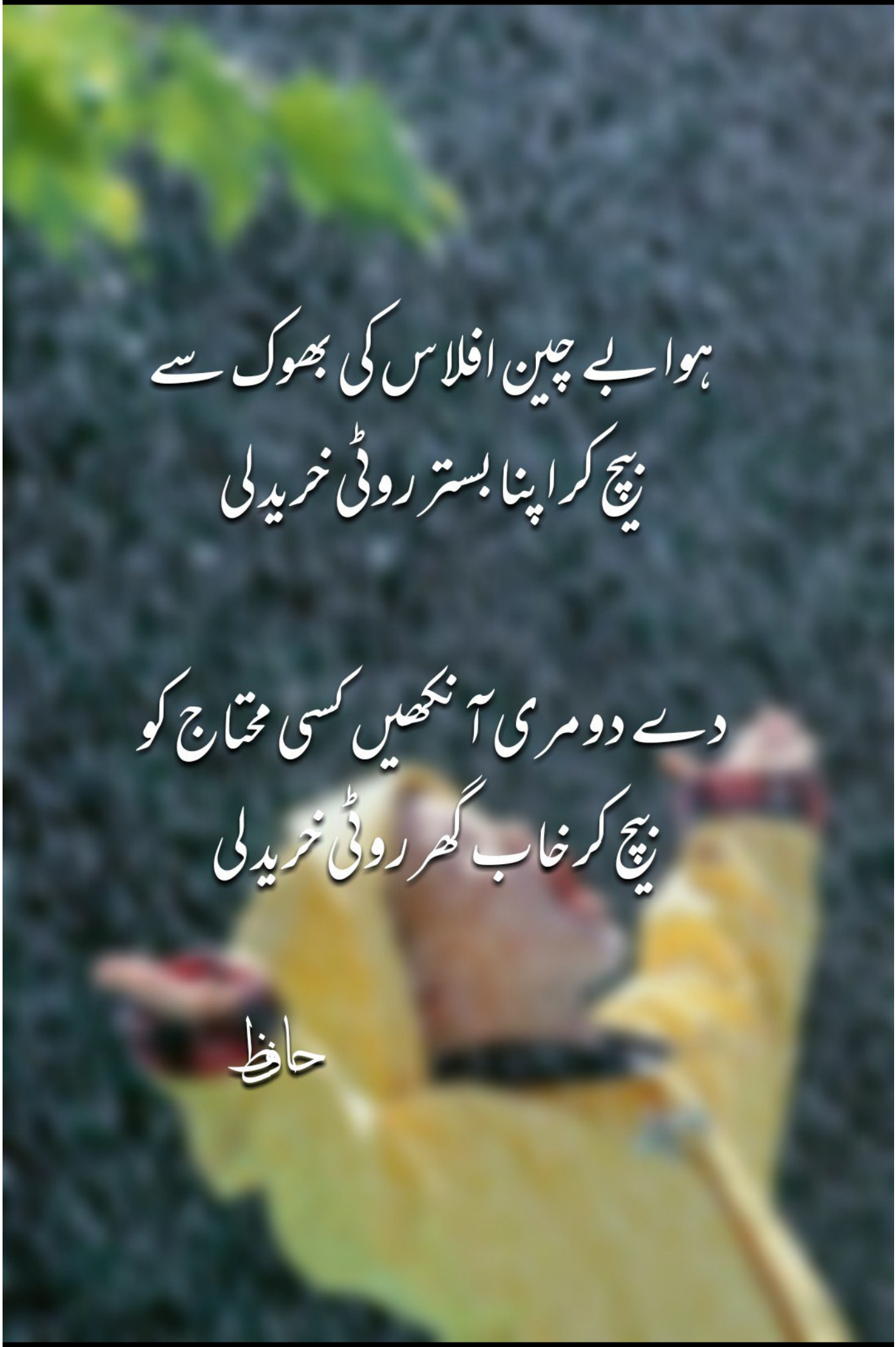
ہوا بے چین افلاس کی بھوک سے
بیچ کر اپنا بستر روٹی خرید لی
دے دو مری آنکھیں کسی محتاج کو
بیچ کر خاب گھر روٹی خرید لی
حافظ

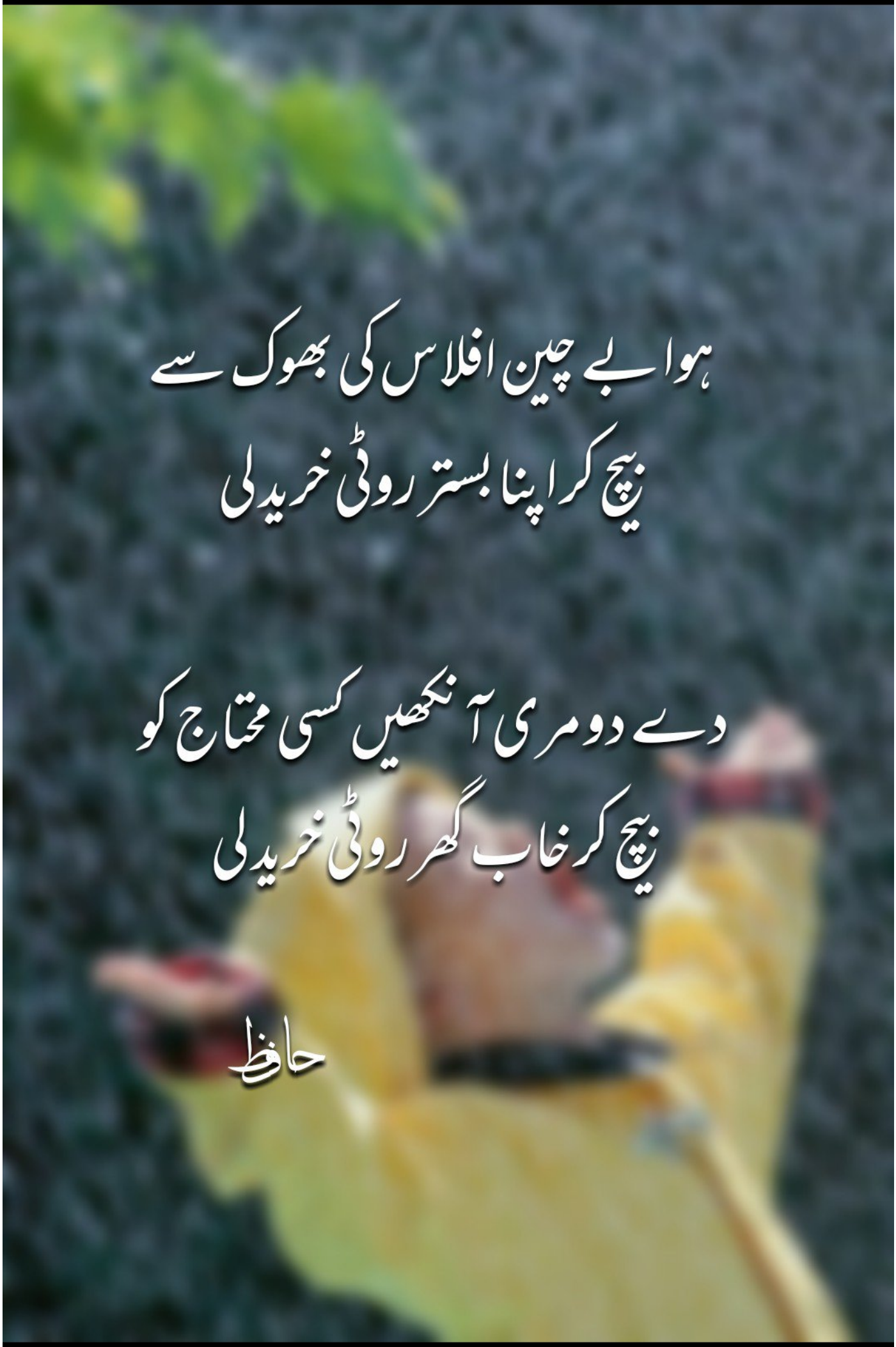
ہوا بے چین افلاس کی بھوک سے
بیچ کر اپنا بستر روٹی خرید لی
دے دو مری آنکھیں کسی محتاج کو
بیچ کر خاب گھر روٹی خرید لی
حافظ

جینے کے تُو سامان تو دے
مرے وجود کو جان تو دے

دیکھ کر عذاب پلٹتا نہیں
دلِ شکستہ میں ایمان تو دے

بہت متاثر ہے مری سماعت
خانۂ دل میں آذان تو دے

کیوں بھٹک رہا ہے آج بھی
بندۂ نادان کو قرآن تو دے

حافظ

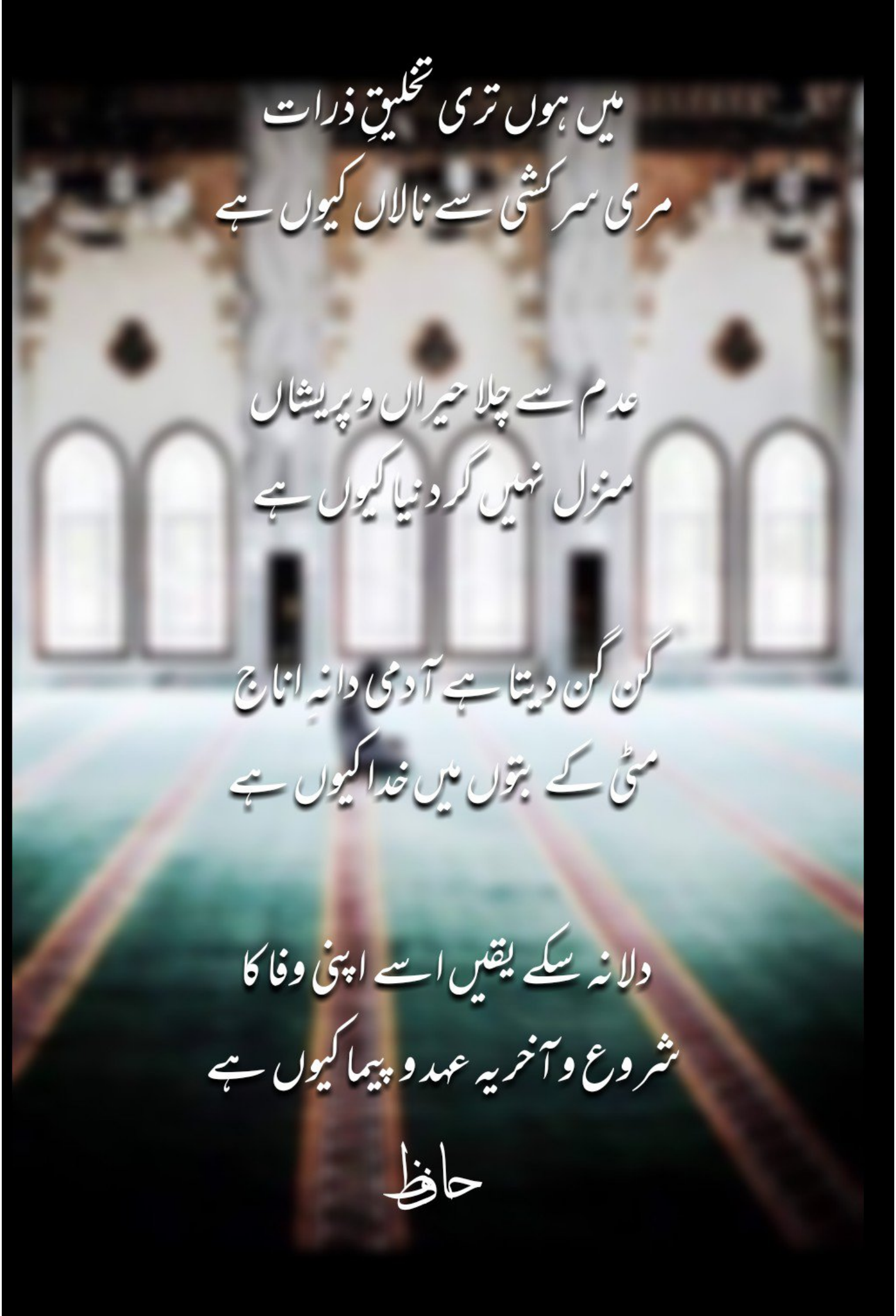

میں ہوں تری تخلیقِ ذرات
مری سرکشی سے نالاں کیوں ہے

عدم سے چلا حیراں و پریشاں
منزل نہیں گر دنیا کیوں ہے

گن گن دیتا ہے آدمی دانہِ اناج
مٹی کے بتوں میں خدا کیوں ہے

دلا نہ سکے یقیں اسے اپنی وفا کا
شروع و آخر یہ عہد و پیما کیوں ہے

حافظ

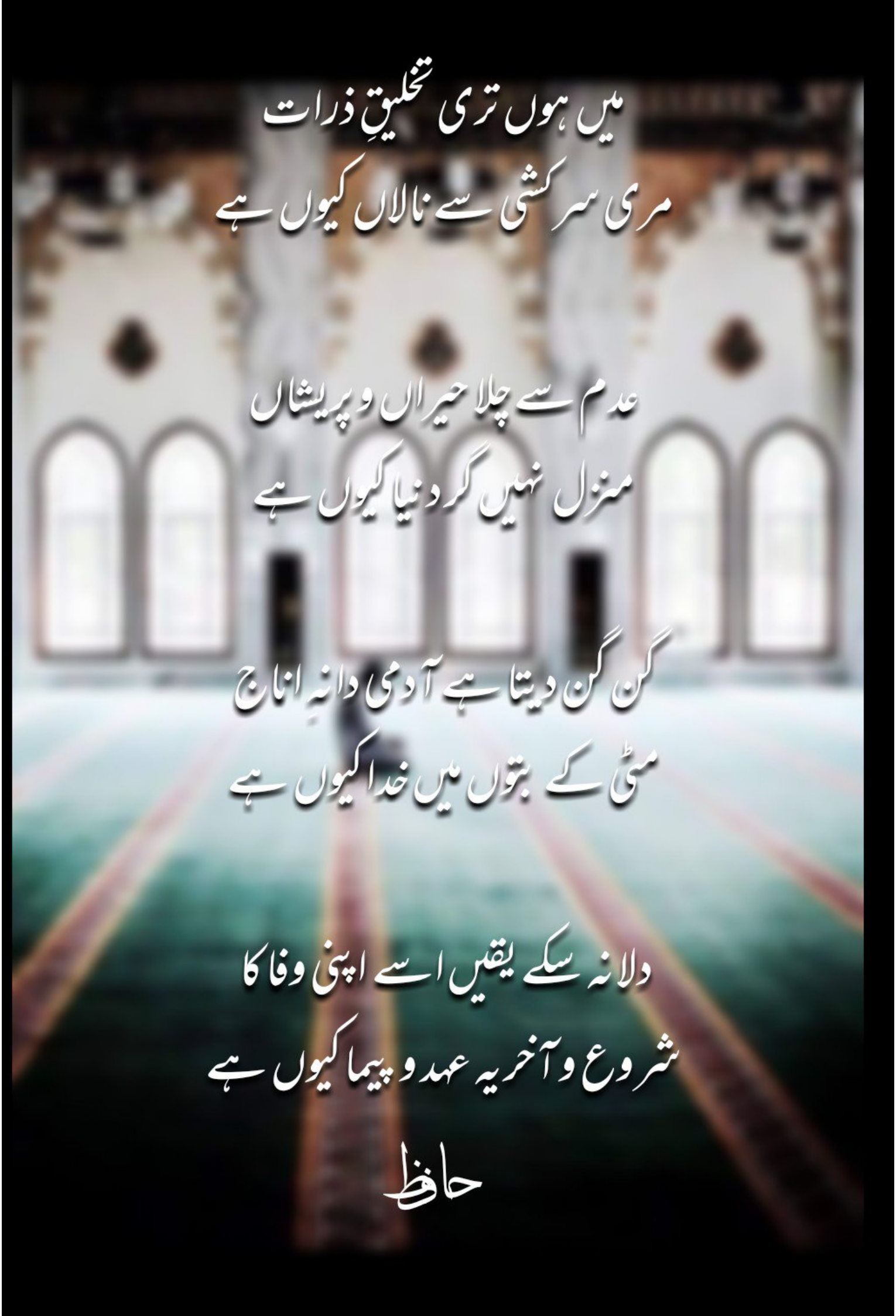

میں ہوں تری تخلیقِ ذرات
مری سرکشی سے نالاں کیوں ہے

عدم سے چلا حیراں و پریشاں
منزل نہیں گر دنیا کیوں ہے

گن گن دیتا ہے آدمی دانہِ اناج
مٹی کے بتوں میں خدا کیوں ہے

دلا نہ سکے یقیں اسے اپنی وفا کا
شروع و آخر یہ عہد و پیما کیوں ہے

حافظ

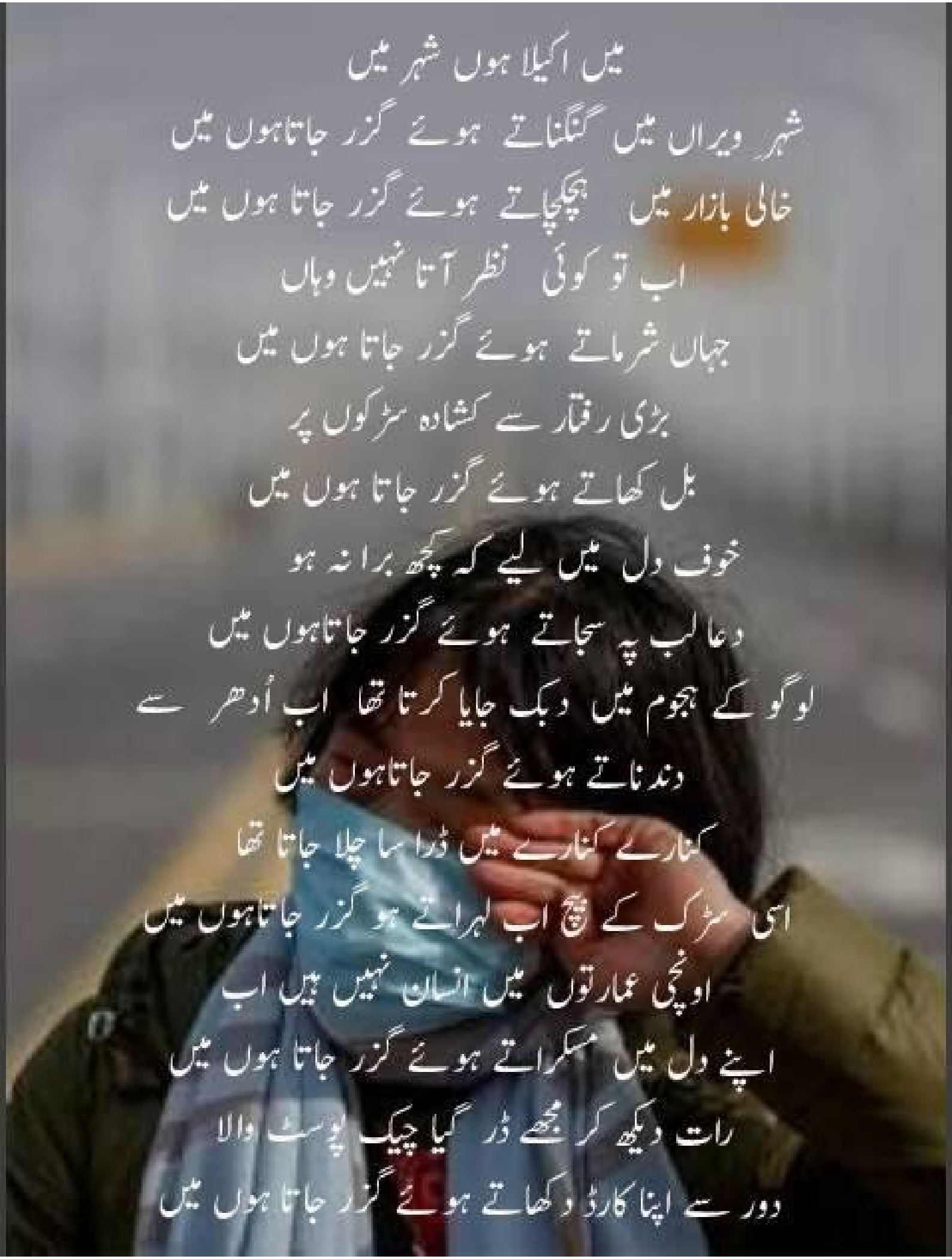
میں اکیلا ہوں شہر میں
شہر ویراں میں گنگناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
خالی بازار میں ہچکچاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
اب تو کوئی نظر آتا نہیں وہاں
جہاں شرماتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
بڑی رفتار سے کشادہ سڑکوں پر
بل کھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
خوف دل میں لیے کہ کچھ برا نہ ہو
دعا لب پہ سجاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
لوگوں کے ہجوم میں دبک جایا کرتا تھا اب اُدھر سے
دندناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
کنارے کنارے میں ڈرا سا چلا جاتا تھا
اسی سڑک کے بیچ اب لہراتے ہو گزر جاتا ہوں میں
اونچی عمارتوں میں انسان نہیں ہیں اب
اپنے دل میں مسکراتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
رات دیکھ کر مجھے ڈر گیا چیک پوسٹ والا
دور سے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

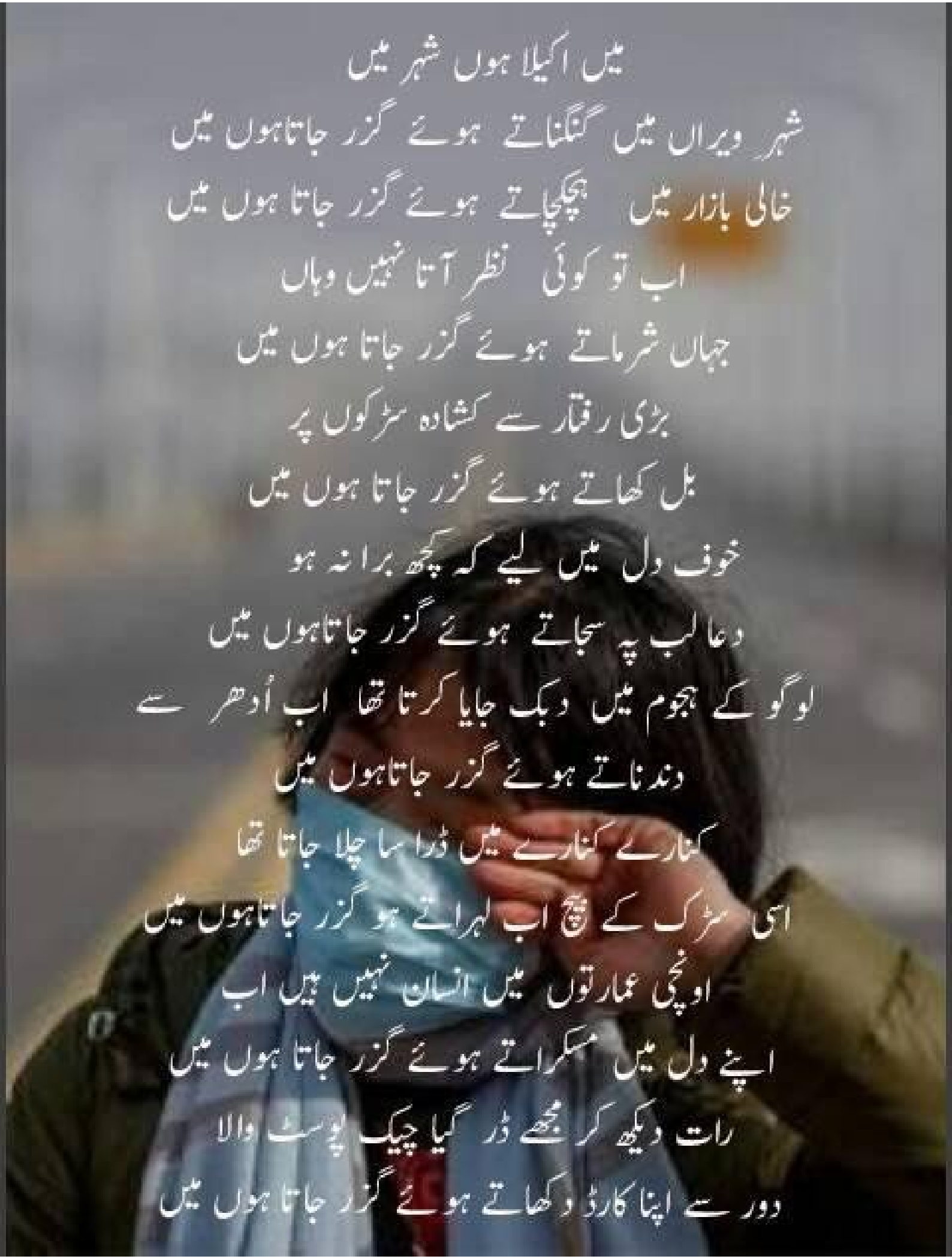
میں اکیلا ہوں شہر میں
شہر ویراں میں گنگناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
خالی بازار میں ہچکچاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
اب تو کوئی نظر آتا نہیں وہاں
جہاں شرماتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
بڑی رفتار سے کشادہ سڑکوں پر
بل کھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
خوف دل میں لیے کہ کچھ برا نہ ہو
دعا لب پہ سجاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
لوگوں کے ہجوم میں دبک جایا کرتا تھا اب اُدھر سے
دندناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
کنارے کنارے میں ڈرا سا چلا جاتا تھا
اسی سڑک کے بیچ اب لہراتے ہو گزر جاتا ہوں میں
اونچی عمارتوں میں انسان نہیں ہیں اب
اپنے دل میں مسکراتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
رات دیکھ کر مجھے ڈر گیا چیک پوسٹ والا
دور سے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

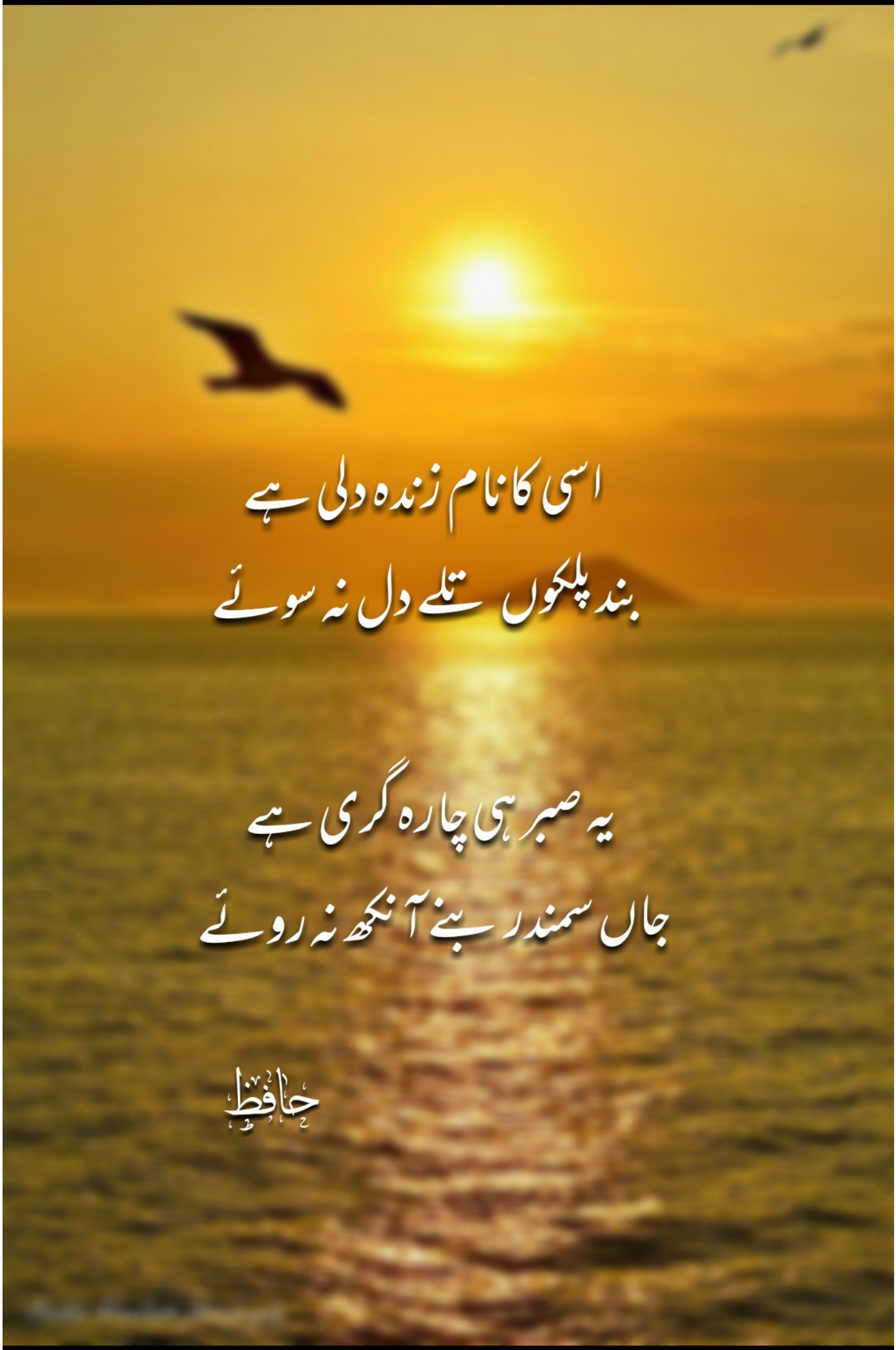
اسی کا نام زندہ دلی ہے
بند پلکوں تلے دل نہ سوئے
یہ صبر ہی چارہ گری ہے
جاں سمندر بنے آنکھ نہ روئے
حافظ

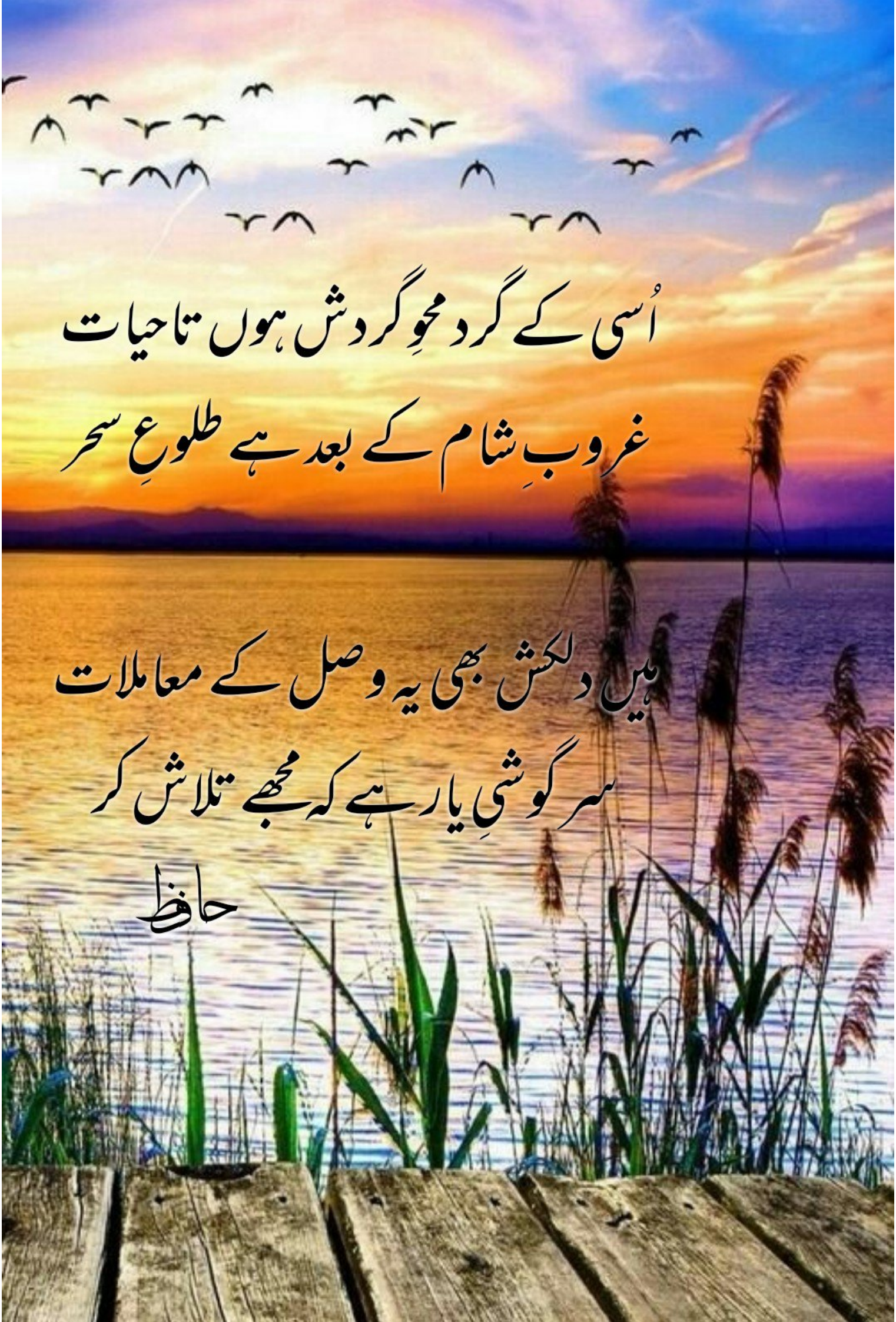
اُسی کے گرد محوِ گردش ہوں تاحیات
غروبِ شام کے بعد ہے طلوعِ سحر
ہیں دلکش بھی یہ وصل کے معاملات
سرگوشیِ یار ہے کہ مجھے تلاش کر
حافظ

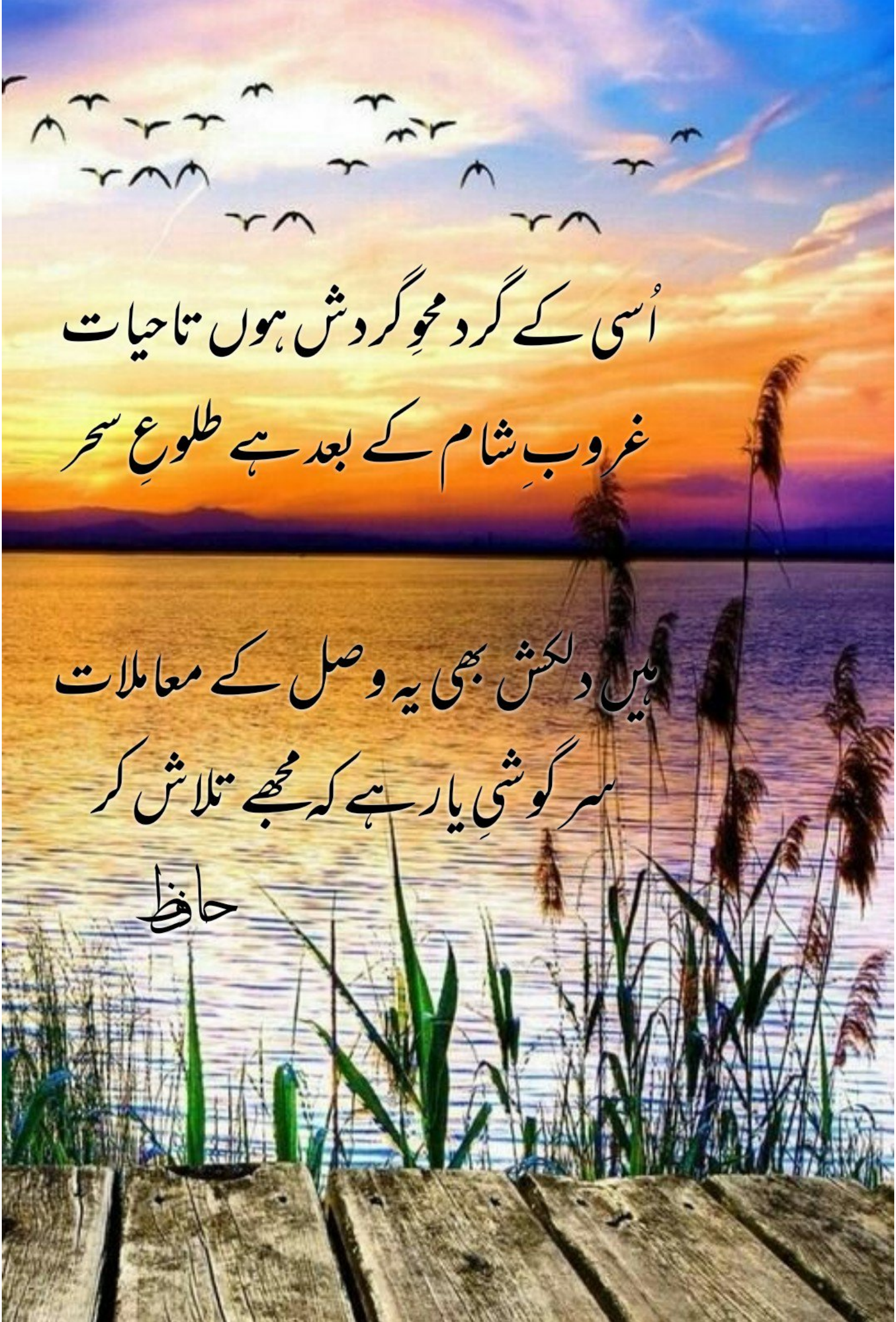
اُسی کے گرد محوِ گردش ہوں تاحیات
غروبِ شام کے بعد ہے طلوعِ سحر
ہیں دلکش بھی یہ وصل کے معاملات
سرگوشیِ یار ہے کہ مجھے تلاش کر
حافظ

قبر کالی اندر دل خالی اتھے زمیں آسمان نئی
سودے جیون دے بوتے کیتے مرن دا سامان نئی
کی لبھدا منہ کر سوہنڑا دل وچ جیہڑ ایمان نئی
نئی جچدا عالم فاضل ہتھ وچ جیہڑ قرآن نئی
حافظ عرفان

قبر کالی اندر دل خالی اتھے زمیں آسمان نئی
سودے جیون دے بوتے کیتے مرن دا سامان نئی
کی لبھدا منہ کر سوہنڑا دل وچ جیہڑ ایمان نئی
نئی جچدا عالم فاضل ہتھ وچ جیہڑ قرآن نئی
حافظ عرفان

ابھی سانس باقی ہے میں زندہ ہوں
ابھی آس باقی ہے میں زندہ ہوں

اک قطرہ شبنم پلا دے اے ساقی
ابھی پیاس باقی ہے میں زندہ ہوں

زندگی کی امید ہے یہ لذتِ درد
ابھی احساس باقی ہے میں زندہ ہوں

حافظ

ابھی سانس باقی ہے میں زندہ ہوں
ابھی آس باقی ہے میں زندہ ہوں

اک قطرہ شبنم پلا دے اے ساقی
ابھی پیاس باقی ہے میں زندہ ہوں

زندگی کی امید ہے یہ لذتِ درد
ابھی احساس باقی ہے میں زندہ ہوں

حافظ

اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈلدے
زنگ دلاں دے کدی نہ دھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑ دی
ہجر دے پتھر کدی نہ گلدے

اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈلدے
زنگ دلاں دے کدی نہ دھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑ دی
ہجر دے پتھر کدی نہ گلدے

اقامت صلوۃ سے جڑی اقامتِ دین
مٹی میں سر بسجود ملتی ہے امامتِ دین

نماز فجر کی صفیں ہیں پیغامِ غزوات
بندہِ مجاہد کے ہاتھ ہے نظامتِ دین

جنت کے سائے ہیں لشکر کے سروں پہ
میزانِ عدل سے قائم عدالتِ دین

ان کی خوبی بنی فقط حب رسول
تھی قوتِ زمانہ جن کی کرامتِ دین

حافظ

اقامت صلوۃ سے جڑی اقامتِ دین
مٹی میں سر بسجود ملتی ہے امامتِ دین

نماز فجر کی صفیں ہیں پیغامِ غزوات
بندہِ مجاہد کے ہاتھ ہے نظامتِ دین

جنت کے سائے ہیں لشکر کے سروں پہ
میزانِ عدل سے قائم عدالتِ دین

ان کی خوبی بنی فقط حب رسول
تھی قوتِ زمانہ جن کی کرامتِ دین

حافظ

ہتھ اچ پھڑ کے تسبی پھیر یا چاروں پاسے
زنگ کنا جمایا اپنے دل کی، ویکھے ذرا ہلا کے
حافظ عرفان
صورتوں جیا تو لگدا ایویں سیرتوں لگیں سائی
جیڑا اُناں دا اُناں دا کملی والے آپے گل مکائی
کوڑے پھلاں دا ٹل نہ کوئی سودے ہوسن کھرے
پکے ہوسن سچے پاسے تے کچے ہوسن پرے

ہتھ اچ پھڑ کے تسبی پھیر یا چاروں پاسے
زنگ کنا جمایا اپنے دل کی، ویکھے ذرا ہلا کے
حافظ عرفان
صورتوں جیا تو لگدا ایویں سیرتوں لگیں سائی
جیڑا اُناں دا اُناں دا کملی والے آپے گل مکائی
کوڑے پھلاں دا ٹل نہ کوئی سودے ہوسن کھرے
پکے ہوسن سچے پاسے تے کچے ہوسن پرے

نکالے بحرِ نسیان سے گوہرِ آشنائی
سیکھنے سے سیکھا کچھ بھی نہیں

دل کی زمین پہ ہے اس کا عکس
اور آسماں پہ دیکھا کچھ بھی نہیں

آتا ہے وہ شدتِ جذبات سے قریب
ڈھونڈنے سے تو پایا کچھ بھی

ھو میں پنہاں ہے کتابوں کا نچوڑ
عرفان سوچا سمجھا کچھ بھی نہیں

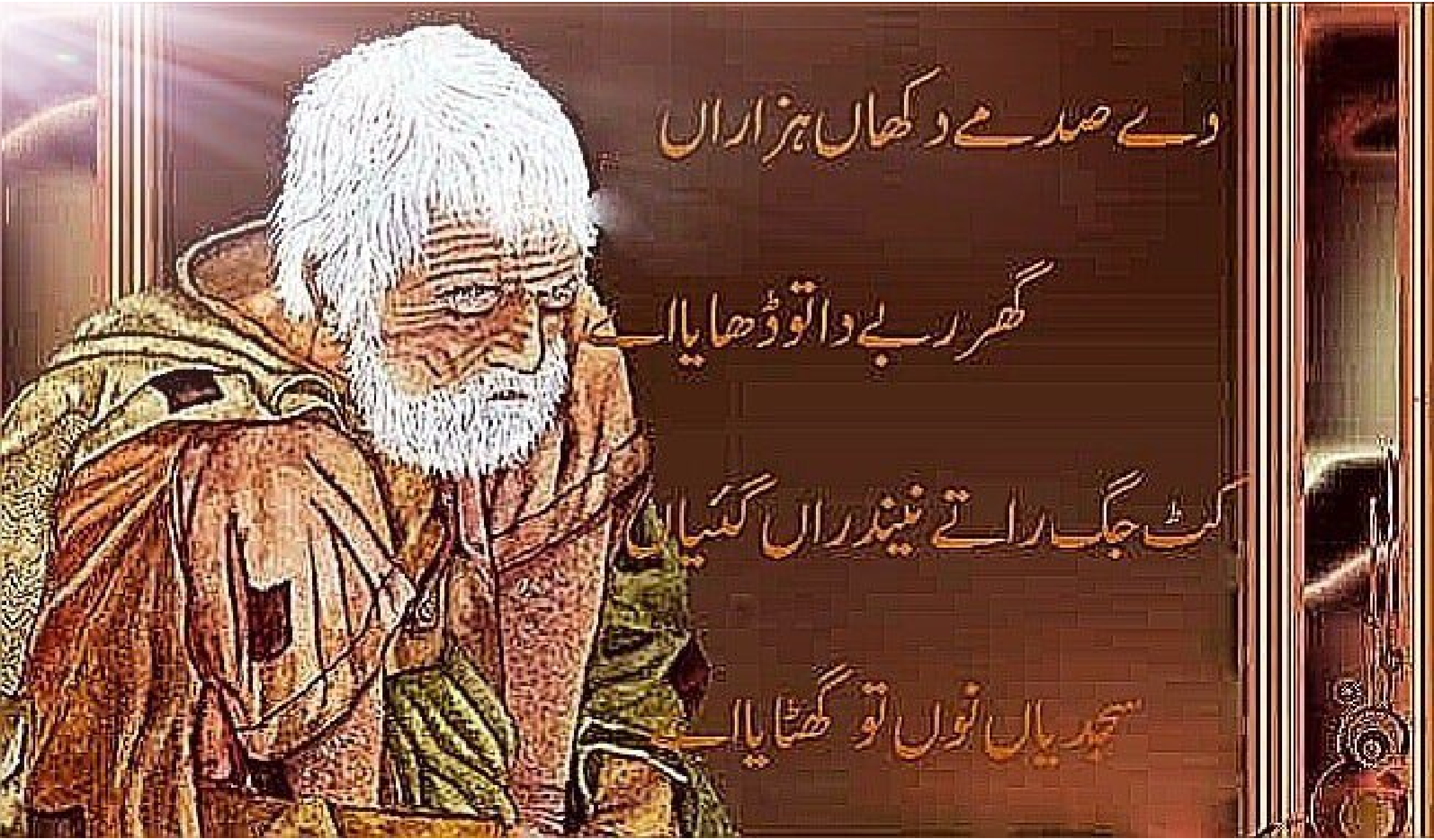
وے صدمے دکھاں ہزاراں
گھر رب دا توڈھایا اے
اکٹھ جگ راتے نیندراں گئیاں
مسجد یاں نوں تو گھٹایا اے

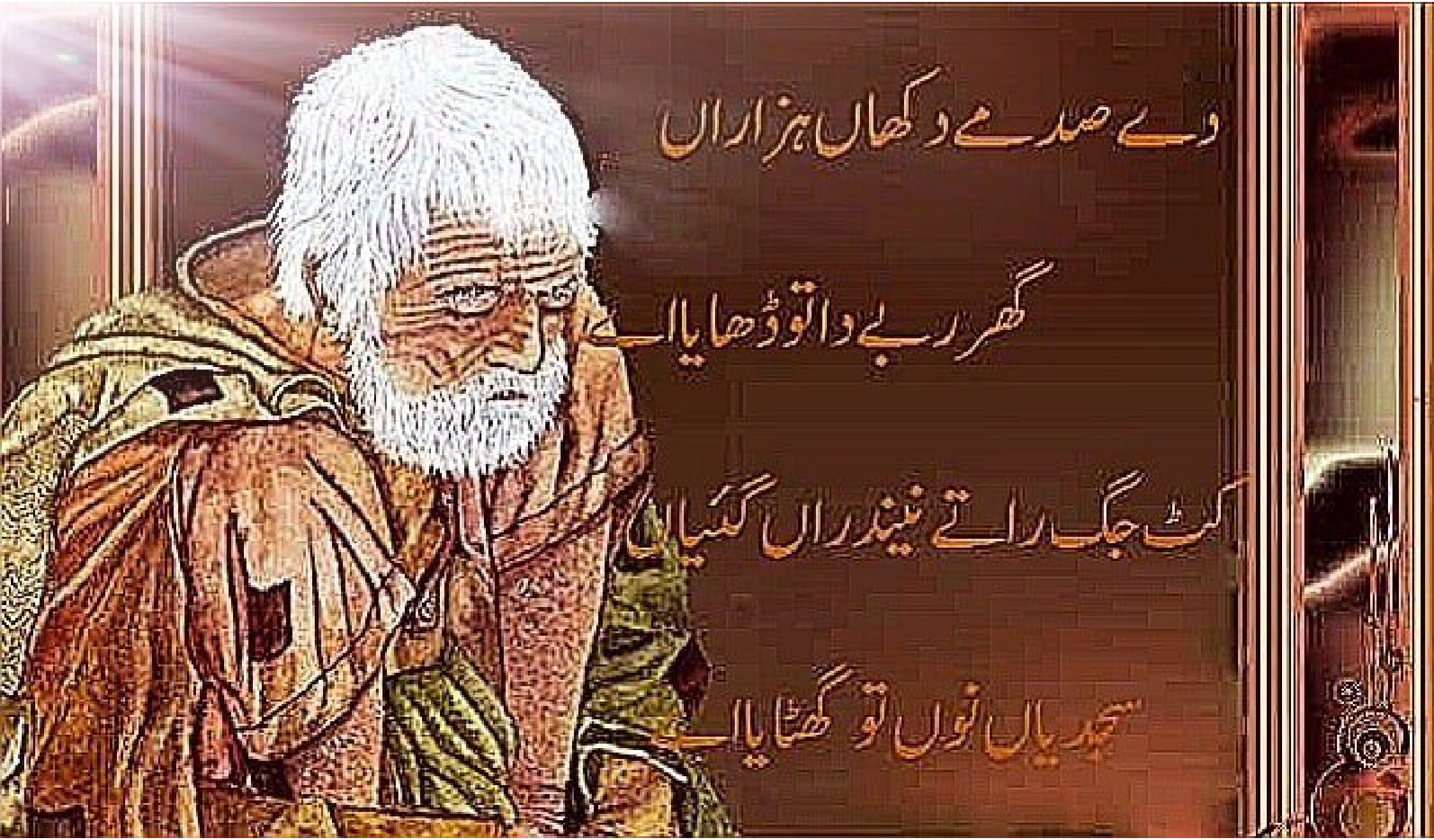
وے صدمے دکھاں ہزاراں
گھر رب دا توڈھایا اے
اکٹھ جگ راتے نیندراں گئیاں
مسجد یاں نوں تو گھٹایا اے

تسبیاں
کلام
عرفان
لوکی پچھن کی کرنا آں
کی دساں لوگ وڈرنا آں
من دی خالی تھالی وچ
امید دے موتی بھرنا آں
مرمنگا تیرے کولوں ربا
تیرے دوارے جھڑنا آں
جس نوں ملیا اوہی ولیا
کیدے لیے فرسڑنا آں
قبر اندروں خالی نہ ویکھی
کیوں کھیسے اپنے بھرنا آں

تسبیاں
کلام
عرفان
لوکی پچھن کی کرنا آں
کی دساں لوگ وڈرنا آں
من دی خالی تھالی وچ
امید دے موتی بھرنا آں
مرمنگا تیرے کولوں ربا
تیرے دوارے جھڑنا آں
جس نوں ملیا اوہی ولیا
کیدے لیے فرسڑنا آں
قبر اندروں خالی نہ ویکھی
کیوں کھیسے اپنے بھرنا آں

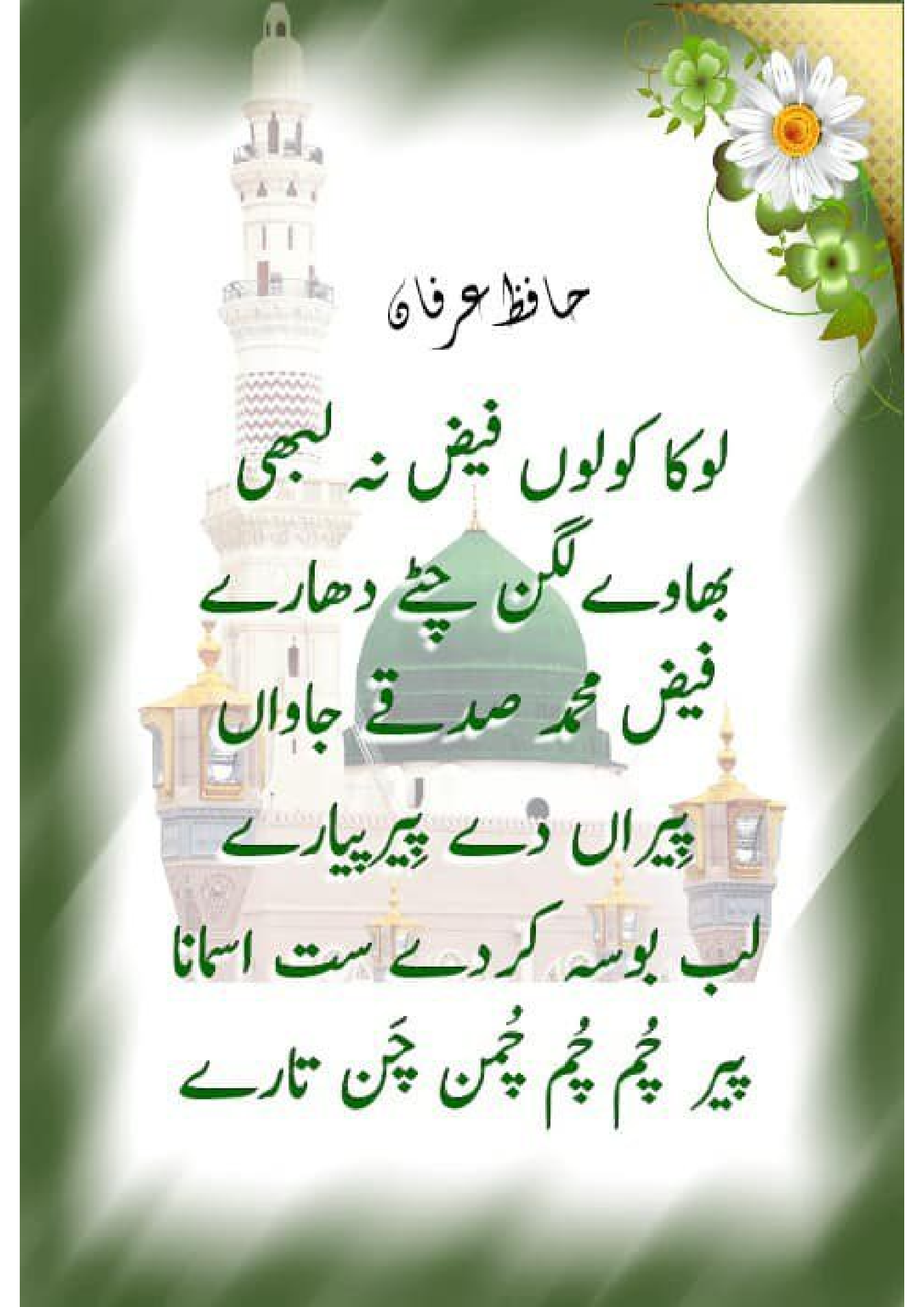

حافظ عرفان

لوکا کولوں فیض نہ لبھی
بھاوے لگن چٹے دھارے
فیض محمد صدقے جاواں
پیراں دے پیر پیارے
لب بوسہ کردے ست اسمانا
پیر چُم چُم چُمن چَن تارے

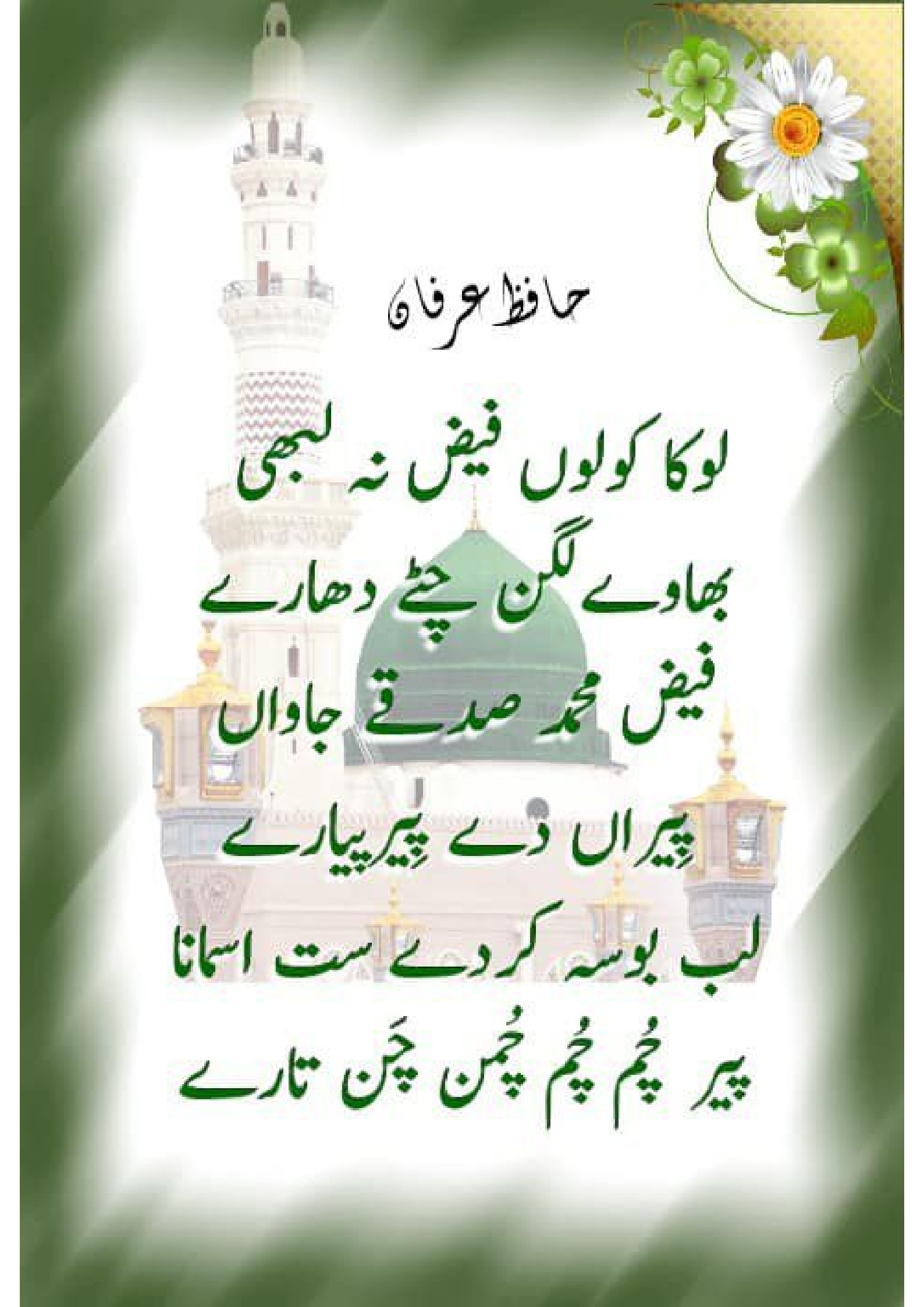

حافظ عرفان

لوکا کولوں فیض نہ لبھی
بھاوے لگن چٹے دھارے
فیض محمد صدقے جاواں
پیراں دے پیر پیارے
لب بوسہ کردے ست اسمانا
پیر چُم چُم چُمن چَن تارے

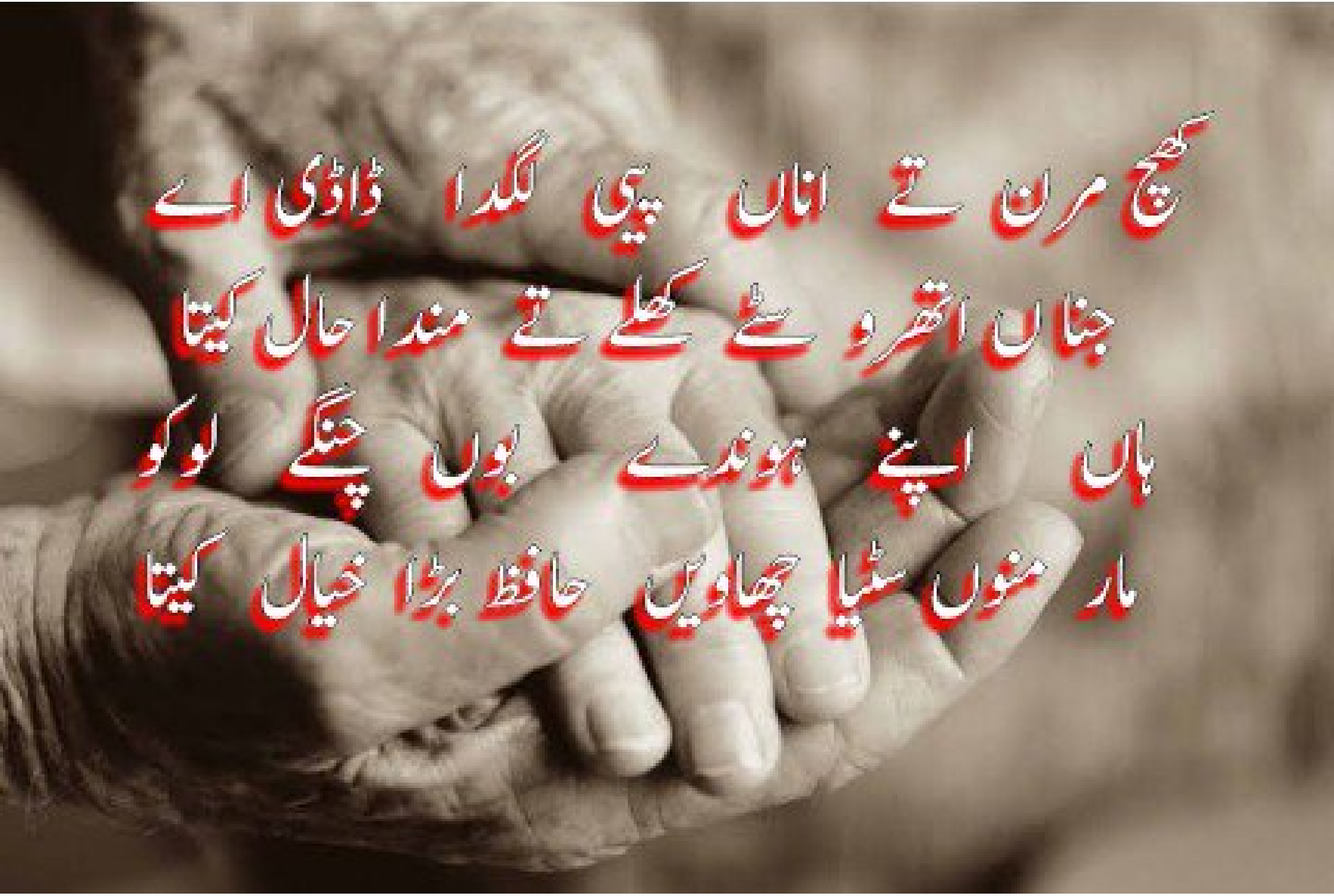
کچ مرن تے اناں پئی لگدا ڈاڈی اے
جناں اتھرو سڑے کھلے تے منداحال کیتا
ہاں اپنے ہوندے ہوں چنگے لوکو
مار منوں سٹیا چھڈیں حافظ بڑا خیال کیتا

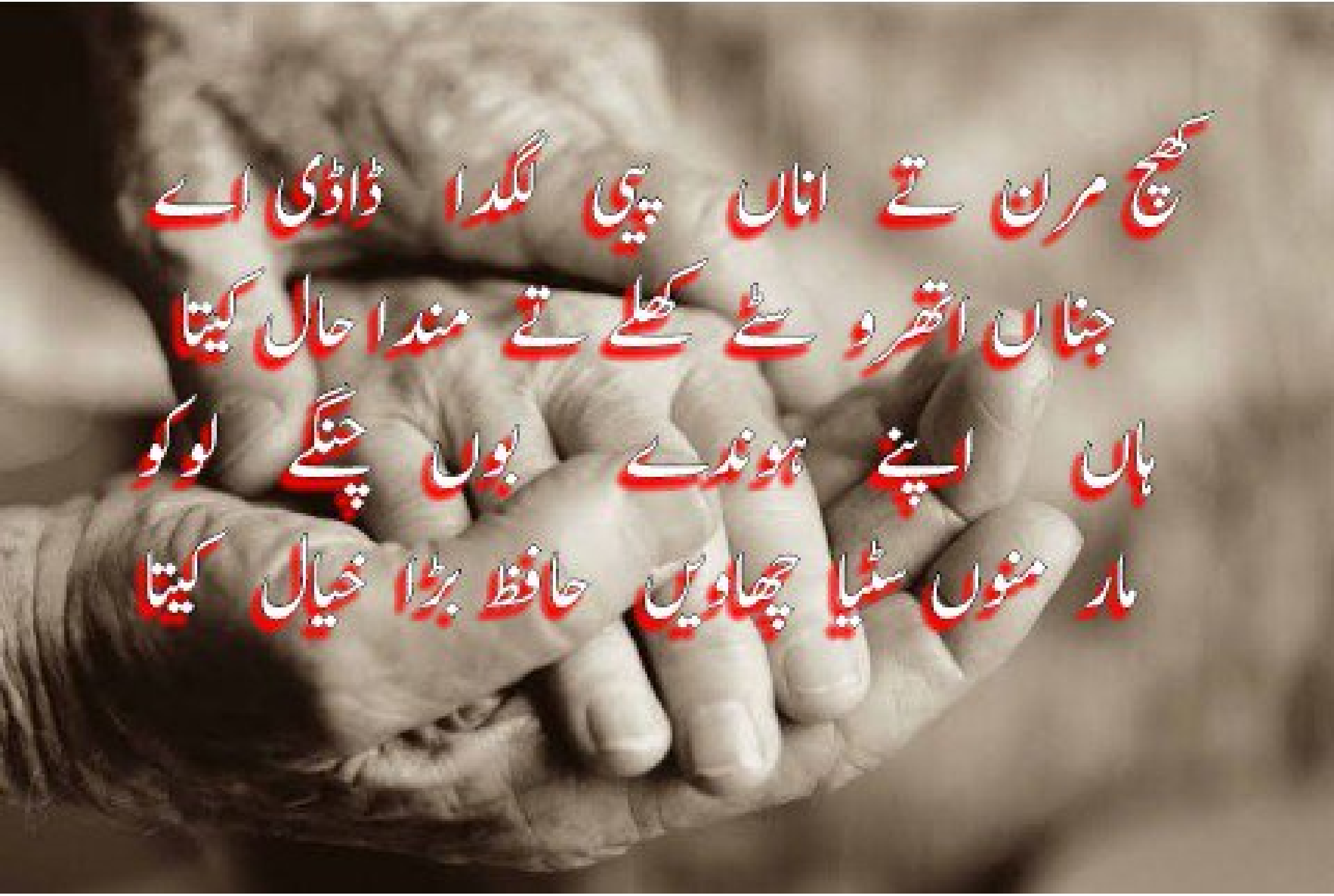
کچ مرن تے اناں پئی لگدا ڈاڈی اے
جناں اتھرو سڑے کھلے تے منداحال کیتا
ہاں اپنے ہوندے ہوں چنگے لوکو
مار منوں سٹیا چھڈیں حافظ بڑا خیال کیتا

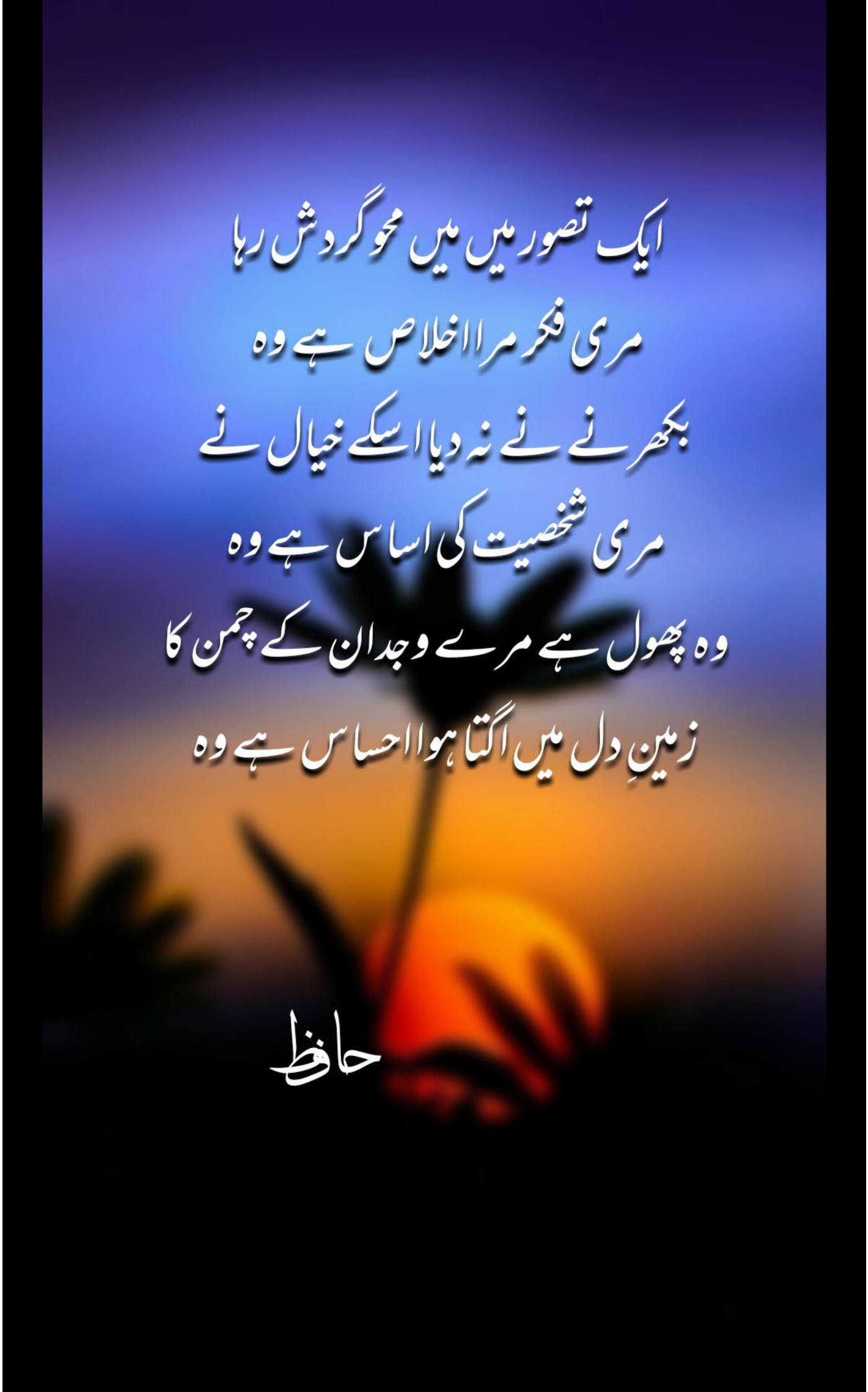
ایک تصور میں میں محو گردش رہا
مری فکر مرا اخلاص ہے وہ
بکھرنے نے نہ دیا اسکے خیال نے
مری شخصیت کی اساس ہے وہ
وہ پھول ہے مرے وجدان کے چمن کا
زمینِ دل میں اگتا ہوا احساس ہے وہ
حافظ

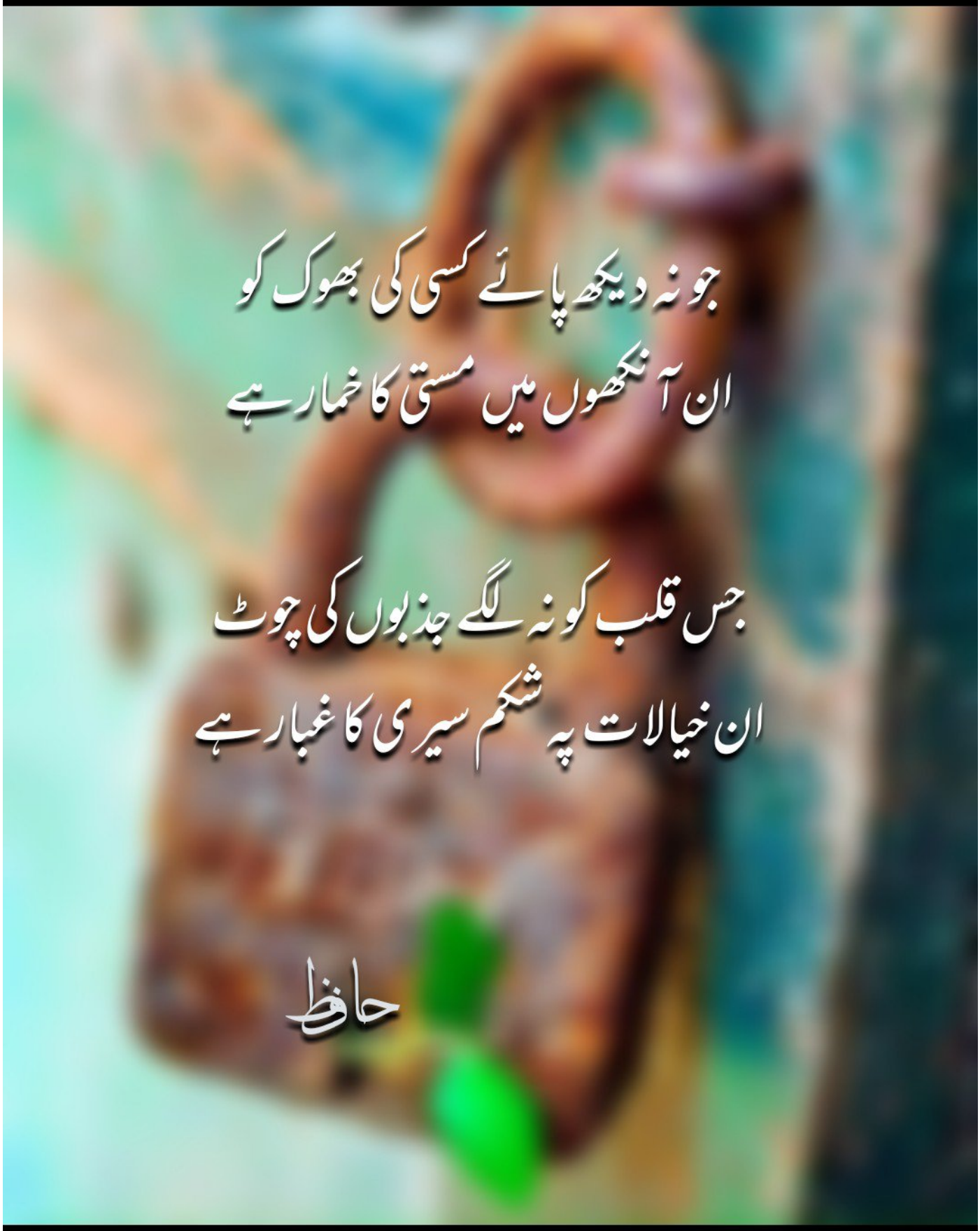
جو نہ دیکھ پائے کسی کی بھوک کو
ان آنکھوں میں مستی کا خمار ہے
جس قلب کو نہ لگے جذبوں کی چوٹ
ان خیالات پہ شکم سیری کا غبار ہے
حافظ

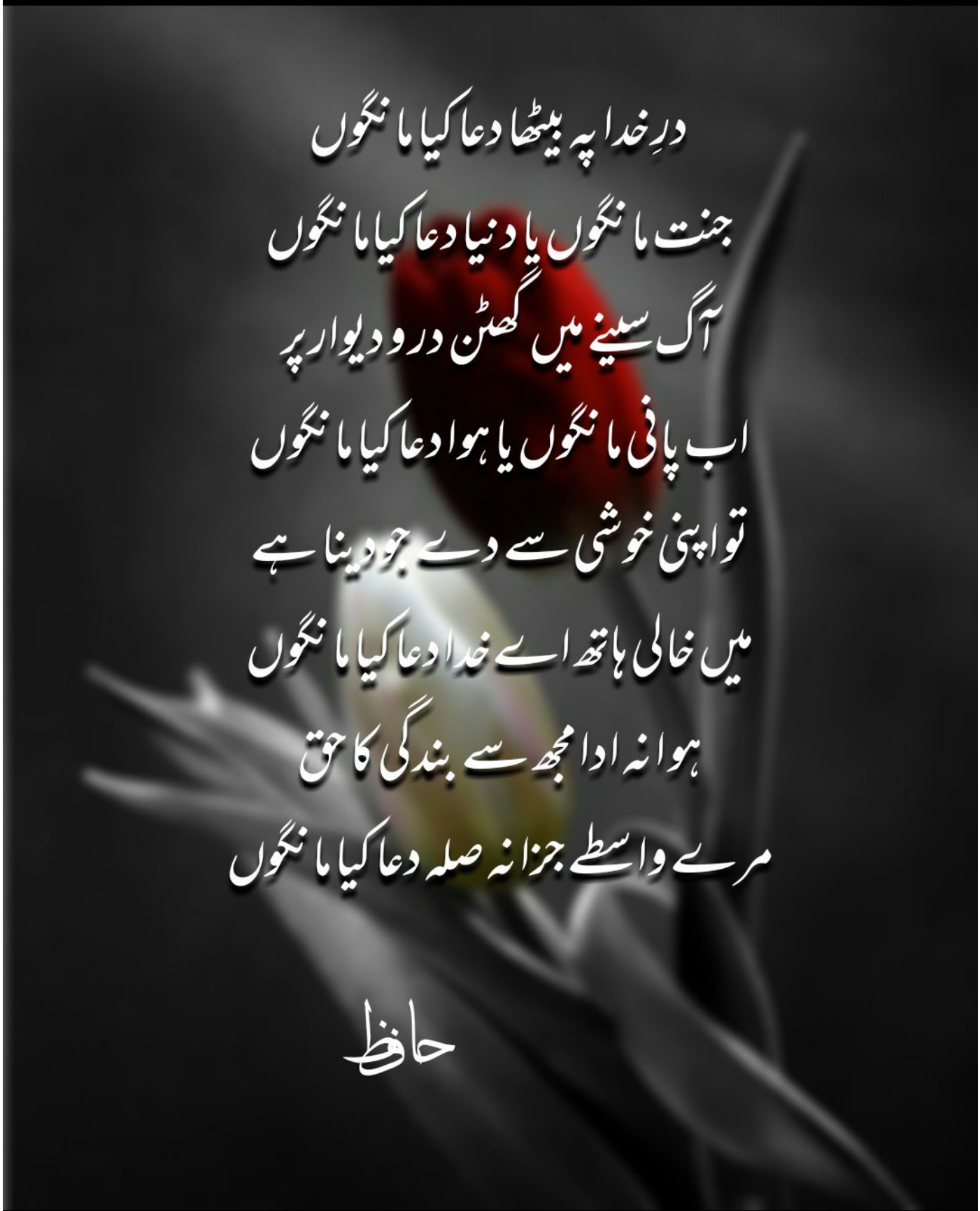
درِ خدا پہ بیٹھا دعا کیا مانگوں
جنت مانگوں یا دنیا دعا کیا مانگوں
آگ سینے میں گھٹن در و دیوار پر
اب پانی مانگوں یا ہوا دعا کیا مانگوں
تو اپنی خوشی سے دے جو دینا ہے
میں خالی ہاتھ اے خدا دعا کیا مانگوں
ہو نہ ادا مجھ سے بندگی کا حق
مرے واسطے جزا نہ صلہ دعا کیا مانگوں
حافظ

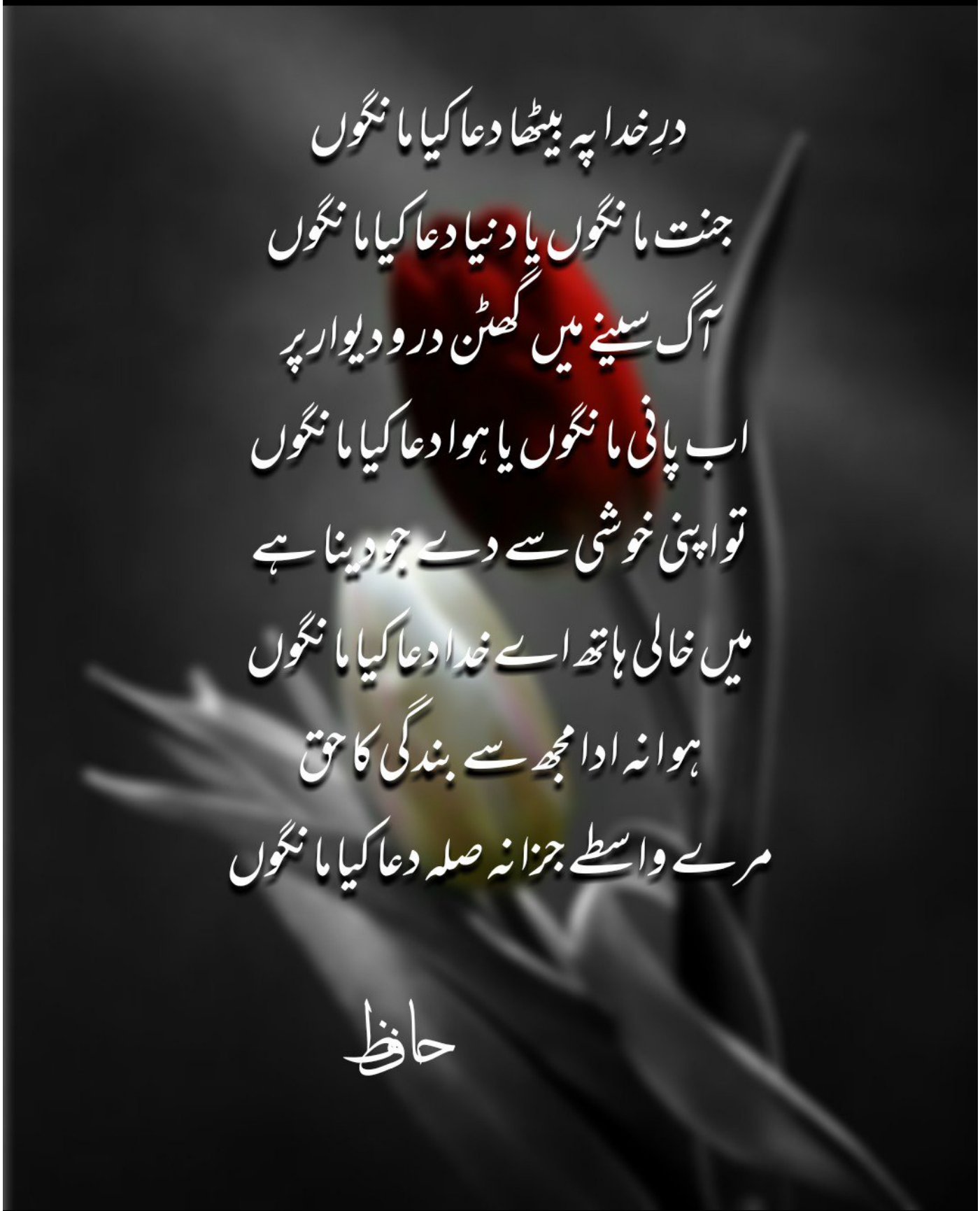
درِ خدا پہ بیٹھا دعا کیا مانگوں
جنت مانگوں یا دنیا دعا کیا مانگوں
آگ سینے میں گھٹن در و دیوار پر
اب پانی مانگوں یا ہوا دعا کیا مانگوں
تو اپنی خوشی سے دے جو دینا ہے
میں خالی ہاتھ اے خدا دعا کیا مانگوں
ہو نہ ادا مجھ سے بندگی کا حق
مرے واسطے جزا نہ صلہ دعا کیا مانگوں
حافظ

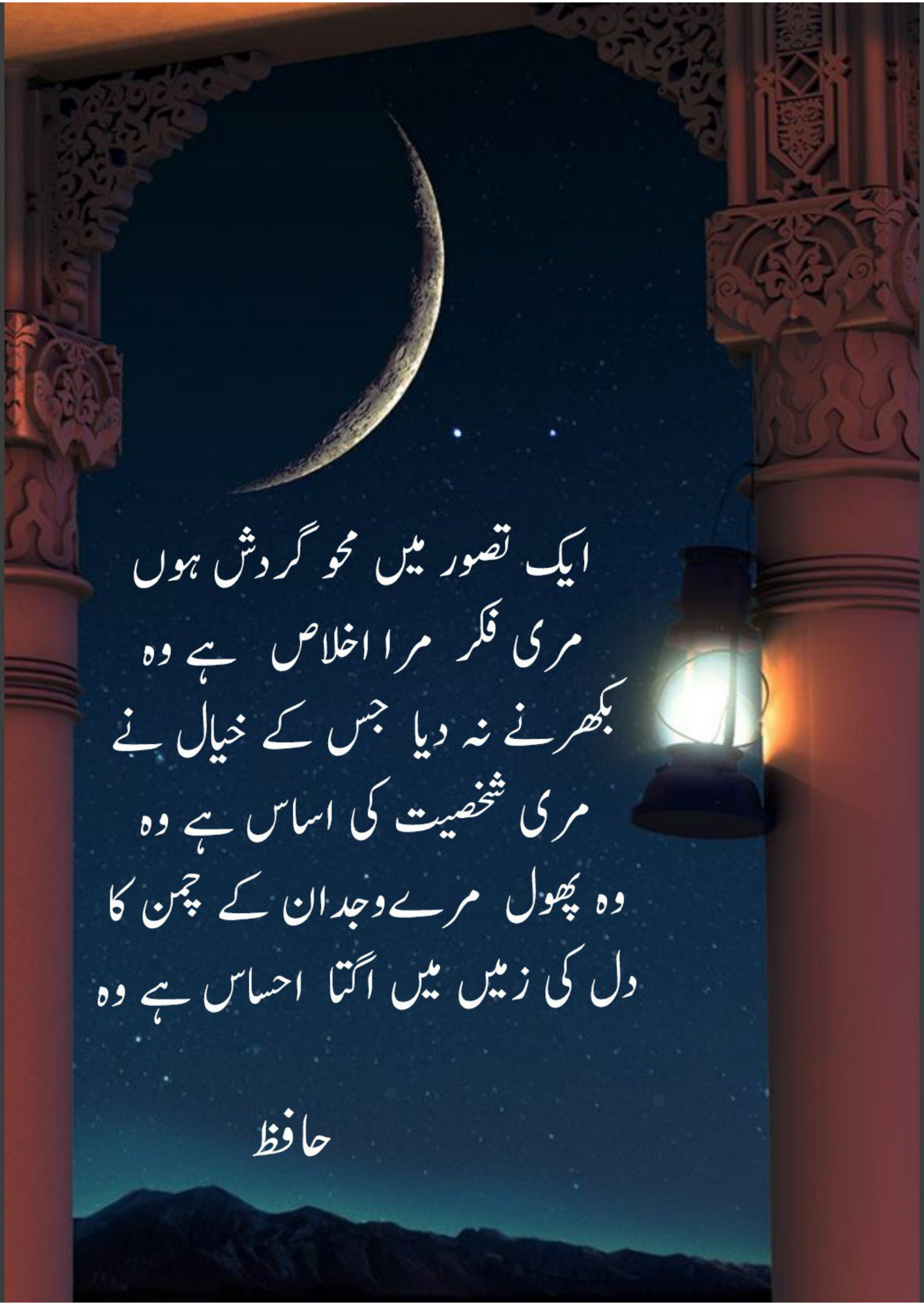
ایک تصور میں محو گردش ہوں
مری فکر مرا اخلاص ہے وہ
بکھرنے نہ دیا جس کے خیال نے
مری شخصیت کی اساس ہے وہ
وہ پھول مرے وجدان کے چمن کا
دل کی زمیں میں اگتا احساس ہے وہ
حافظ

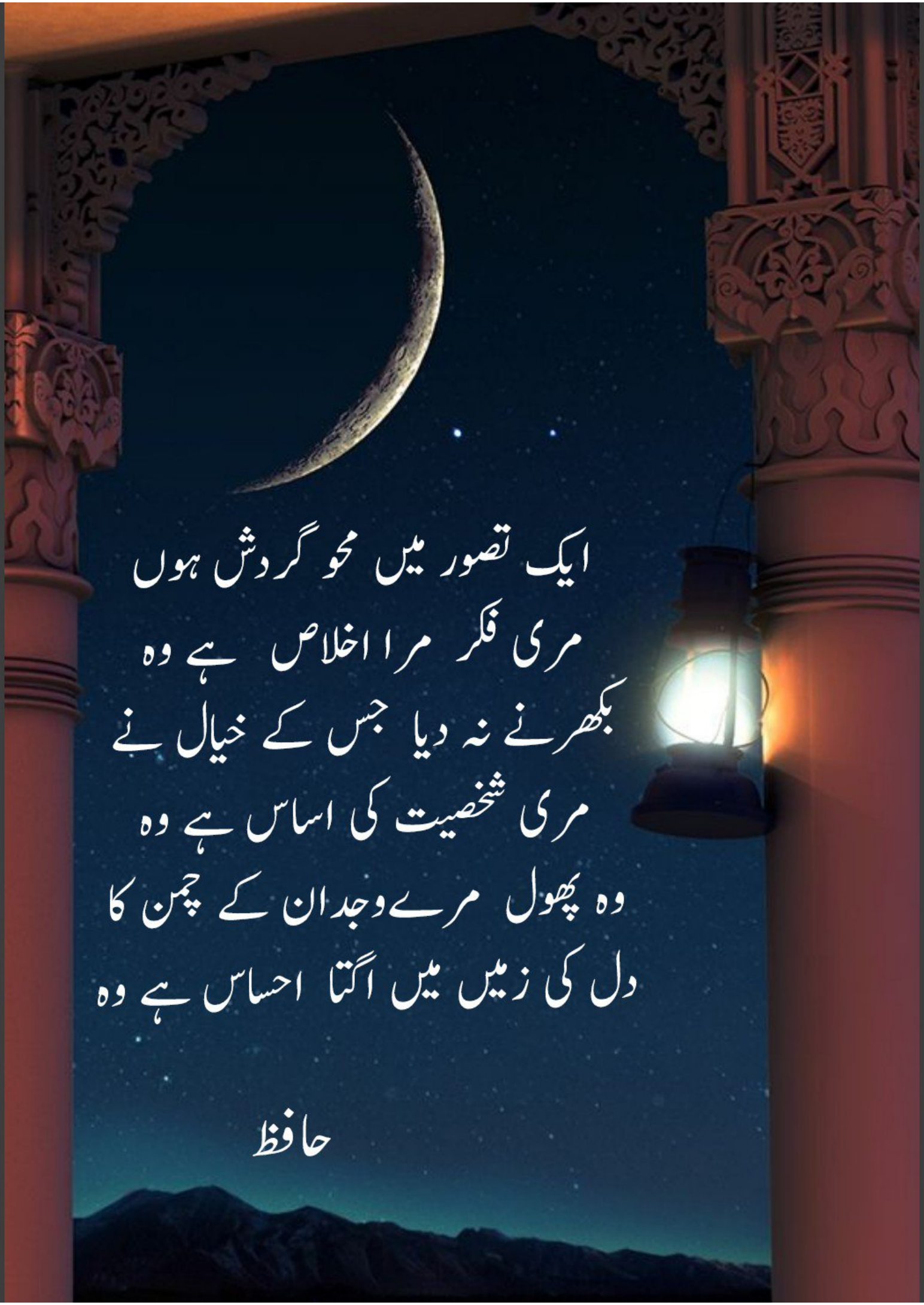
ایک تصور میں محو گردش ہوں
مری فکر مرا اخلاص ہے وہ
بکھرنے نہ دیا جس کے خیال نے
مری شخصیت کی اساس ہے وہ
وہ پھول مرے وجدان کے چمن کا
دل کی زمیں میں اگتا احساس ہے وہ
حافظ

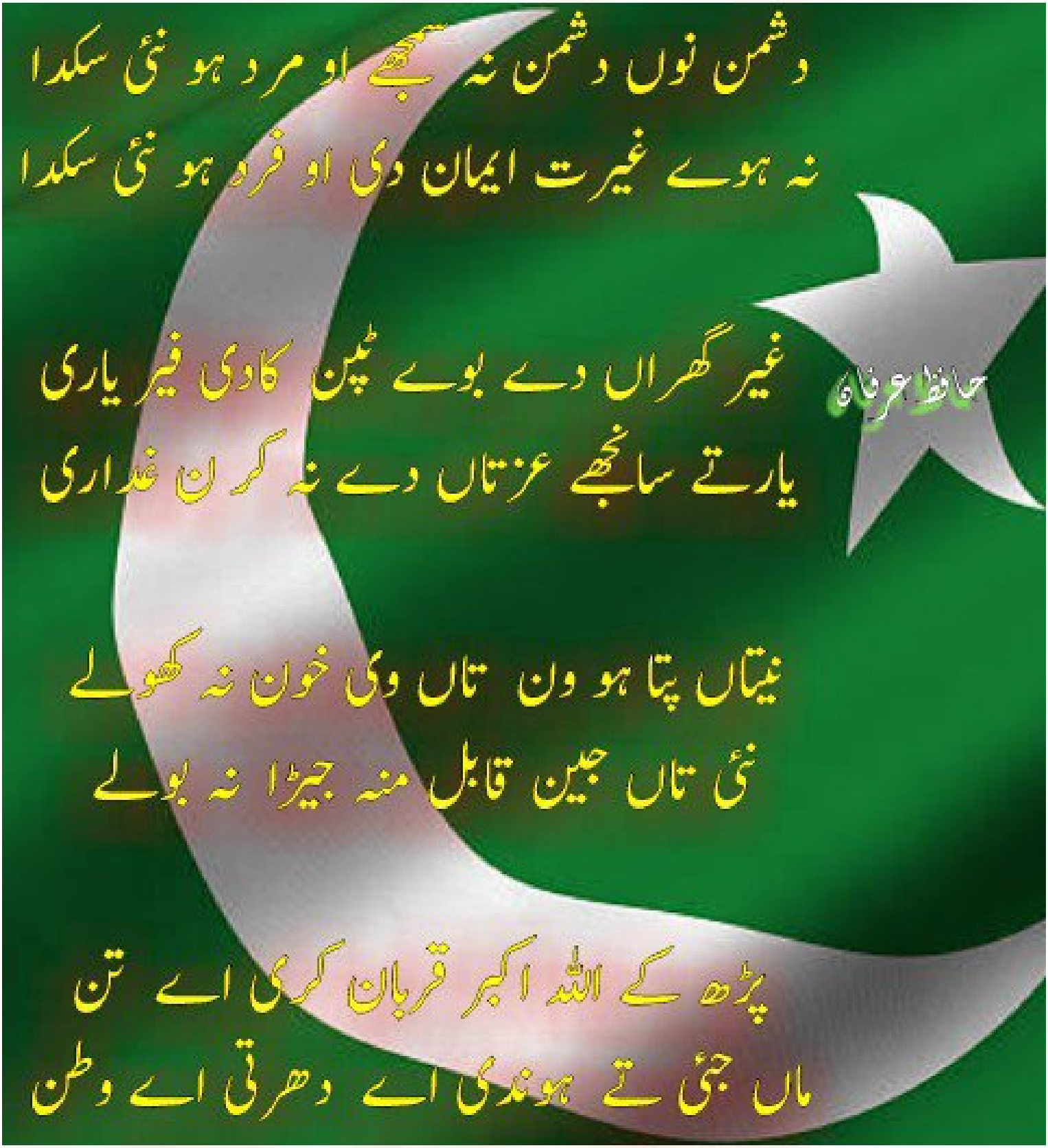
دشمن نوں دشمن نہ سمجھے او مرد ہو نئی سکدا
نہ ہوے غیرت ایمان دی او فرد ہو نئی سکدا
غیر گھراں دے بوے ٹپن کادی غیر یاری
یارتے سانجھے عزتاں دے نہ کرن غداری
حافظ عرفان
نیتاں پتا ہو ون تاں وی خون نہ کھولے
نئی تاں جین قابل منہ جیڑا نہ بولے
پڑھ کے اللہ اکبر قربان کری اے تن
ماں جئی تے ہوندی اے دھرتی اے وطن

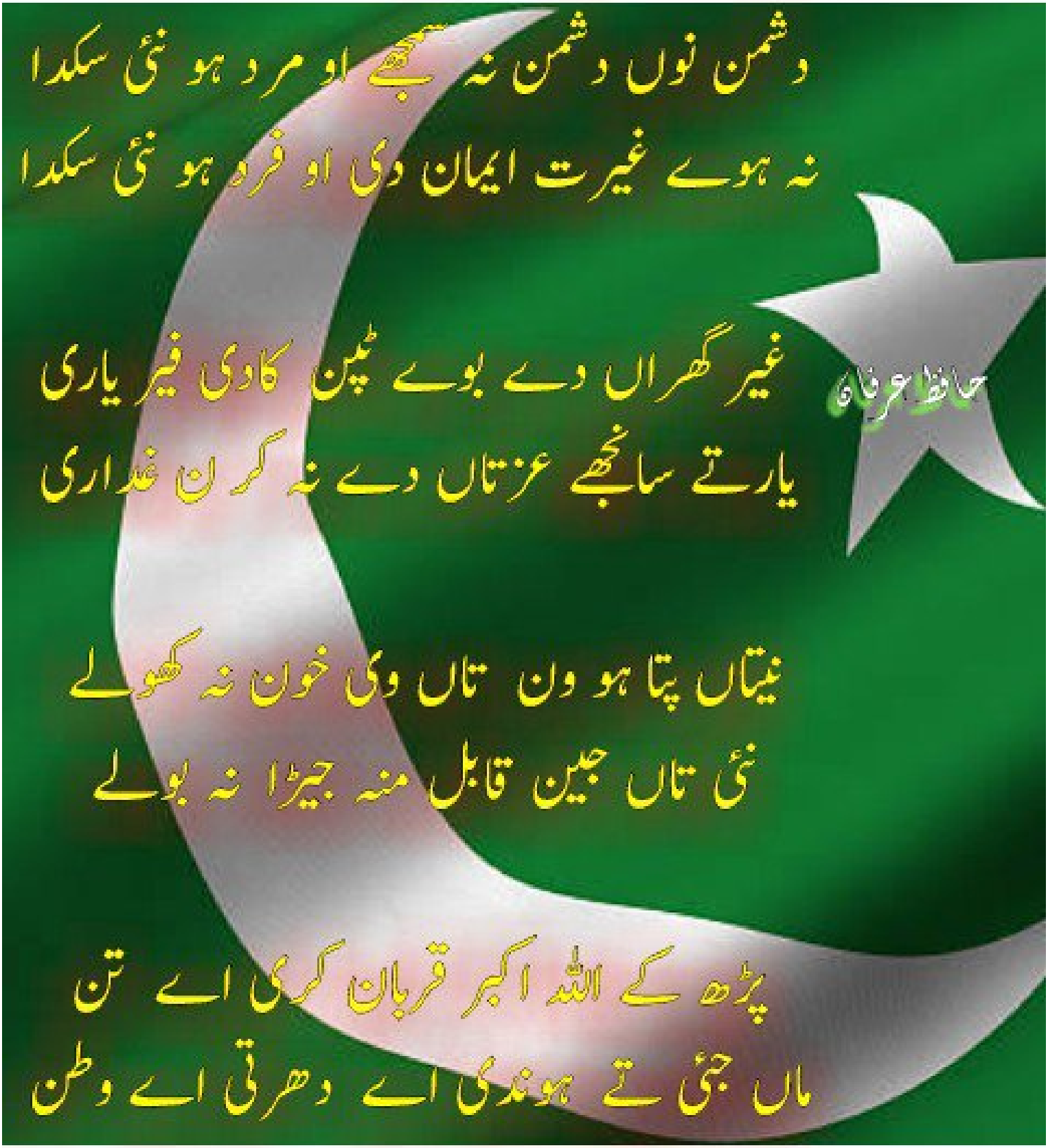
دشمن نوں دشمن نہ سمجھے او مرد ہو نئی سکدا
نہ ہوے غیرت ایمان دی او فرد ہو نئی سکدا
غیر گھراں دے بوے ٹپن کادی غیر یاری
یارتے سانجھے عزتاں دے نہ کرن غداری
حافظ عرفان
نیتاں پتا ہو ون تاں وی خون نہ کھولے
نئی تاں جین قابل منہ جیڑا نہ بولے
پڑھ کے اللہ اکبر قربان کری اے تن
ماں جئی تے ہوندی اے دھرتی اے وطن

حافظ

درِ خدا پہ بیٹھا دعا کیا مانگوں

جنت مانگوں کہ دنیا دعا کیا مانگوں

آگ سینے میں گھٹن در و دیوار پہ ہے

اب پانی مانگوں یا ہوا دعا کیا مانگوں

تو اپنی خوشی سے عطا بخش دے مجھے

میں خالی ہاتھ اے خدا دعا کیا مانگوں

ہوا نہ ادا حق بندگی مجھ سے عرفان

مرے واسطے جزا نہ صلہ دعا کیا مانگوں

حافظ

درِ خدا پہ بیٹھا دعا کیا مانگوں

جنت مانگوں کہ دنیا دعا کیا مانگوں

آگ سینے میں گھٹن در و دیوار پہ ہے

اب پانی مانگوں یا ہوا دعا کیا مانگوں

تو اپنی خوشی سے عطا بخش دے مجھے

میں خالی ہاتھ اے خدا دعا کیا مانگوں

ہوا نہ ادا حق بندگی مجھ سے عرفان

مرے واسطے جزا نہ صلہ دعا کیا مانگوں

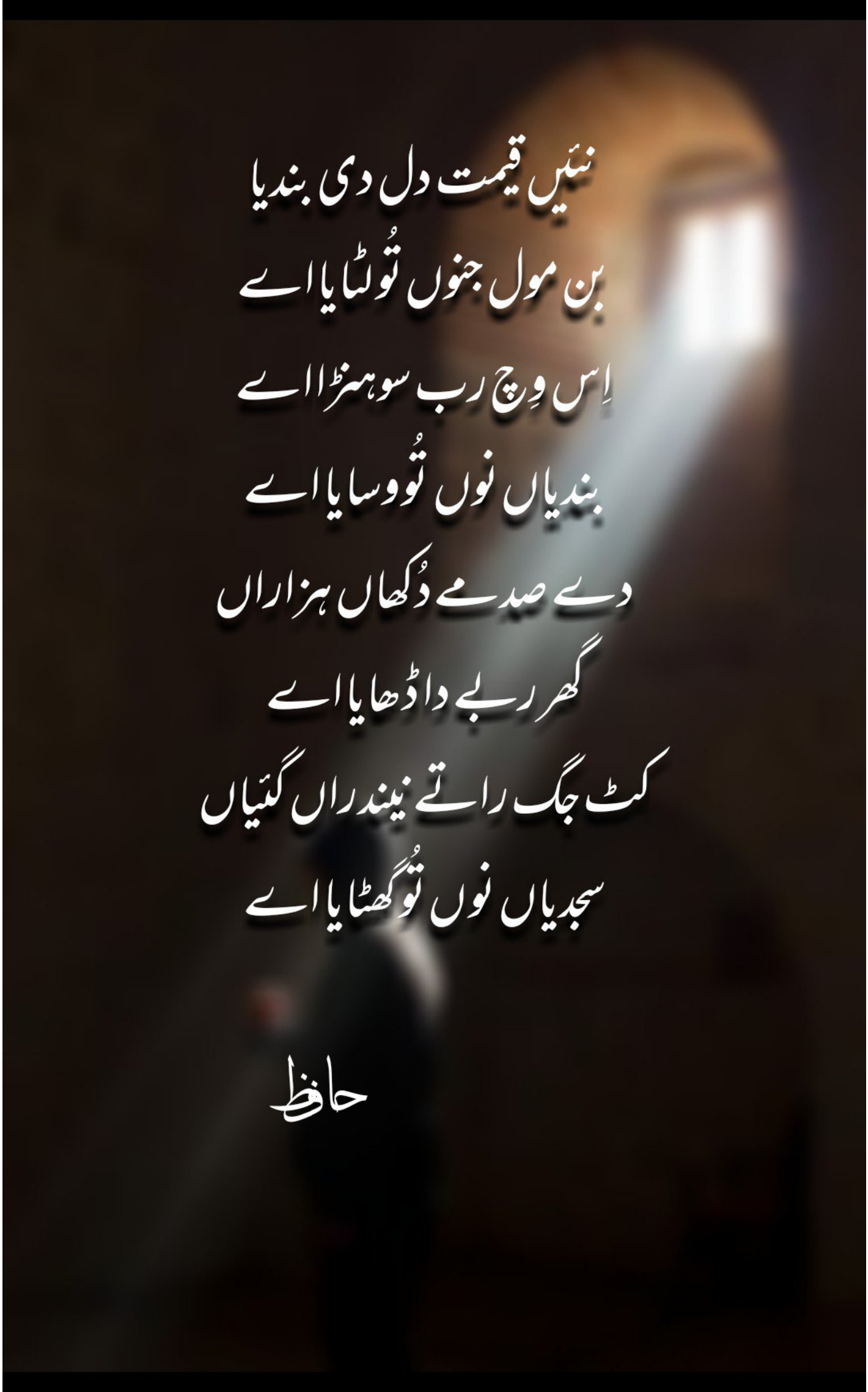
نئیں قیمت دل دی بندیا
بن مول جنوں تُولٹایا اے
اِس وِچ رب سو ہتڑا اے
بندیاں نوں تُووسایا اے
دے صدمے دُکھاں ہزاراں
گھر رب دے اڈھایا اے
کٹ جگ راتے نیندراں گئیاں
سجدیاں نوں تُوگھٹایا اے
حافظ

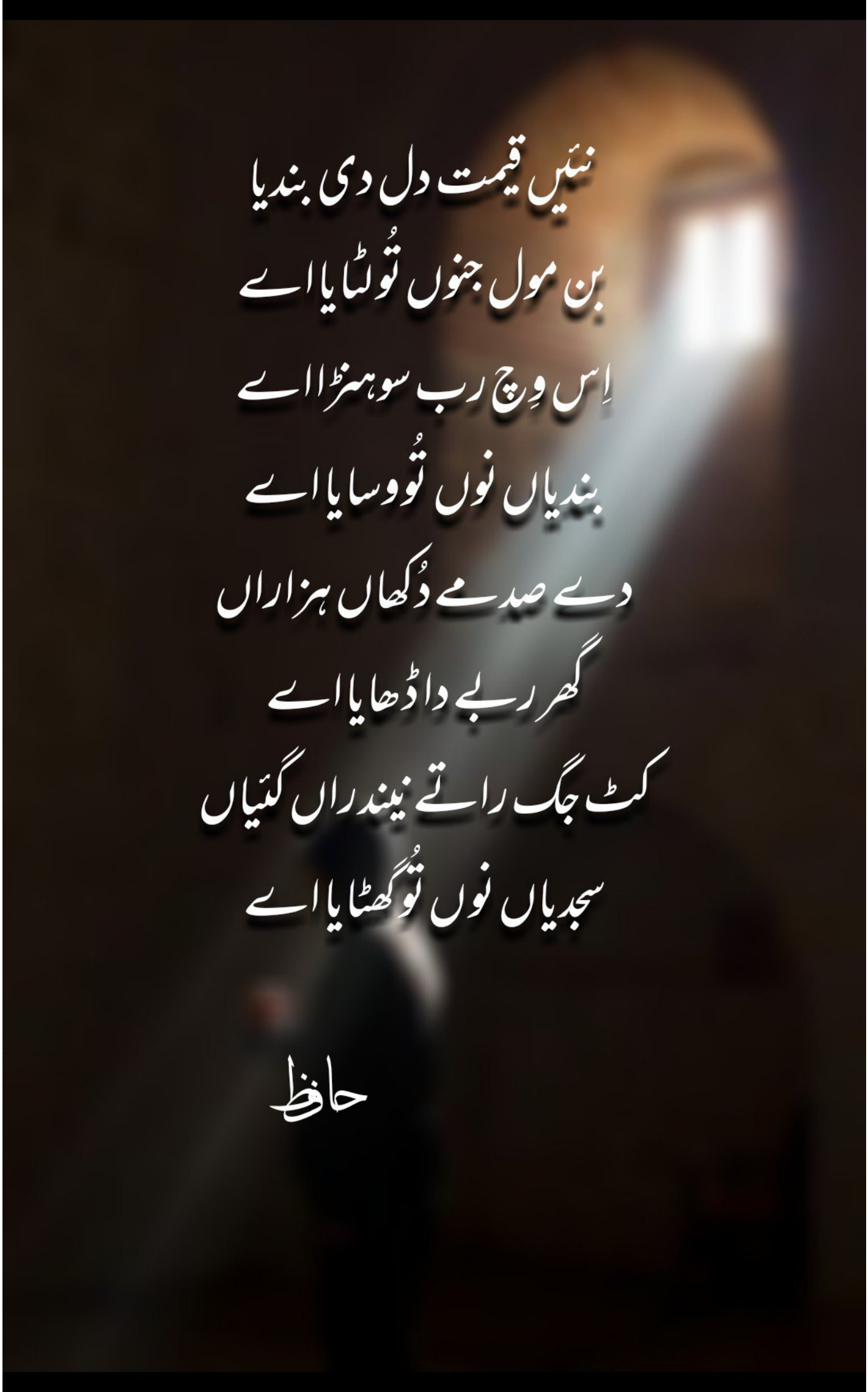
نئیں قیمت دل دی بندیا
بن مول جنوں تُولٹایا اے
اِس وِچ رب سو ہتڑا اے
بندیاں نوں تُووسایا اے
دے صدمے دُکھاں ہزاراں
گھر رب دے اڈھایا اے
کٹ جگ راتے نیندراں گئیاں
سجدیاں نوں تُوگھٹایا اے
حافظ

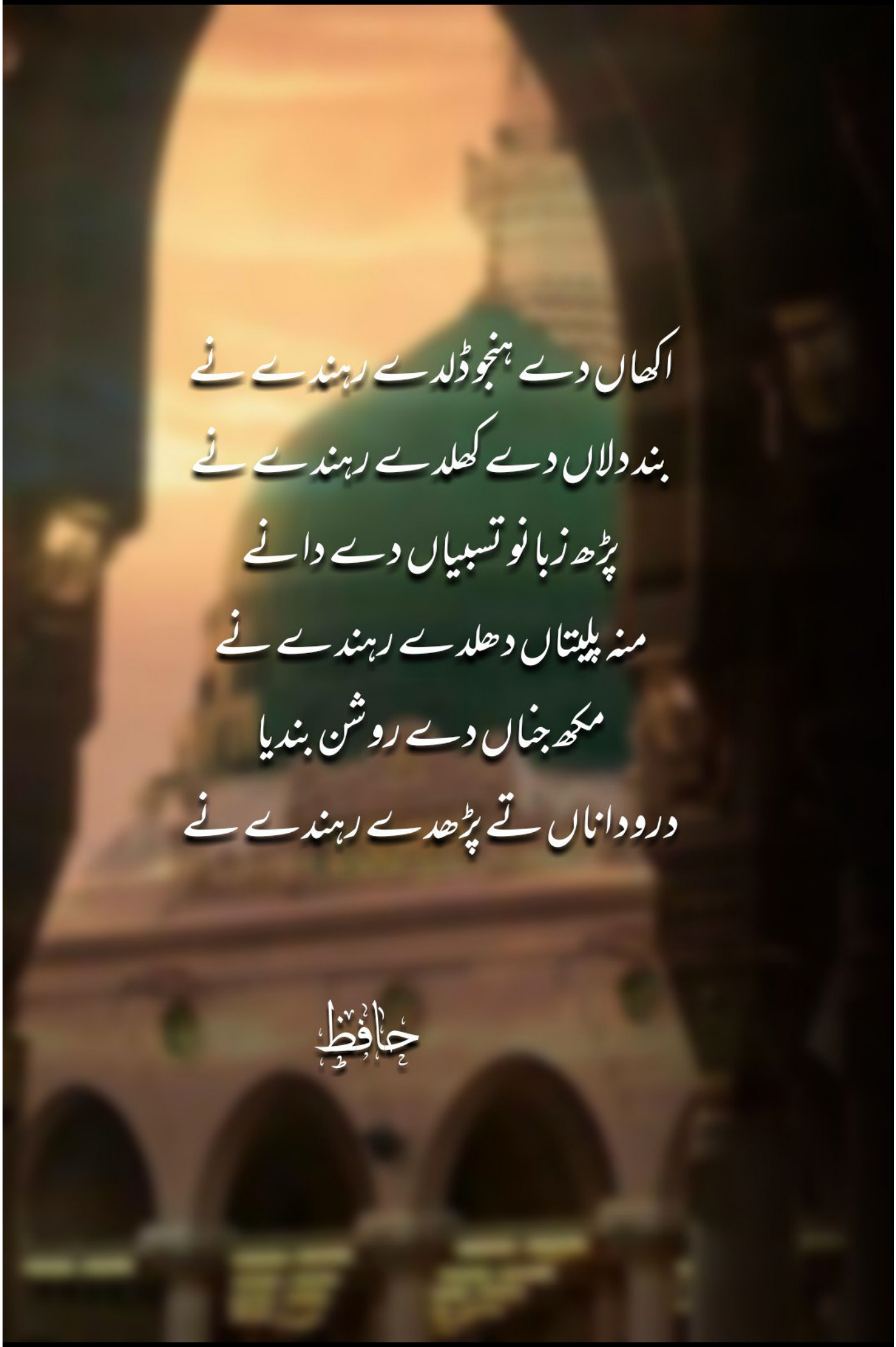
اکھاں دے ہنجو ڈلدے رہندے نے
بند دلاں دے کھلدے رہندے نے
پڑھ زبانو تسبیاں دے دانے
منہ پلیتاں دھلدے رہندے نے
مکھ جناں دے روشن بندیا
درود اناں تے پڑھدے رہندے نے
حافظ

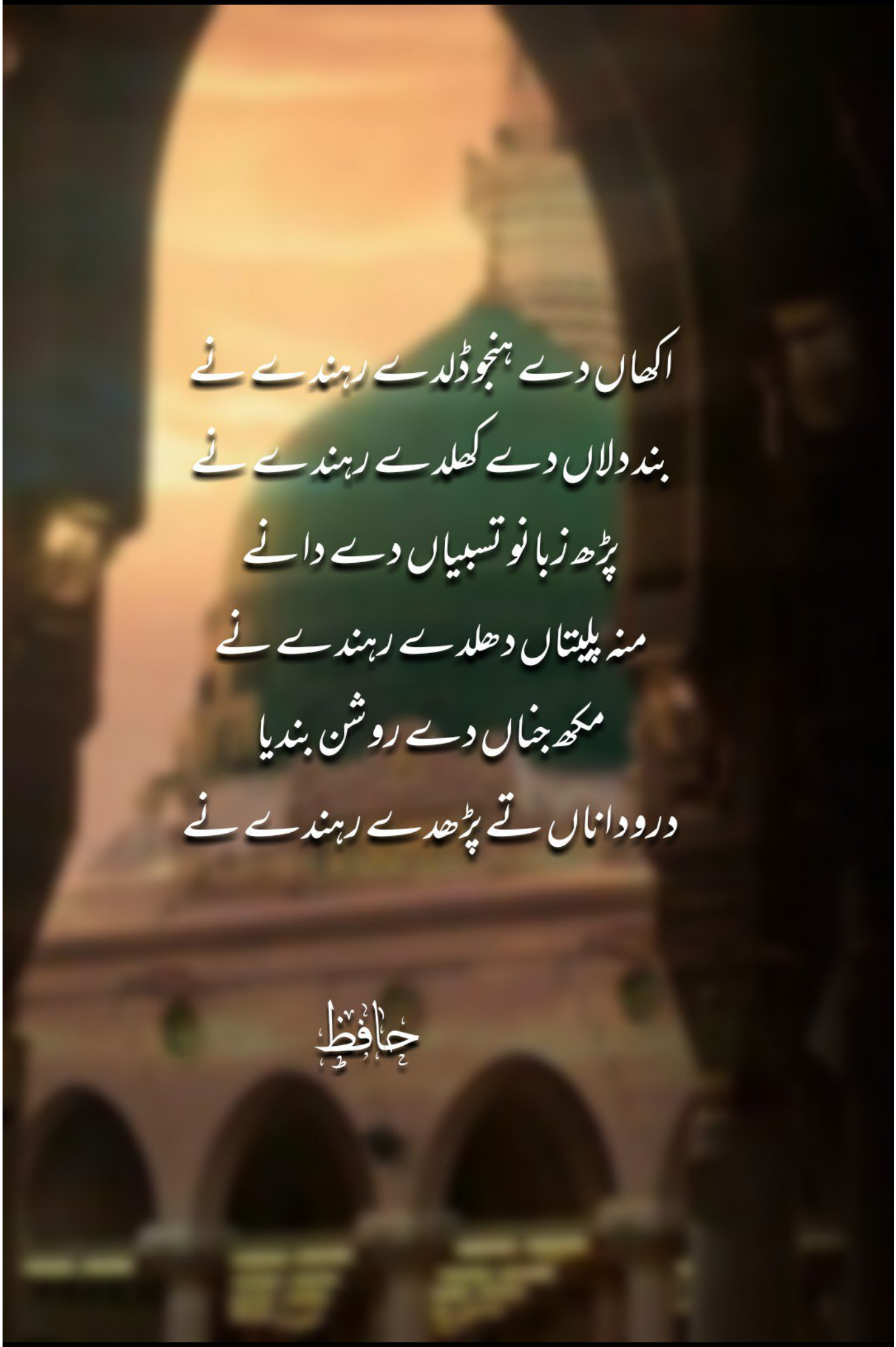
اکھاں دے ہنجو ڈلدے رہندے نے
بند دلاں دے کھلدے رہندے نے
پڑھ زبانو تسبیاں دے دانے
منہ پلیتاں دھلدے رہندے نے
مکھ جناں دے روشن بندیا
درود اناں تے پڑھدے رہندے نے
حافظ

اک دن مٹی وچ مل جانا اے

منہ مل خاکاں مٹی اچ رُل جانا اے

در توبہ نال حیاتی نہ مڑ آنا اے

روز قیامت نہ معافی کُڑ کُڑ جانا اے

یار ولوں کیوں منہ لُکانا اے

اول آخر اودھے وَل جانا اے

مک جاناں اے کھیڈ وی سجناں

نس نس ایویں جی تھکانا اے

حافظ

اک دن مٹی وچ مل جانا اے

منہ مل خاکاں مٹی اچ رُل جانا اے

در توبہ نال حیاتی نہ مڑ آنا اے

روز قیامت نہ معافی کُڑ کُڑ جانا اے

یار ولوں کیوں منہ لُکانا اے

اول آخر اودھے وَل جانا اے

مک جاناں اے کھیڈ وی سجناں

نس نس ایویں جی تھکانا اے

حافظ

اکھاں دے ہنجو ڈلدے رہندے نے
زنگ دلاں دے دھلدے رہندے نے
پڑھ زبانوں دانے تسبیاں دے
منہ پلیتاں دھلدے رہندے نے
مکھ چنے تو روشن حافظ
خاک شہر مدینہ ملدے رہندے نے

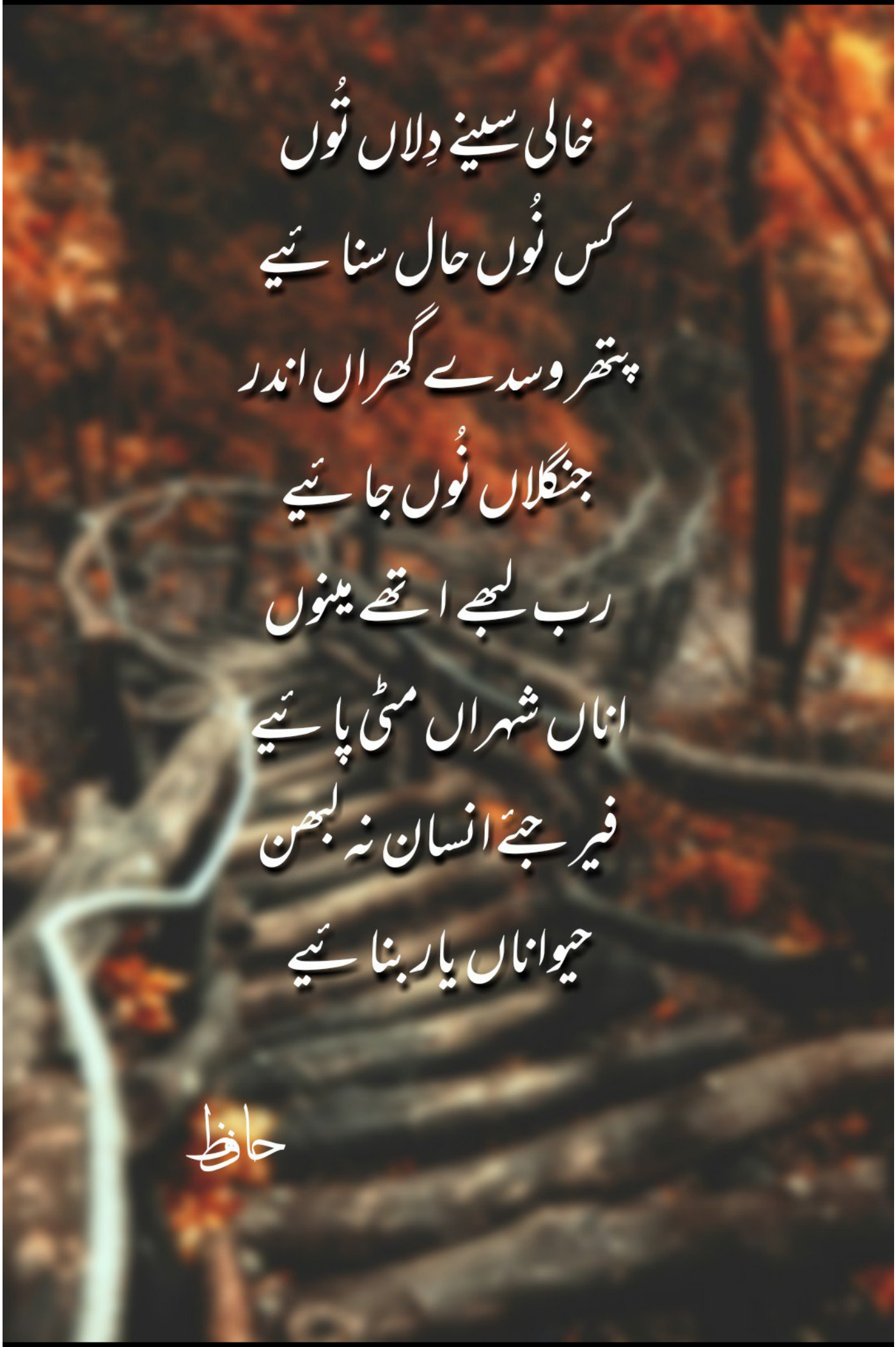
خالی سینے دِلاں توُں
کس نُوں حال سنائیے
پتھر وسدے گھراں اندر
جنگلاں نُوں جائیے
رب لبھے اتھے مینوں
اناں شہراں مٹی پائیے
فیر جیئے انسان نہ لبھن
حیواناں یار بنائیے
حافظ

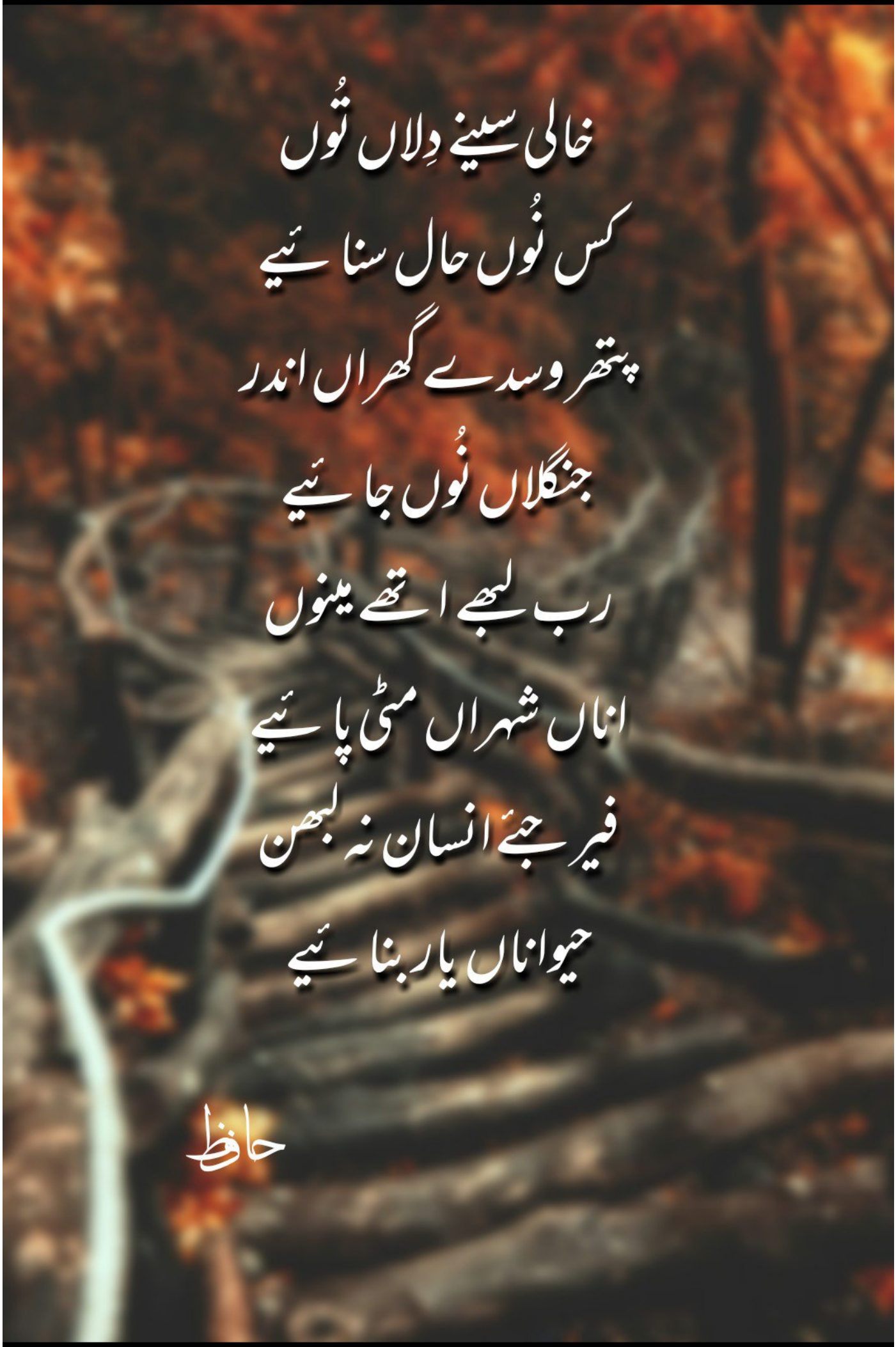
خالی سینے دِلاں توُں
کس نُوں حال سنائیے
پتھر وسدے گھراں اندر
جنگلاں نُوں جائیے
رب لبھے اتھے مینوں
اناں شہراں مٹی پائیے
فیر جیئے انسان نہ لبھن
حیواناں یار بنائیے
حافظ

security guard

In a blue uniform
Like a dead stone
He is standing at the gate
He has less chance to be late
Staring all with care
On an uncomfortable chair
In hot summer without a cloud
He is not permitted inside
He is not allowed
On Friday prayer break is given
He is asked to stay for security reason
He is always thinking deep
Answering painful questions that beep
There is big gap between human and humanity
One is created to be secure other for security
But people forget there is no surety
They involved themselves in a fraud
They appointed dead men as security guard

حافظ
HAFIZ

سارے جہاں میں زیرِ عتاب کیوں
سحر سے نالاں چراغِ ظلمات کیوں
غلبہ اسلام سے کانپے کافر کا دل
لشکرِ ابلیس ہے اتنا غضبناک کیوں
چمکے لہو سے مومن کی پیشانی
قاتل کے منہ میں ہے خاک کیوں
خوں میں ڈوبے یہ معصوم بچے
ظلم کی داستاں ہے کرب ناک کیوں
محمد کے نام سے جلے ایوانِ باطل
پڑھ صل علی تو ہے چپ چاپ کیوں
دیکھ لے زمانہ اسلام کی حقانیت
دیارِ کفر میں شہدا کے مزارات کیوں
مٹی پہ سو رہیں اسلام کے پیامبر
حواس باختہ ہیں کسری کے محلات کیوں

حافظ

security guard

In a blue uniform
Like a dead stone
He is standing at the gate
He has less chance to be late
Staring all with care
On an uncomfortable chair
In hot summer without a cloud
He is not permitted inside
He is not allowed
On Friday prayer break is given
He is asked to stay for security reason
He is always thinking deep
Answering painful questions that beep
There is big gap between human and humanity
One is created to be secure other for security
But people forget there is no surety
They involved themselves in a fraud
They appointed dead men as security guard

حافظ
HAFIZ

security guard

In a blue uniform
Like a dead stone
He is standing at the gate
He has less chance to be late
Staring all with care
On an uncomfortable chair
In hot summer without a cloud
He is not permitted inside
He is not allowed
On Friday prayer break is given
He is asked to stay for security reason
He is always thinking deep
Answering painful questions that beep
There is big gap between human and humanity
One is created to be secure other for security
But people forget there is no surety
They involved themselves in a fraud
They appointed dead men as security guard

حافظ

اک اللہ نے بنائی ہے دنیا
تاروں سے سجائی ہے دنیا
اسی کے ازن سے مرا چلنا
قدموں میں بچھائی ہے دنیا
نہ بول بول اونچے اونچے
نہیں تیری پرائی ہے دنیا
روشن ہیں جو مری آنکھیں
اس بینا نے دکھائی ہے دنیا
جیسے کوئی جہاں ہے مرے اندر
عرش والے نے بسائی ہے دنیا
اختیار نہیں سانسوں پہ کسی کا
مالکِ جبار نے چلائی ہے دنیا
ہر دم اللہ اللہ بول بندے
وہ خدا ہے اور خدائی ہے دنیا

دل کی بیباکیاں خیال کی حد تک ہیں

حساب کے پیمانے سوال کی حد تک ہیں

ہر موڑ اس کی دہلیز تک لے جاتا ہے

آوارگی کے قصے مثال کی حد تک ہیں

زندگی خورشید ہے غروبِ آفتاب تک

عروج کی شعاعیں زوال کی حد تک ہیں

جفاؤں کا قصاص تو آخر دینا پڑے گا

ان آنکھوں کے آنسو ملال کی حد تک ہیں

حافظ

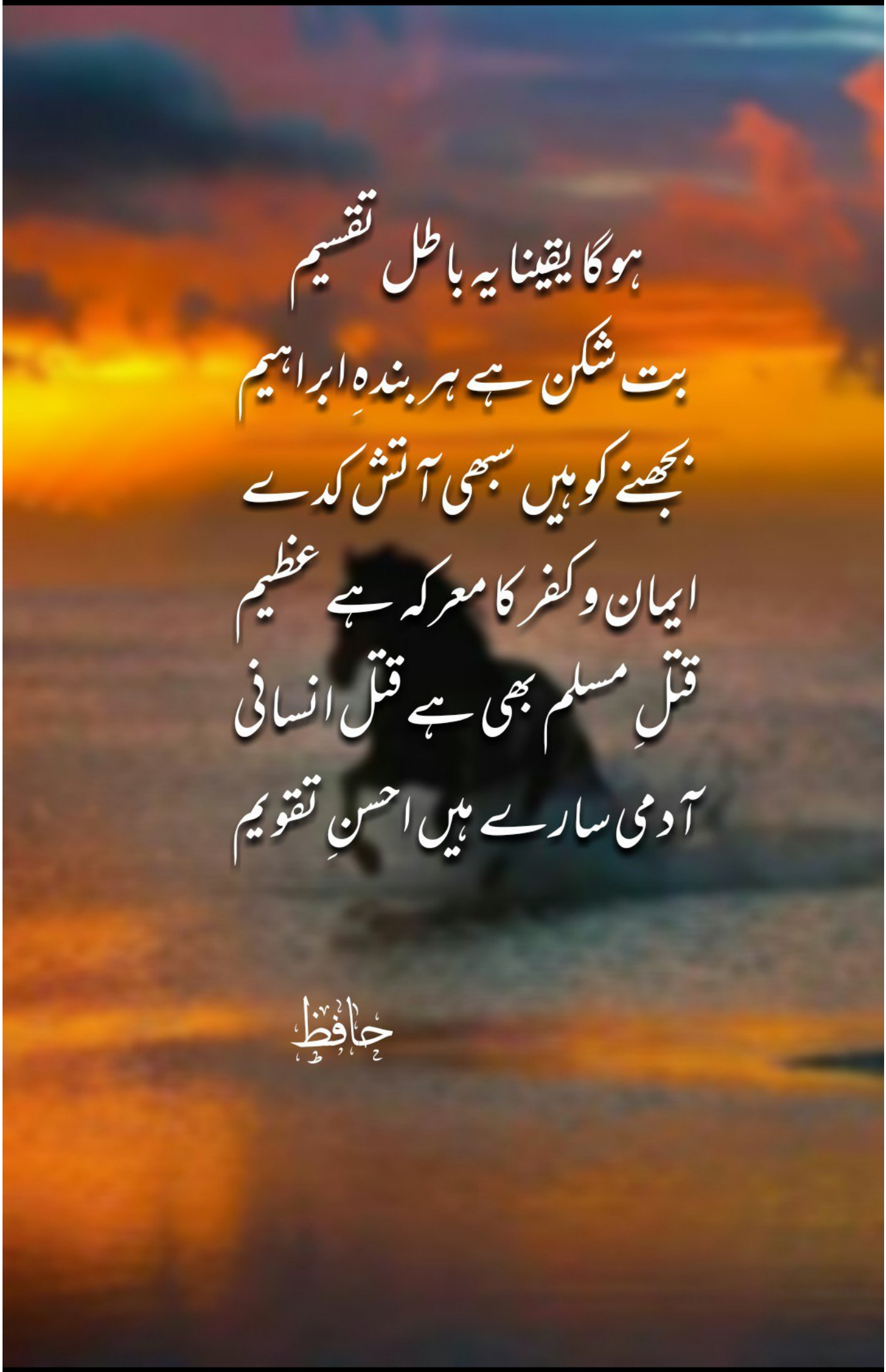
ہو گا یقینا یہ باطل تقسیم
بت شکن ہے ہر بندۂ ابراہیم
بجھنے کو ہیں سبھی آتش کدے
ایمان و کفر کا معرکہ ہے عظیم
قتلِ مسلم بھی ہے قتل انسانی
آدمی سارے ہیں احسنِ تقویم
حافظ

دینے والے رکھنا اپنی عطا بار بار
برستی ہے جیسے بارش کی پھوار

کیوں تکتا ہوں آسماں کی جانب
مری بے کلی میں ہے حسرتِ دیدار

آسماں سے جڑا تو ہوں درخشاں
زمیں پہ رہا، رہوں گا داغدار

نہ مانگ رزق بنجر زمین سے
پھیلا کر کشکولِ دل ہو گلِ گلزار

اس سوال سے ہی قائم ہے تعلق
مری جستجو سے رہتا ہے وہ آشکار

حافظ

وجود کائنات میں ذرہِ تخلیق میں
مرا جہاں اور تھا آزمائش سے پہلے

وہی رازق تھا عالم مدہوشی میں
شکم سیری تھی پیدائش سے پہلے

کھا گیا غم روزگار جذبات کی رنگینی
بے رنگ تصویر ہوئی نمائش سے پہلے

حافظ

نشہ شوق دید ہے خماری ہے
ساقی ترے میکدے سے یاری ہے

محو گردش ہوں گرداب میں
یہ حب دنیا بہت بھاری ہے

تڑپ اٹھتا کیوں بار بار
دل نہیں کوئی بیماری ہے

ہوگیا یا دوعدہ وفا مجھے
خالی دل جذبات سے عاری ہے

دیا روشن اک چراغ ہوں
خاکی مرا وجود نہیں ناری ہے

جلا ڈالا سانسوں کی سرسراہٹ نے
مرے دامن میں کوئی چنگاری ہے

حافظ

نشہ شوق دید ہے خماری ہے
ساقی ترے میکدے سے یاری ہے

محو گردش ہوں گرداب میں
یہ حب دنیا بہت بھاری ہے

تڑپ اٹھتا کیوں بار بار
دل نہیں کوئی بیماری ہے

ہو گیا یاد وعدہ وفا مجھے
خالی دل جذبات سے عاری ہے

دیا روشن اک چراغ ہوں
خاکی مرا وجود نہیں ناری ہے

جلا ڈالا سانسوں کی سرسراہٹ نے
مرے دامن میں کوئی چنگاری ہے

حافظ

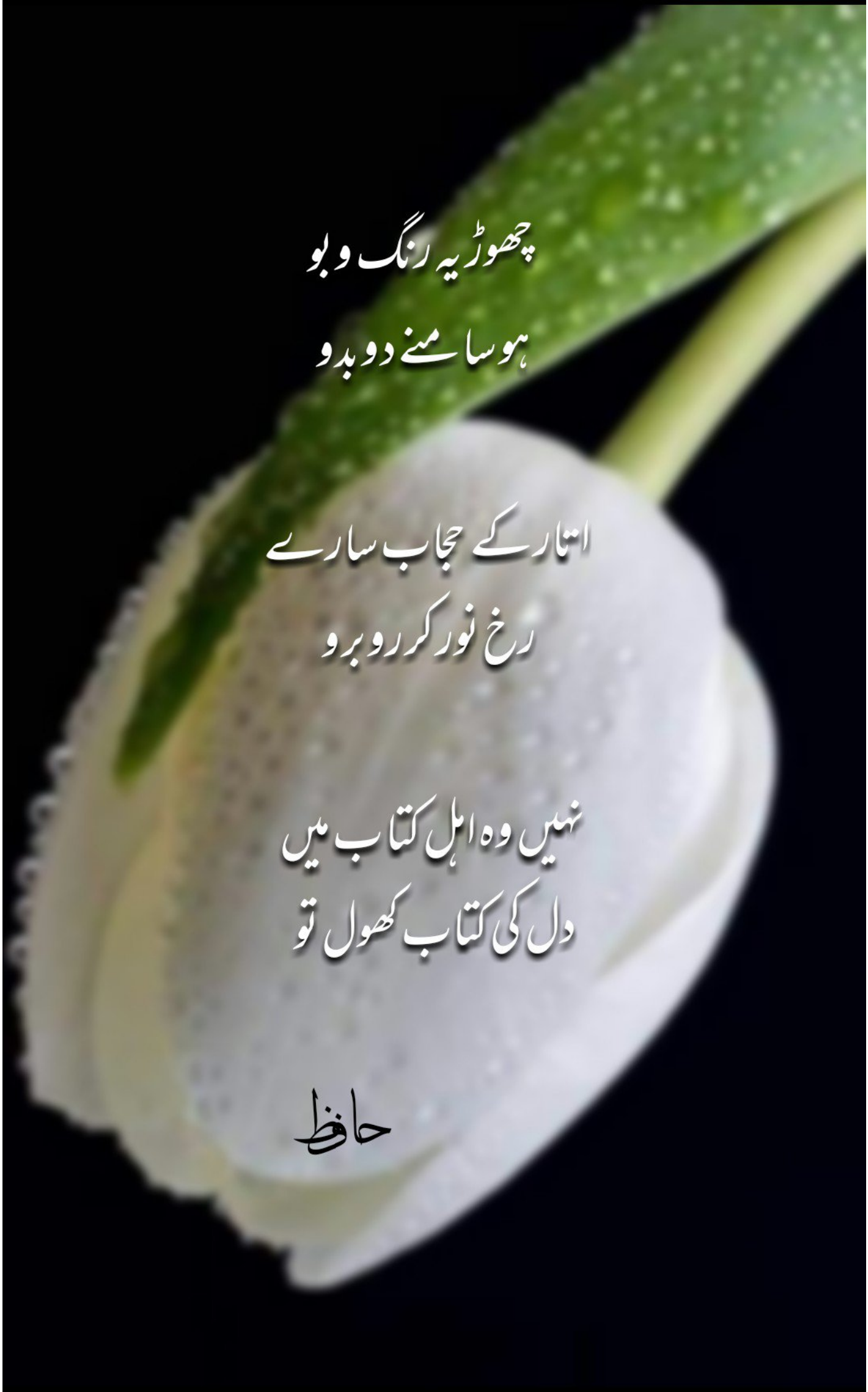
چھوڑ یہ رنگ و بو
ہو سامنے دو بدو
اتار کے حجاب سارے
رخ نور کر روبرو
نہیں وہ اہل کتاب میں
دل کی کتاب کھول تو
حافظ

مری وجہ تخلیق مری بندگی ہے
اسی سے وابسطہ مری زندگی ہے

لکھی تقدیر عدم کی تاریکی میں
کن فیکون سے روشنی ہے

ترے نام سے ہے مشکل کشائی
ترا خیال مری چارہ گری ہے

گرا پڑا ہوں میں گرداب میں
دعائے یونس مری عاجزی ہے

مری ذات ذرہ کائنات ہے
ہوا خاک یہ تکمیل آدمی ہے

حافظ

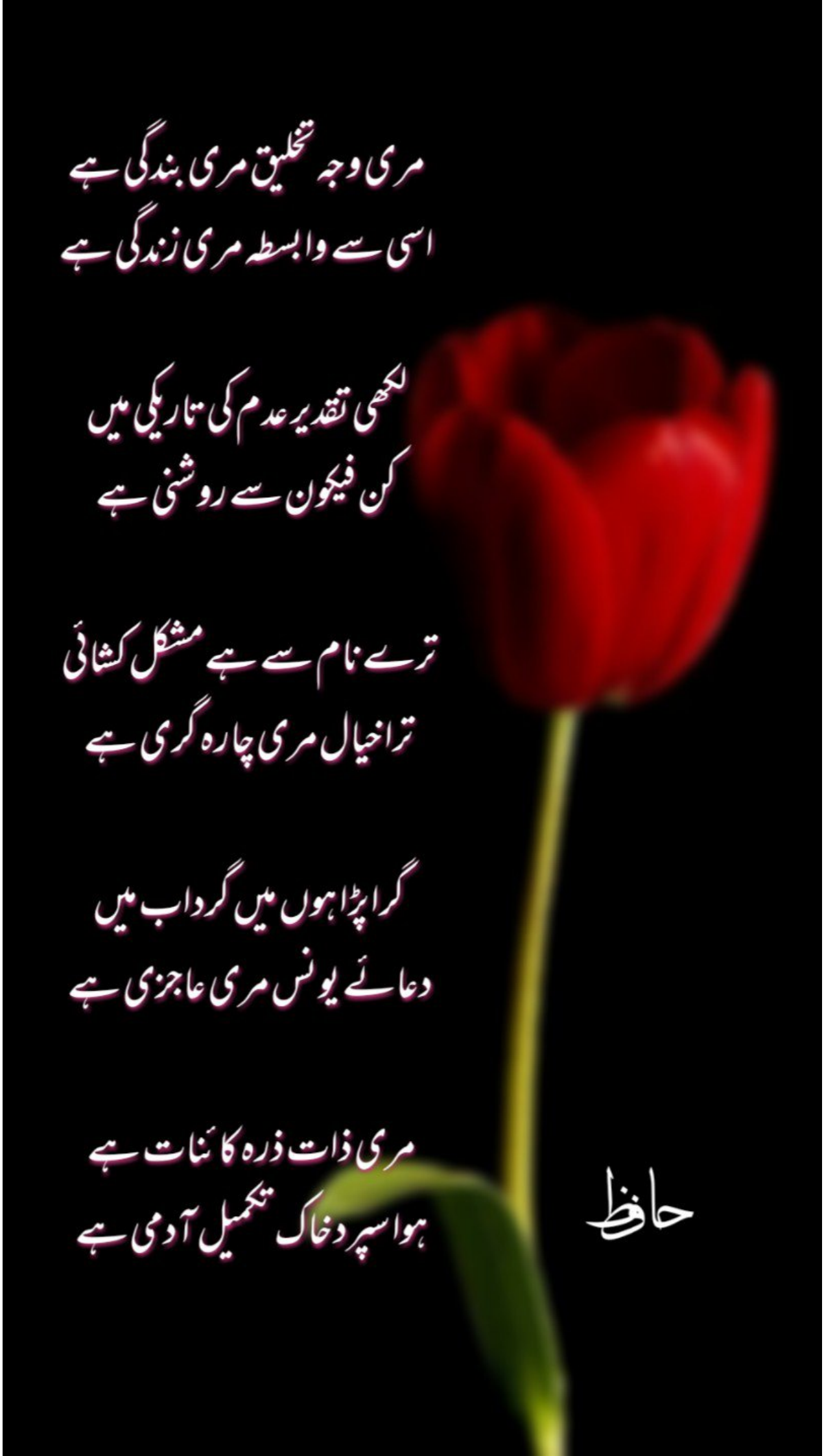
مری وجہ تخلیق مری بندگی ہے
اسی سے وابستہ مری زندگی ہے
لکھی تقدیر عدم کی تاریکی میں
کن فیکون سے روشنی ہے
ترے نام سے ہے مشکل کشائی
ترا خیال مری چارہ گری ہے
گرا پڑا ہوں میں گرداب میں
دعائے یونس مری عاجزی ہے
مری ذات ذرہ کائنات ہے
ہوا سپرد خاک تکمیل آدمی ہے
حافظ

سارے جہاں میں زیرِ عتاب کیوں
سحر سے نالاں چراغِ ظلمات کیوں
غلبہ اسلام سے کانپے کافر کا دل
لشکرِ ابلیس ہے اتنا غضبناک کیوں
چمکے لہو سے مومن کی پیشانی
قاتل کے منہ میں ہے خاک کیوں
خوں میں ڈوبے یہ معصوم بچے
ظلم کی داستاں ہے کرب ناک کیوں
محمد کے نام سے جلے ایوانِ باطل
پڑھ صل علی تو ہے چپ چاپ کیوں
دیکھ لے زمانہ اسلام کی حقانیت
دیارِ کفر میں شہدا کے مزارات کیوں
مٹی پہ سو رہیں اسلام کے پیامبر
حواس باختہ ہیں کسری کے محلات کیوں

حافظ

ہتھ اچ پھڑ کے تسبی پھیر یا چاروں پاسے
زنگ کنا جمایا اپنے دل کی، ویکھے ذرا ہلا کے
حافظ عرفان
صورتوں جیا تو لگدا ایویں سیرتوں لگیں سائی
جیڑا اُناں دا اُناں دا کملی والے آپے گل مکائی
کوڑے پھلاں دا مُل نہ کوئی سودے ہوسن کھرے
پکے ہوسن سچے پاسے تے کچے ہوسن پرے

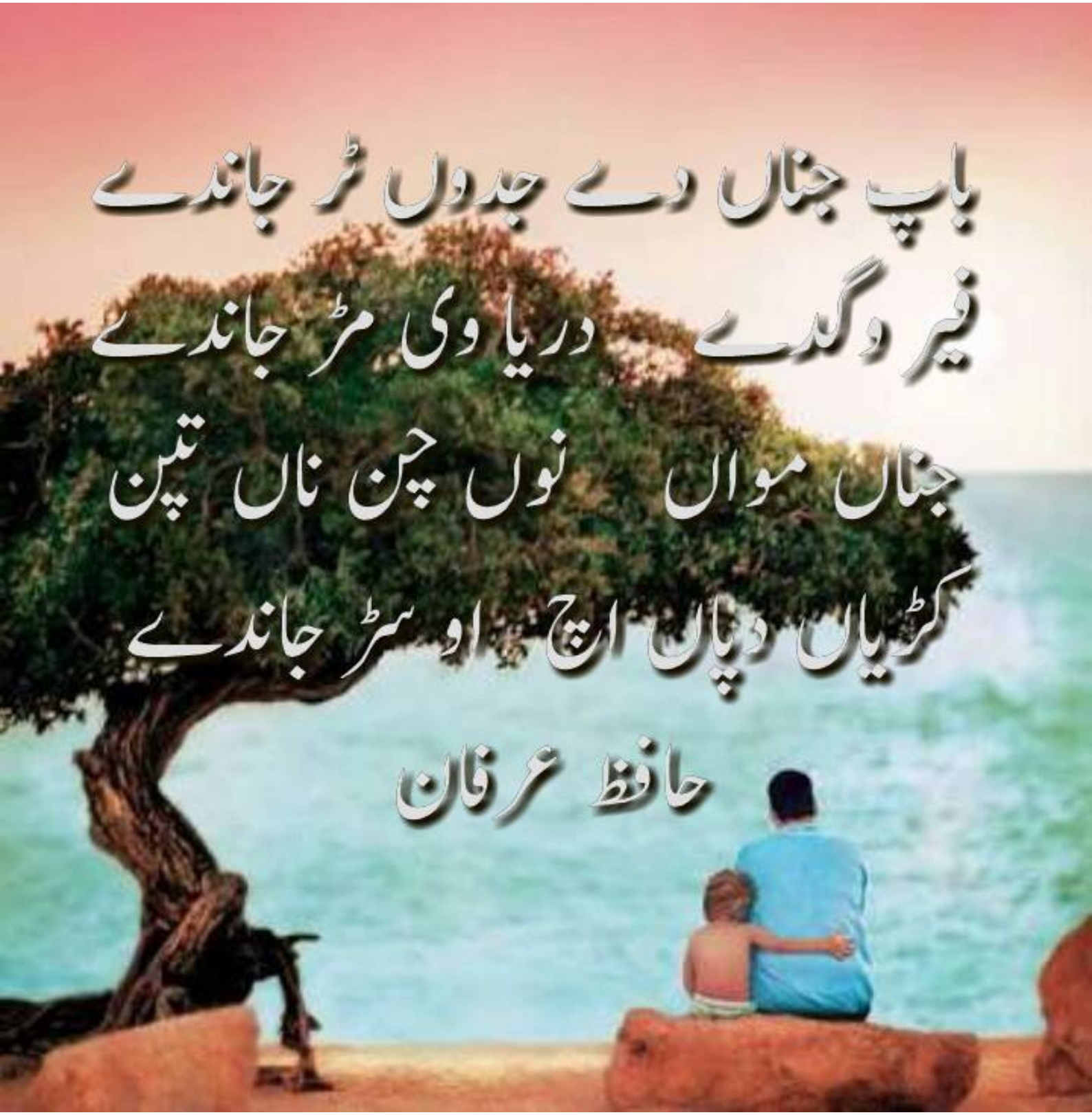
باپ جناں دے جدوں ٹر جاندے
نیر وگدے دریا وی مڑ جاندے
جناں موواں نوں چن ناں تپن
کڑیاں دپاں اچ او سڑ جاندے
حافظ عرفان

مری وجہ تخلیق مری بندگی ہے
تجھ سے وابسطہ مری زندگی ہے

لکھی تقدیر عدم کی تاریکی میں
سدائے کن فیکون سے روشنی ہے

ترے نام سے ہے مشکل کشائی
ترا خیال مری چارہ گری ہے

گرا پڑا ہوں میں گرداب میں
دعائے یونس ہوں یہ عاجزی ہے

مری ذات ذرہ کائنات ہے
ملا جو خاک میں تکمیل آدمی ہے

حافظ

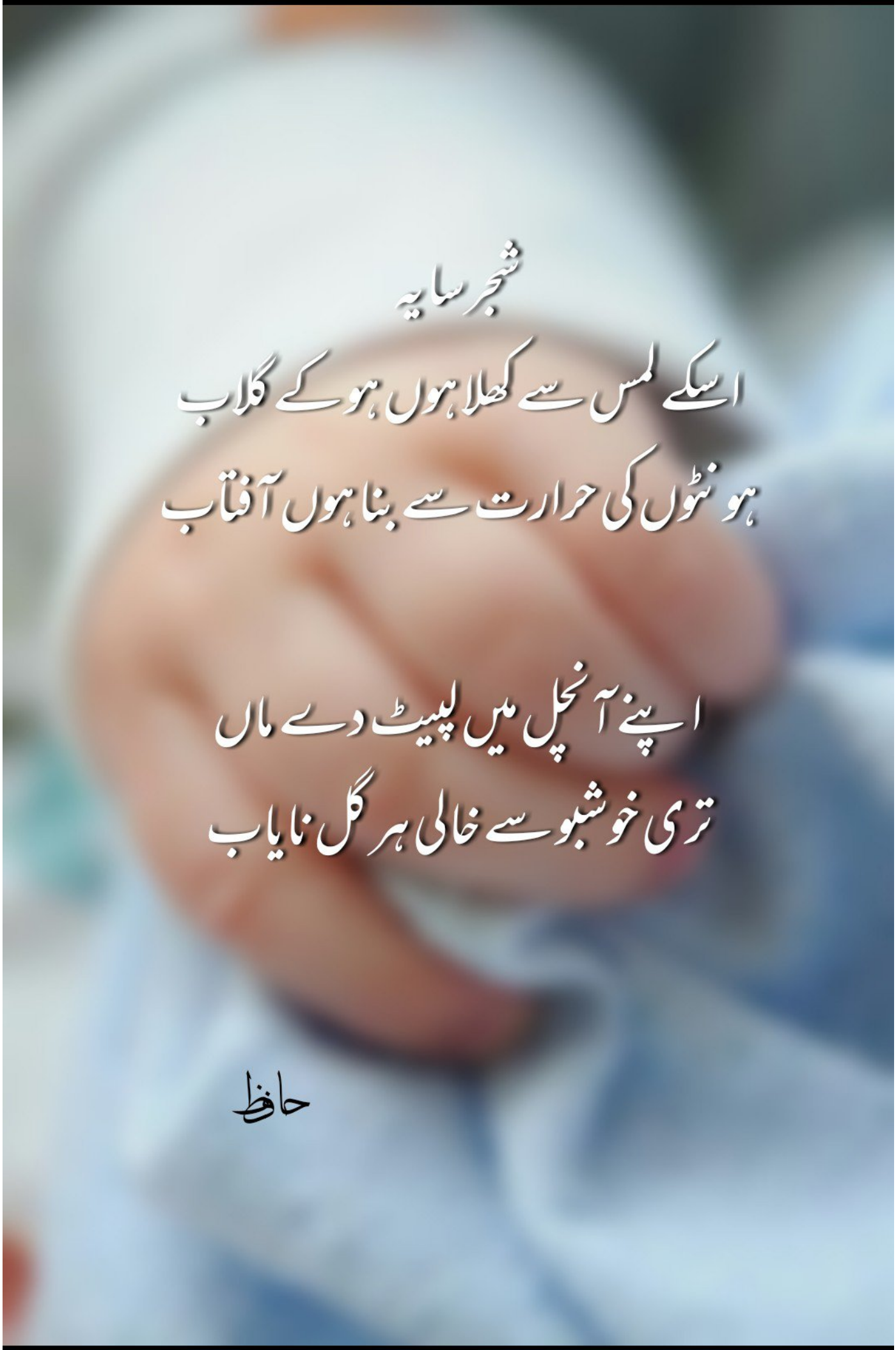
شجر سایہ
اسکے لمس سے کھلا ہوں ہو کے گلاب
ہونٹوں کی حرارت سے بنا ہوں آفتاب
اپنے آنچل میں لپیٹ دے ماں
تری خوشبو سے خالی ہر گل نایاب
حافظ

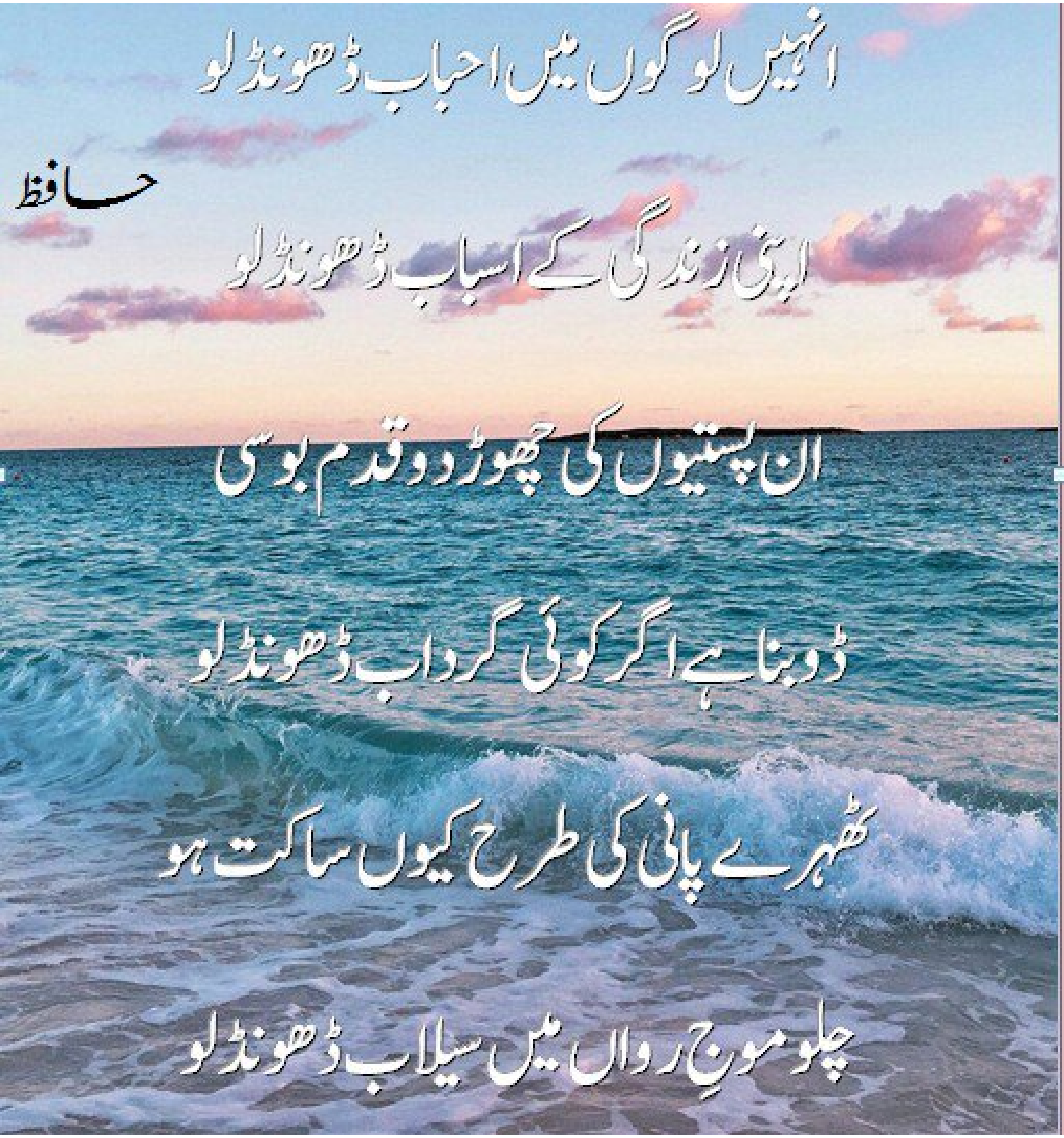
انہیں لوگوں میں احباب ڈھونڈ لو
حافظ
اپنی زندگی کے اسباب ڈھونڈ لو
ان پستیوں کی چھوڑ دو قدم بوسی
ڈوبنا ہے اگر کوئی گرداب ڈھونڈ لو
ٹھہرے پانی کی طرح کیوں ساکت ہو
چلو موجِ رواں میں سیلاب ڈھونڈ لو

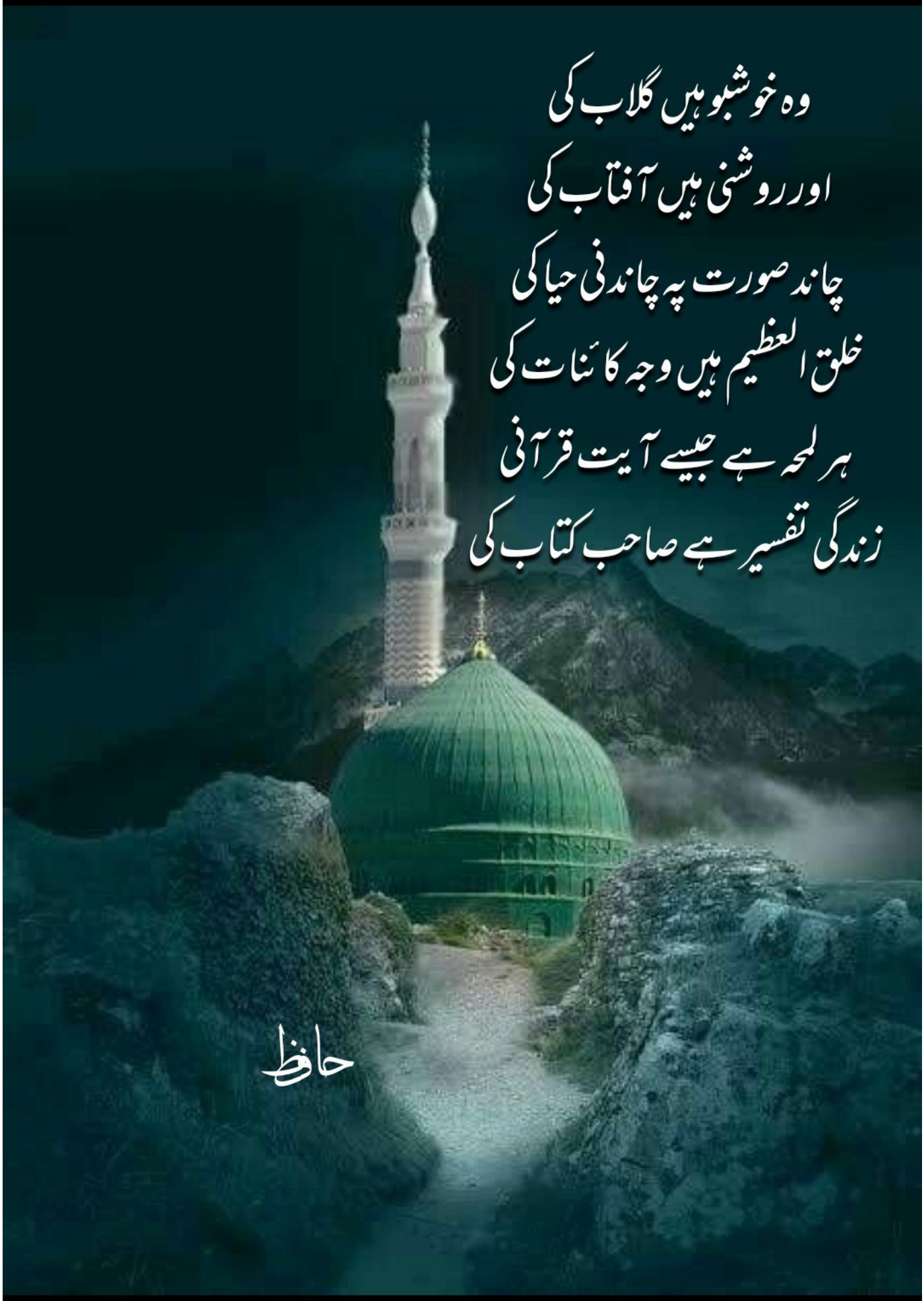
وہ خوشبو ہیں گلاب کی
اور روشنی ہیں آفتاب کی
چاند صورت پہ چاندنی حیا کی
خلق العظیم ہیں وجہ کائنات کی
ہر لمحہ ہے جیسے آیت قرآنی
زندگی تفسیر ہے صاحب کتاب کی
حافظ

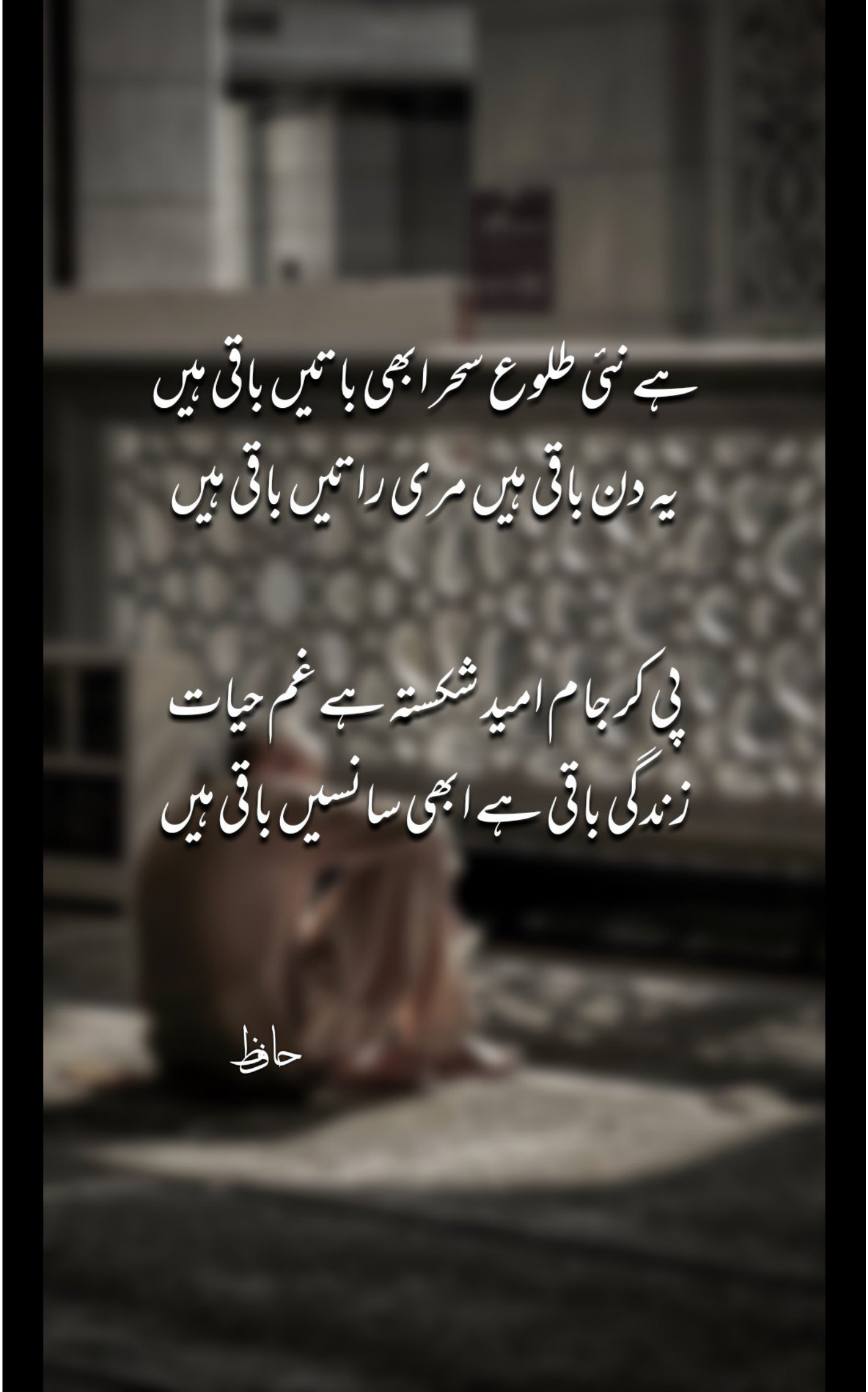
ہے نئی طلوع سحر ابھی باتیں باقی ہیں
یہ دن باقی ہیں مری راتیں باقی ہیں
پی کر جام امید شکستہ ہے غم حیات
زندگی باقی ہے ابھی سانسیں باقی ہیں
حافظ

یہ بے نشاں مارے جائیں گے

بے سر و ساماں مارے جائیں گے

کوئی وبال تھا جن قلوب میں

وہ بد گماں مارے جائیں گے

تھے وہ رہنما انہیں معلوم تھا

امیرے کارواں مارے جائیں گے

حافظ

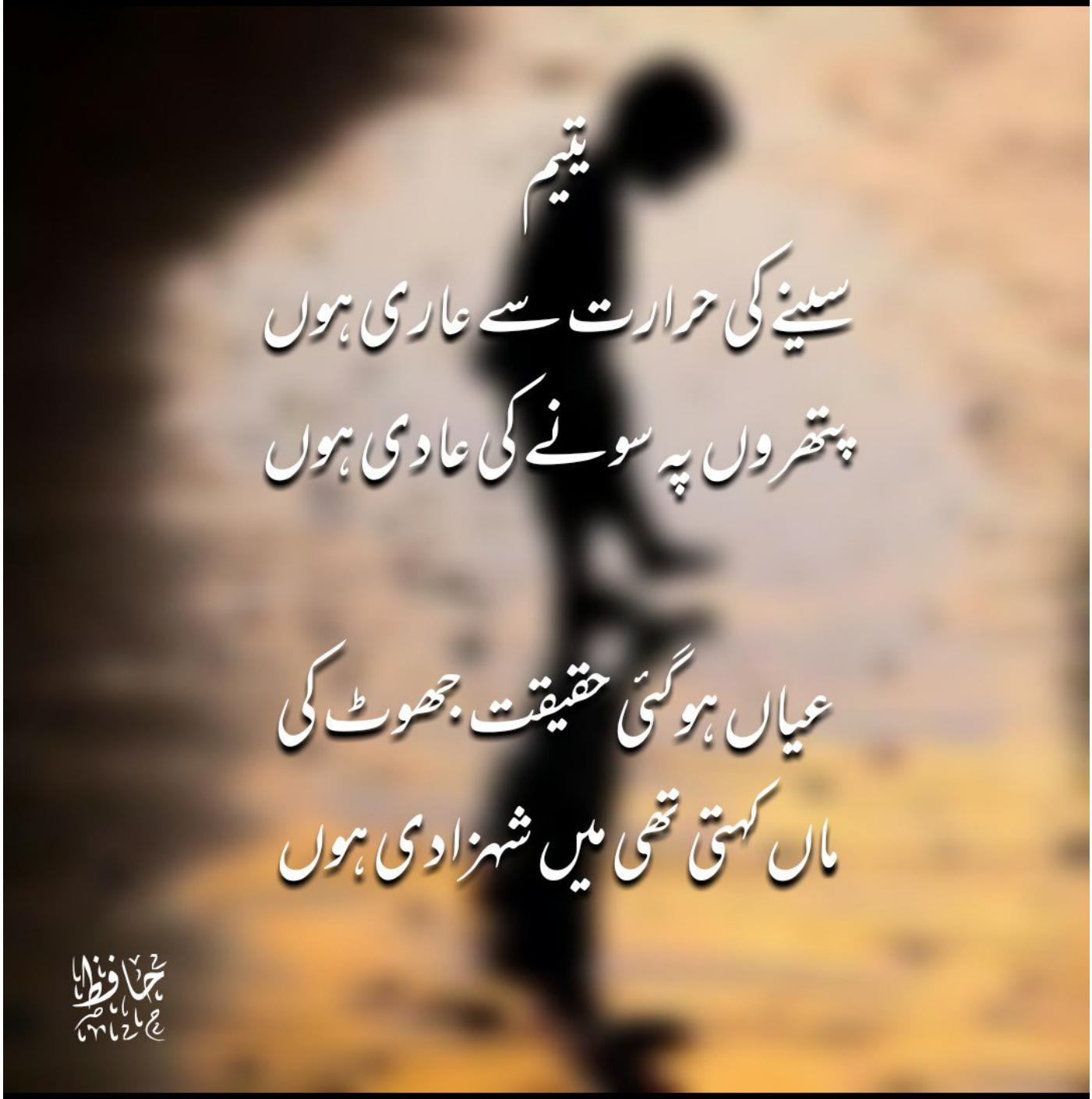
یتیم
سینے کی حرارت سے عاری ہوں
پتھروں پہ سونے کی عادی ہوں
عیاں ہو گئی حقیقت جھوٹ کی
ماں کہتی تھی میں شہزادی ہوں
حافظ

security guard

In a blue uniform
Like a dead stone
He is standing at the gate
He has less chance to be late
Staring all with care
On an uncomfortable chair
In hot summer without a cloud
He is not permitted inside
He is not allowed
On Friday prayer break is given
He is asked to stay for security reason
He is always thinking deep
Answering painful questions that beep
There is big gap between human and humanity
One is created to be secure other for security
But people forget there is no surety
They involved themselves in a fraud
They appointed dead men as security guard

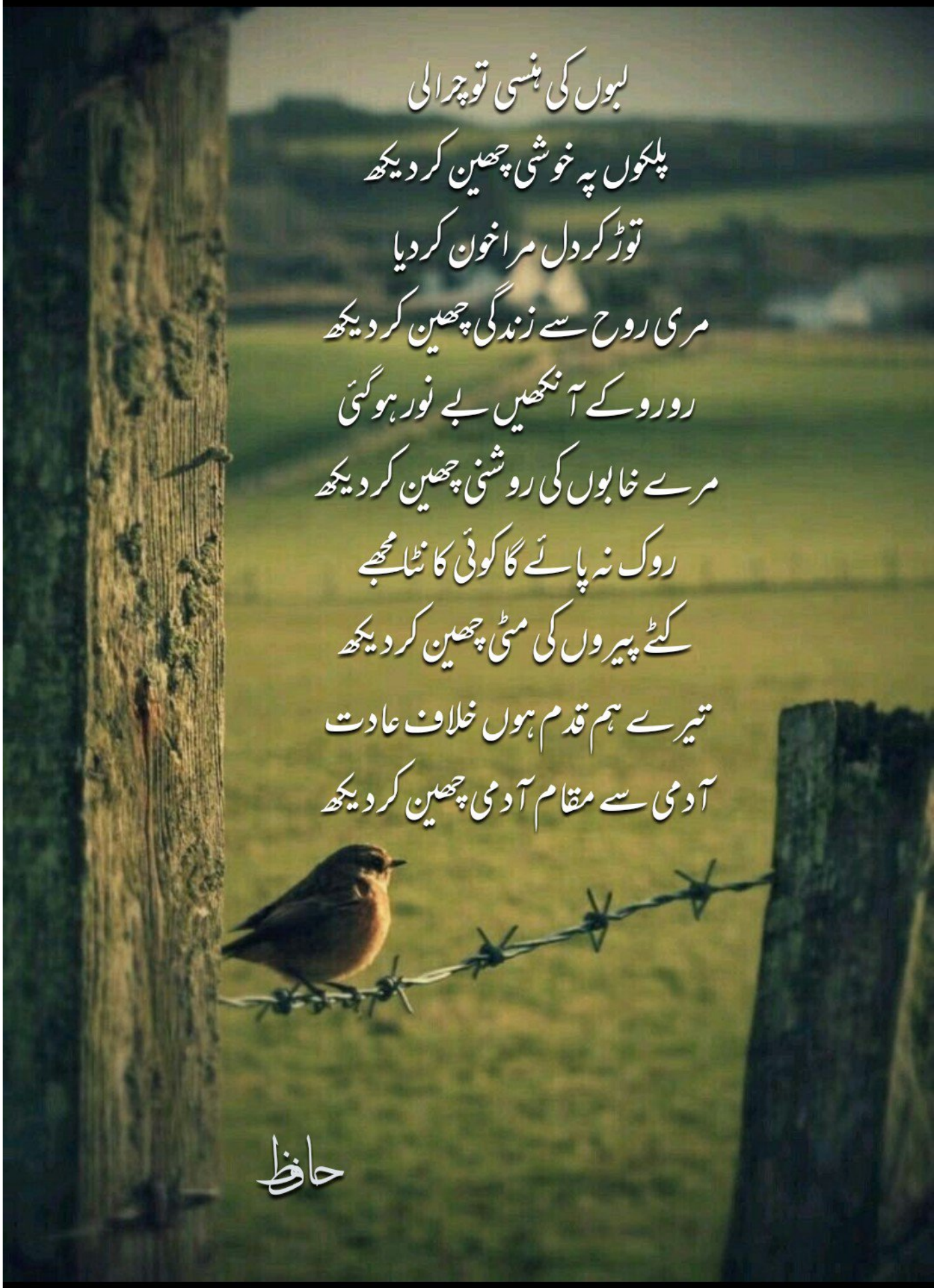
لبوں کی ہنسی تو چرالی
پلکوں پہ خوشی چھین کر دیکھ
توڑ کر دل مرا خون کر دیا
مری روح سے زندگی چھین کر دیکھ
رو رو کے آنکھیں بے نور ہو گئیں
مرے خابوں کی روشنی چھین کر دیکھ
روک نہ پائے گا کوئی کانٹا مجھے
کٹے پیروں کی مٹی چھین کر دیکھ
تیرے ہم قدم ہوں خلاف عادت
آدمی سے مقام آدمی چھین کر دیکھ
حافظ

حافظ عرفان
اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈلدے
زنگ دلاں دے کدی نہ دھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑ دی
ہجر دے پتھر کدی نہ گلدے

ویکھ بندیا کنی چنگی رب نی کرنی

موناں میکھو موڑن لوکی جامرنی

ال اولاد رہ گئے پیچھے سجن بیلی

قبر خالی اندروں مٹی دی بھرنی

Hafiz Irfan Ali

آمد ختم الرسل سے شادماں کائنات
جن کے قدموں میں جھومیں ذرات

ہو گئے سبھی دیوانے رسولِ عربی
تپتے ہوئے صحرا، عجم کے محلات

بت کدے میں سویا ہوا تھا میں
آئے مجھے جگانے محسنِ کائنات

حافظ

حافظ

اک اللہ نے بنائی ہے دنیا
تاروں سے سجائی ہے دنیا
اسی کے ازن سے مرا چلنا
قدموں میں بچھائی ہے دنیا
نہ بول بول اونچے اونچے
نہیں تیری پرائی ہے دنیا
روشن ہیں جو مری آنکھیں
اس بینا نے دکھائی ہے دنیا
جیسے کوئی جہاں ہے مرے اندر
عرش والے نے بسائی ہے دنیا
اختیار نہیں سانسوں پہ کسی کا
مالکِ جبار نے چلائی ہے دنیا
ہر دم اللہ اللہ بول بندے
وہ خدا ہے اور خدائی ہے دنیا

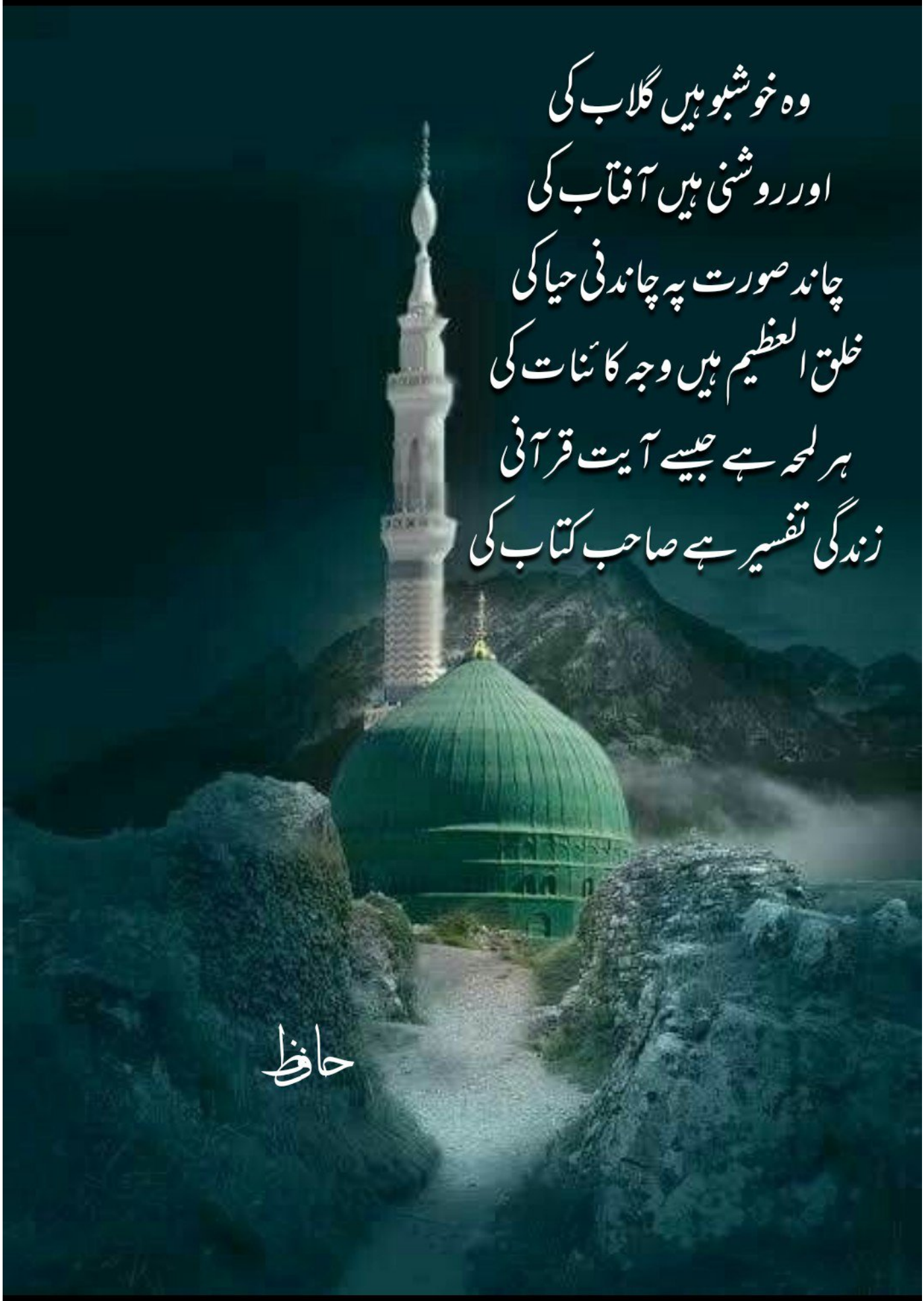
وہ خوشبو ہیں گلاب کی
اور روشنی ہیں آفتاب کی
چاند صورت پہ چاندنی حیا کی
خلق العظیم ہیں وجہ کائنات کی
ہر لمحہ ہے جیسے آیت قرآنی
زندگی تفسیر ہے صاحب کتاب کی
حافظ

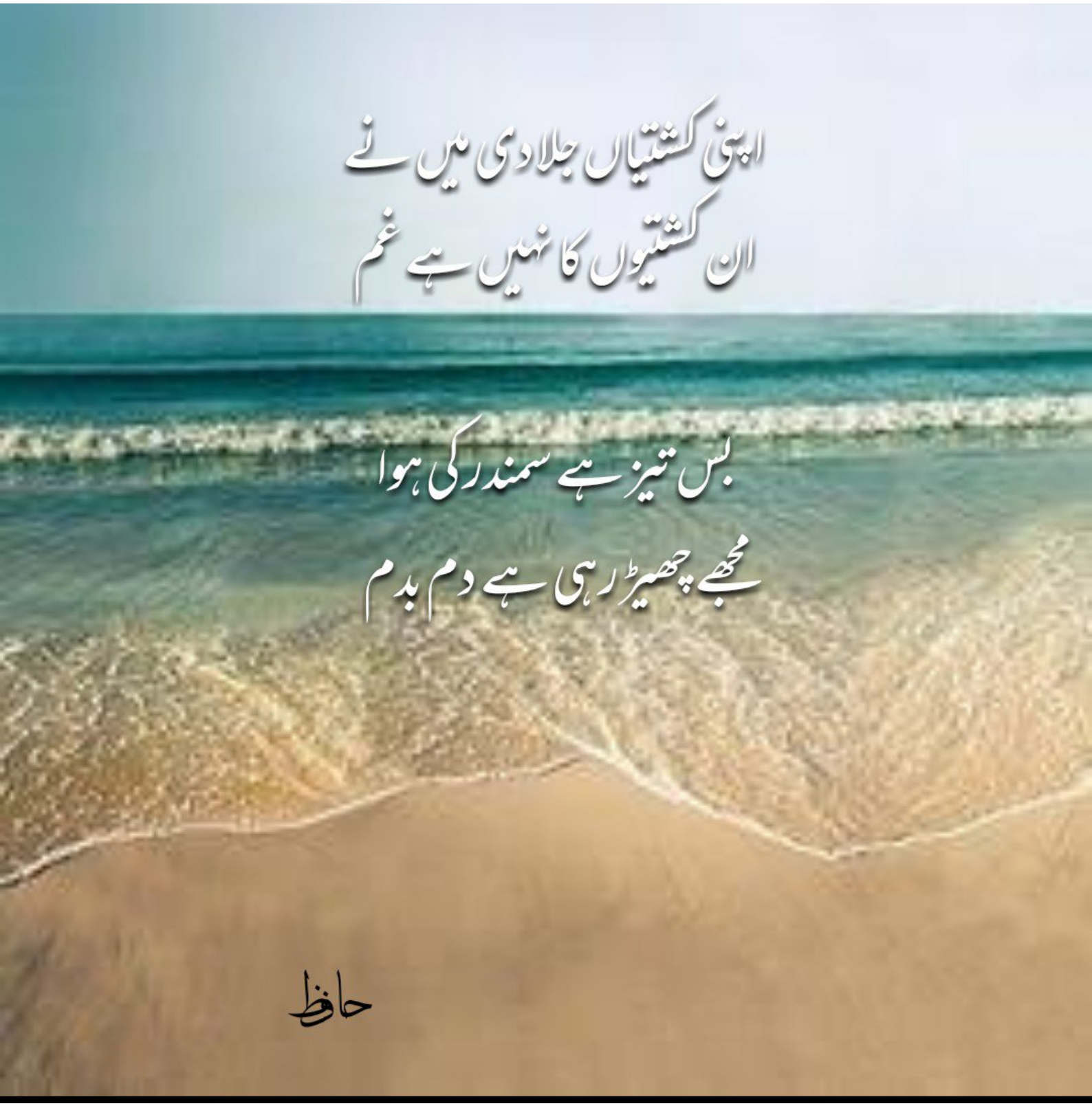
اپنی کشتیاں جلادی میں نے
ان کشتیوں کا نہیں ہے غم
بس تیز ہے سمندر کی ہوا
مجھے چھیڑ رہی ہے دم بدم
حافظ

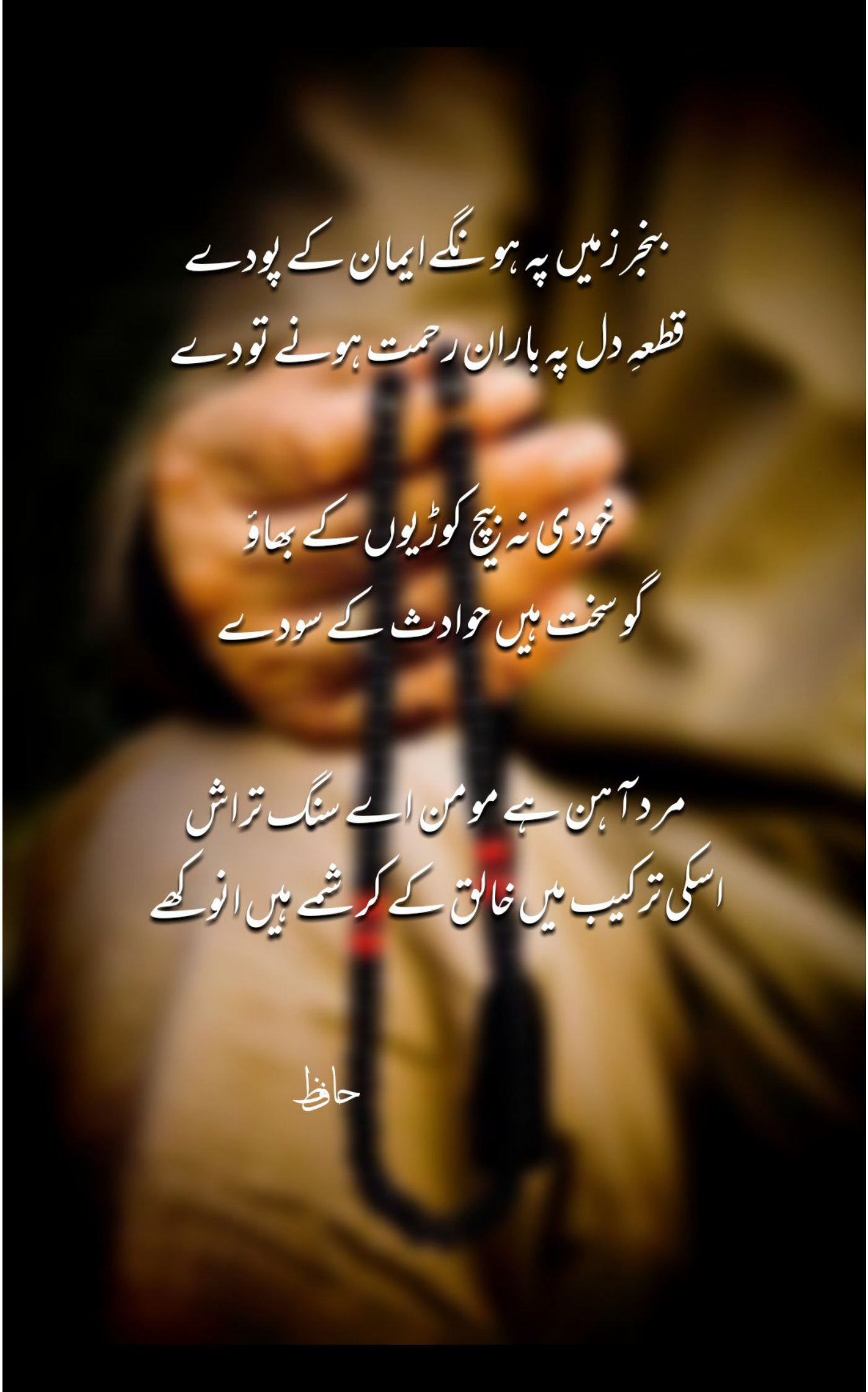
بنجر زمیں پہ ہونگے ایمان کے پودے
قطعہِ دل پہ باران رحمت ہونے تو دے
خودی نہ بیچ کوڑیوں کے بھاؤ
گو سخت ہیں حوادث کے سودے
مرد آہن ہے مومن اے سنگ تراش
اسکی ترکیب میں خالق کے کرشمے ہیں انوکھے
حافظ

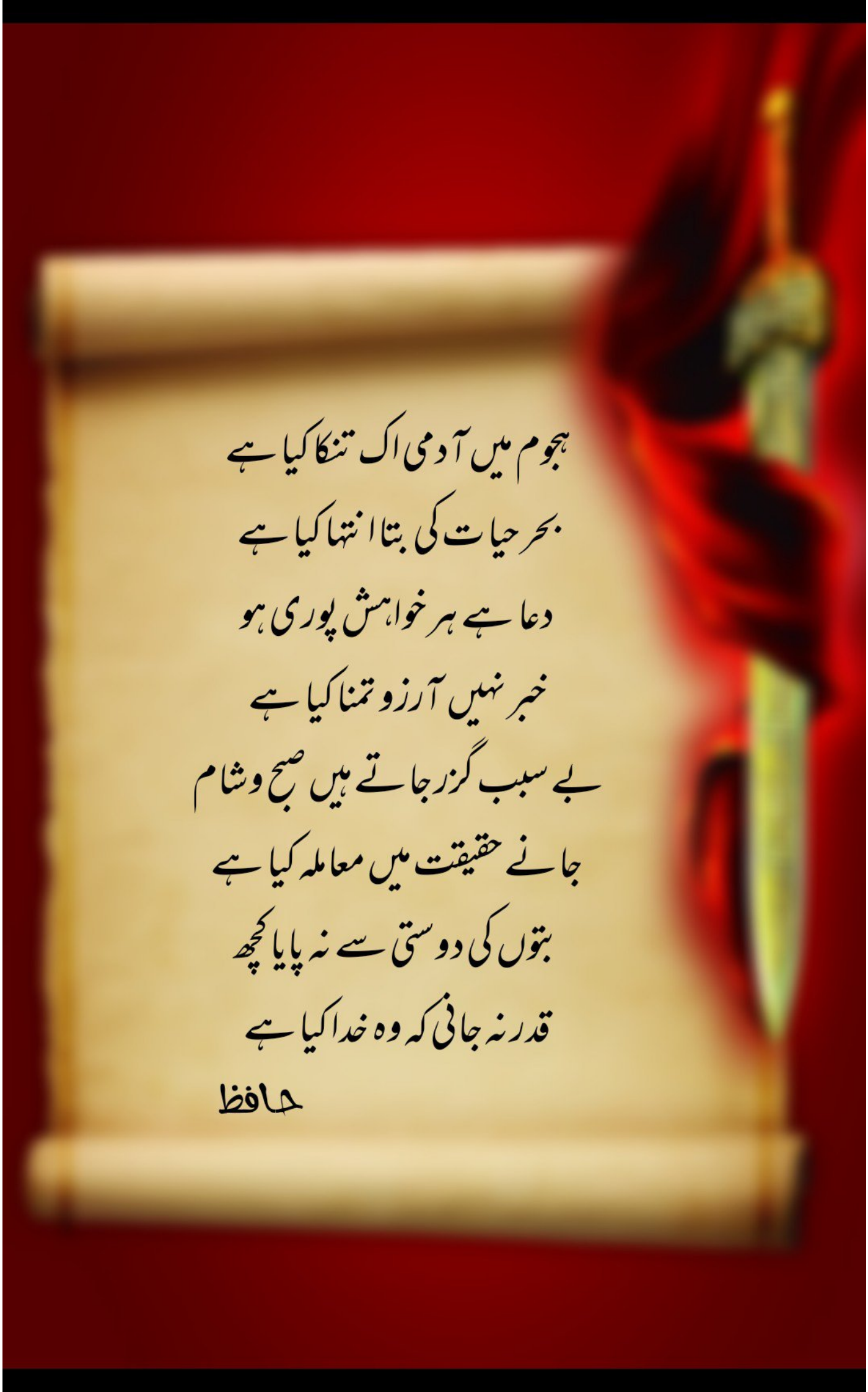

ہجوم میں آدمی اک تنکا کیا ہے
بحر حیات کی بتا انتہا کیا ہے
دعا ہے ہر خواہش پوری ہو
خبر نہیں آرزو تمنا کیا ہے
بے سبب گزر جاتے ہیں صبح و شام
جانے حقیقت میں معاملہ کیا ہے
بتوں کی دوستی سے نہ پایا کچھ
قدر نہ جانی کہ وہ خدا کیا ہے

حافظ

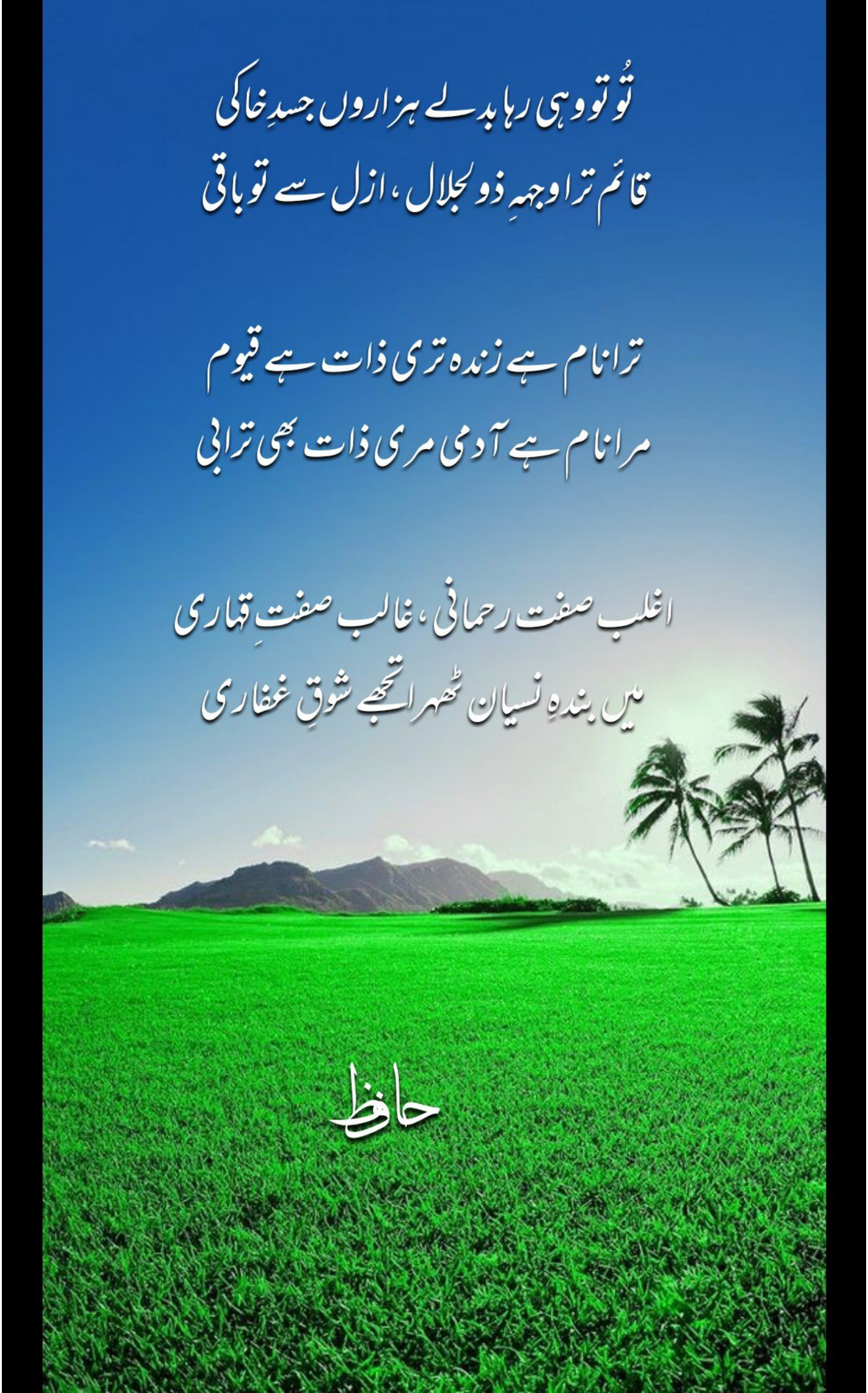
تُو تو وہی رہا بدلے ہزاروں جسدِ خاکی
قائم ترا وجہِ ذو لجلال، ازل سے تو باقی
ترا نام ہے زندہ تری ذات ہے قیوم
مرا نام ہے آدمی مری ذات بھی ترابی
اغلب صفت رحمانی، غالب صفتِ قہاری
میں بندہِ نسیان ٹھہرا تجھے شوقِ غفاری
حافظ

آدمی کا آدمی سے کام چلتا ہے
کچھ نہ چلے اللہ کا نام چلتا ہے
چھپے رہتے ہیں روزی کے وسیلے
مفلسی میں بھی نظام چلتا ہے
جی جی کے مر جاتے ہیں انسان
زندگی کا سفر صبح و شام چلتا ہے
پڑھو مری قبر پہ قرآن معظم
مرحوموں پہ یہی کلام چلتا ہے
حافظ یہ تسلی کافی نہیں کیا
اِدھر مشقت اُدھر آرام چلتا ہے

آدمی کا آدمی سے کام چلتا ہے

کچھ نہ چلے اللہ کا نام چلتا ہے

چھپے رہتے ہیں روزی کے وسیلے

مفلسی میں بھی نظام چلتا ہے

جی جی کے مرجاتے ہیں انسان

زندگی کا سفر صبح و شام چلتا ہے

پڑھو مری قبر پہ قرآن معظم

مردہ دلوں پہ یہی کلام چلتا ہے

حافظ یہ تسلی کافی نہیں کیا

اِدھر مشقت اُدھر آرام چلتا ہے

حافظ

کٹ گئی قید حیات سزا باقی ہے
مرے درد کی ابھی دوا باقی ہے

مٹ گئے سب نقش شعور کے
دل شکستہ میں کچھ نیا باقی ہے

نہ لکھ جفا کار اے کاتب تقدیر تو
لبوں پہ سجی مری دعا باقی ہے

حافظ

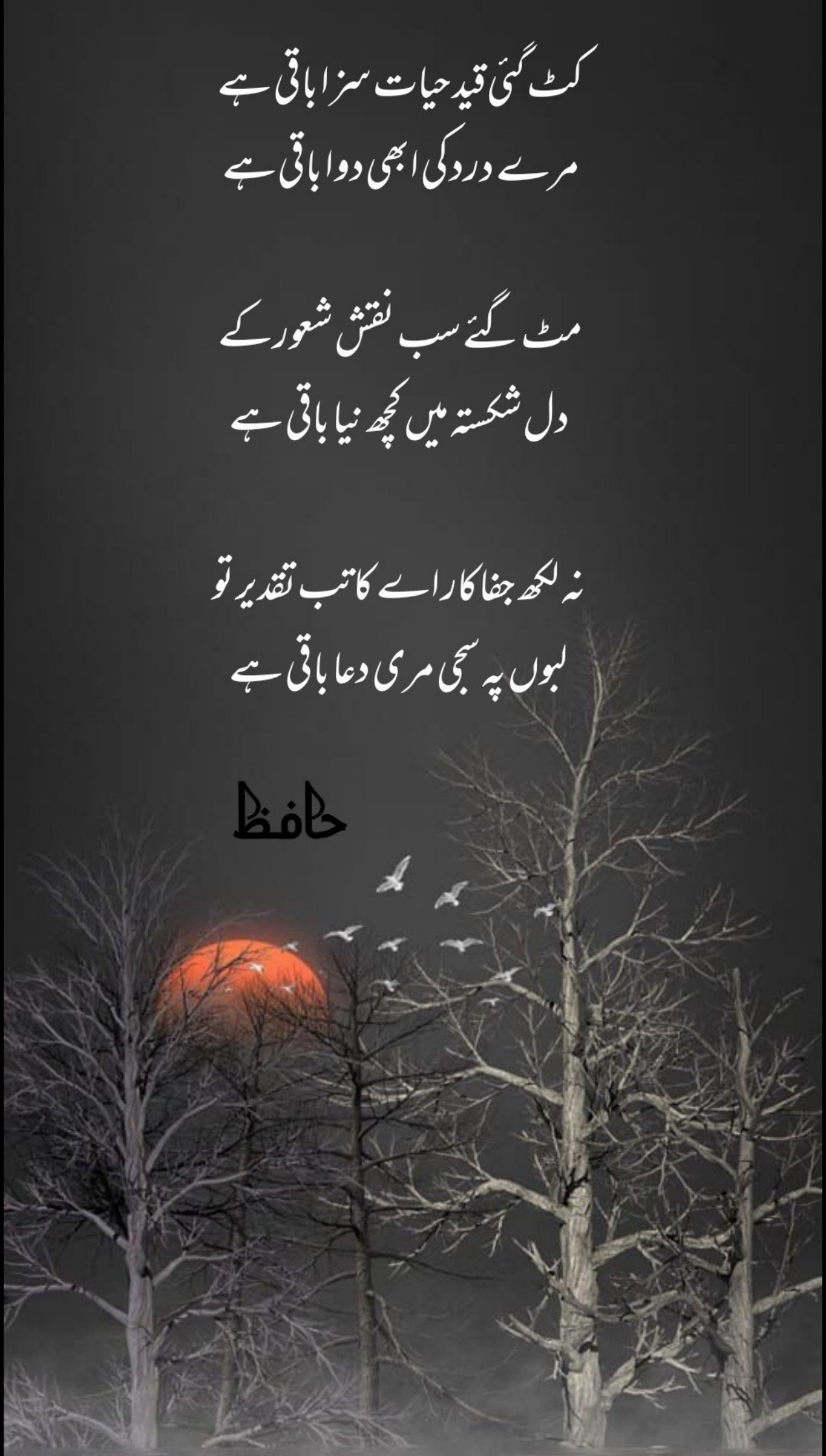

لیتا ہے انسان درسِ قدرت
قوتِ تقدیر سے شکستہ انسانیت

ازل سے سر نگوں ہے باطل
لشکرِ حق سے مٹتی ہے فرعونیت

یوں تو سلگ رہی ہے آتشِ نمرود
بندۂ ابراہمی کو ہے شوقِ شہادت

زاھد سے دوستی میں ملتی ہے جنت
بحرِ عشق سے نکلتے ہیں گوہرِ امامت

حافظ

دل کی بیباکیاں خیال کی حد تک ہیں

حساب کے پیمانے سوال کی حد تک ہیں

ہر موڑ اس کی دہلیز تک لے جاتا ہے

آوارگی کے قصے مثال کی حد تک ہیں

زندگی خورشید ہے غروبِ آفتاب تک

عروج کی شعاعیں زوال کی حد تک ہیں

جفاؤں کا قصاص تو آخر دینا پڑے گا

ان آنکھوں کے آنسو ملال کی حد تک ہیں

حافظ

دیکھنے والوں کو خدا نظر آتا ہے
نہ ہو دل میں کوئی کیا نظر آتا ہے

اسی کے دم سے تھیں رونقیں
خالی دل میں اب خلا نظر آتا ہے

جلا دیا صنم کدہ کو عرفان
کیوں راکھ میں دھواں نظر آتا ہے

آدمی کیا ہے فقط مٹی کے ذرات
ادھورے ہیں ابھی تخلیق کے سوالات

نہیں پرواز میں میرا عروج
ہوئے خاک میں بلند مرے درجات

آساں نہیں پانا شرف انسانی
مشکل سے بنا ہوں اشرف المخلوقات

دے کر یقین مجھے احسن تقویم
آتشِ نفس سے نکلا اسفل حیوانات

حافظ

تری جاں روح سے خالی

تری سوچ خیال سے دور

ترا عشق درد سے خالی

تری چاہ ملال سے دور

ترا قلم فکر سے خالی

ترا علم حال سے دور

تری آوارگی بے جستجو

ترا شوق سوال سے دور

ترا ذکر یاد سے خالی

تری یاد وصال سے دور

تری ذات ہے ادھوری

ترا وجود کمال سے دور

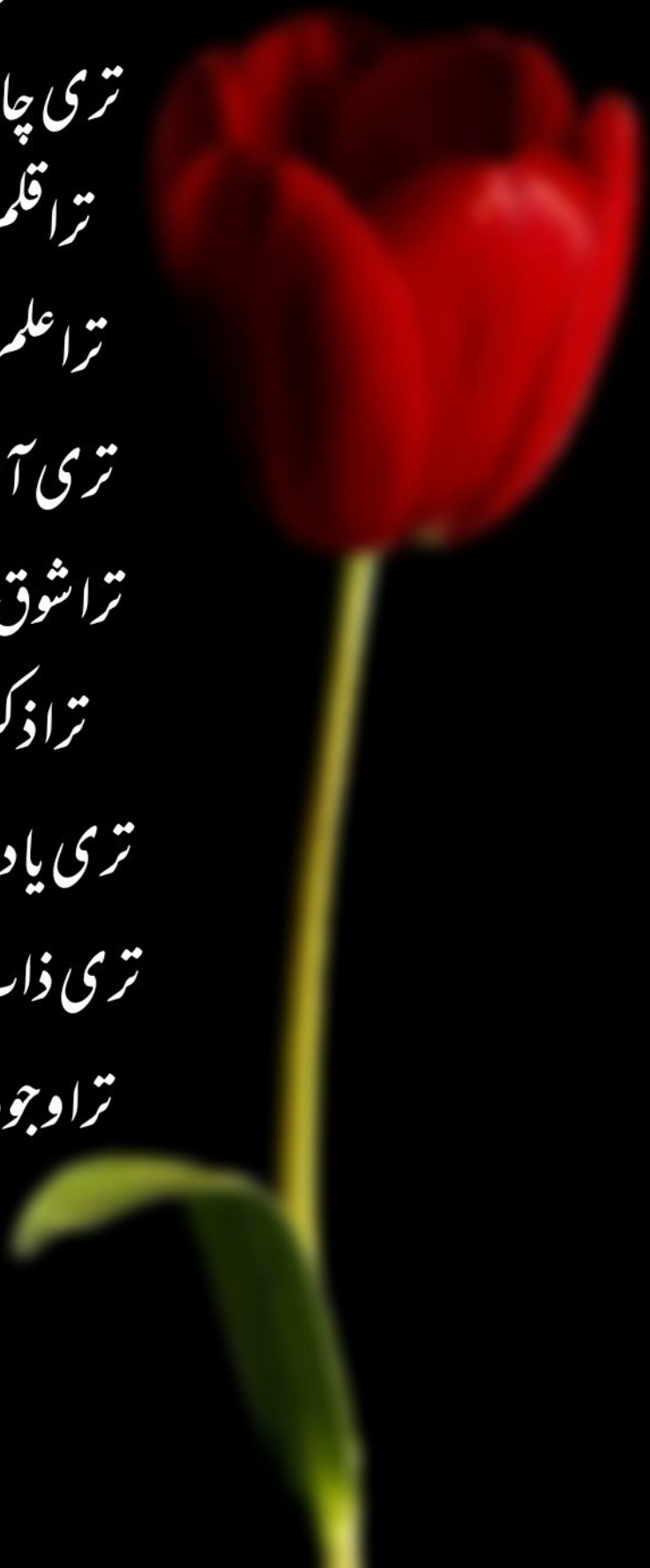

حافظ

کٹ گئی قید حیات سزا باقی ہے
مرے درد کی ابھی دوا باقی ہے

مٹ گئے سب نقش شعور کے
دل شکستہ میں کچھ نیا باقی ہے

نہ لکھ جفا کار اے کاتب تقدیر تو
لبوں پہ سجی مری دعا باقی ہے

حافظ

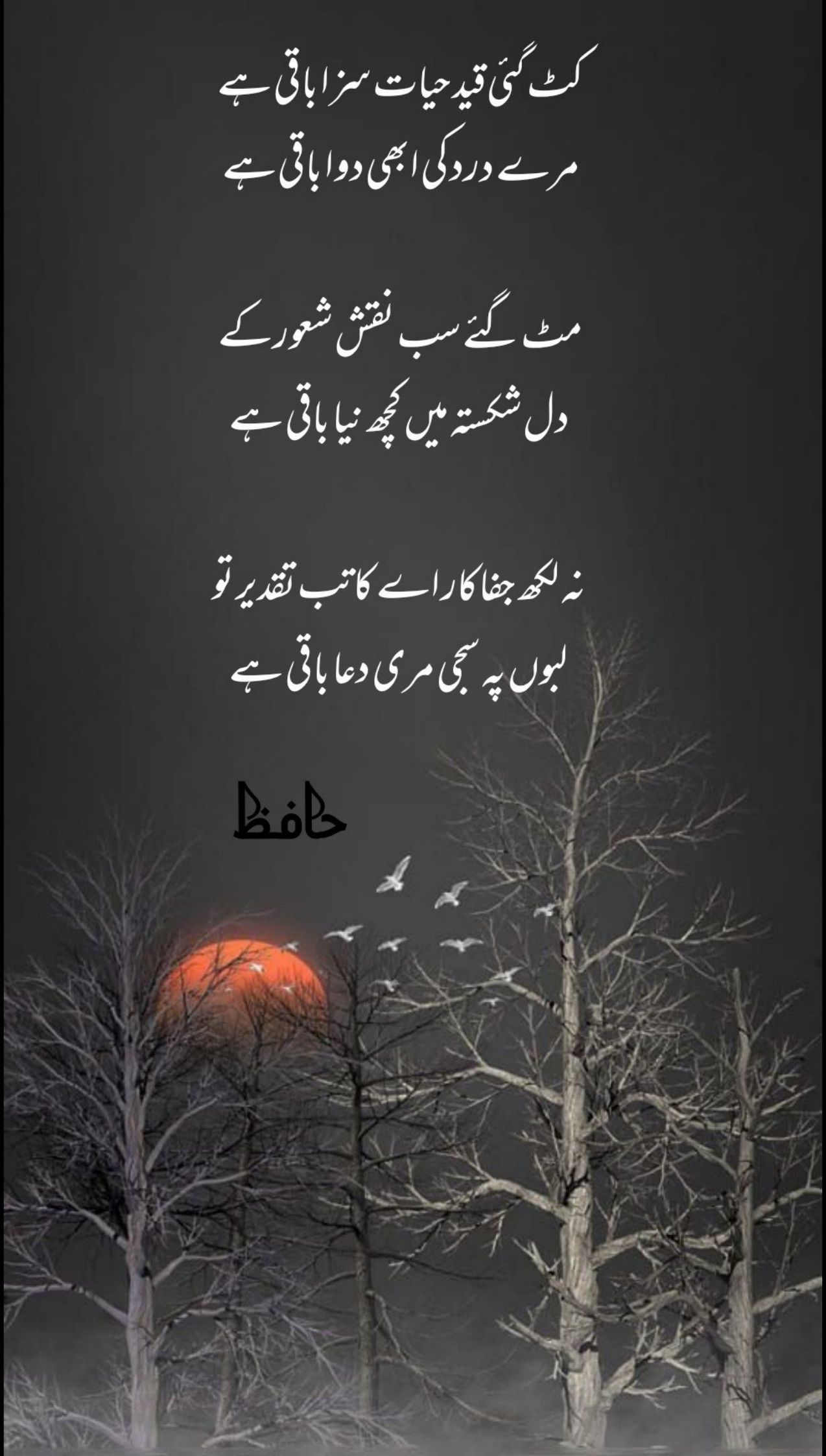

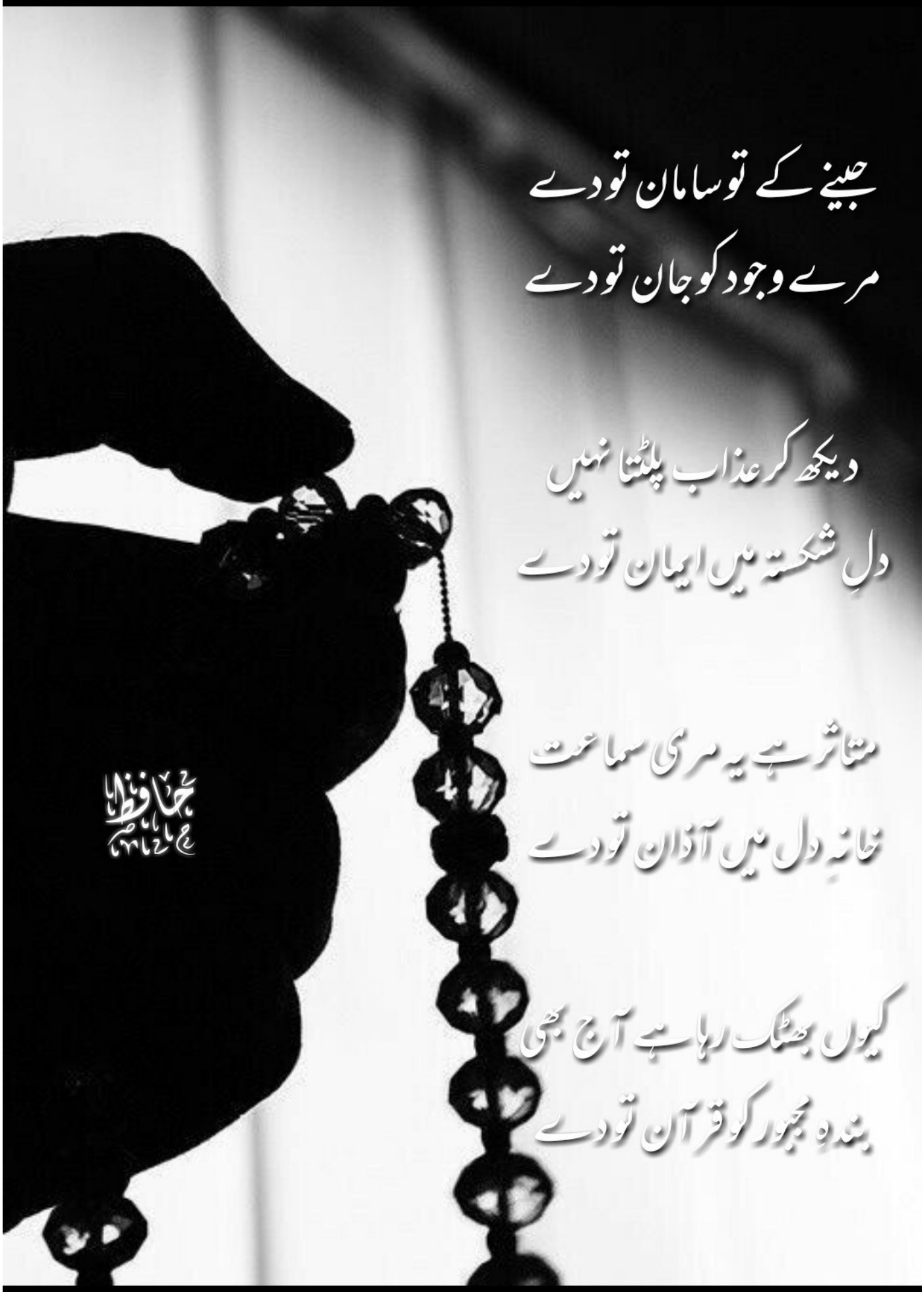
جینے کے تو سامان تو دے
مرے وجود کو جان تو دے
دیکھ کر عذاب پلٹتا نہیں
دلِ شکستہ میں ایمان تو دے
متاثر ہے یہ مری سماعت
خانۂ دل میں آذان تو دے
کیوں بھٹک رہا ہے آج بھی
بندۂ مجبور کو قرآن تو دے
حافظ

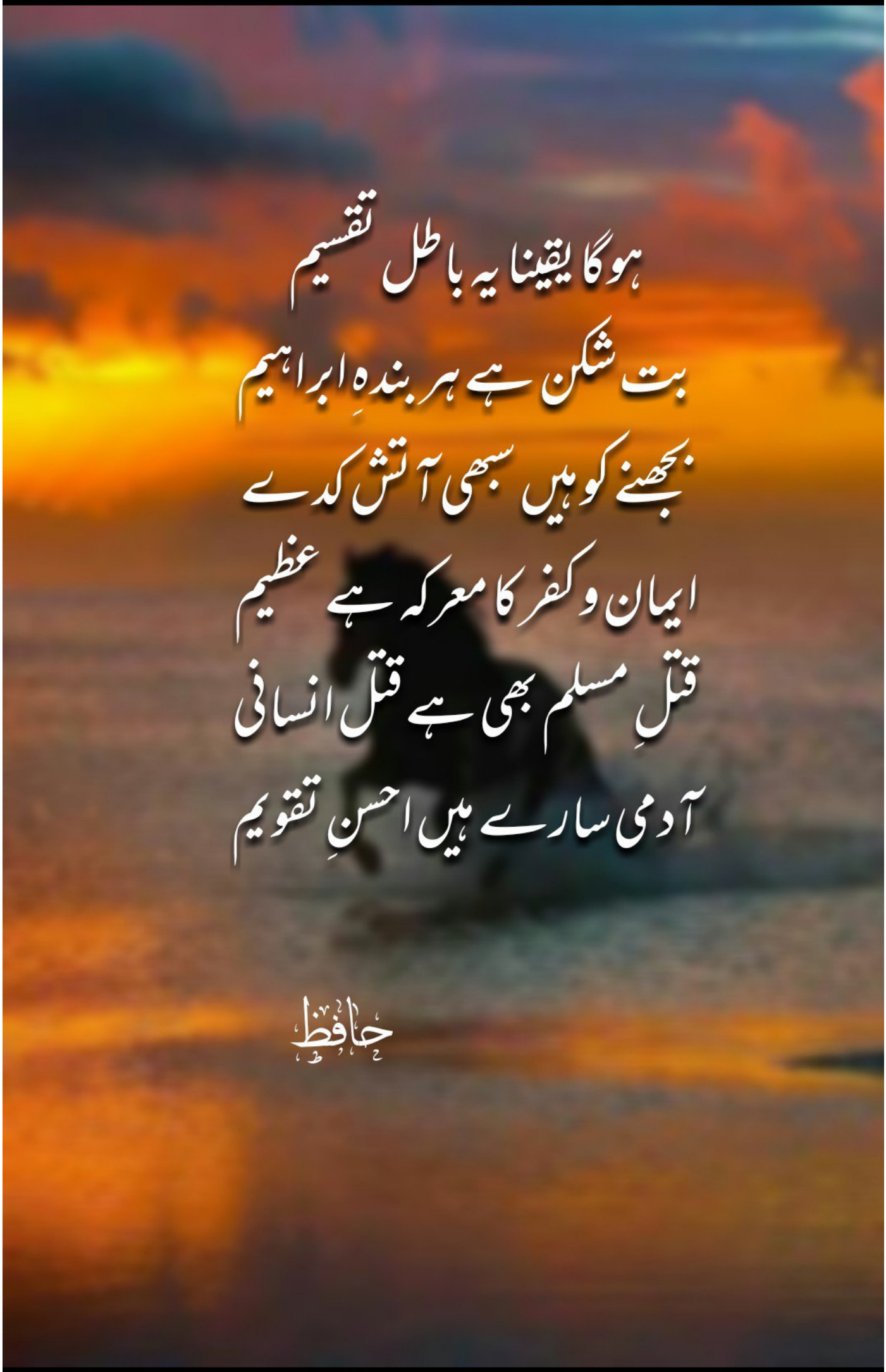
ہو گا یقینا یہ باطل تقسیم
بت شکن ہے ہر بندۂ ابراہیم
بجھنے کو ہیں سبھی آتش کدے
ایمان و کفر کا معرکہ ہے عظیم
قتلِ مسلم بھی ہے قتل انسانی
آدمی سارے ہیں احسنِ تقویم
حافظ

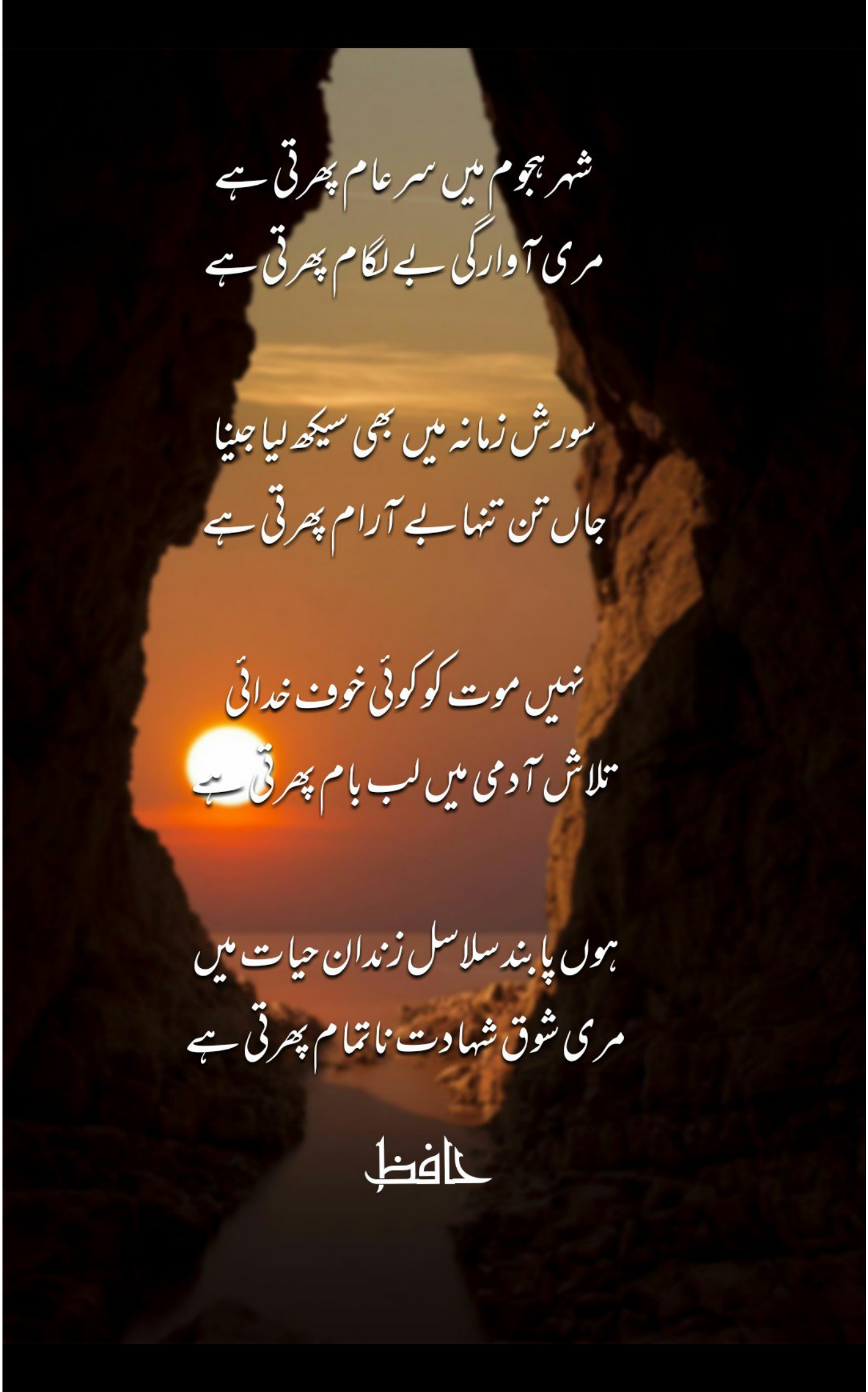
شہر ہجوم میں سر عام پھرتی ہے
مری آوارگی بے لگام پھرتی ہے
سورش زمانہ میں بھی سیکھ لیا جینا
جاں تن تنہا بے آرام پھرتی ہے
نہیں موت کو کوئی خوف خدائی
تلاش آدمی میں لب بام پھرتی ہے
ہوں پابند سلاسل زندان حیات میں
مری شوق شہادت ناتمام پھرتی ہے
حافظ

بکھرا ملت کا شیرازہ امت نہ رہی
بھائی بندی نہ رہی اخوت نہ رہی

اپنی مسجد اپنا قبلہ عقیدہ اپنا اپنا
دلوں میں محبت نہ رہی الفت نہ رہی

لوٹ آئی کانوں سے آذانِ فجر
بندہِ غافل میں حرکت نہ رہی

حافظ

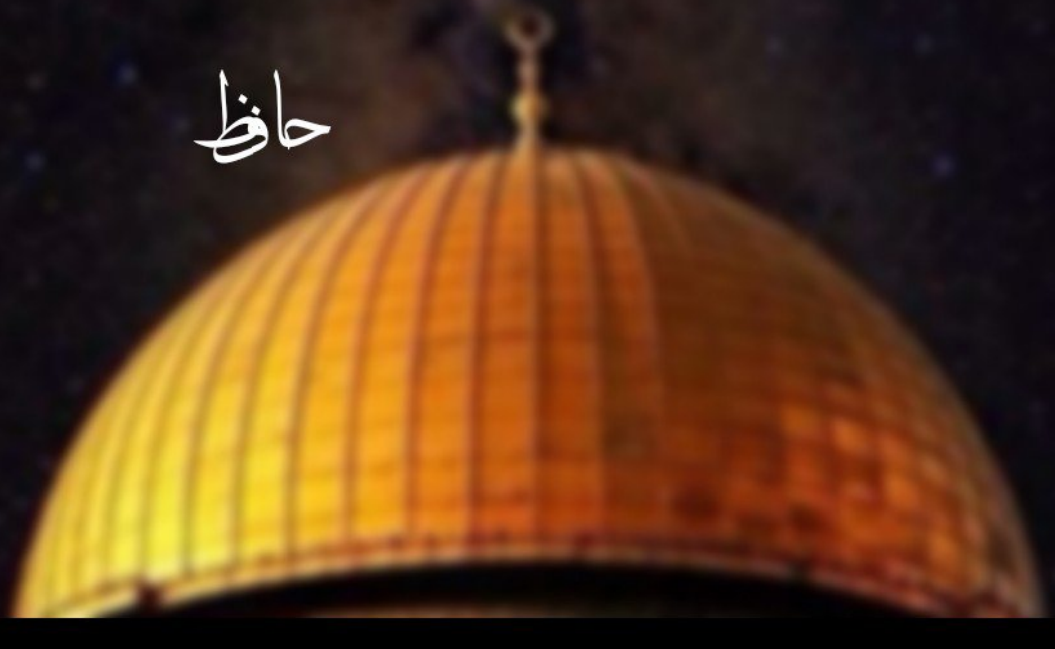

شان و شوکت امیری سے نکل
نہ بیچ خودی بے ضمیری سے نکل

اب سیکھ لے آدابِ بندگی
ان بتوں کی اسیری سے نکل

نہیں مٹی کے سوا نصیب تیرا
جسدِ خاکی کی خبر گیری سے نکل

کر دے تو قربان اپنا وجود
راہِ وفا میں فقیری سے نکل

حافظ

کنی سوڑی صورت تیری وانگ چنے داچانن

ویکھ کے شیشہ میں وی آکھاں حق اللہ ہو ہن

موت حاصل ہے اس دنیا کا انجام
اجرت مزدور کی ہے زندگی کا اختتام

بدلے ہیں زمانے ہم کیا کریں
ہم تو ہیں پرانے ہم کیا کریں
پہنچ گئی تہذیب نقطۂ زوال
اسباق بنے فسانے ہم کیا کریں

حافظ

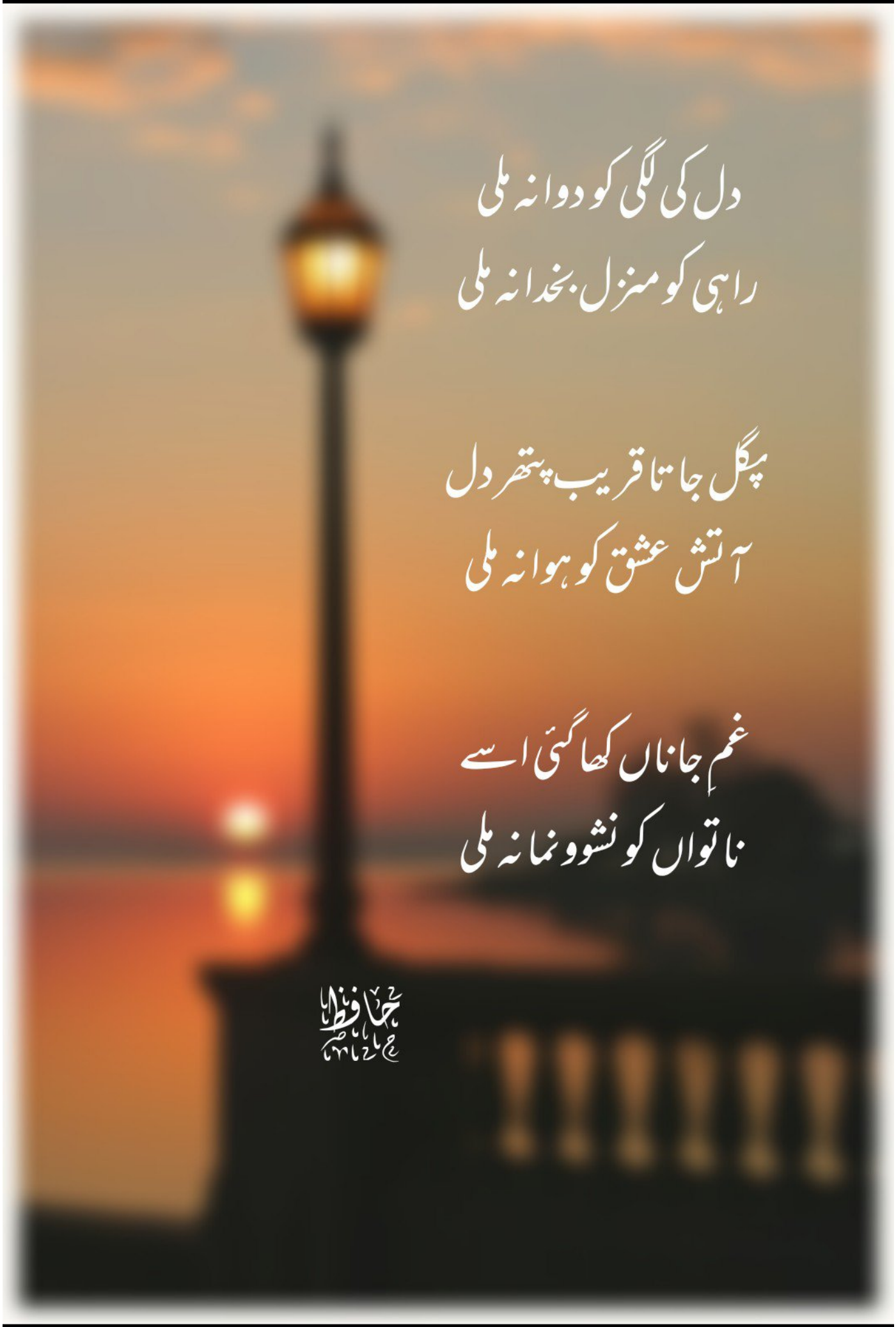
دل کی لگی کو دوانہ ملی
راہی کو منزل بخدا نہ ملی
پگل جاتا قریب پتھر دل
آتش عشق کو ہوا نہ ملی
غمِ جاناں کھا گئی اسے
ناتواں کو نشوونما نہ ملی
حافظ

دینے والے رکھنا اپنی عطا بار بار
برستی ہے جیسے بارش کی پھوار

کیوں تکتا ہوں آسماں کی جانب
مری بے کلی میں ہے حسرتِ دیدار

آسماں سے جڑا تو ہوں درخشاں
زمیں پہ رہا، رہوں گا داغدار

نہ مانگ رزق بنجر زمین سے
پھیلا کر کشکولِ دل ہو گلِ گلزار

اس سوال سے ہی قائم ہے تعلق
مری جستجو سے رہتا ہے وہ آشکار

حافظ

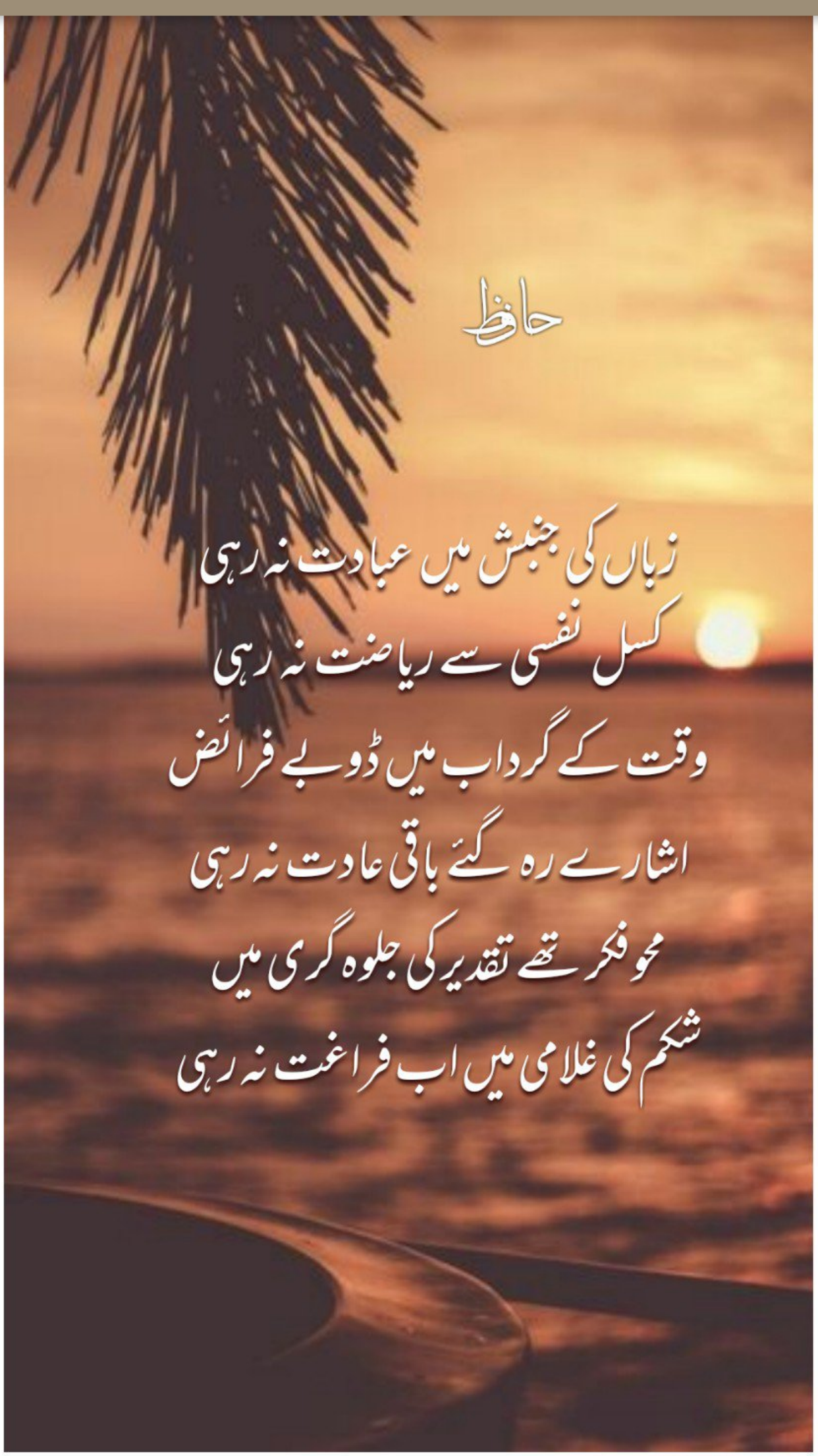
حافظ
زباں کی جنبش میں عبادت نہ رہی
کسل نفسی سے ریاضت نہ رہی
وقت کے گرداب میں ڈوبے فرائض
اشارے رہ گئے باقی عادت نہ رہی
محو فکر تھے تقدیر کی جلوہ گری میں
شکم کی غلامی میں اب فراغت نہ رہی

فکر کے سماء پہ آتی ہے شام
سوچ کے تارے گنتا رہتا ہوں
اسی کشمکشِ میں سوجاتا ہوں
رات آہ بکاہ سنتا رہتا ہوں
نہ پالے کاتب تقدیر کہیں
خود سے چھپتا رہتا ہوں
بھروسہ اتنا ہے زورِ بازو پہ
گرے تنکے چنتا رہتا ہوں
حوصلوں کا ڈھیر لگا کے سامنے
ارادوں کو کستا رہتا ہوں
نہیں بے وفا اے ضمیر بے نیاز
شمع فروزاں ہوں پگھلتا رہتا ہوں
ستر پوشی مری ردائے ایمان ہے
اکھڑے ہوئے دھاگے بنتا رہتا ہوں

حافظ ناصر

دیکھ کر بازار کی رنگینی اداس ہو جاتا ہوں میں
بھانپ کر حالات کی سنگینی اداس ہو جاتا ہوں میں
لوگوں کی بھیڑ اور ہنستے مسکراتے چہرے۔۔۔
سوچ کے محشر کی غمگینی اداس ہو جاتا ہوں میں

جنھیں گزارتے زمانے لگے
مختصر نکلے وہ لمحات
تھی آذان وقامت تک مہلت
پلک جھپکے گزر گئے اوقات

کوئی دوا دیجئے مریضِ زندگی کو
موت بولی مسکرا کر ذرہ ذرہ

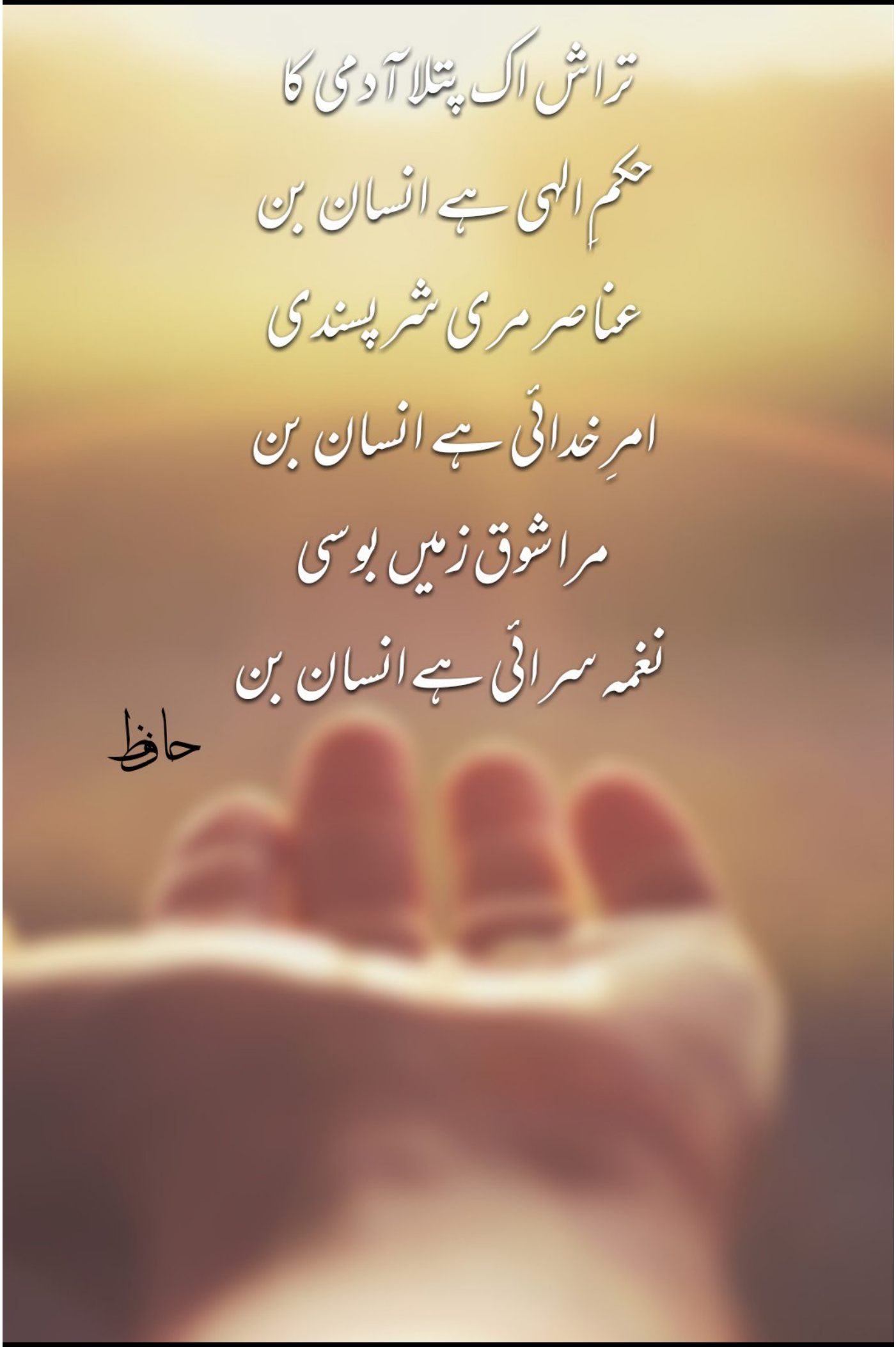
تراش اک پتلا آدمی کا
حکمِ الٰہی ہے انسان بن
عناصر مری شر پسندی
امرِ خدائی ہے انسان بن
مرا شوق زمیں بوسی
نغمہ سرائی ہے انسان بن
حافظ

وجود کائنات میں ذرہِ تخلیق میں
مرا جہاں اور تھا آزمائش سے پہلے

وہی رازق تھا عالم مدہوشی میں
شکم سیری تھی پیدائش سے پہلے

کھا گیا غم روزگار جذبات کی رنگینی
بے رنگ تصویر ہوئی نمائش سے پہلے

حافظ

جس طرح رات آتی ہے صبحِ نور کے بعد
یوں تقدیر لکھی جاتی ہے ہر قصور کے بعد

اور ہاں سنا ہے کہ بیچارے مولوی آج کل
خاموش ہیں اب وہ منبر و مسجد کے لیے جھگڑا
نہیں کر رہے اور نہ ہی کوئی سیاست کر رہے ہیں
کل کوئی بتا رہا تھا کے مساجد پر پابندیوں سے ان
کے حلقہ احباب کو بہت دھچکا لگا ہے۔سنا ہے
لوگ کہتے ہیں کہ بھلا اللہ اور لوگوں کے
درمیان یہ مولوی کہاں سے آئے تھے۔

نشہ شوق دید ہے خماری ہے
ساقی ترے میکدے سے یاری ہے

محو گردش ہوں گرداب میں
یہ حب دنیا بہت بھاری ہے

تڑپ اٹھتا کیوں بار بار
دل نہیں کوئی بیماری ہے

ہوگیا یا دوعدہ وفا مجھے
خالی دل جذبات سے عاری ہے

دیا روشن اک چراغ ہوں
خاکی مرا وجود نہیں ناری ہے

جلا ڈالا سانسوں کی سرسراہٹ نے
مرے دامن میں کوئی چنگاری ہے

حافظ

بد نما چھلاوے مرے ساتھ ہیں
کچھ پچھتاوے مرے ساتھ ہیں
مجھے یقین تھا تم ساتھ دوگے
مگر بہکاوے مرے ساتھ ہیں
نہ تھا آئینے میں کوئی درمیاں
سمجھا دکھاوے مرے ساتھ ہیں
اتار دی احساس کی ردا جب دیکھا
درد کے پہناوے مرے ساتھ ہیں

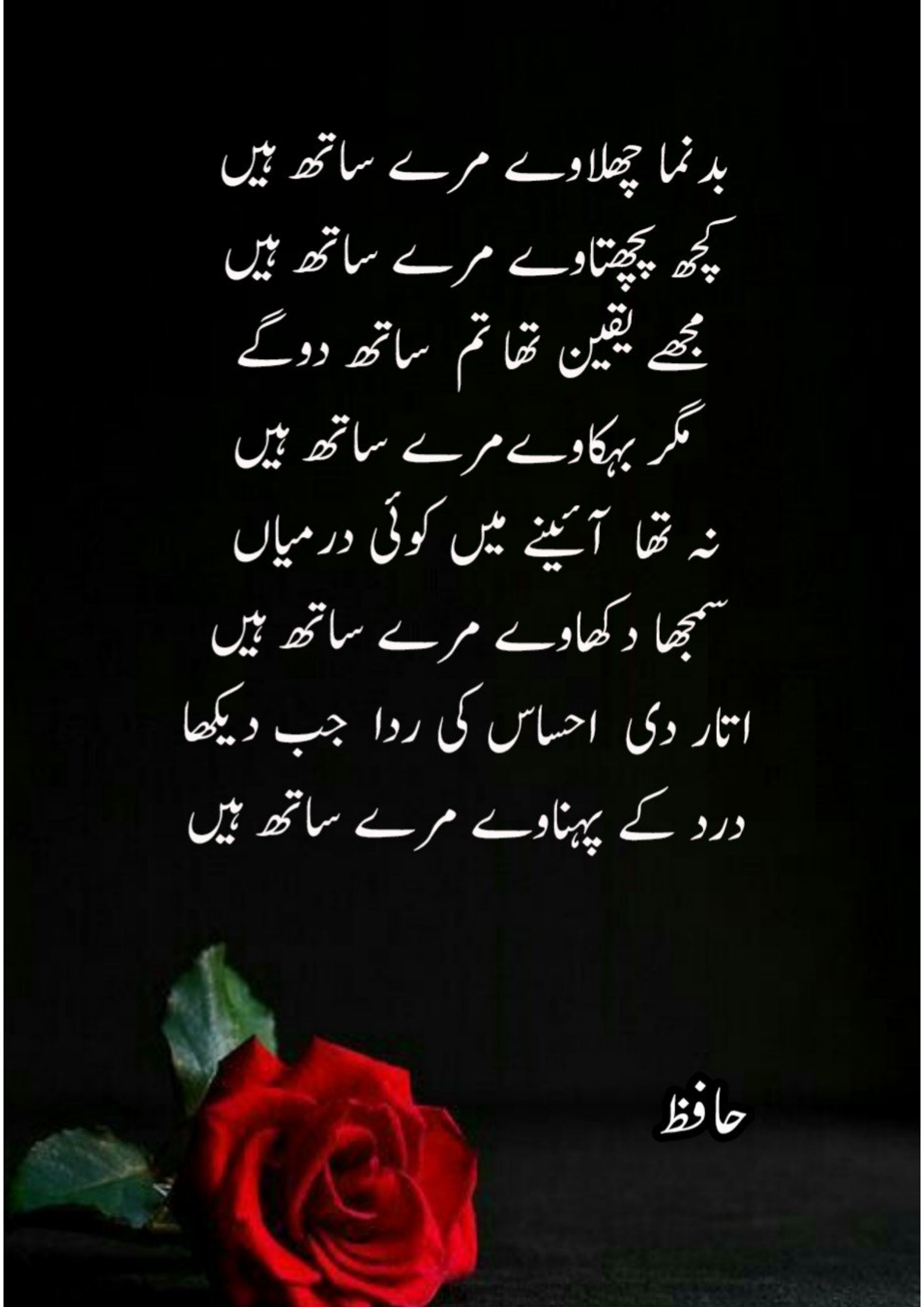

حافظ

نشہ شوق دید ہے خماری ہے
ساقی ترے میکدے سے یاری ہے

محو گردش ہوں گرداب میں
یہ حب دنیا بہت بھاری ہے

تڑپ اٹھتا کیوں بار بار
دل نہیں کوئی بیماری ہے

ہو گیا یاد وعدہ وفا مجھے
خالی دل جذبات سے عاری ہے

دیا روشن اک چراغ ہوں
خاکی مرا وجود نہیں ناری ہے

جلا ڈالا سانسوں کی سرسراہٹ نے
مرے دامن میں کوئی چنگاری ہے

حافظ

یہ قرآن کلامِ خدا ہے ماننا پڑتا ہے

ایمان کا تقاضا ہے ماننا پڑتا ہے

نہ مانو تو مر جاؤ بے موت

رب کا آخری فیصلہ ہے ماننا پڑتا ہے

اتر جاتا ہے سینے میں رحمت کی طرح

دردِ دل کی دوا ہے ماننا پڑتا ہے

ایماں کے بعد عمل کی باری ہے

عمل نہیں باقی تو کیا ہے ماننا پڑتا ہے

اتنا کرو ماتم تو کر لو جلے اوراق پہ

اس رحیم کا غضب بڑا ہے ماننا پڑتا ہے

ہو گیا زوال دین کا دل نہیں مانتا

قریب المرگ مسلما ہے ماننا پڑتا ہے

حافظ

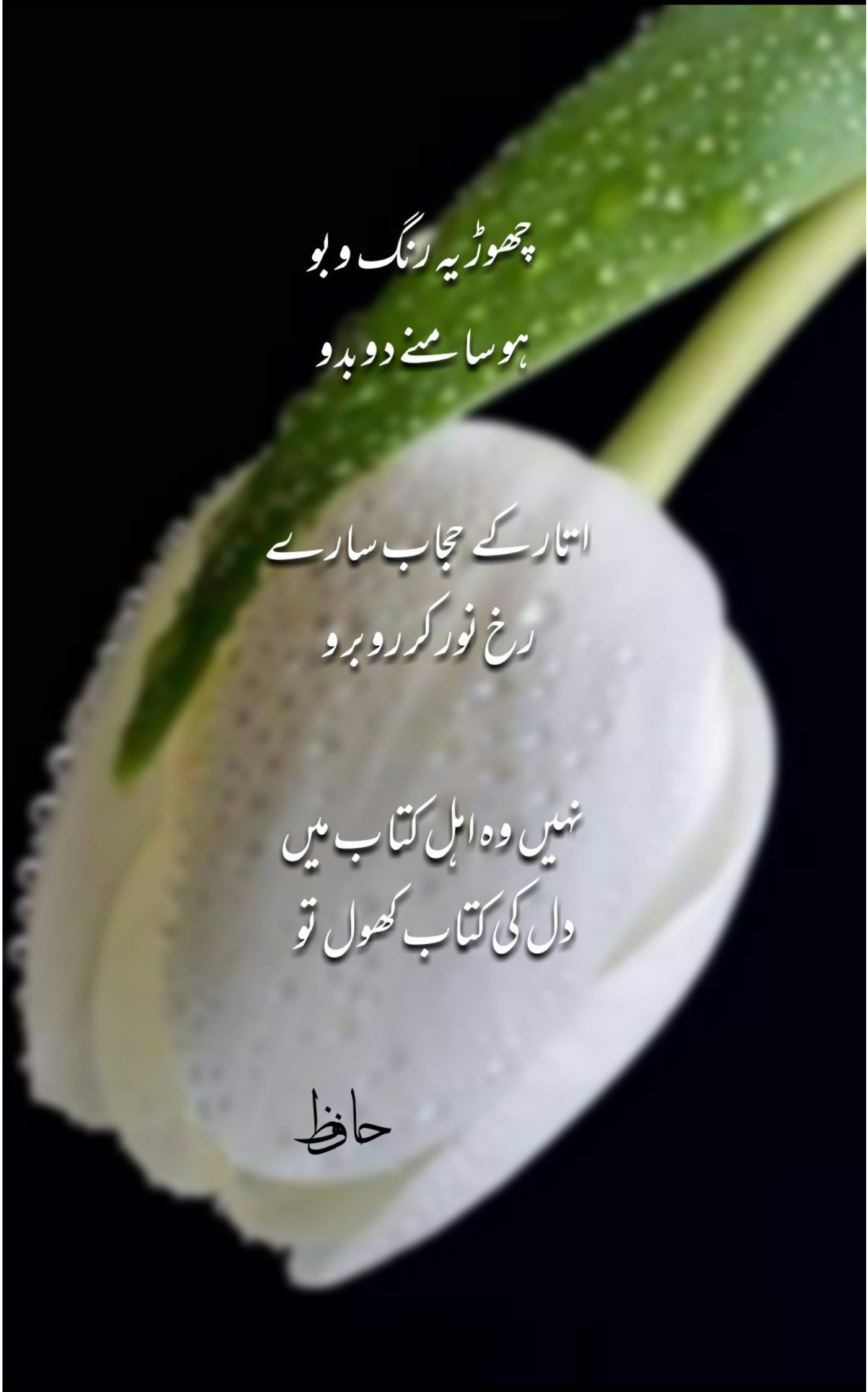
چھوڑ یہ رنگ و بو
ہو سامنے دو بدو
اتار کے حجاب سارے
رخ نور کر روبرو
نہیں وہ اہل کتاب میں
دل کی کتاب کھول تو
حافظ

طلوعِ شام کے بعد سحر ڈھل گئی
کتنی خاموشی سے تقدیر بدل گئی

گناہ کی سیاہی سے بدنماں ہیں چہرے
پیشانیوں کی چمک جیسے دُھل گئی

تُل رہے ہیں عمل فیصلوں کے ترازو میں
جزا کی عدالت عرش تلے کھلُ گئی

ظلم کی آگ سے فروزاں ہیں نفرت کے دیپ
شر کی حرارت سے شمع محبت پِگھل گئی

حافظ

مری وجہ تخلیق مری بندگی ہے
اسی سے وابسطہ مری زندگی ہے

لکھی تقدیر عدم کی تاریکی میں
کن فیکون سے روشنی ہے

ترے نام سے ہے مشکل کشائی
ترا خیال مری چارہ گری ہے

گرا پڑا ہوں میں گرداب میں
دعائے یونس مری عاجزی ہے

مری ذات ذرہ کائنات ہے
ہوا خاک یہ تکمیل آدمی ہے

حافظ

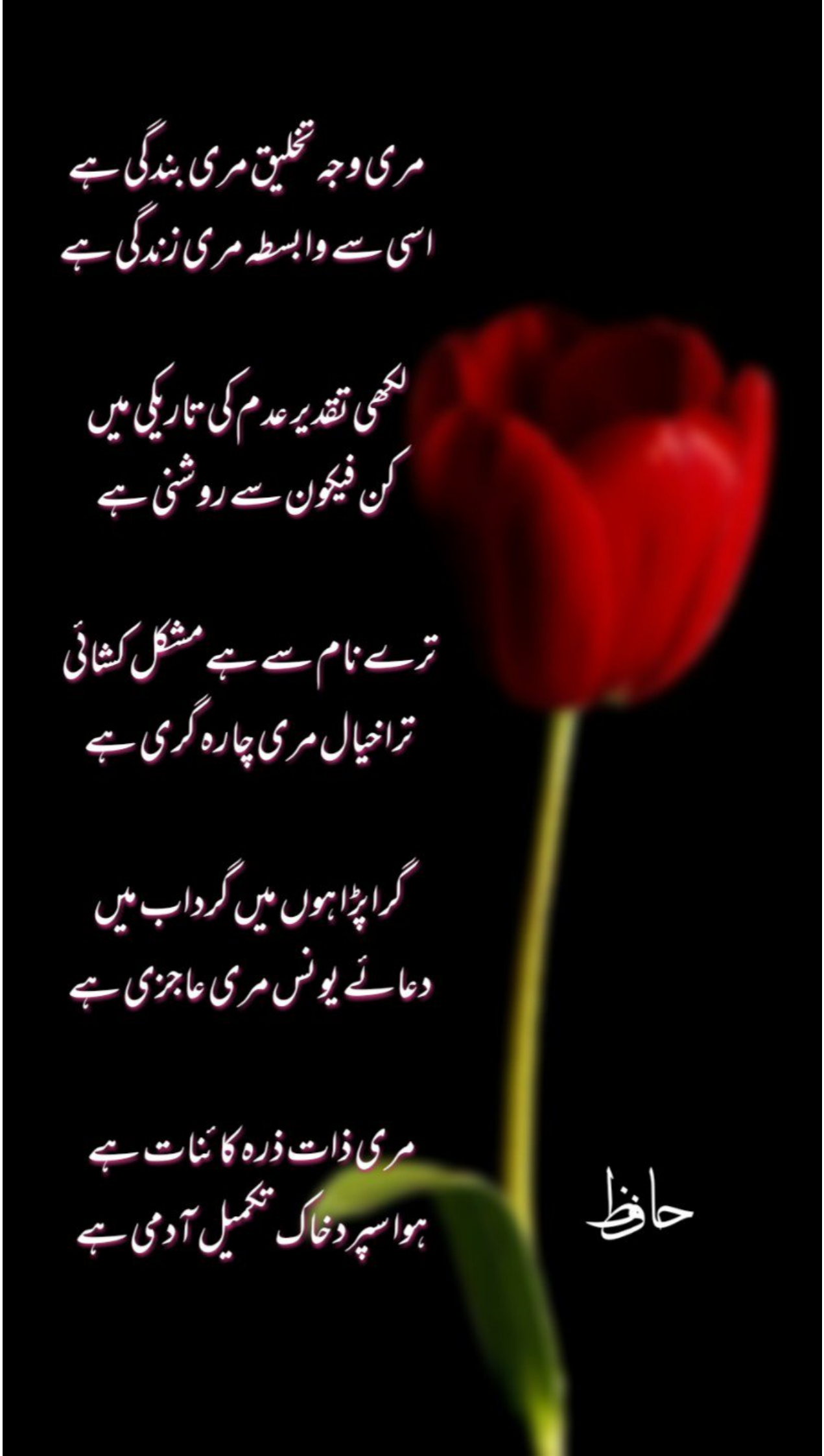
مری وجہ تخلیق مری بندگی ہے
اسی سے وابستہ مری زندگی ہے
لکھی تقدیر عدم کی تاریکی میں
کن فیکون سے روشنی ہے
ترے نام سے ہے مشکل کشائی
ترا خیال مری چارہ گری ہے
گرا پڑا ہوں میں گرداب میں
دعائے یونس مری عاجزی ہے
مری ذات ذرہ کائنات ہے
ہوا سپرد خاک تکمیل آدمی ہے
حافظ

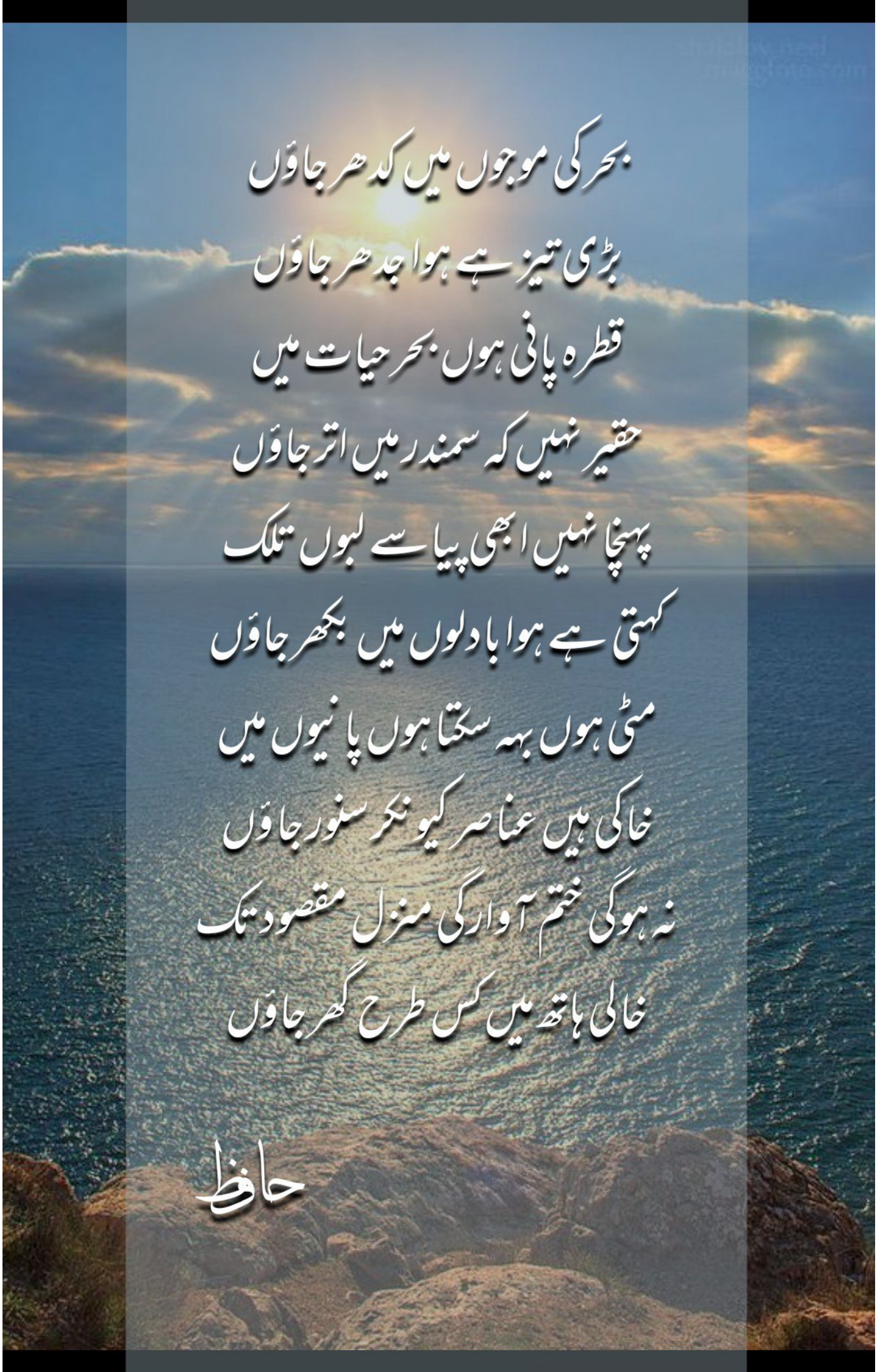
بحر کی موجوں میں کدھر جاؤں
بڑی تیز ہے ہوا جدھر جاؤں
قطرہ پانی ہوں بحر حیات میں
حقیر نہیں کہ سمندر میں اتر جاؤں
پہنچا نہیں ابھی پیاسے لبوں تلک
کہتی ہے ہوا بادلوں میں بکھر جاؤں
مٹی ہوں بہہ سکتا ہوں پانیوں میں
خاکی ہیں عناصر کیونکر سنور جاؤں
نہ ہوگی ختم آوارگی منزل مقصود تک
خالی ہاتھ میں کس طرح گھر جاؤں
حافظ

ہتھ اچ پھڑ کے تسبی پھیر یا چاروں پاسے
زنگ کنا جمایا اپنے دل کی، ویکھے ذرا ہلا کے
حافظ عرفان
صورتوں جیا تو لگدا ایویں سیرتوں لگیں سائی
جیڑا اُناں دا اُناں دا کملی والے آپے گل مکائی
کوڑے پھلاں دا مُل نہ کوئی سودے ہوسن کھرے
پکے ہوسن سچے پاسے تے کچے ہوسن پرے

انتہا بھی اس کی ہے ؟ آخر خریدیں کب تلک
چھتریاں ، رومال ، مفلر ، پیرہن جاپان سے
اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
آئیں گے غسال کابل سے ، کفن جاپان سے

علامہ اقبال

حافظ

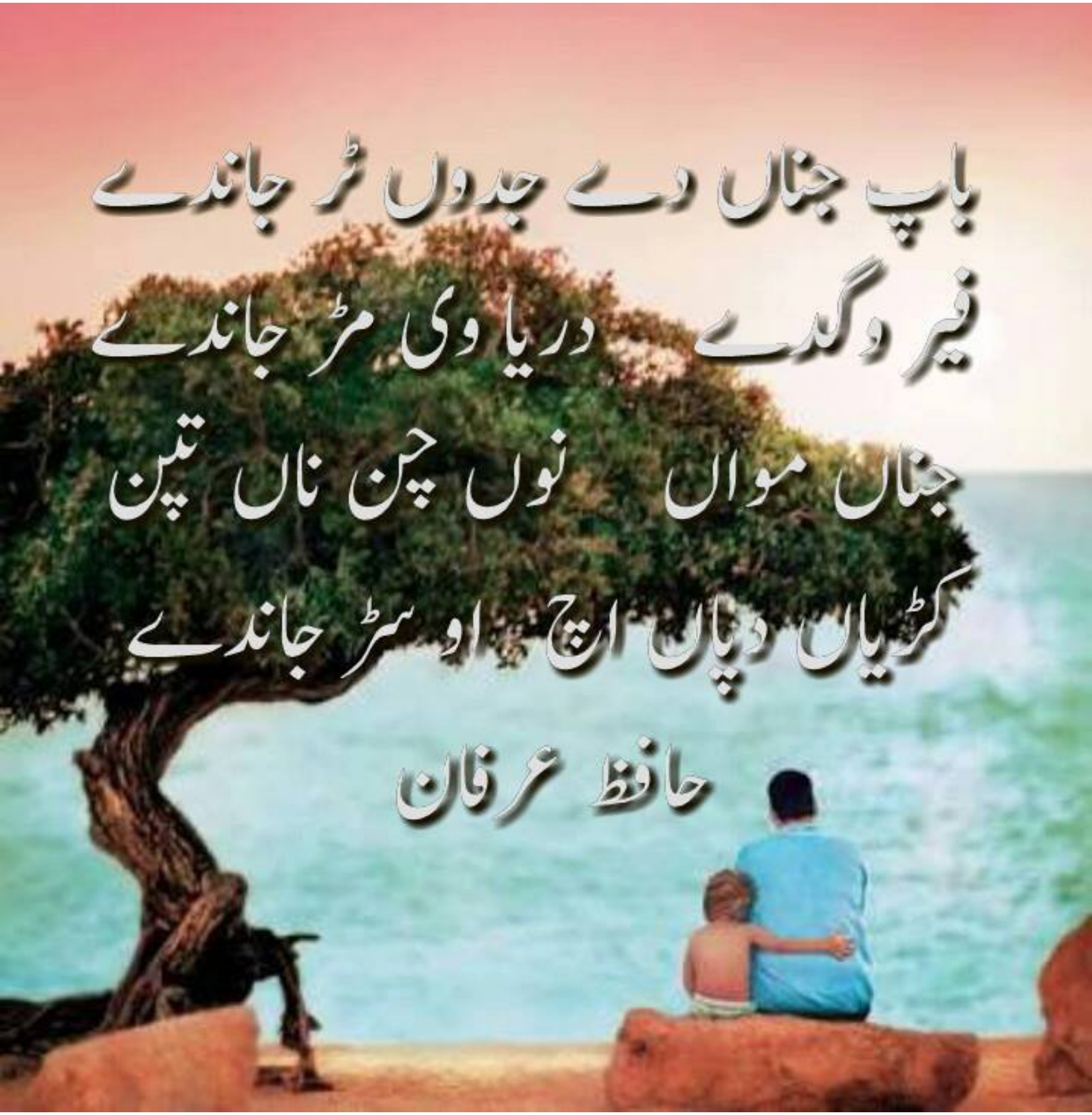
باپ جناں دے جدوں ٹر جاندے
نیر وگدے دریا وی مڑ جاندے
جناں موواں نوں چن ناں تپن
کڑیاں دپاں اچ او سڑ جاندے
حافظ عرفان

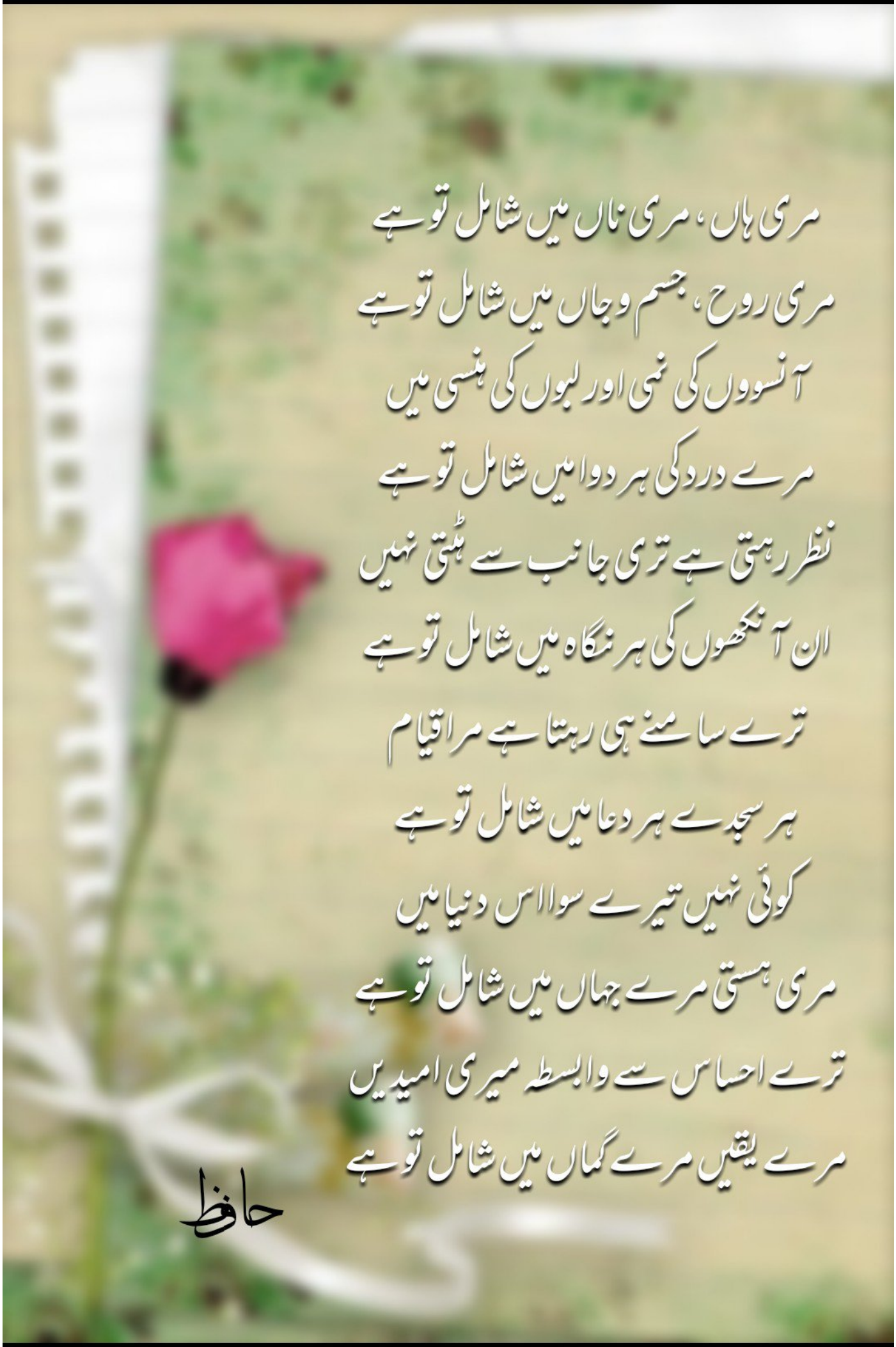
مری ہاں، مری ناں میں شامل تو ہے
مری روح، جسم و جاں میں شامل تو ہے
آنسوؤں کی نمی اور لبوں کی ہنسی میں
مرے درد کی ہر دوا میں شامل تو ہے
نظر رہتی ہے تری جانب سے ہٹتی نہیں
ان آنکھوں کی ہر نگاہ میں شامل تو ہے
ترے سامنے ہی رہتا ہے مرا قیام
ہر سجدے ہر دعا میں شامل تو ہے
کوئی نہیں تیرے سوا اس دنیا میں
مری ہستی مرے جہاں میں شامل تو ہے
ترے احساس سے وابستہ میری امیدیں
مرے یقیں مرے گماں میں شامل تو ہے
حافظ

مری وجہ تخلیق مری بندگی ہے
تجھ سے وابسطہ مری زندگی ہے

لکھی تقدیر عدم کی تاریکی میں
سدائے کن فیکون سے روشنی ہے

ترے نام سے ہے مشکل کشائی
ترا خیال مری چارہ گری ہے

گرا پڑا ہوں میں گرداب میں
دعائے یونس ہوں یہ عاجزی ہے

مری ذات ذرہ کائنات ہے
ملا جو خاک میں تکمیل آدمی ہے

حافظ

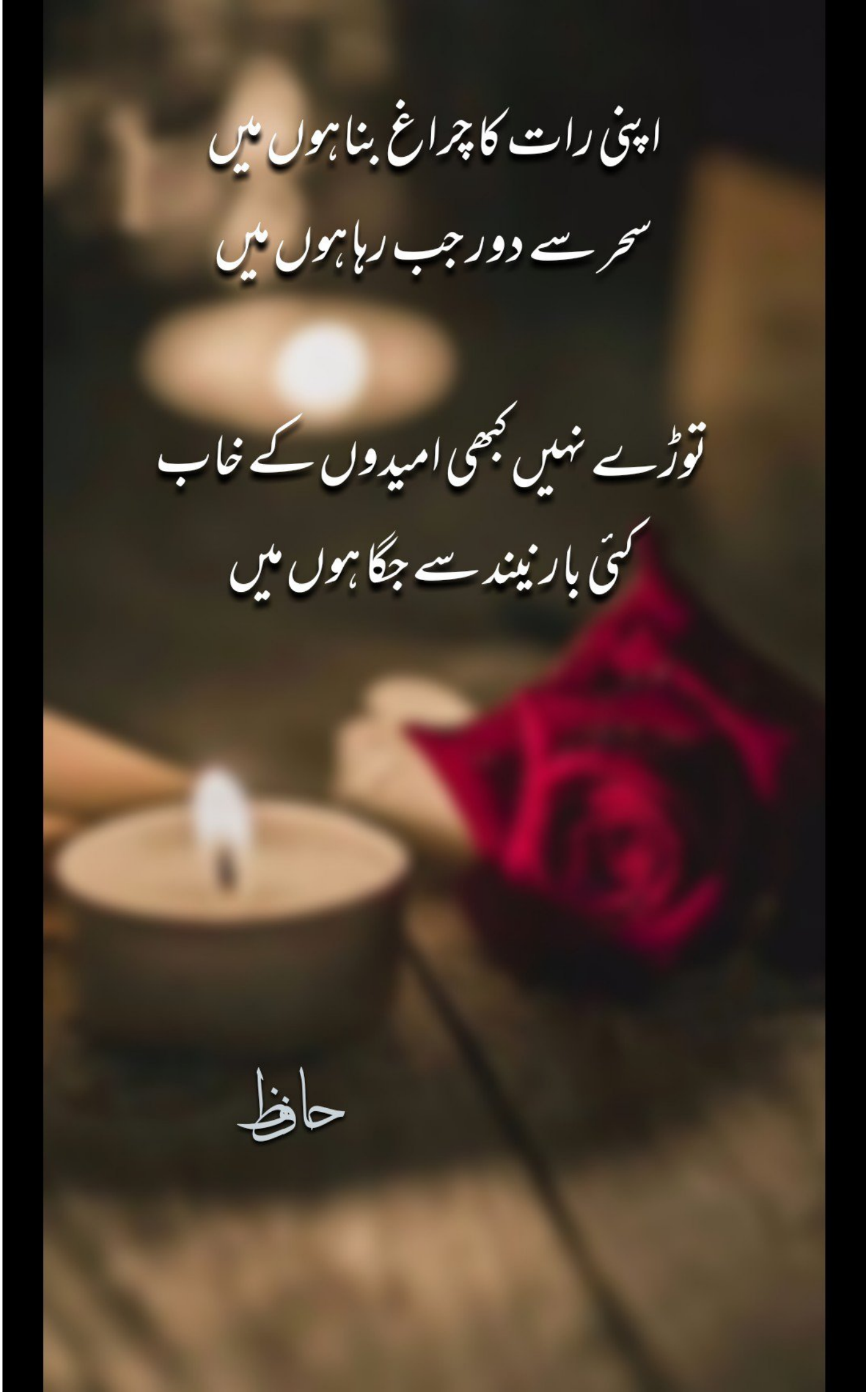
اپنی رات کا چراغ بنا ہوں میں
سحر سے دور جب رہا ہوں میں
توڑے نہیں کبھی امیدوں کے خاب
کئی بار نیند سے جگا ہوں میں
حافظ

تاجرانِ وفا کے گو چل رہے تھے کاروبار
باطل سے لرزا ہوئے عدل کے در و دیوار

نکلے اللہ کے مجاہد بیچ شوخیِ محفل
گونجی نعرہِ تکبیر سن کے صدائے پروردگار

چلتے رہیں گے چکر شیطاں پُرفریب کے
میدانِ کفر میں حق و باطل رہے گا برسرِ پیکار

حافظ

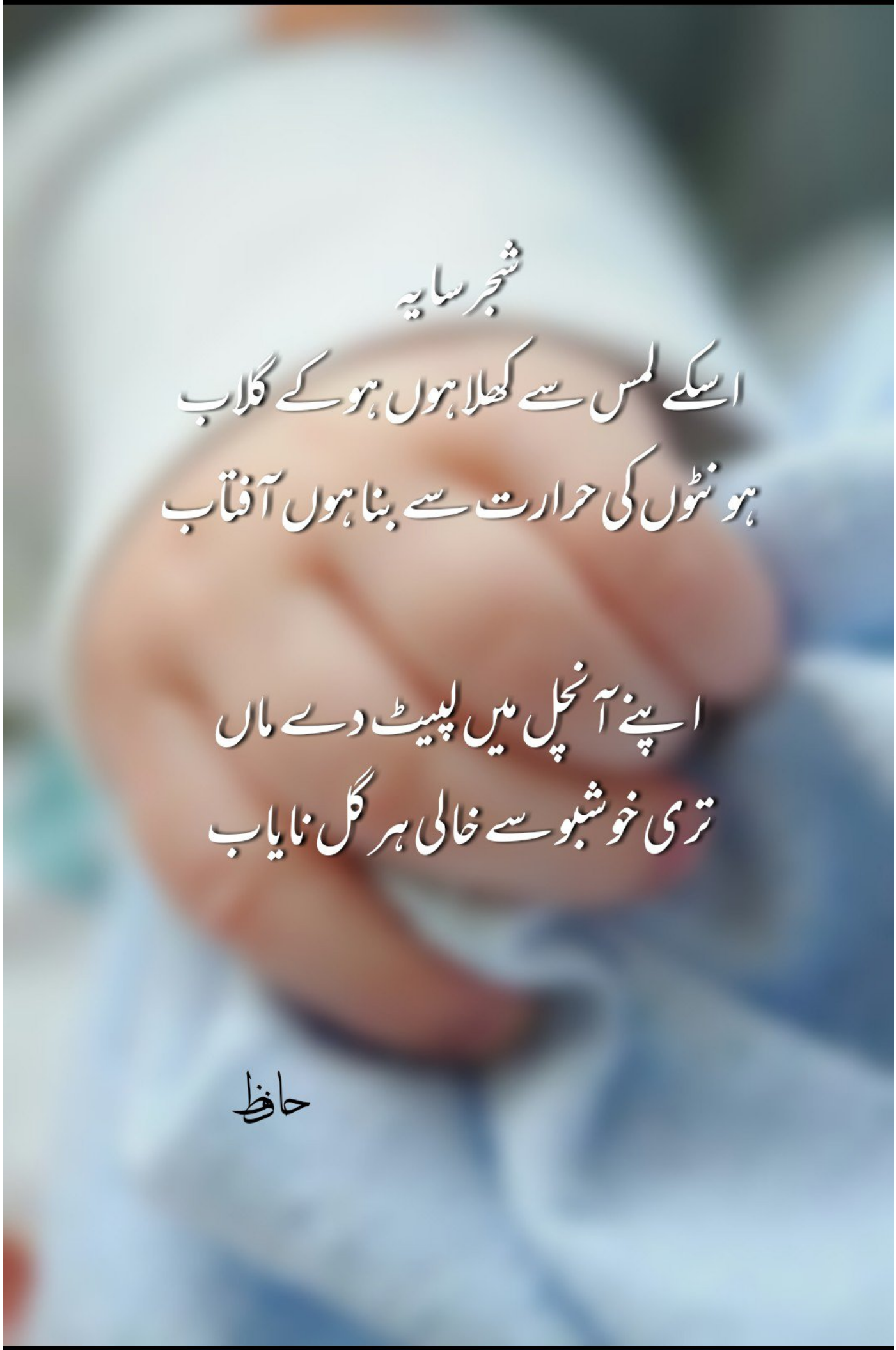
شجر سایہ
اسکے لمس سے کھلا ہوں ہو کے گلاب
ہونٹوں کی حرارت سے بنا ہوں آفتاب
اپنے آنچل میں لپیٹ دے ماں
تری خوشبو سے خالی ہر گل نایاب
حافظ

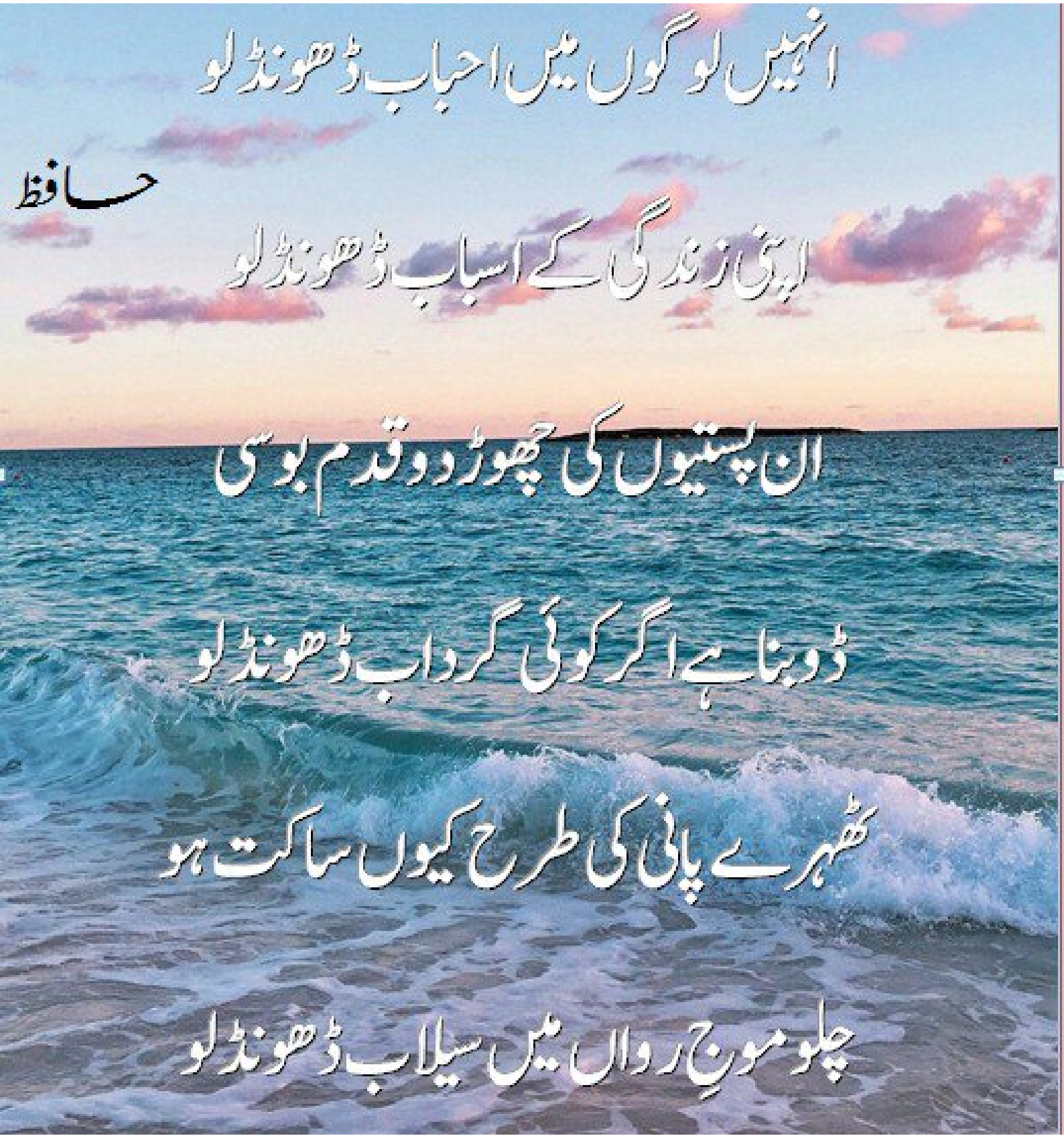
انہیں لوگوں میں احباب ڈھونڈ لو
حافظ
اپنی زندگی کے اسباب ڈھونڈ لو
ان پستیوں کی چھوڑ دو قدم بوسی
ڈوبنا ہے اگر کوئی گرداب ڈھونڈ لو
ٹھہرے پانی کی طرح کیوں ساکت ہو
چلو موجِ رواں میں سیلاب ڈھونڈ لو

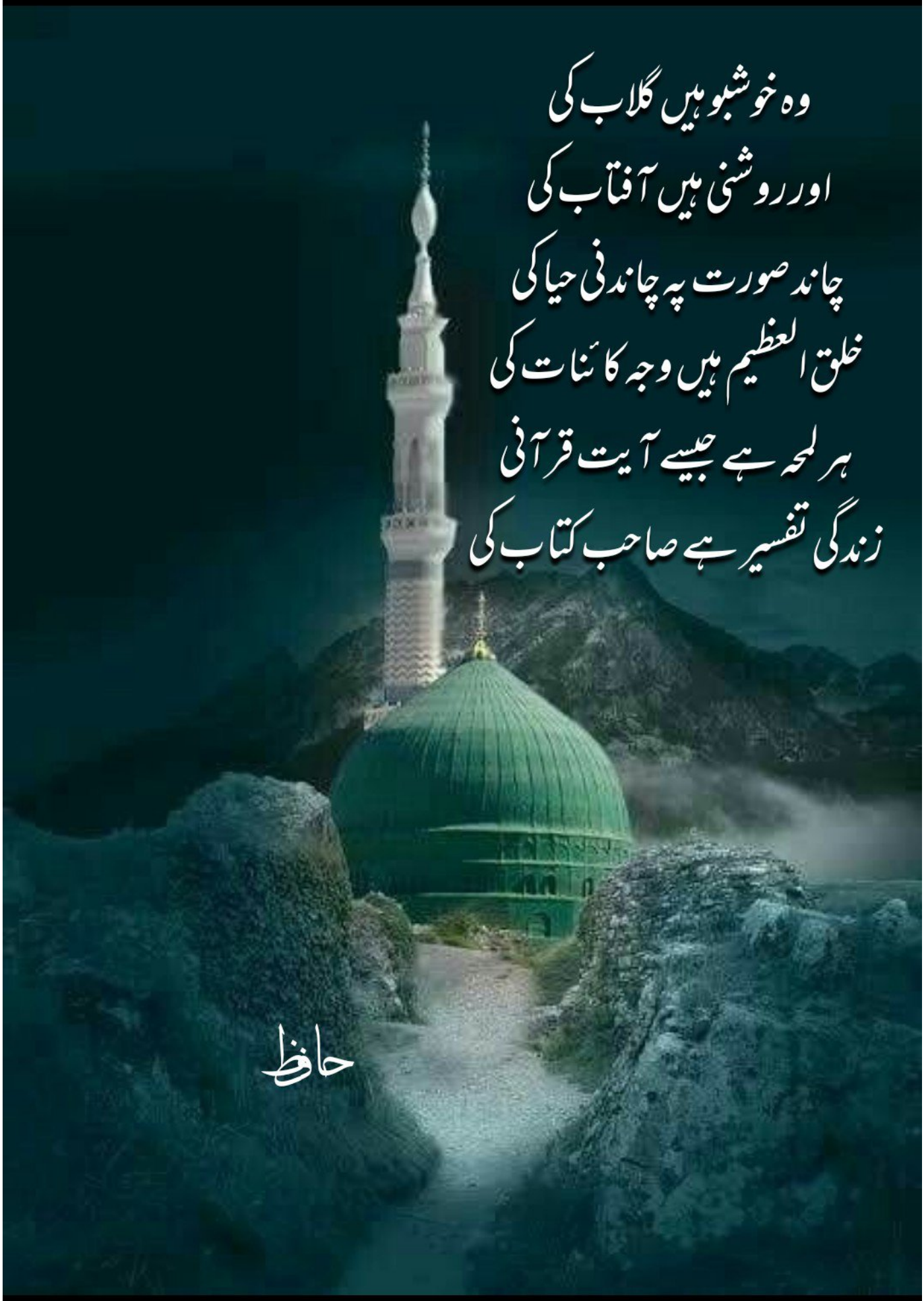
وہ خوشبو ہیں گلاب کی
اور روشنی ہیں آفتاب کی
چاند صورت پہ چاندنی حیا کی
خلق العظیم ہیں وجہ کائنات کی
ہر لمحہ ہے جیسے آیت قرآنی
زندگی تفسیر ہے صاحب کتاب کی
حافظ

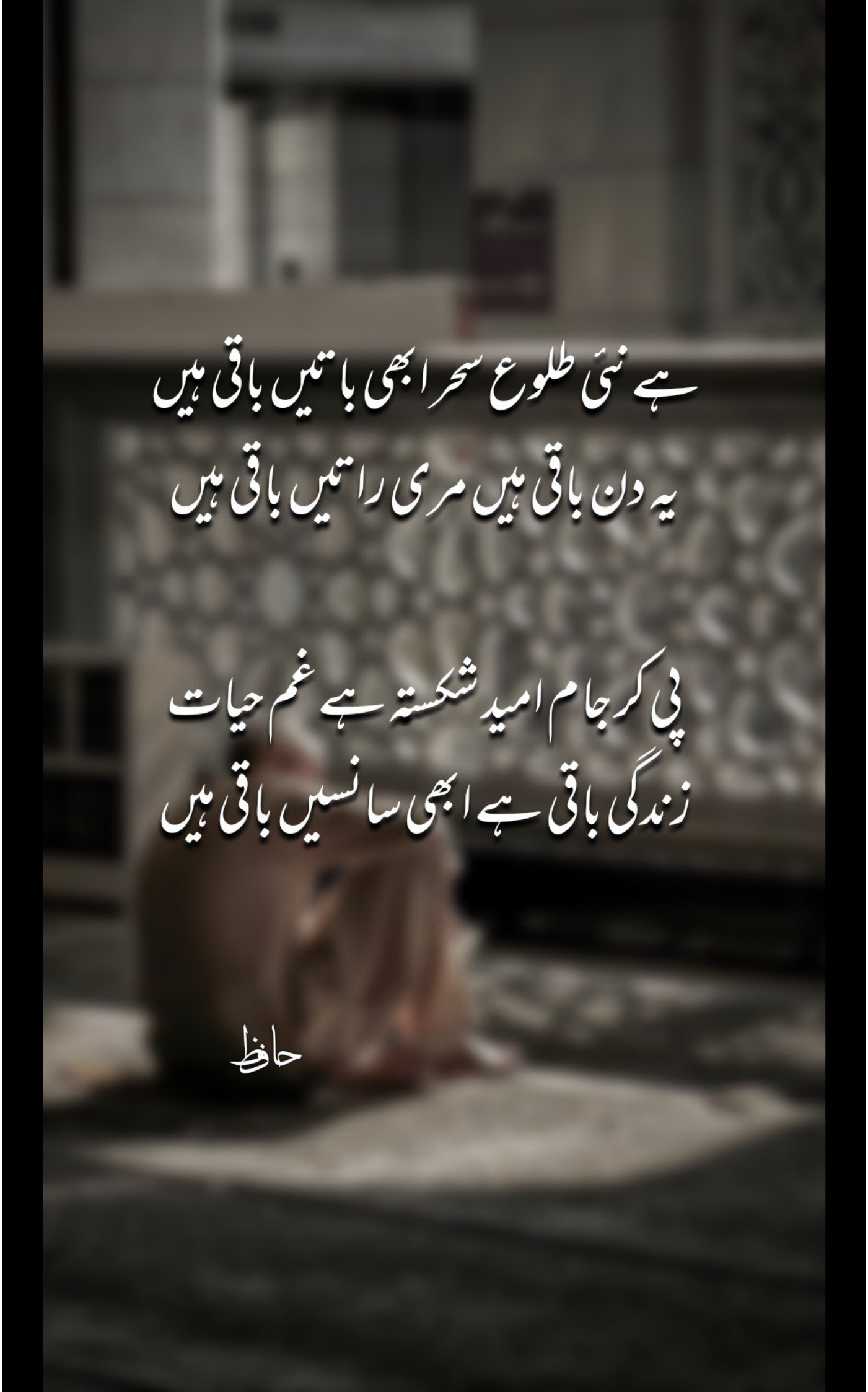
ہے نئی طلوع سحر ابھی باتیں باقی ہیں
یہ دن باقی ہیں مری راتیں باقی ہیں
پی کر جام امید شکستہ ہے غم حیات
زندگی باقی ہے ابھی سانسیں باقی ہیں
حافظ

یہ بے نشاں مارے جائیں گے

بے سر و ساماں مارے جائیں گے

کوئی وبال تھا جن قلوب میں

وہ بد گماں مارے جائیں گے

تھے وہ رہنما انہیں معلوم تھا

امیرے کارواں مارے جائیں گے

حافظ

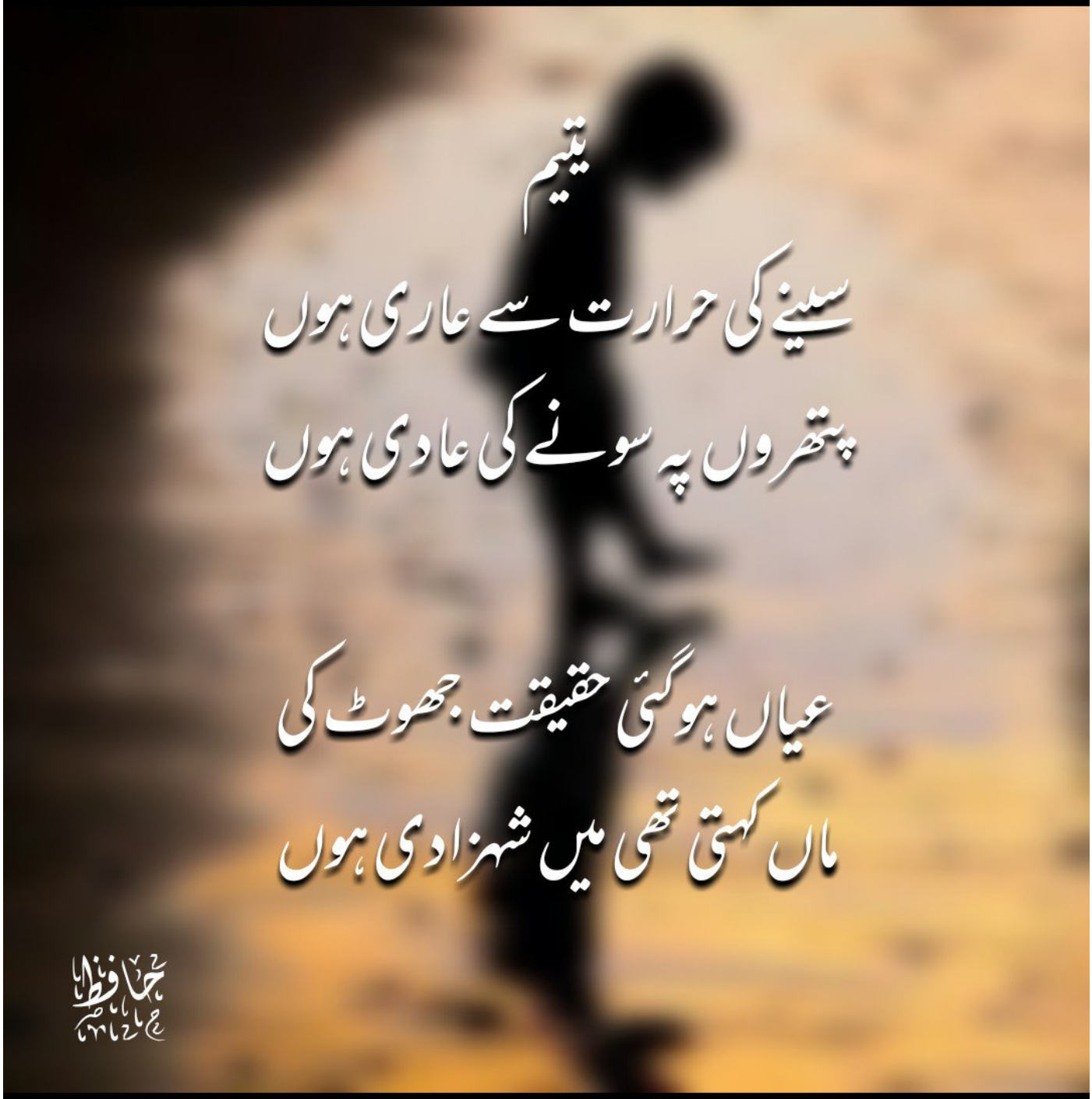
یتیم
سینے کی حرارت سے عاری ہوں
پتھروں پہ سونے کی عادی ہوں
عیاں ہو گئی حقیقت جھوٹ کی
ماں کہتی تھی میں شہزادی ہوں
حافظ

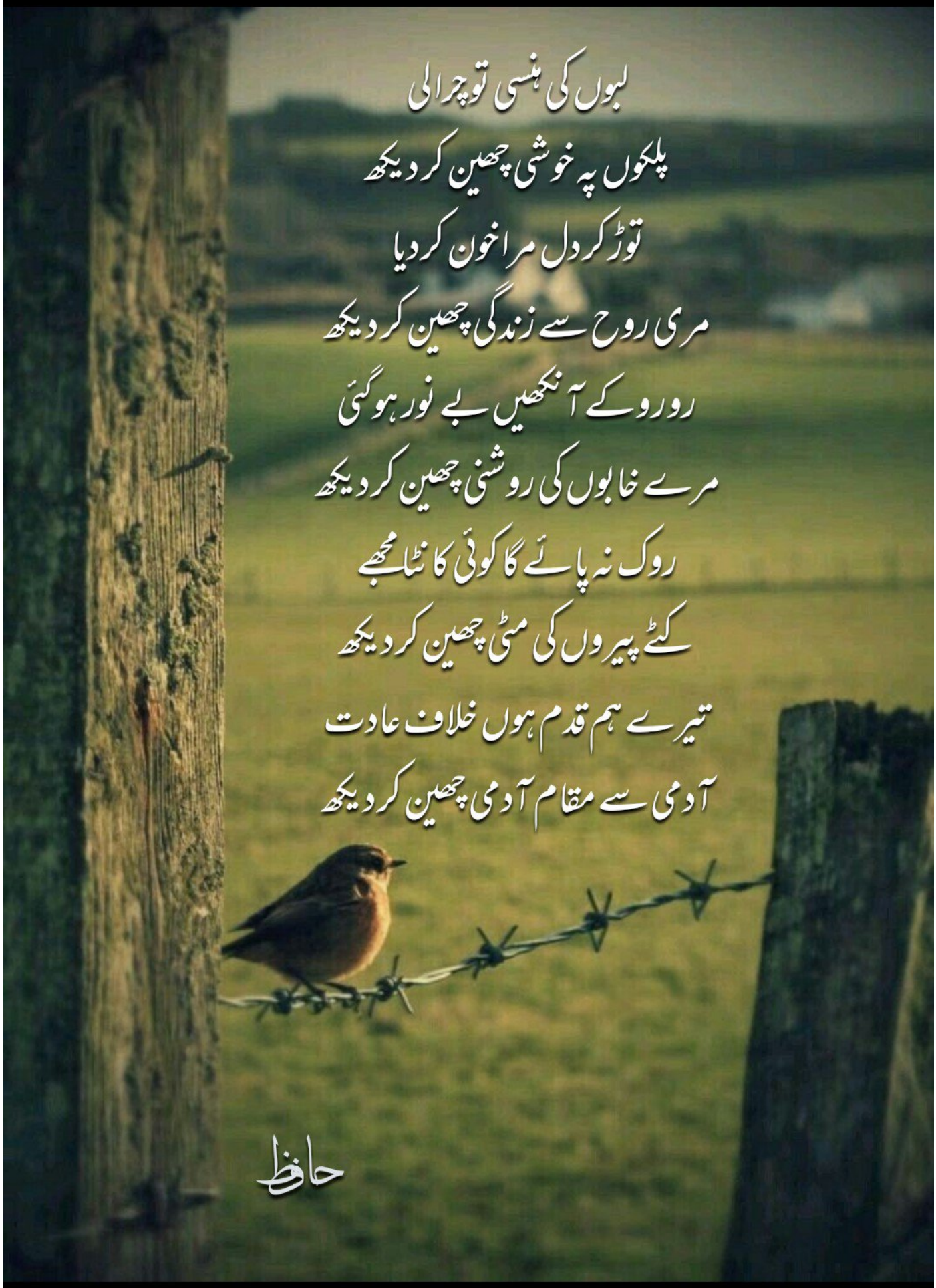
لبوں کی ہنسی تو چرالی
پلکوں پہ خوشی چھین کر دیکھ
توڑ کر دل مرا خون کر دیا
مری روح سے زندگی چھین کر دیکھ
رو رو کے آنکھیں بے نور ہو گئیں
مرے خابوں کی روشنی چھین کر دیکھ
روک نہ پائے گا کوئی کانٹا مجھے
کٹے پیروں کی مٹی چھین کر دیکھ
تیرے ہم قدم ہوں خلاف عادت
آدمی سے مقام آدمی چھین کر دیکھ
حافظ

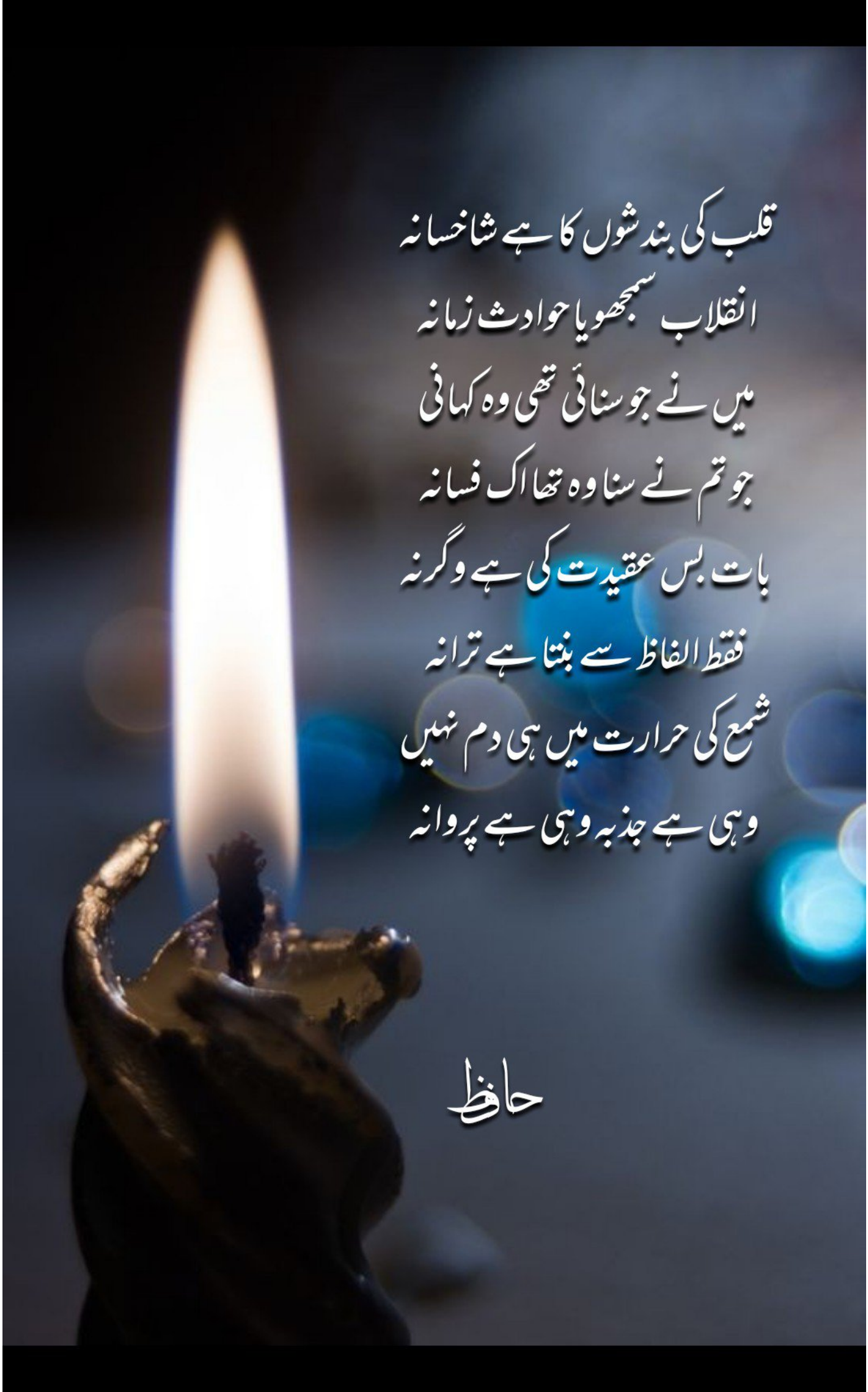
قلب کی بندشوں کا ہے شاخسانہ
انقلاب سمجھو یا حوادث زمانہ
میں نے جو سنائی تھی وہ کہانی
جو تم نے سنا وہ تھا اک فسانہ
بات بس عقیدت کی ہے وگرنہ
فقط الفاظ سے بنتا ہے ترانہ
شمع کی حرارت میں ہی دم نہیں
وہی ہے جذبہ وہی ہے پروانہ
حافظ

حافظ عرفان
اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈلدے
زنگ دلاں دے کدی نہ دھل دے
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑ دی
ہجر دے پتھر کدی نہ گلدے

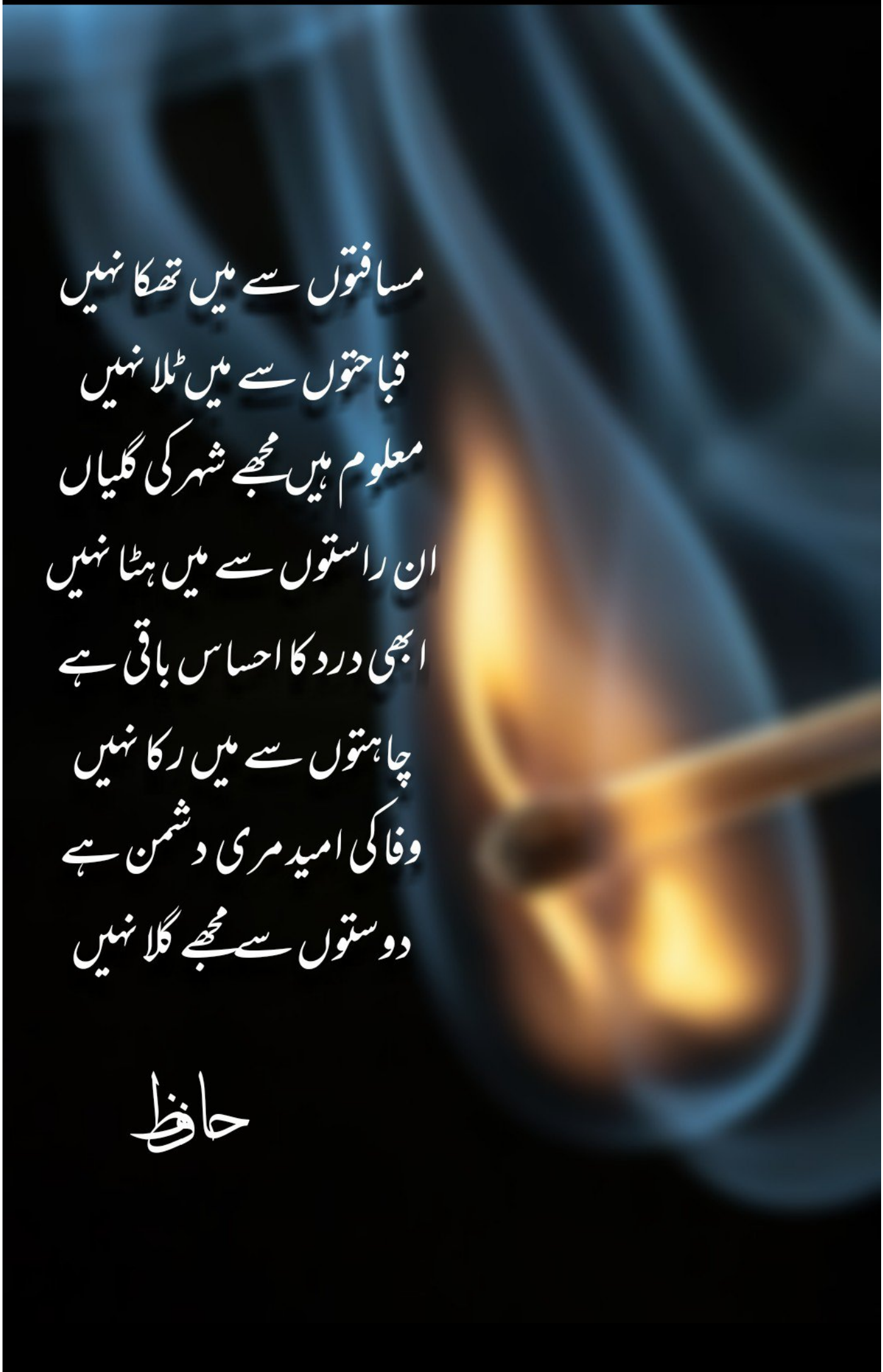
مسافتوں سے میں تھکا نہیں
قباحتوں سے میں ٹلا نہیں
معلوم ہیں مجھے شہر کی گلیاں
ان راستوں سے میں ہٹا نہیں
ابھی درد کا احساس باقی ہے
چاہتوں سے میں رکا نہیں
وفا کی امید مری دشمن ہے
دوستوں سے مجھے گلا نہیں
حافظ

ویکھ بندیا کنی چنگی رب نی کرنی

موناں میکھو موڑن لوکی جامرنی

ال اولاد رہ گئے پیچھے سجن بیلی

قبر خالی اندروں مٹی دی بھرنی

Hafiz Irfan Ali

مل گئی جنت کسی کو کسی دعا سے
میدان جنگ میں گرتے لہو کی جزا کیا ہے

زاھد کے حصے میں آ گئے حور و غلماں
بتا پھر ذرا مجاھد کا صلہ کیا ہے

تختِ معلی پہ بھی ہو گئے جانشین
کانٹوں پہ سونے والے کی اب جگہ کیا ہے

حافظ

آمد ختم الرسل سے شادماں کائنات
جن کے قدموں میں جھومیں ذرات

ہو گئے سبھی دیوانے رسولِ عربی
تپتے ہوئے صحرا، عجم کے محلات

بت کدے میں سویا ہوا تھا میں
آئے مجھے جگانے محسنِ کائنات

حافظ

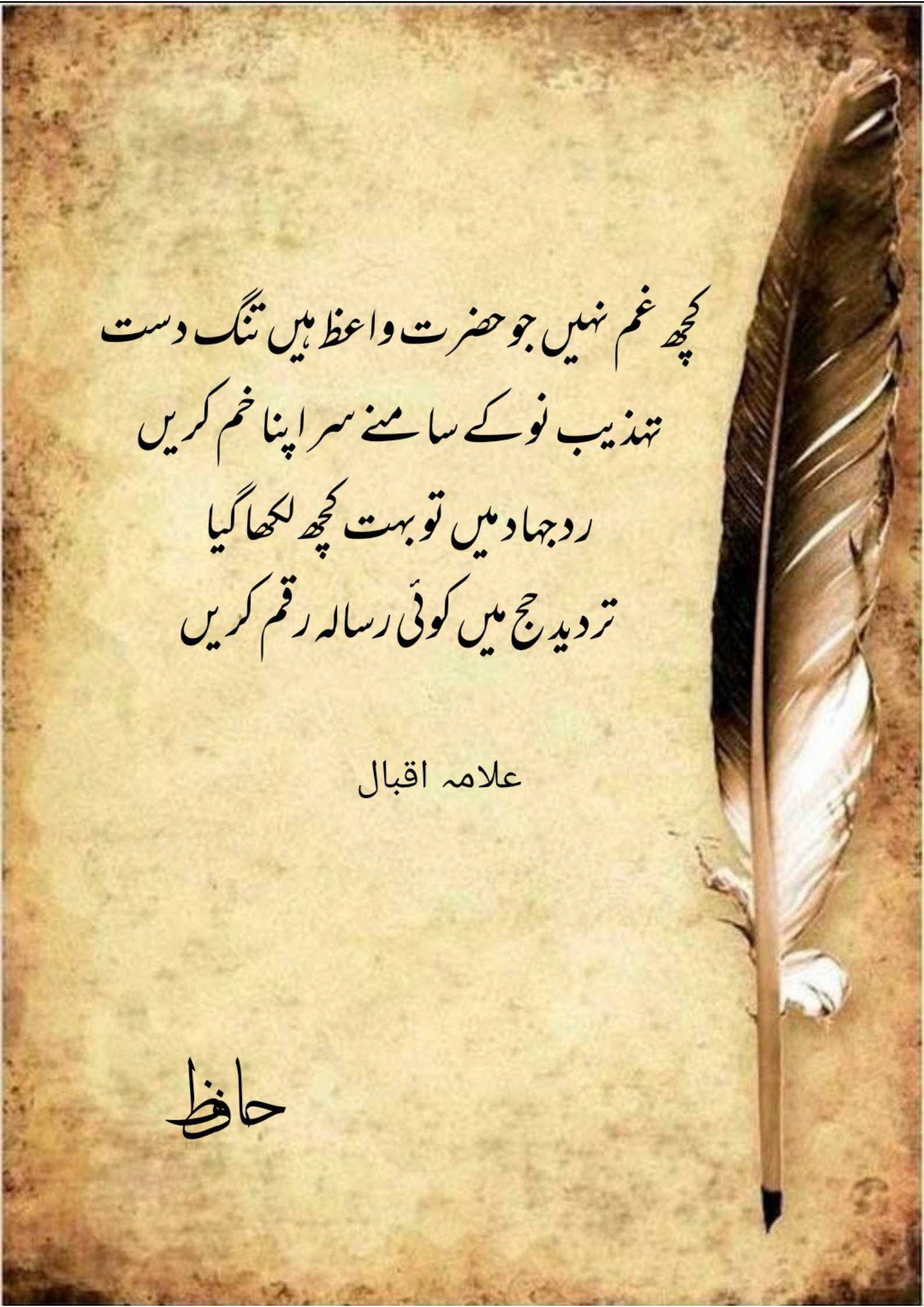

کچھ غم نہیں جو حضرت واعظ ہیں تنگ دست
تہذیب نو کے سامنے سر اپنا خم کریں
رد جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردید حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

علامہ اقبال

حافظ

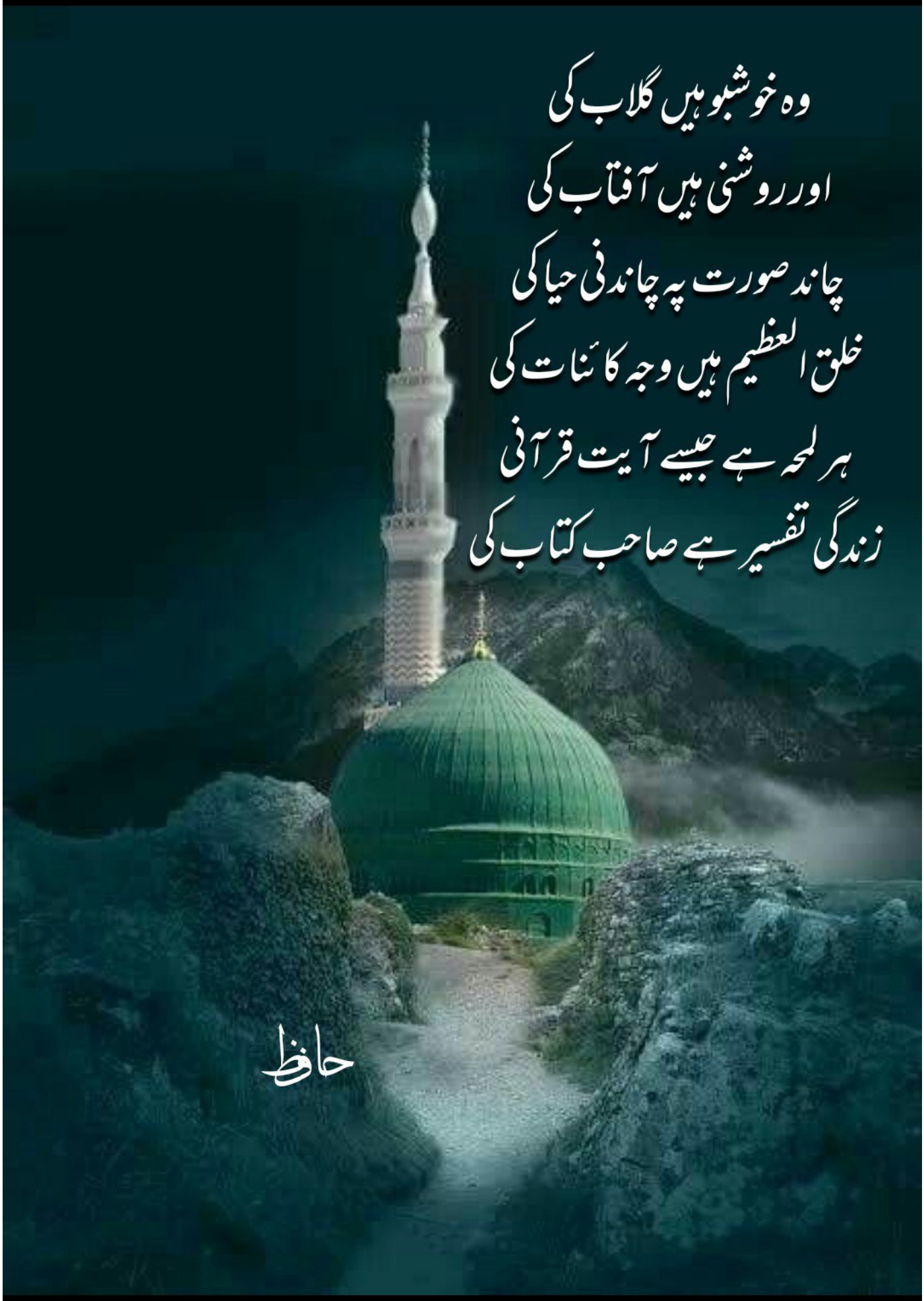
وہ خوشبو ہیں گلاب کی
اور روشنی ہیں آفتاب کی
چاند صورت پہ چاندنی حیا کی
خلق العظیم ہیں وجہ کائنات کی
ہر لمحہ ہے جیسے آیت قرآنی
زندگی تفسیر ہے صاحب کتاب کی
حافظ

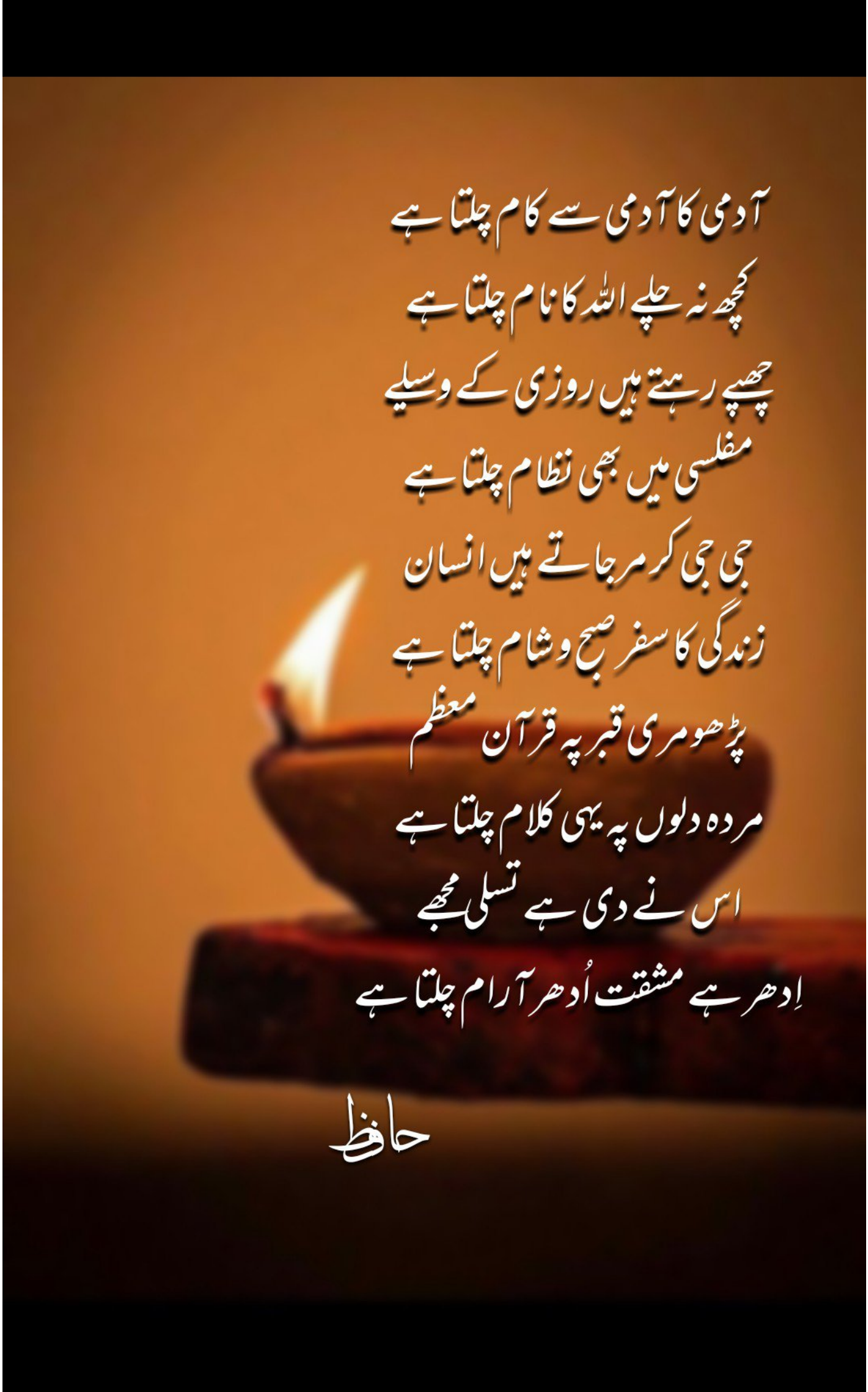
آدمی کا آدمی سے کام چلتا ہے
کچھ نہ چلے اللہ کا نام چلتا ہے
چھپے رہتے ہیں روزی کے وسیلے
مفلسی میں بھی نظام چلتا ہے
جی جی کر مر جاتے ہیں انسان
زندگی کا سفر صبح و شام چلتا ہے
پڑھو مری قبر پہ قرآن معظم
مردہ دلوں پہ یہی کلام چلتا ہے
اس نے دی ہے تسلی مجھے
اِدھر ہے مشقت اُدھر آرام چلتا ہے
حافظ

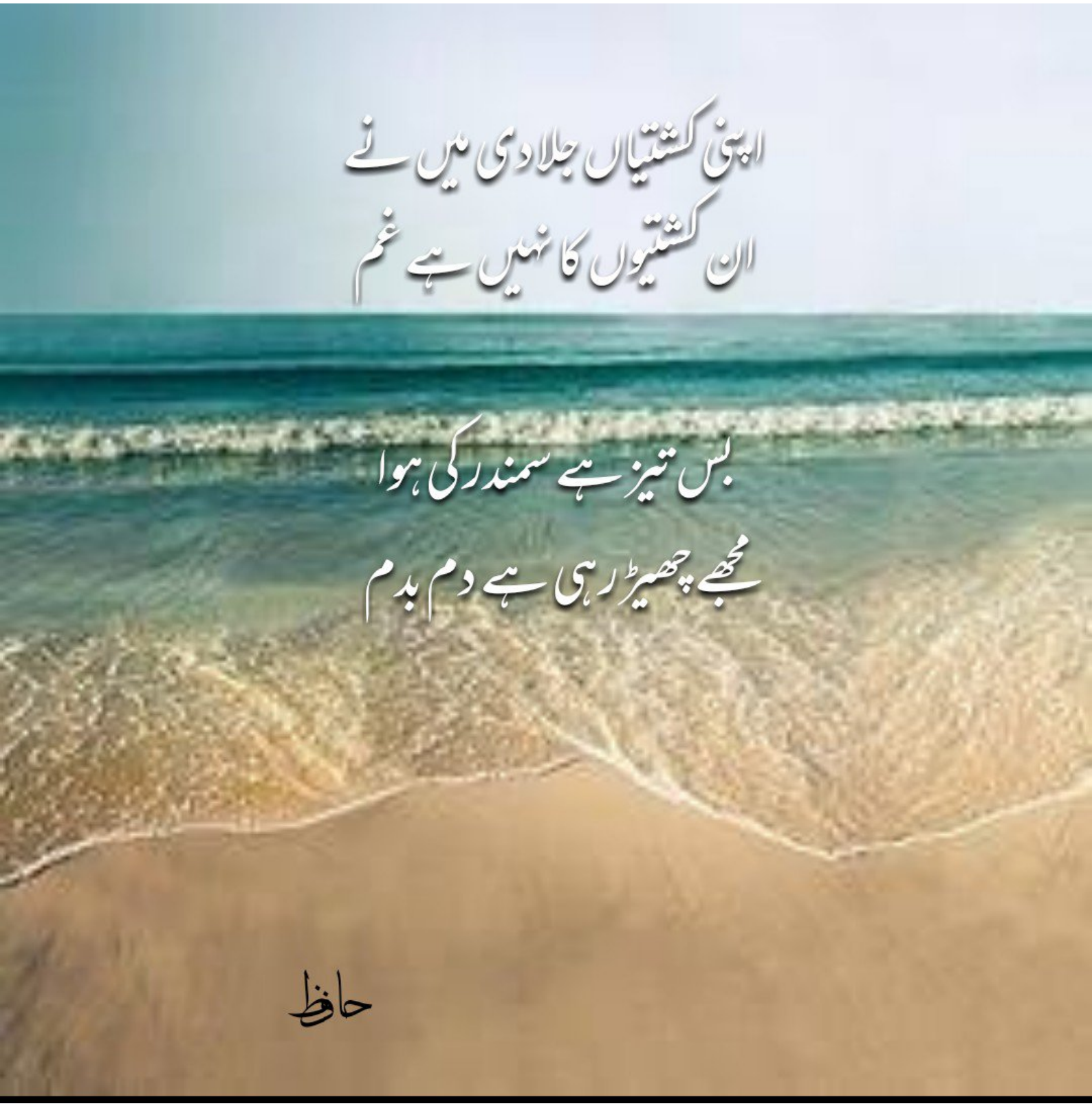
اپنی کشتیاں جلادی میں نے
ان کشتیوں کا نہیں ہے غم
بس تیز ہے سمندر کی ہوا
مجھے چھیڑ رہی ہے دم بدم
حافظ

نغمۂ جاں کے چھڑ گئے ساز دردناک
طلبِ تمنا میں زندگی ہوئی شرمناک

آوارگی نے کیا رسوا شہر کی گلیوں میں
حسرتوں کے بھکاری سر راہ ہوئے ہلاک

درسِ ایماں سے قائم تو رہے حوصلے
رسمِ زمانہ نے اتاری خودی کی پوشاک

بہت زور تھا ارادوں میں مرے
آزمائش کے زنداں میں ملی سزا عبرتناک

حافظ

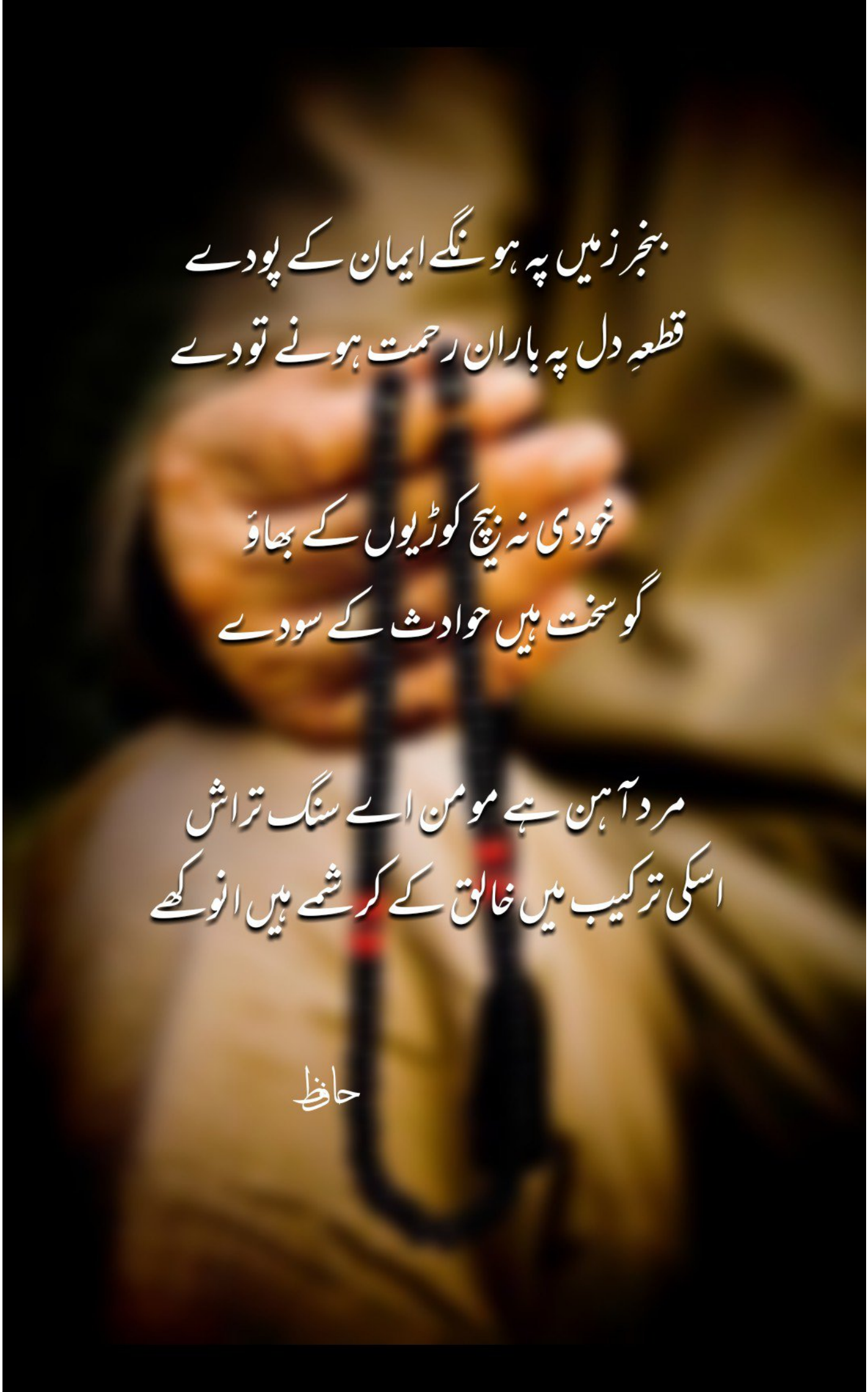
بنجر زمیں پہ ہونگے ایمان کے پودے
قطعہِ دل پہ باران رحمت ہونے تو دے
خودی نہ بیچ کوڑیوں کے بھاؤ
گو سخت ہیں حوادث کے سودے
مرد آہن ہے مومن اے سنگ تراش
اسکی ترکیب میں خالق کے کرشمے ہیں انوکھے
حافظ

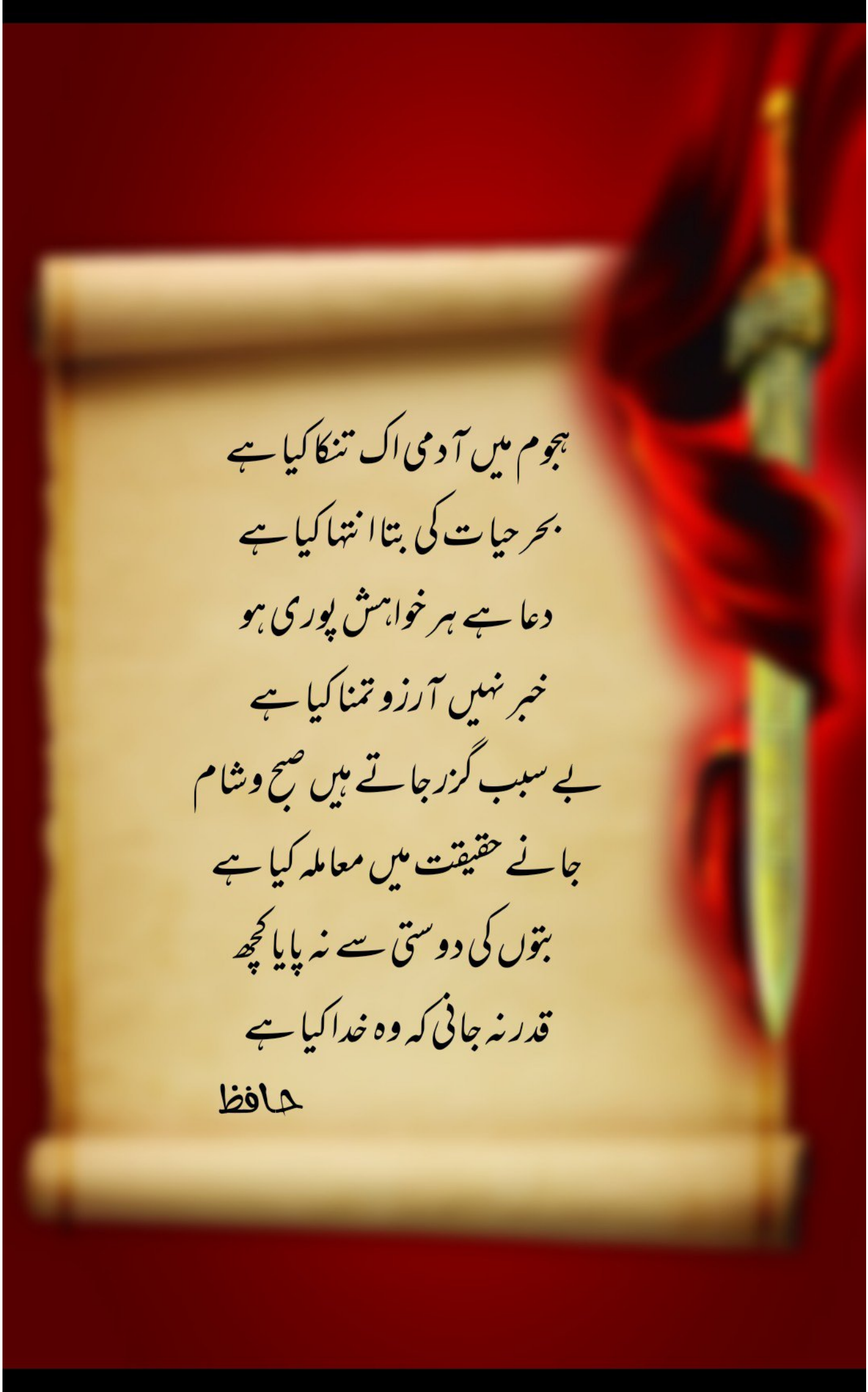

ہجوم میں آدمی اک تنکا کیا ہے
بحر حیات کی بتا انتہا کیا ہے
دعا ہے ہر خواہش پوری ہو
خبر نہیں آرزو تمنا کیا ہے
بے سبب گزر جاتے ہیں صبح و شام
جانے حقیقت میں معاملہ کیا ہے
بتوں کی دوستی سے نہ پایا کچھ
قدر نہ جانی کہ وہ خدا کیا ہے

حافظ

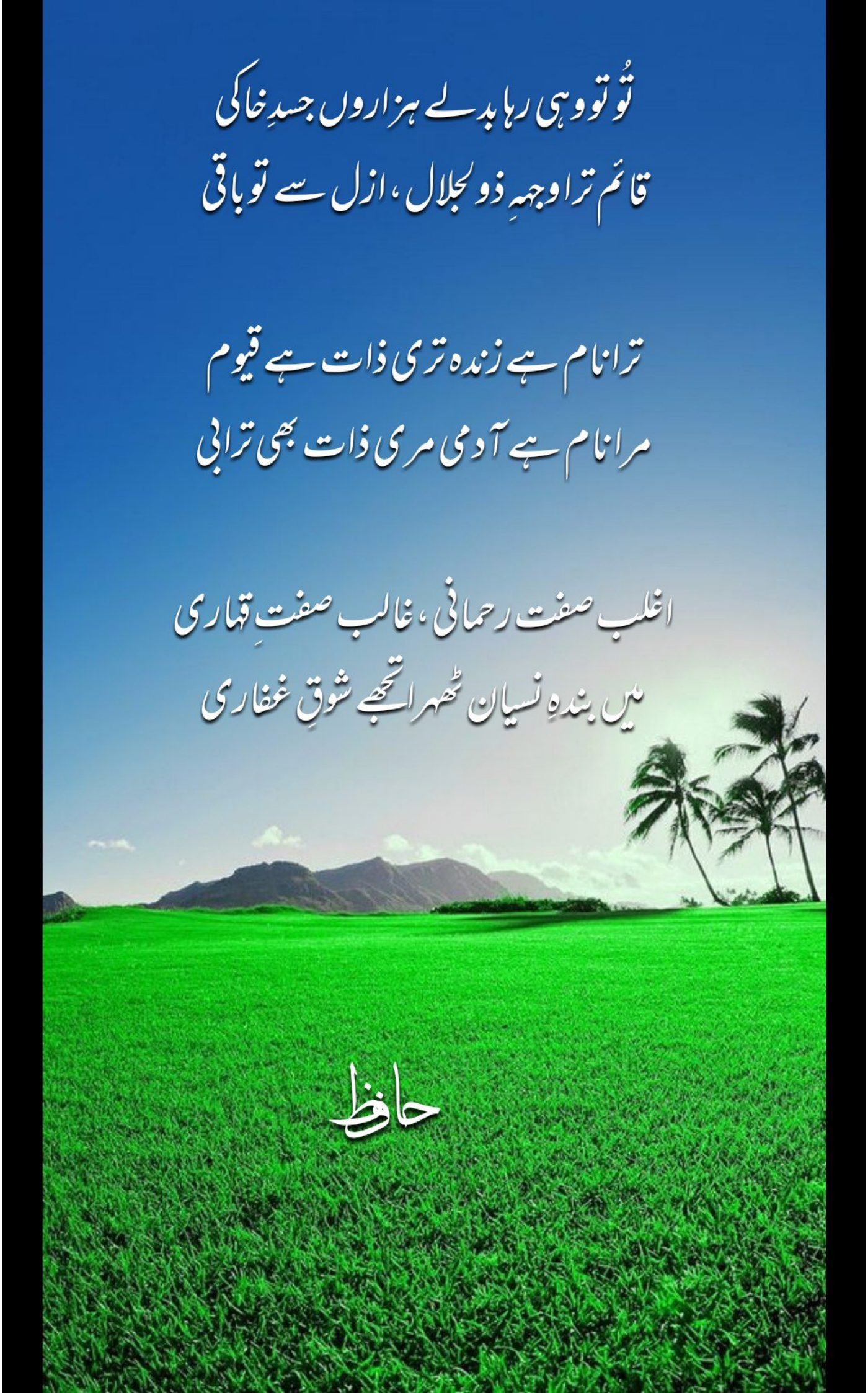
تُو تو وہی رہا بدلے ہزاروں جسدِ خاکی
قائم ترا وجہِ ذو لجلال، ازل سے تو باقی
ترا نام ہے زندہ تری ذات ہے قیوم
مرا نام ہے آدمی مری ذات بھی ترابی
اغلب صفت رحمانی، غالب صفتِ قہاری
میں بندہِ نسیان ٹھہرا تجھے شوقِ غفاری
حافظ

آدمی کا آدمی سے کام چلتا ہے
کچھ نہ چلے اللہ کا نام چلتا ہے
چھپے رہتے ہیں روزی کے وسیلے
مفلسی میں بھی نظام چلتا ہے
جی جی کے مر جاتے ہیں انسان
زندگی کا سفر صبح و شام چلتا ہے
پڑھو مری قبر پہ قرآن معظم
مرحوموں پہ یہی کلام چلتا ہے
حافظ یہ تسلی کافی نہیں کیا
اِدھر مشقت اُدھر آرام چلتا ہے

آدمی کا آدمی سے کام چلتا ہے

کچھ نہ چلے اللہ کا نام چلتا ہے

چھپے رہتے ہیں روزی کے وسیلے

مفلسی میں بھی نظام چلتا ہے

جی جی کے مرجاتے ہیں انسان

زندگی کا سفر صبح و شام چلتا ہے

پڑھو مری قبر پہ قرآن معظم

مردہ دلوں پہ یہی کلام چلتا ہے

حافظ یہ تسلی کافی نہیں کیا

اِدھر مشقت اُدھر آرام چلتا ہے

حافظ

کٹ گئی قید حیات سزا باقی ہے
مرے درد کی ابھی دوا باقی ہے

مٹ گئے سب نقش شعور کے
دل شکستہ میں کچھ نیا باقی ہے

نہ لکھ جفا کار اے کاتب تقدیر تو
لبوں پہ سجی مری دعا باقی ہے

حافظ

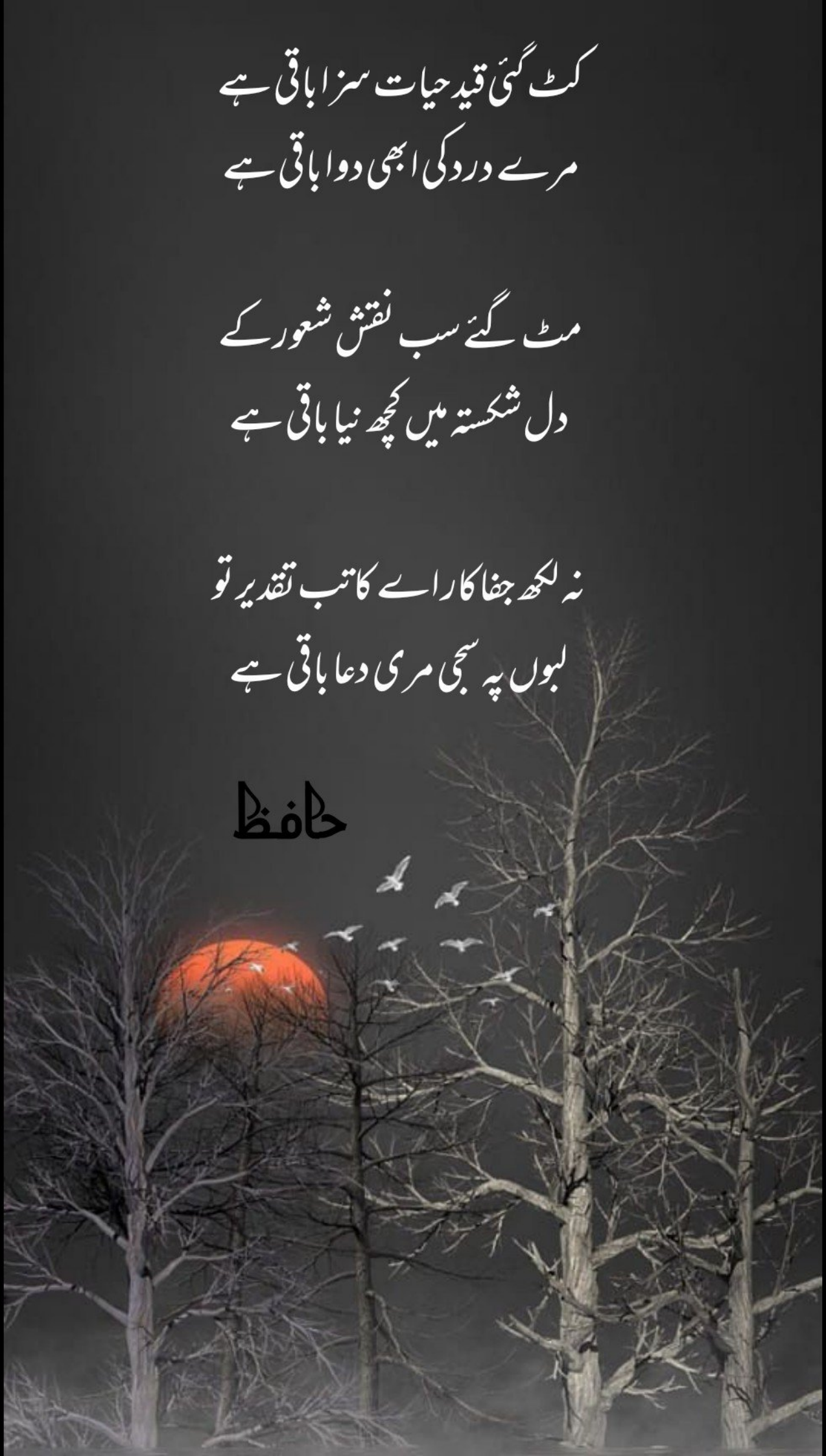

لیتا ہے انسان درسِ قدرت
قوتِ تقدیر سے شکستہ انسانیت

ازل سے سر نگوں ہے باطل
لشکرِ حق سے مٹتی ہے فرعونیت

یوں تو سلگ رہی ہے آتشِ نمرود
بندۂ ابراہمی کو ہے شوقِ شہادت

زاھد سے دوستی میں ملتی ہے جنت
بحرِ عشق سے نکلتے ہیں گوہرِ امامت

حافظ

دیکھنے والوں کو خدا نظر آتا ہے
نہ ہو دل میں کوئی کیا نظر آتا ہے

اسی کے دم سے تھیں رونقیں
خالی دل میں اب خلا نظر آتا ہے

جلا دیا صنم کدہ کو عرفان
کیوں راکھ میں دھواں نظر آتا ہے

آدمی کیا ہے فقط مٹی کے ذرات
ادھورے ہیں ابھی تخلیق کے سوالات

نہیں پرواز میں میرا عروج
ہوئے خاک میں بلند مرے درجات

آساں نہیں پانا شرف انسانی
مشکل سے بنا ہوں اشرف المخلوقات

دے کر یقین مجھے احسن تقویم
آتشِ نفس سے نکلا اسفل حیوانات

حافظ

تری جاں روح سے خالی

تری سوچ خیال سے دور

ترا عشق درد سے خالی

تری چاہ ملال سے دور

ترا قلم فکر سے خالی

ترا علم حال سے دور

تری آوارگی بے جستجو

ترا شوق سوال سے دور

ترا ذکر یاد سے خالی

تری یاد وصال سے دور

تری ذات ہے ادھوری

ترا وجود کمال سے دور

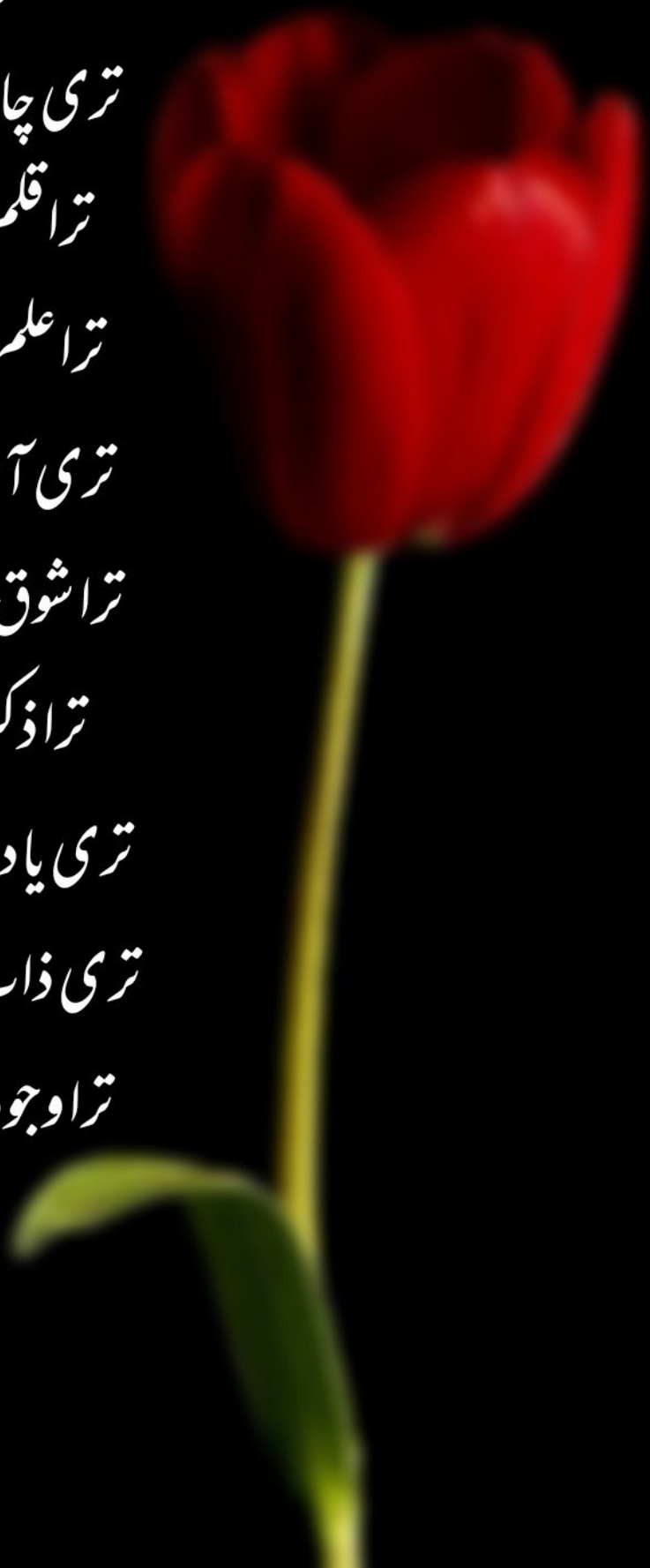

حافظ

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوش مند!
غیرت نہ تجھ میں ہوگی، نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لیے ووٹ چاہے گی

علامہ اقبال

کٹ گئی قید حیات سزا باقی ہے
مرے درد کی ابھی دوا باقی ہے

مٹ گئے سب نقش شعور کے
دل شکستہ میں کچھ نیا باقی ہے

نہ لکھ جفا کار اے کاتب تقدیر تو
لبوں پہ سجی مری دعا باقی ہے

حافظ

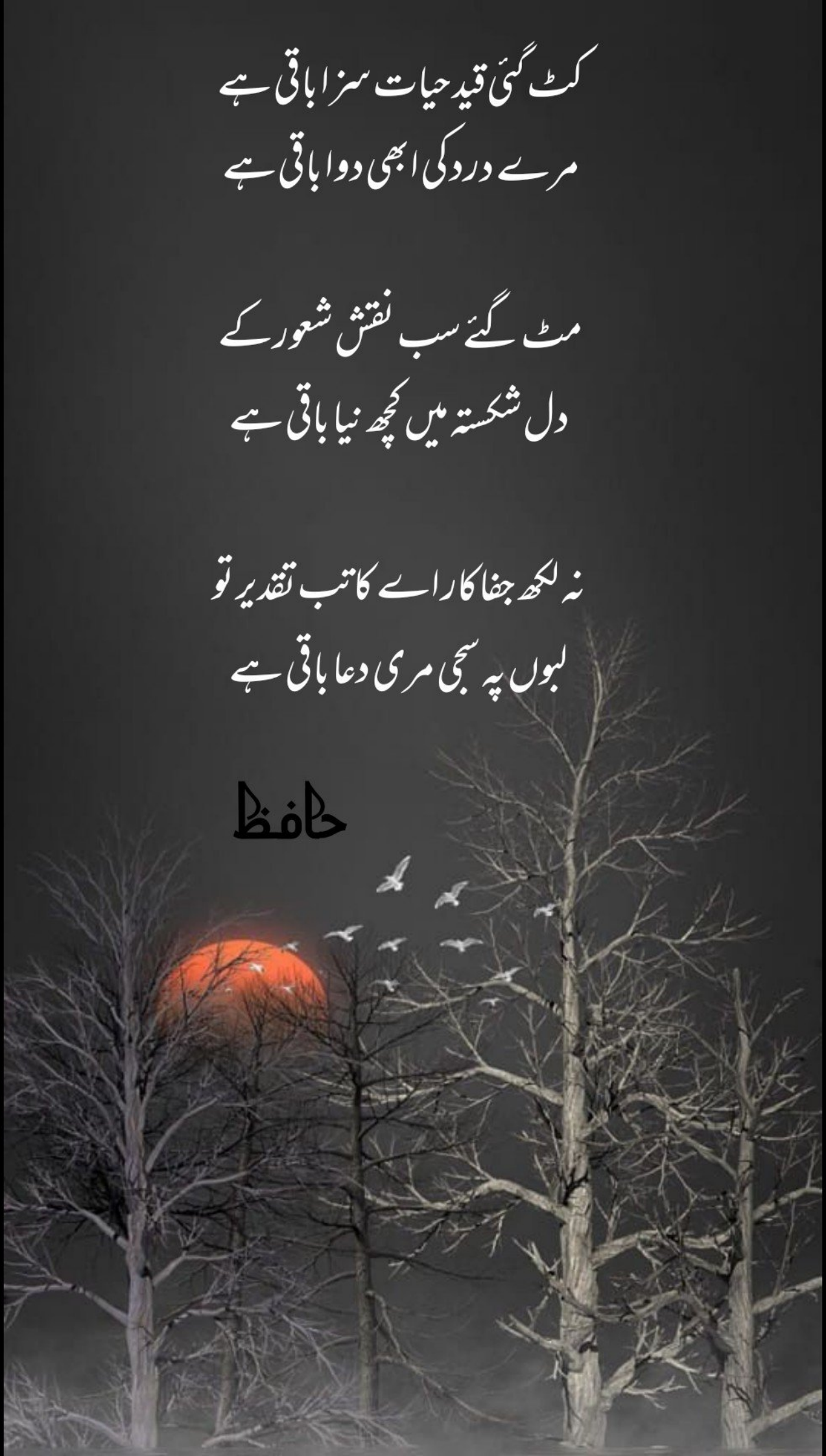

لیتا ہے انسان درسِ قدرت
قوتِ تقدیر سے شکستہ انسانیت

ازل سے سر نگوں ہے باطل
لشکرِ حق سے مٹے فرعونیت

سلگ رہی ہے آتشِ نمرود
بندۂ ابراہیمی کو شوقِ شہادت

ملا کی منزل حصول جنت
بحرِ عشق سے نکلیں گوہرِ امامت

حافظ عرفان علی

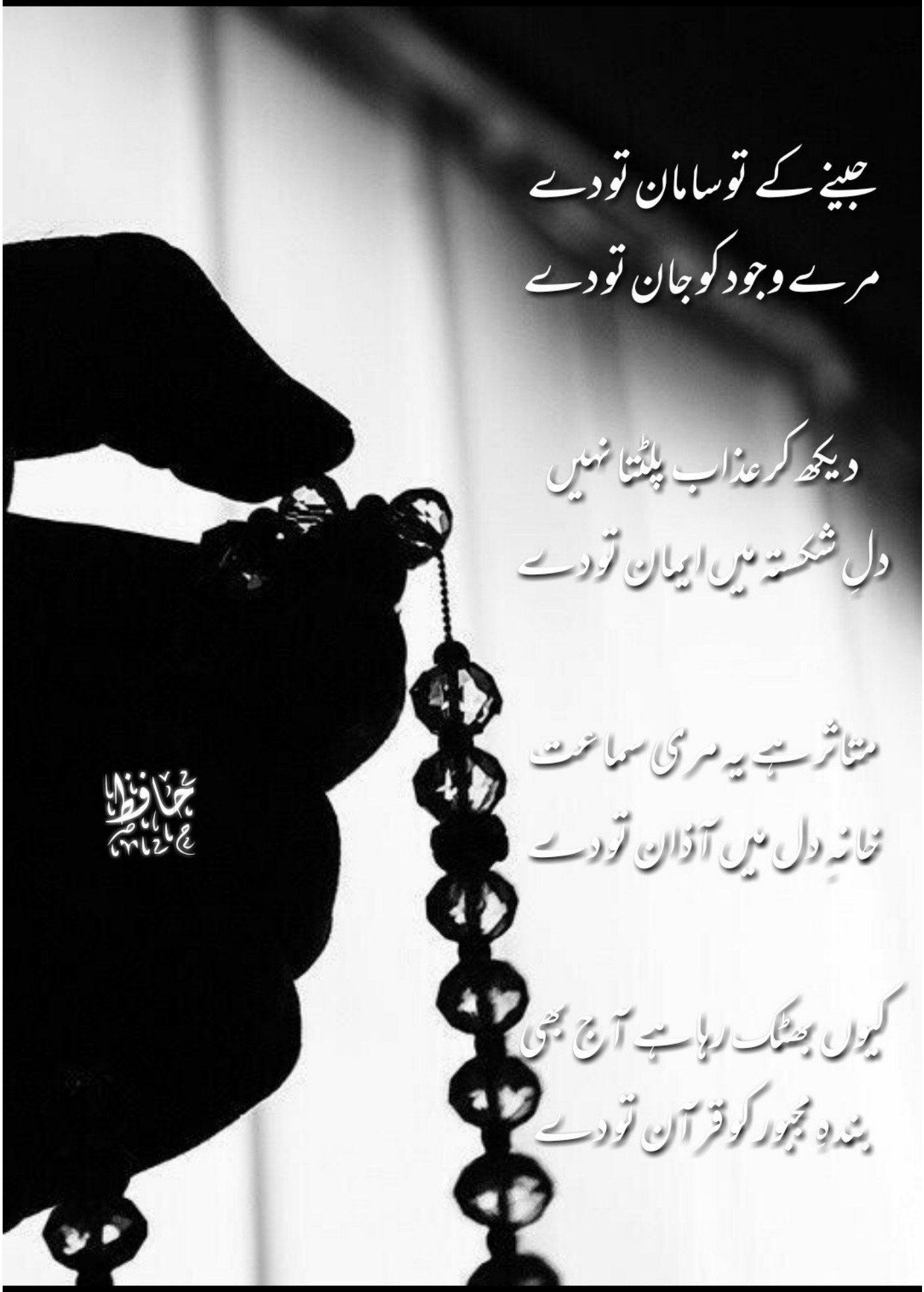
جینے کے تو سامان تو دے
مرے وجود کو جان تو دے
دیکھ کر عذاب پلٹتا نہیں
دلِ شکستہ میں ایمان تو دے
متاثر ہے یہ مری سماعت
خانۂ دل میں آذان تو دے
کیوں بھٹک رہا ہے آج بھی
بندۂ مجبور کو قرآن تو دے
حافظ

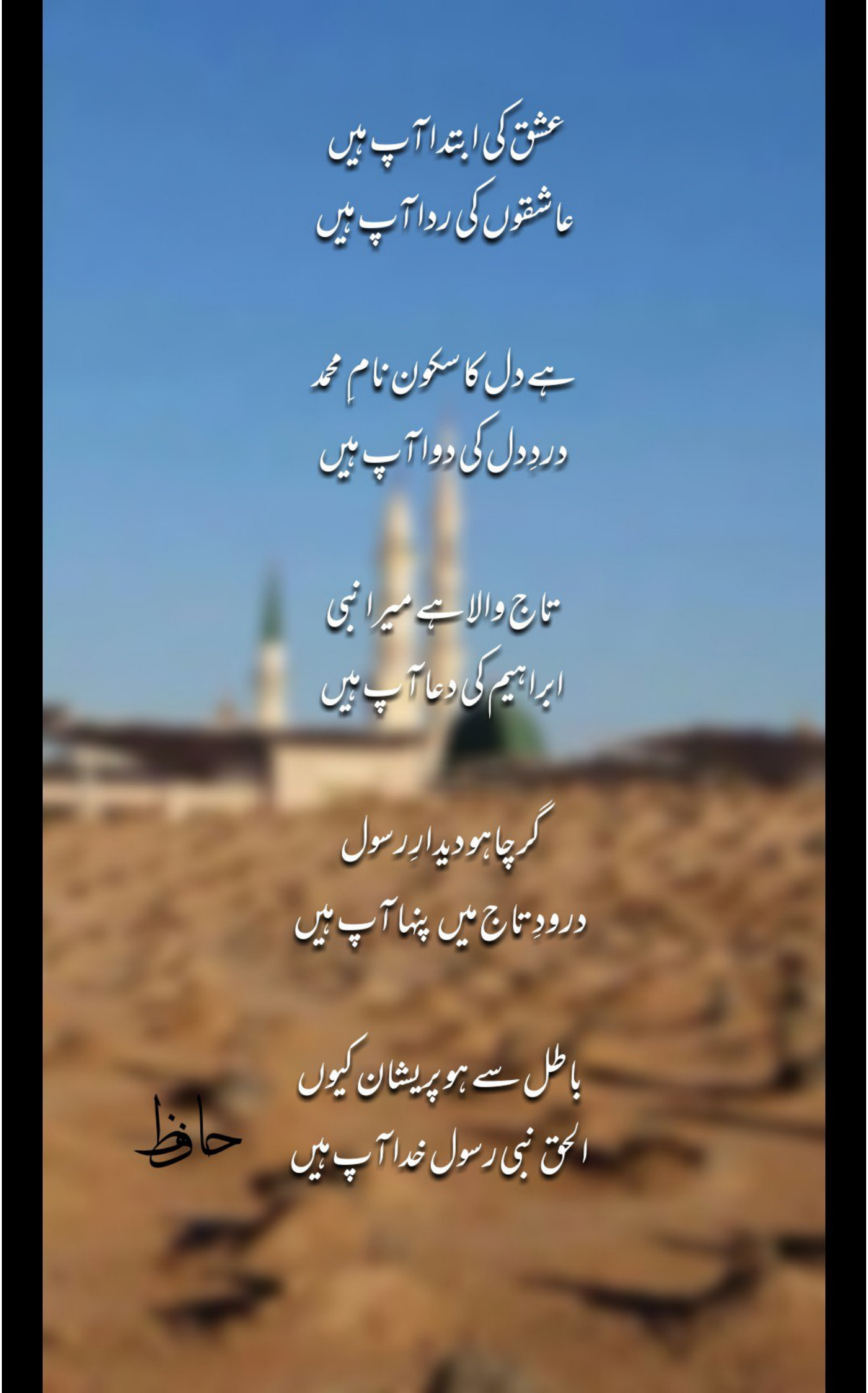
عشق کی ابتدا آپ ہیں
عاشقوں کی ردا آپ ہیں
ہے دل کا سکون نامِ محمد
دردِ دل کی دوا آپ ہیں
تاج والا ہے میرا نبی
ابراہیم کی دعا آپ ہیں
گر چاہو دیدارِ رسول
درودِ تاج میں پنہا آپ ہیں
باطل سے ہو پریشان کیوں
الحق نبی رسول خدا آپ ہیں
حافظ

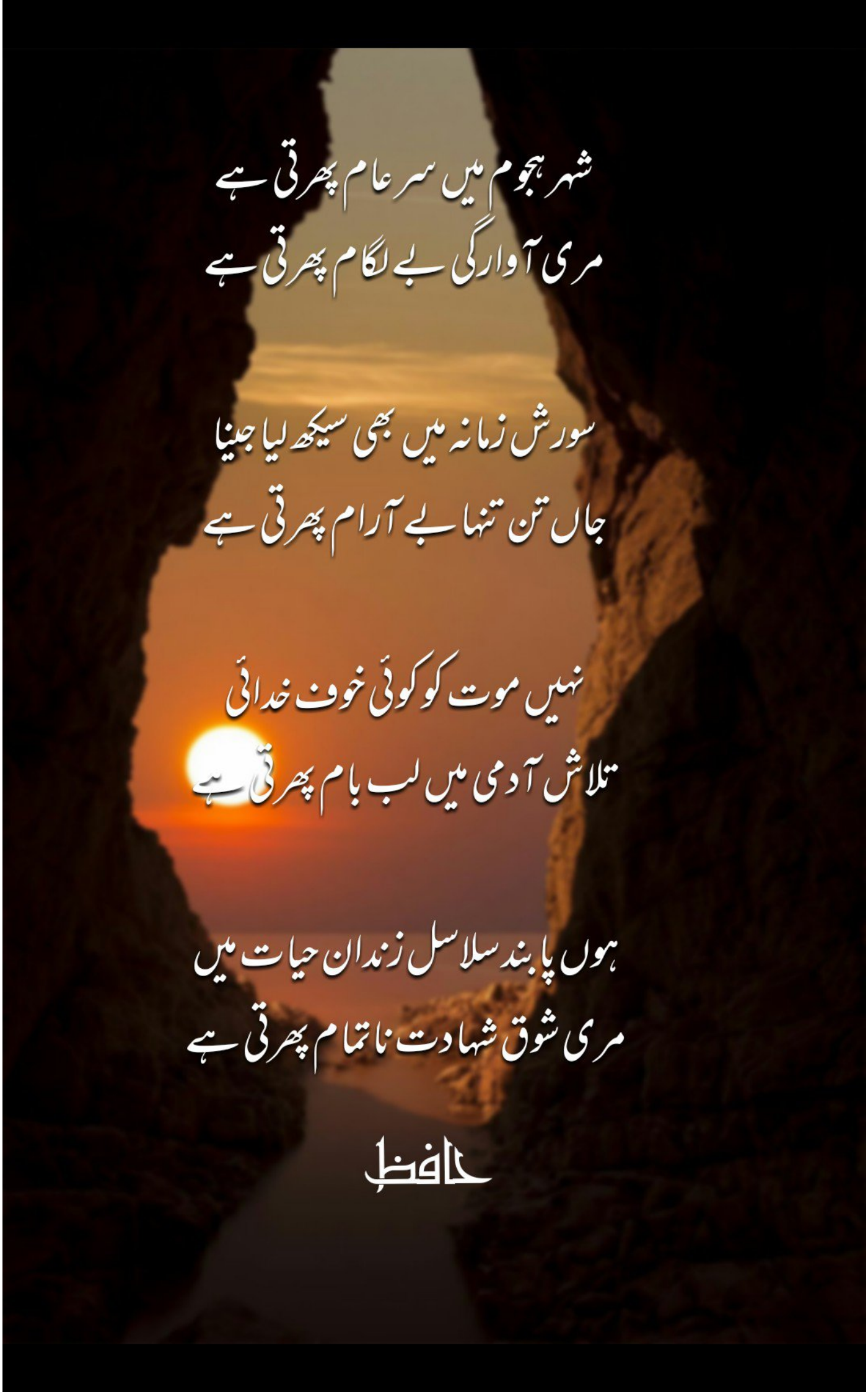
شہر ہجوم میں سر عام پھرتی ہے
مری آوارگی بے لگام پھرتی ہے
سورش زمانہ میں بھی سیکھ لیا جینا
جاں تن تنہا بے آرام پھرتی ہے
نہیں موت کو کوئی خوف خدائی
تلاش آدمی میں لب بام پھرتی ہے
ہوں پابند سلاسل زندان حیات میں
مری شوق شہادت ناتمام پھرتی ہے
حافظ

بکھرا ملت کا شیرازہ امت نہ رہی
بھائی بندی نہ رہی اخوت نہ رہی

اپنی مسجد اپنا قبلہ عقیدہ اپنا اپنا
دلوں میں محبت نہ رہی الفت نہ رہی

لوٹ آئی کانوں سے آذانِ فجر
بندہِ غافل میں حرکت نہ رہی

حافظ

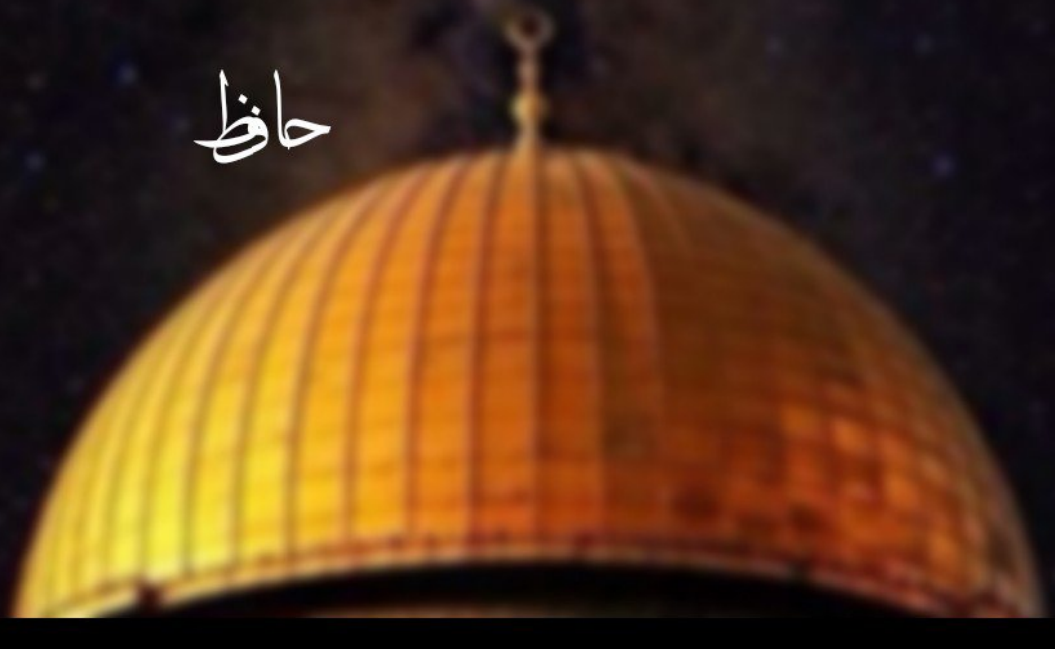

شان و شوکت امیری سے نکل
نہ بیچ خودی بے ضمیری سے نکل

اب سیکھ لے آدابِ بندگی
ان بتوں کی اسیری سے نکل

نہیں مٹی کے سوا نصیب تیرا
جسدِ خاکی کی خبر گیری سے نکل

کر دے تو قربان اپنا وجود
راہِ وفا میں فقیری سے نکل

حافظ

تُو تو وہی رہا بدلے ہزاروں جسدِ خاکی
سدا قائم ترا وجود ازل سے تو باقی

ترا نام زندہ جاوید تری ذات ہے قیوم
مرا نام ہے آدمی مری ذات بھی ترابی

اغلب صفت رحمانی، غالب صفتِ قہاری
میں بندہِ نسیان ہوں تجھے شوقِ غفاری

حافظ

کنی سوڑی صورت تیری وانگ چنے داچانن

ویکھ کے شیشہ میں وی آکھاں حق اللہ ہو ہن

مری آنکھ ٹھہری بے حیا

میری ذات نکلی بے وفا

میری سوچ بھی بے اصول

مری روح جیسے ہے، ہوا

مرا شوق ہے حصولِ دنیا

مری راہ دیکھے بت کدہ

مرا دن طلوعِ ظلمات ہے

مری رات نمودِ معصیت نما

مرا دل چاہتوں سے غافل

مرا عشق شورِ پازیب پاۂ

مرا دین بھی ادھورا ہے

مرا قبلہ بنا وحشت کدہ

پھر بھی غافل نہیں یاد سے

مری پیشانی مری ہے سجدہ گاہ

حافظ

موت حاصل ہے اس دنیا کا انجام
اجرت مزدور کی ہے زندگی کا اختتام

مری آنکھ ٹھہری بے حیا
میری ذات نکلی بے وفا
میری سوچ بے اصول
مری روح جیسے، ہوا
مرا شوق حصولِ دنیا
مری راہ دیکھے بت کدہ
مرا دن طلوعِ ظلمات ہے
مری رات نمودِ معصیت نما
مرا دل چاہتوں سے غافل
مرا عشق شورِ پازیب پاہَ
مرا دین بھی ادھورا
مرا قبلہ بنا وحشت کدہ
غافل نہیں یاد سے مگر
مری پیشانی مری سجدہ گاہ

حافظ

بدلے ہیں زمانے ہم کیا کریں
ہم تو ہیں پرانے ہم کیا کریں
پہنچ گئی تہذیب نقطۂ زوال
اسباق بنے فسانے ہم کیا کریں

حافظ

مری آنکھ ٹھہری بے حیا

میری ذات نکلی بے وفا

میری سوچ بھی بے اصول

مری روح جیسے ہے، ہوا

مرا شوق ہے حصولِ دنیا

مری راہ دیکھے بت کدہ

مرا دن طلوعِ ظلمات ہے

مری رات نمودِ معصیت نما

مرا دل چاہتوں سے غافل

مرا عشق شورِ پازیب پاۂ

مرا دین بھی ادھورا ہے

مرا قبلہ بنا وحشت کدہ

پھر بھی غافل نہیں یاد سے

مری پیشانی مری ہے سجدہ گاہ

حافظ

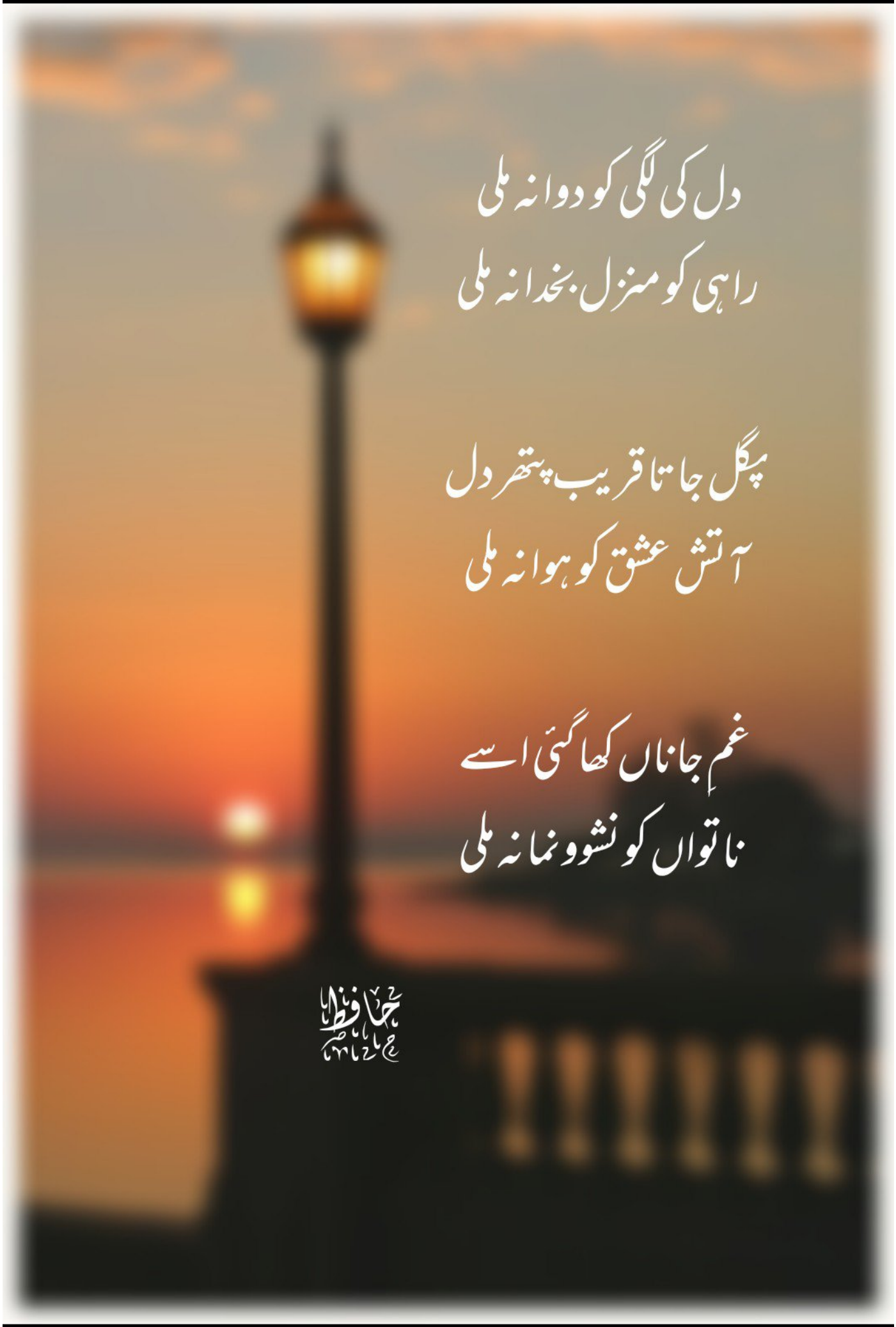
دل کی لگی کو دوانہ ملی
راہی کو منزل بخدا نہ ملی
پگل جاتا قریب پتھر دل
آتش عشق کو ہوا نہ ملی
غمِ جاناں کھا گئی اسے
ناتواں کو نشوونما نہ ملی
حافظ

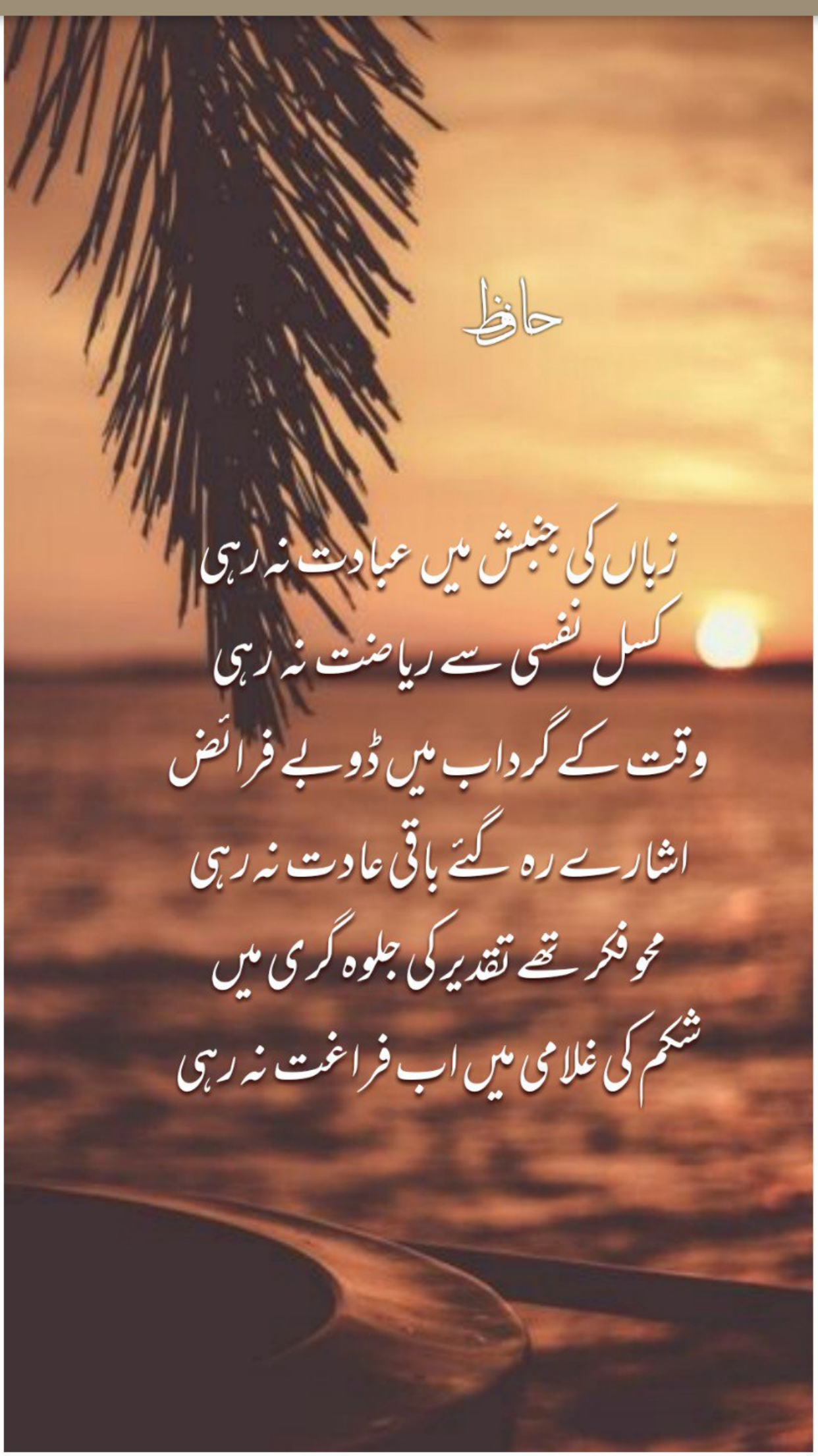
حافظ
زباں کی جنبش میں عبادت نہ رہی
کسل نفسی سے ریاضت نہ رہی
وقت کے گرداب میں ڈوبے فرائض
اشارے رہ گئے باقی عادت نہ رہی
محو فکر تھے تقدیر کی جلوہ گری میں
شکم کی غلامی میں اب فراغت نہ رہی

مری آنکھ ٹھہری بے حیا
میری ذات نکلی بے وفا
میری سوچ بے اصول
مری روح جیسے، ہوا
مرا شوق حصولِ دنیا
مری راہ دیکھے بت کدہ
مرا دن طلوعِ ظلمات ہے
مری رات نمودِ معصیت نما
مرا دل چاہتوں سے غافل
مرا عشق شورِ پازیب پاہَ
مرا دین بھی ادھورا
مرا قبلہ بنا وحشت کدہ
غافل نہیں یاد سے مگر
مری پیشانی مری سجدہ گاہ

حافظ

فکر کے سماء پہ آتی ہے شام
سوچ کے تارے گنتا رہتا ہوں
اسی کشمکشِ میں سوجاتا ہوں
رات آہ بکاہ سنتا رہتا ہوں
نہ پالے کاتب تقدیر کہیں
خود سے چھپتا رہتا ہوں
بھروسہ اتنا ہے زورِ بازو پہ
گرے تنکے چنتا رہتا ہوں
حوصلوں کا ڈھیر لگا کے سامنے
ارادوں کو کستا رہتا ہوں
نہیں بے وفا اے ضمیر بے نیاز
شمع فروزاں ہوں پگھلتا رہتا ہوں
ستر پوشی مری ردائے ایمان ہے
اکھڑے ہوئے دھاگے بنتا رہتا ہوں

حافظ ناصر

دیکھ کر بازار کی رنگینی اداس ہو جاتا ہوں میں
بھانپ کر حالات کی سنگینی اداس ہو جاتا ہوں میں
لوگوں کی بھیڑ اور ہنستے مسکراتے چہرے۔۔۔
سوچ کے محشر کی غمگینی اداس ہو جاتا ہوں میں

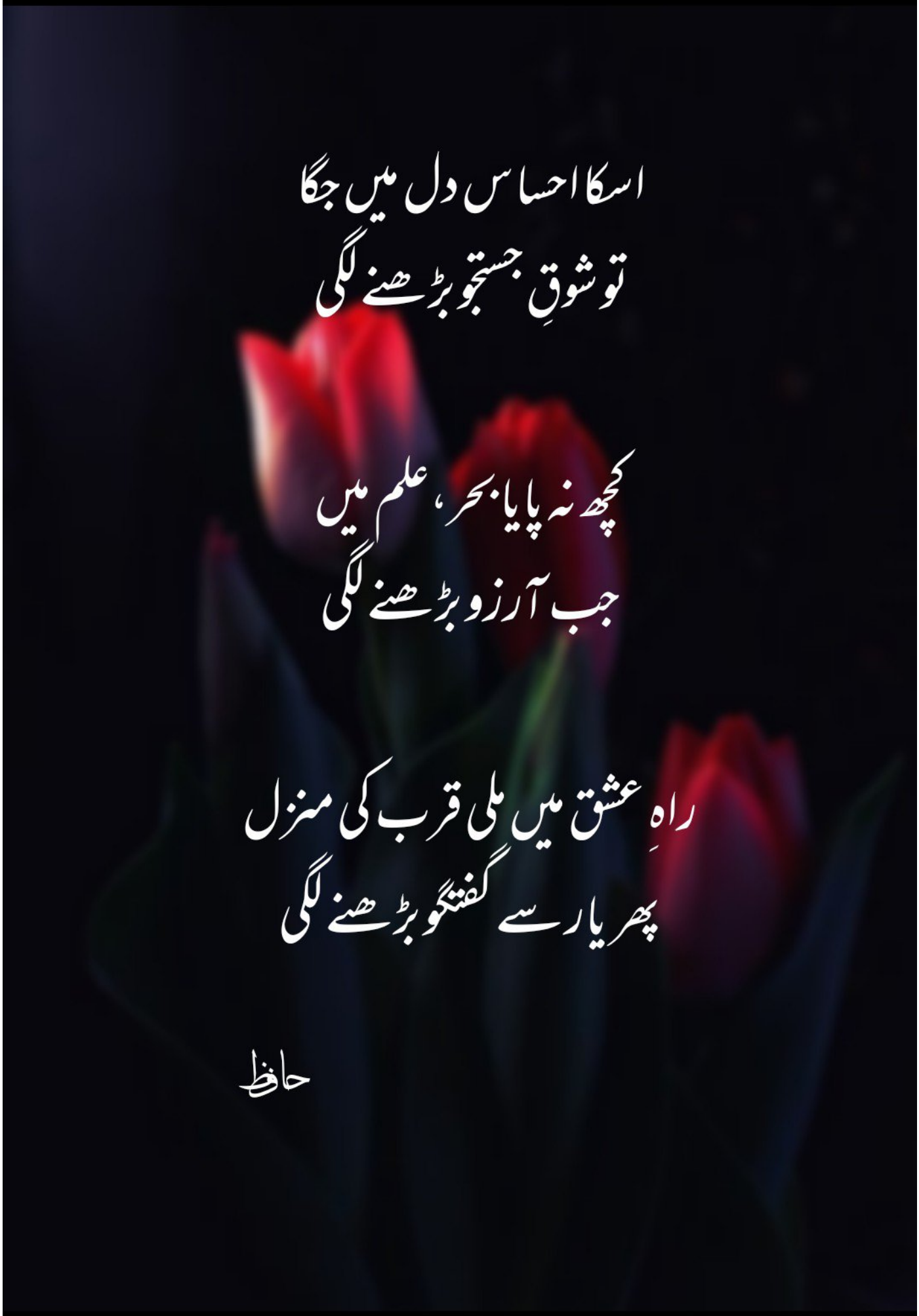
اسکا احساس دل میں جگا
تو شوقِ جستجو بڑھنے لگی

کچھ نہ پایا بحر، علم میں
جب آرزو بڑھنے لگی

راہِ عشق میں ملی قرب کی منزل
پھر یار سے گفتگو بڑھنے لگی

حافظ

جنھیں گزارتے زمانے لگے
مختصر نکلے وہ لمحات
تھی آذان وقامت تک مہلت
پلک جھپکے گزر گئے اوقات

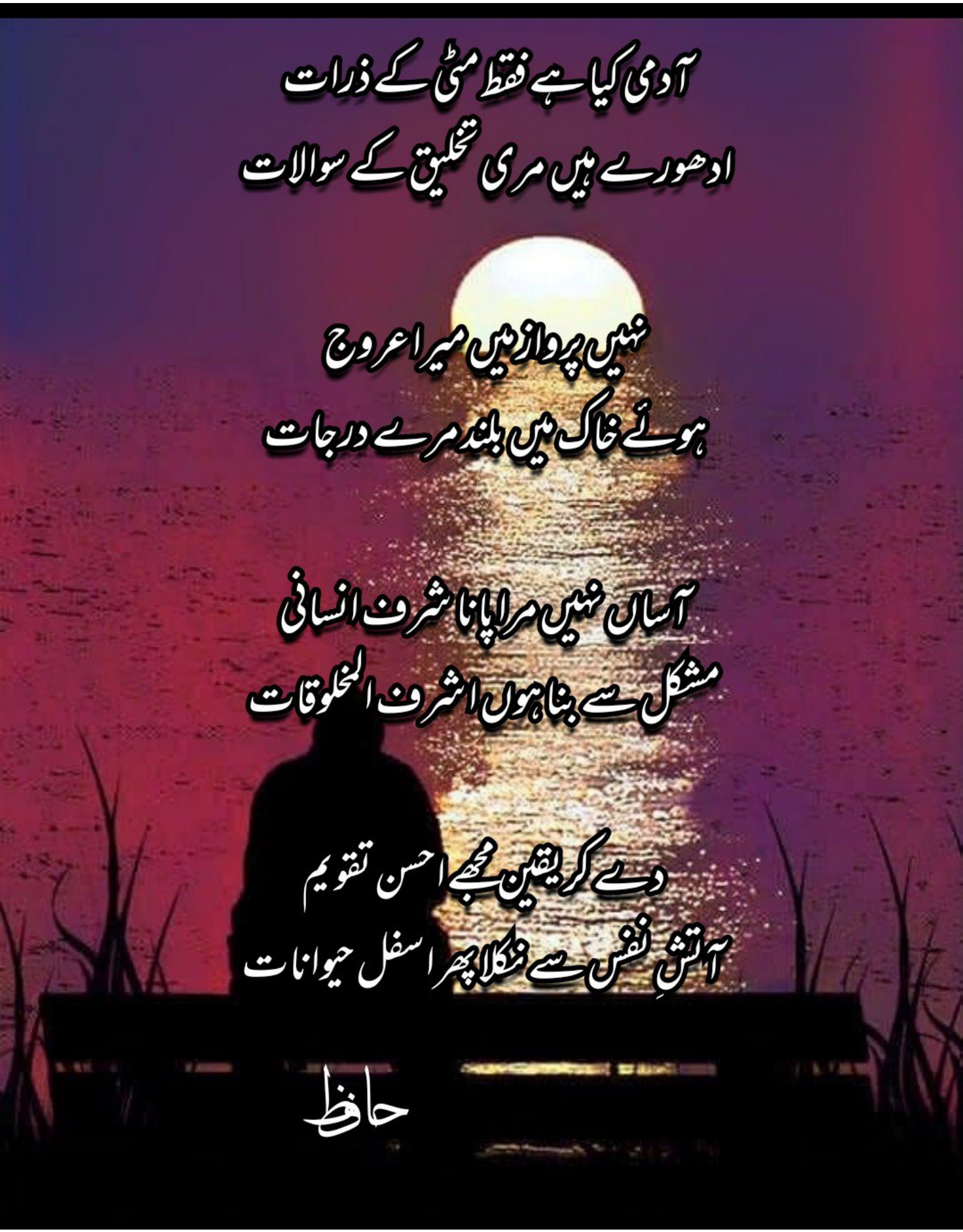
آدمی کیا ہے فقط مٹی کے ذرات
ادھورے ہیں مری تخلیق کے سوالات
نہیں پرواز میں میرا عروج
ہوئے خاک میں بلند مرے درجات
آساں نہیں مرا پانا شرف انسانی
مشکل سے بنا ہوں اشرف المخلوقات
دے کر یقین مجھے احسن تقویم
آتشِ نفس سے نکالا پھر اسفل حیوانات
حافظ

کوئی دوا دیجئے مریضِ زندگی کو
موت بولی مسکرا کر ذرہ ذرہ

نہیں مانتا قسمت کے ستاروں کو
آدمی چلتا ہے قدرت کی تقدیر پہ

نہ جانو برا بندۂ بیکار کو
معاملہ عطا کا ہوتا نہیں توفیق پہ

ہے فضل سے نعمتوں کا نزول
مہر عملوں کی ہے مرے نصیب پہ

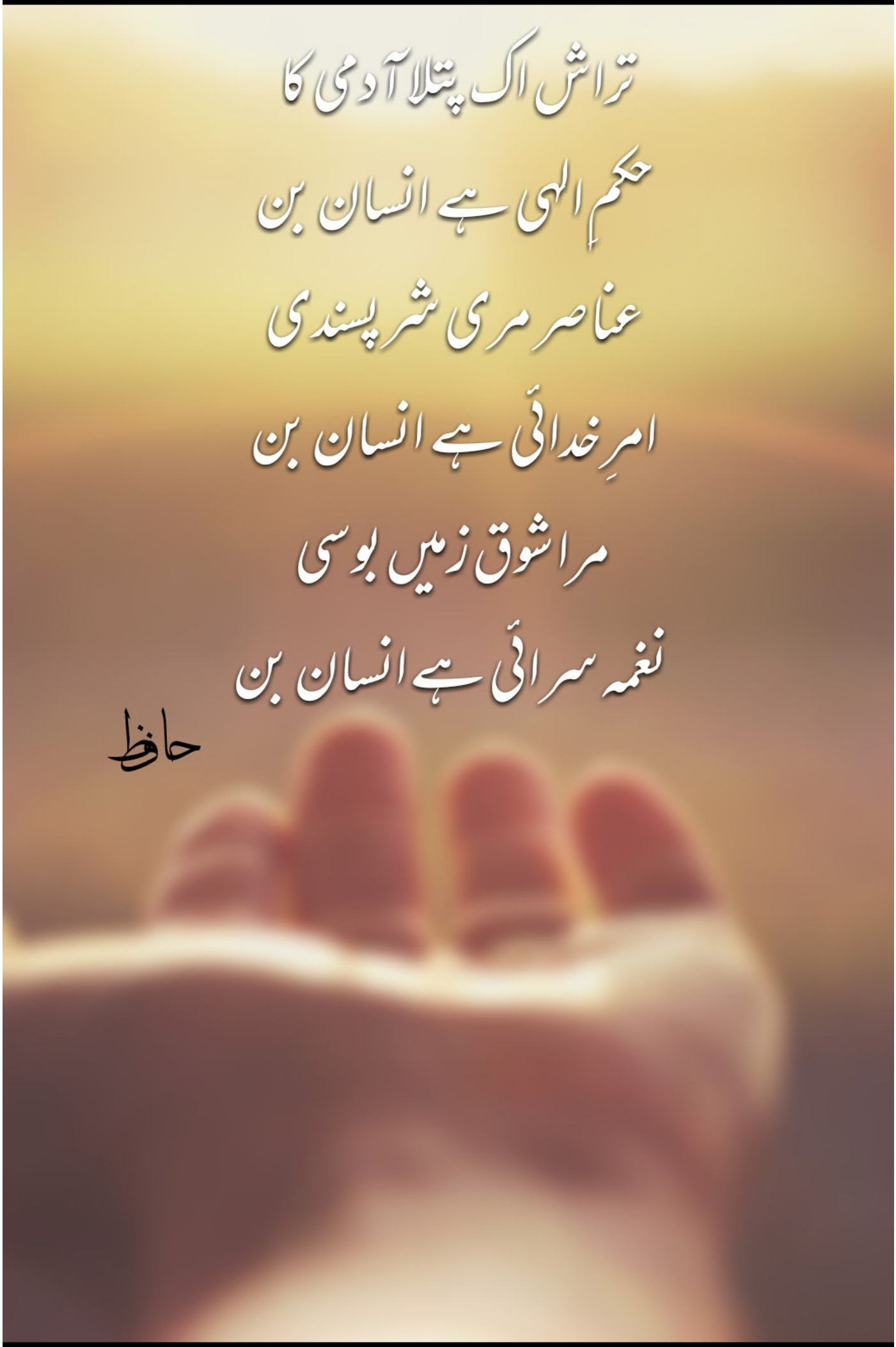
تراش اک پتلا آدمی کا
حکمِ الٰہی ہے انسان بن
عناصر مری شر پسندی
امرِ خدائی ہے انسان بن
مرا شوق زمیں بوسی
نغمہ سرائی ہے انسان بن
حافظ

دشمن نوں دشمن نہ سمجھے او مرد ہو نئ سکدا
نہ ہوے غیرت ایمان دی او فرد ہو نئ سکدا

غیر گھراں دے بوے ٹپن کادی فیر یاری
یارتے سانجھے عزتاں دے نہ کرن غداری

حافظ عرفان

نیتاں پتا ہو ون تاں وی خون نہ کھولے
نئ تاں جین قابل منہ جیڑا نہ بولے

پڑھ کے اللہ اکبر قربان کری اے تن
ماں جئ تے ہوندی اے دھرتی اے وطن

خالی سینے نے دلاں تو کس نوں حال سنائیے

پتھر وسدے گھراں اندر ہن جنگلاں نوں جائیے

رب لبھے سی اتھے مینوں اناں شہراں مٹی پائیے

جتھے ایتھے انسان نہ لبھن حیواناں یار بنائیے

حافظ عرفان علی

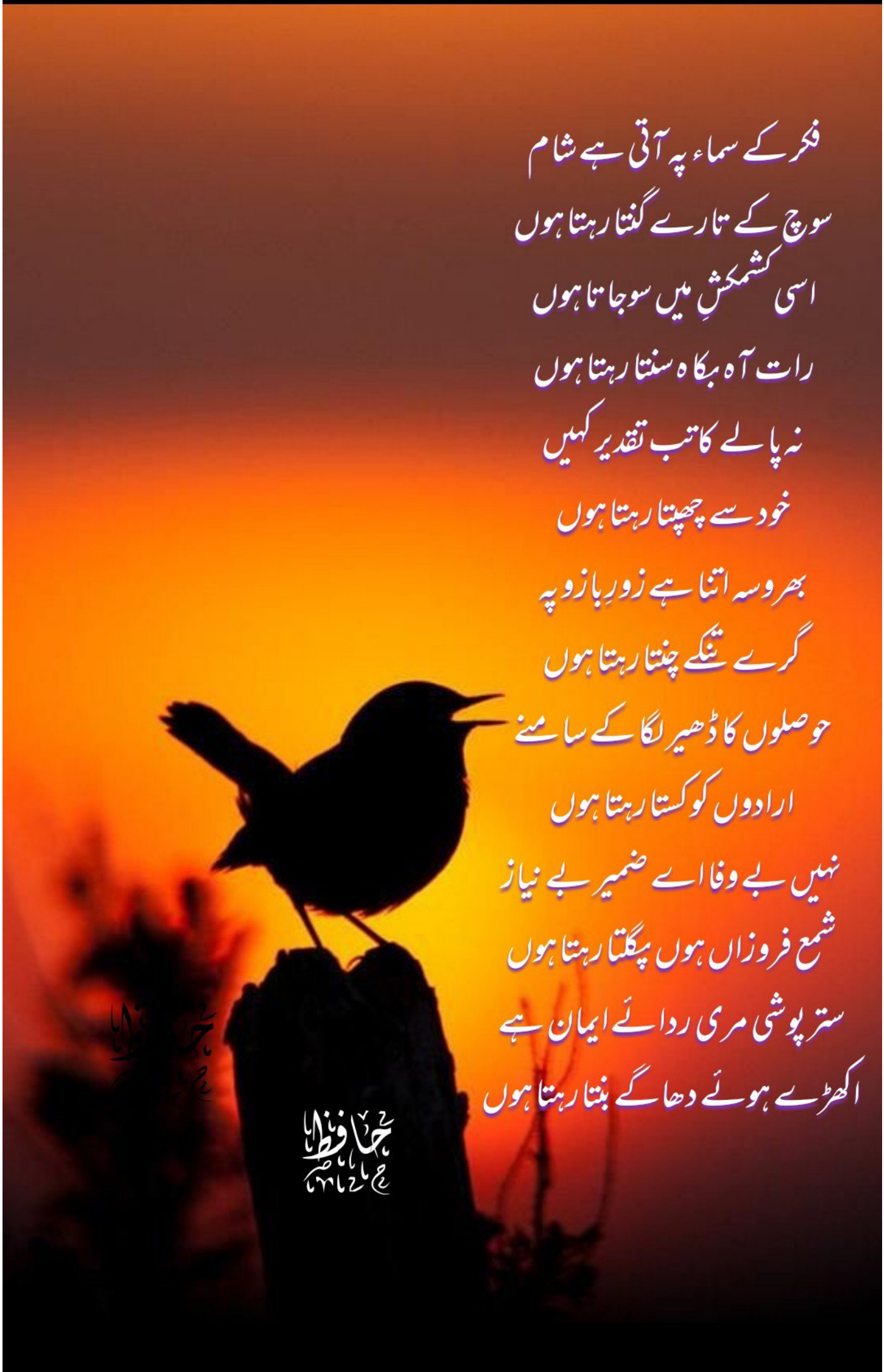
فکر کے سماء پہ آتی ہے شام
سوچ کے تارے گنتا رہتا ہوں
اسی کشمکشِ میں سوجاتا ہوں
رات آہ بکاہ سنتا رہتا ہوں
نہ پالے کاتب تقدیر کہیں
خود سے چھپتا رہتا ہوں
بھروسہ اتنا ہے زورِ بازو پہ
گرے تنکے چنتا رہتا ہوں
حوصلوں کا ڈھیر لگا کے سامنے
ارادوں کو کستا رہتا ہوں
نہیں بے وفا اے ضمیر بے نیاز
شمع فروزاں ہوں پگھلتا رہتا ہوں
ستر پوشی مری ردائے ایمان ہے
اکھڑے ہوئے دھاگے بنتا رہتا ہوں

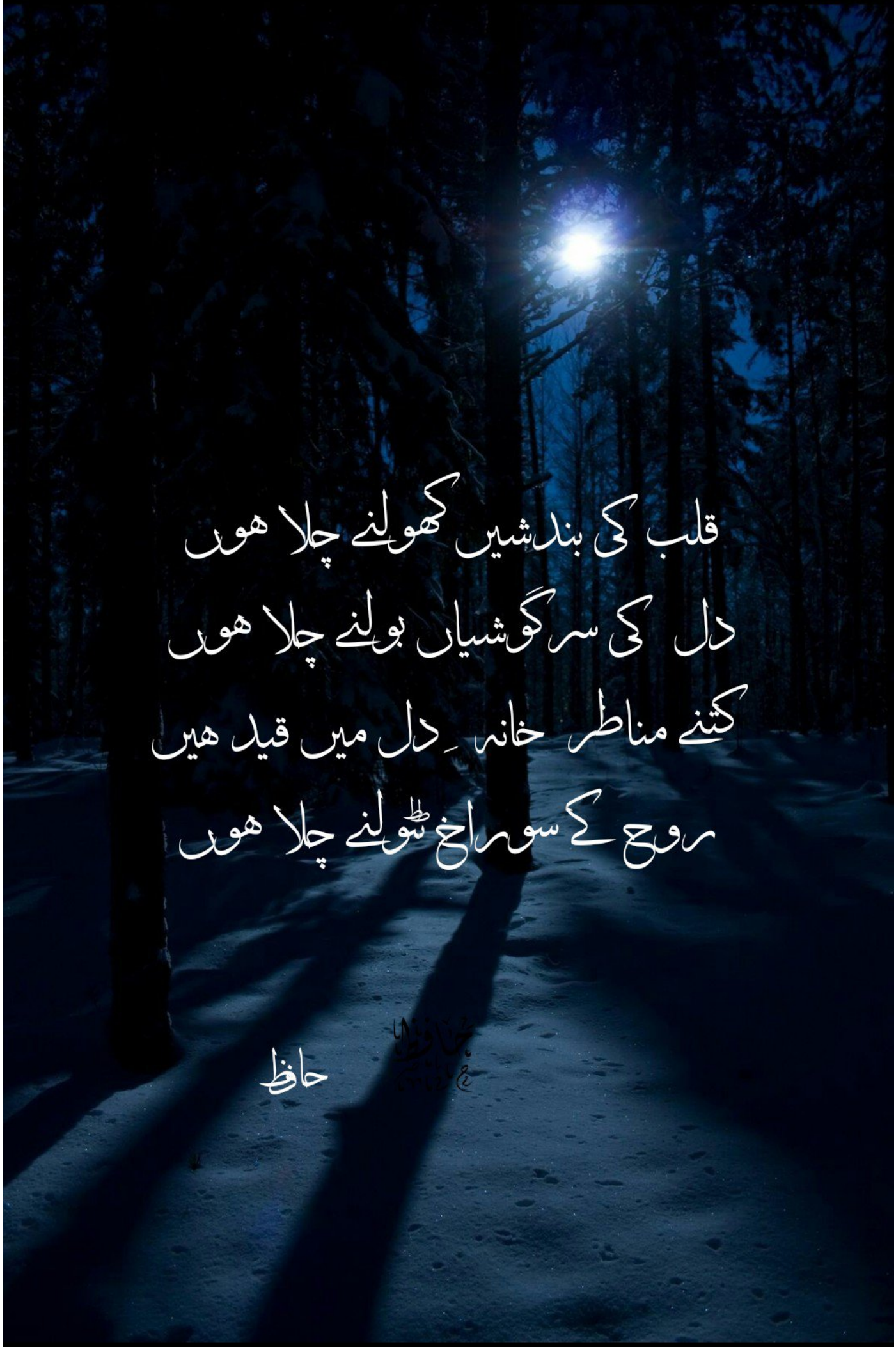
قلب کی بند شیں کھولنے چلا ہوں
دل کی سرگوشیاں بولنے چلا ہوں
کتنے مناظر خانہ ِدل میں قید ہیں
روح کے سوراخ ٹٹولنے چلا ہوں
حافظ

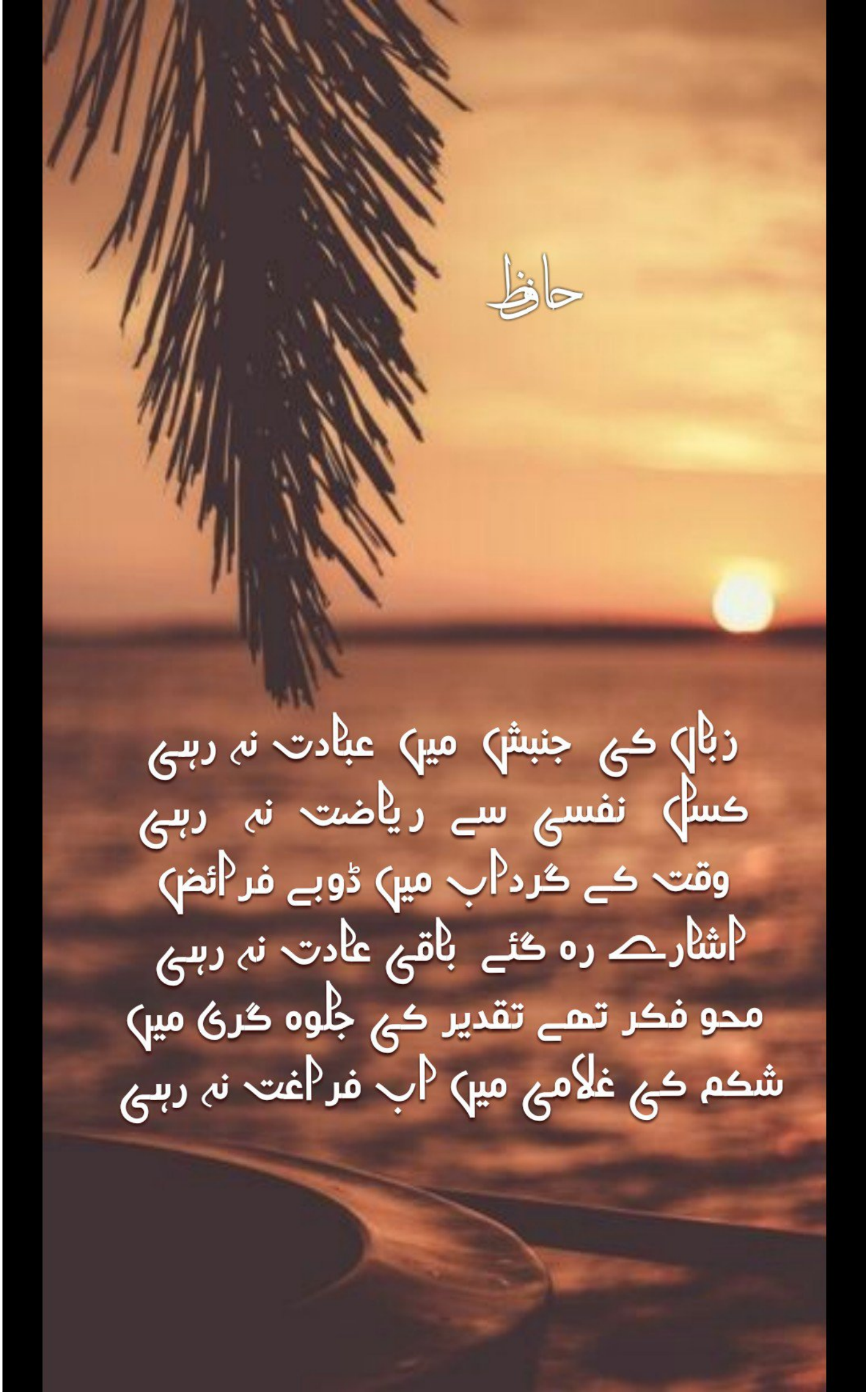
حافظ
زباں کی جنبش میں عبادت نہ رہی
کسی نفسی سے ریاضت نہ رہی
وقت کے گرداب میں ڈوبے فرائض
اشارے رہ گئے باقی عادت نہ رہی
محو فکر تھے تقدیر کی جلوہ گری میں
شکم کی غلامی میں اب فراغت نہ رہی

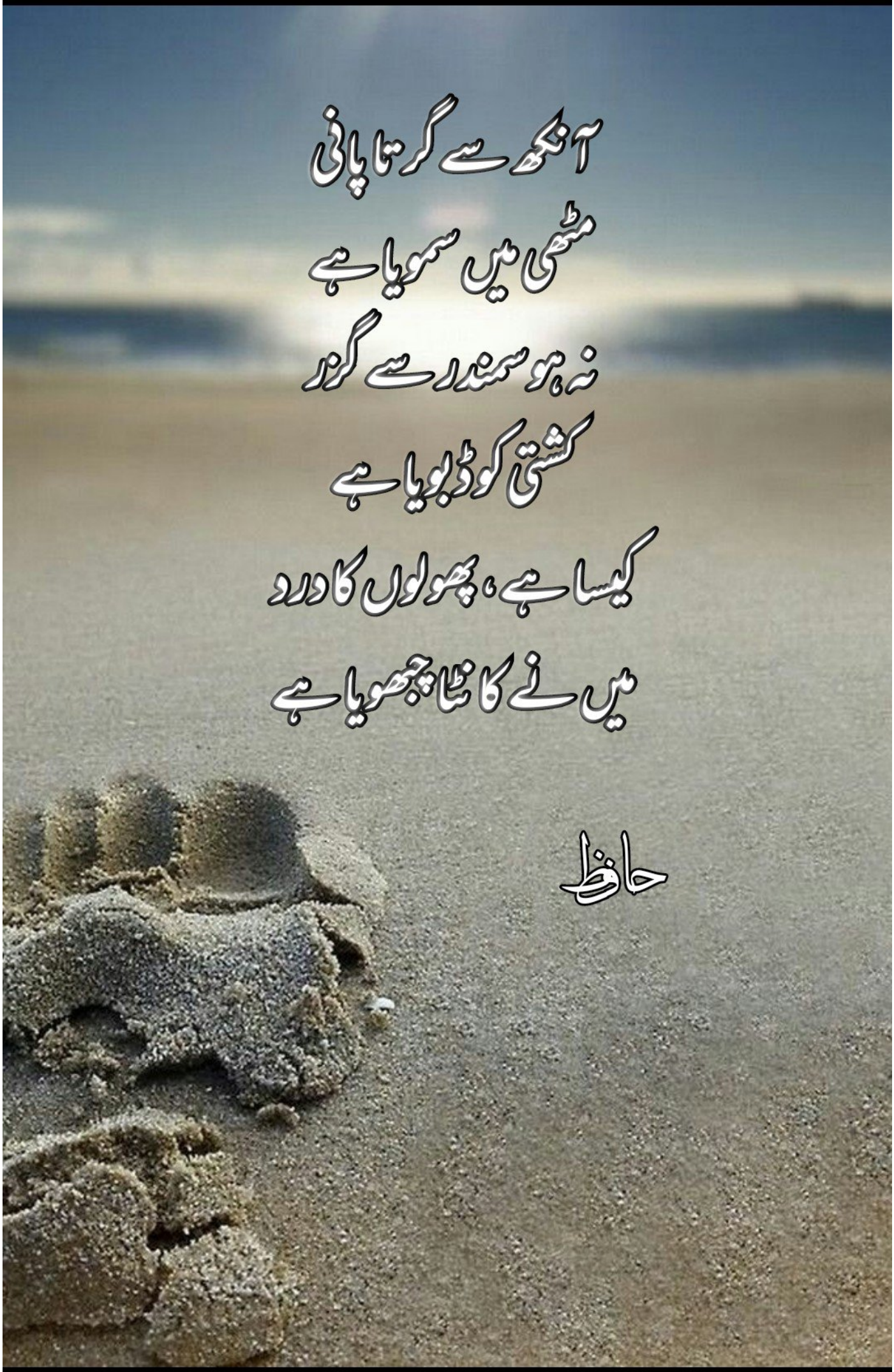
آنکھ سے گرتا پانی
مٹھی میں سمویا ہے
نہ ہو سمندر سے گزر
کشتی کو ڈبویا ہے
کیسا ہے، پھولوں کا درد
میں نے کانٹا چبھویا ہے
حافظ

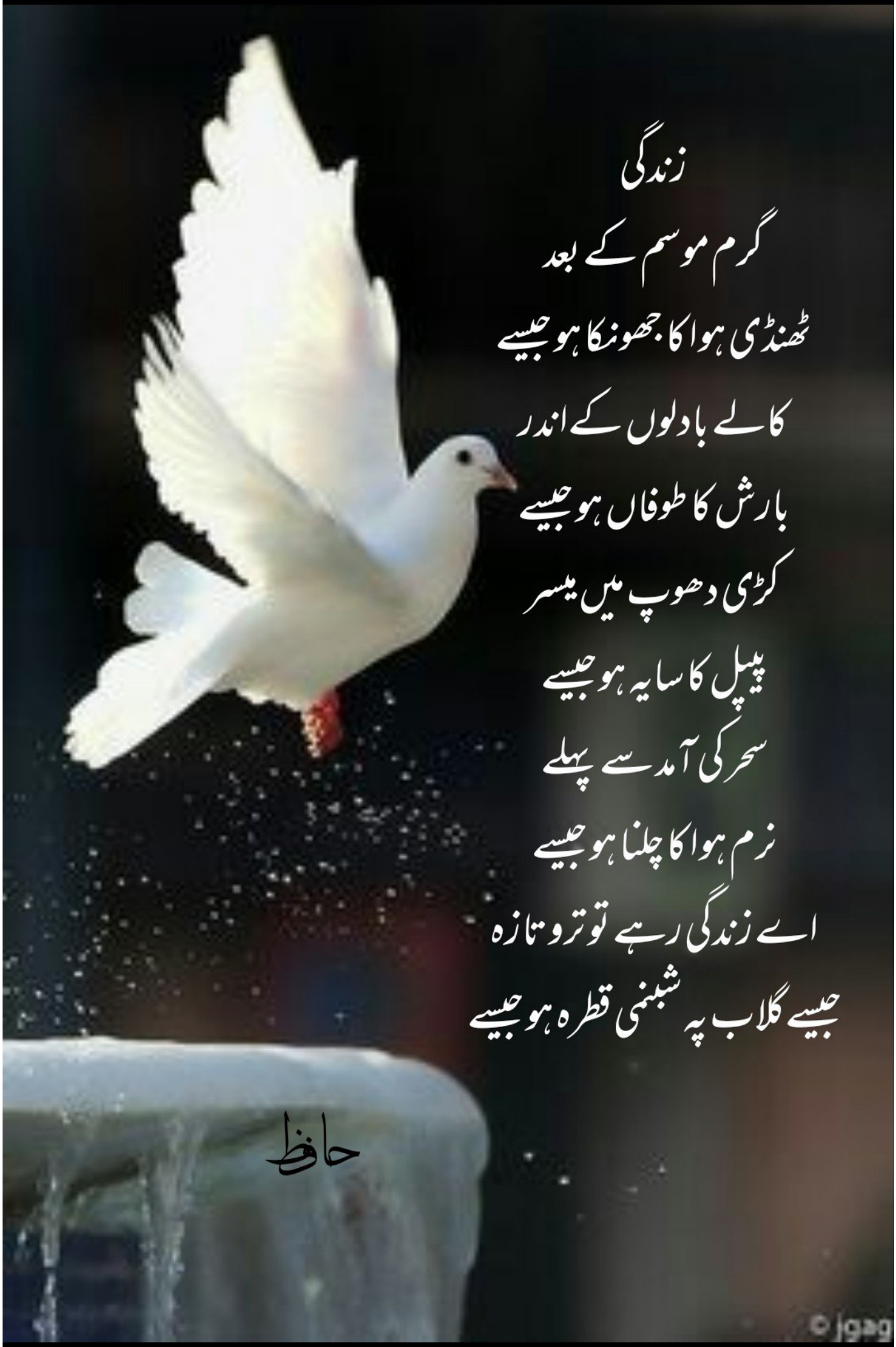
زندگی
گرم موسم کے بعد
ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہو جیسے
کالے بادلوں کے اندر
بارش کا طوفاں ہو جیسے
کڑی دھوپ میں میسر
پیپل کا سایہ ہو جیسے
سحر کی آمد سے پہلے
نرم ہوا کا چلنا ہو جیسے
اے زندگی رہے تو تر و تازہ
جیسے گلاب پہ شبنمی قطرہ ہو جیسے
حافظ
© jgag

بعد از موت زندگی چاہتا ہوں
ایام کفر میں بندگی چاہتا ہوں
تری دید سے کھلتی ہیں آنکھیں
ترا قرب تری دوستی چاہتا ہوں
مرا جینا مرنا ترے نام ہو جائے
عاشق نہیں عاشقی چاہتا ہوں
تاریکیوں میں کٹا سفرِ حیات
گوشۂ آخر میں روشنی چاہتا ہوں
چہرے سے اتار اور چہرے
بے حجابی میں سادگی چاہتا ہوں
صحرا سے آیا ترے میخانے میں
پیاسے لبوں پہ نمی چاہتا ہوں

حافظ

قلب کی بند شیں کھولنے چلا ہوں
دل کی سرگوشیاں بولنے چلا ہوں
کتنے مناظر خانۂ دل میں قید ہیں
روح کے سوراخ ٹٹولنے چلا ہوں

حافظ

ظلماتِ فکر میں روشنی ہے وہ
معرکۂ حیات میں زندگی ہے وہ

یہ دکھ درد سبھی مرے ہیں
سینے میں چھپی خوشی ہے وہ

پایا قریب جسے شعور وجدان میں
مری چشمِ بینا میں اجنبی ہے وہ

اور بھی تھے نام آغازِ داستاں میں
ہوا قصہ تمام اب آخری ہے وہ

اسکا یقین پہلے ہی تھا شعور میں
جھگڑا فقط ایماں کو لانے کا تھا
عہدِ وفا بھی ہو گیا تھا عشق میں
امتحان تو جاں سے جانے کا تھا

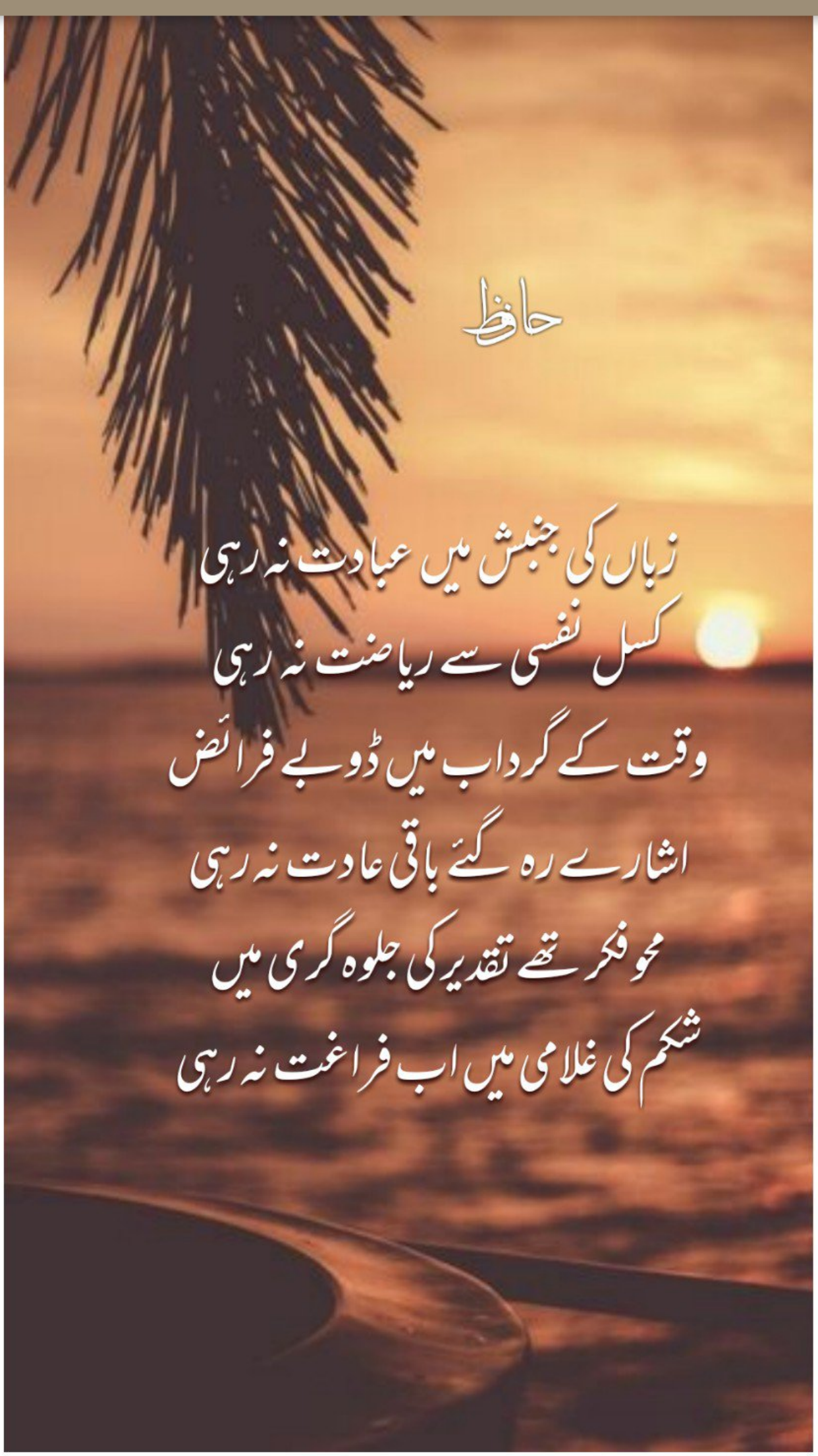
حافظ
زباں کی جنبش میں عبادت نہ رہی
کسل نفسی سے ریاضت نہ رہی
وقت کے گرداب میں ڈوبے فرائض
اشارے رہ گئے باقی عادت نہ رہی
محو فکر تھے تقدیر کی جلوہ گری میں
شکم کی غلامی میں اب فراغت نہ رہی

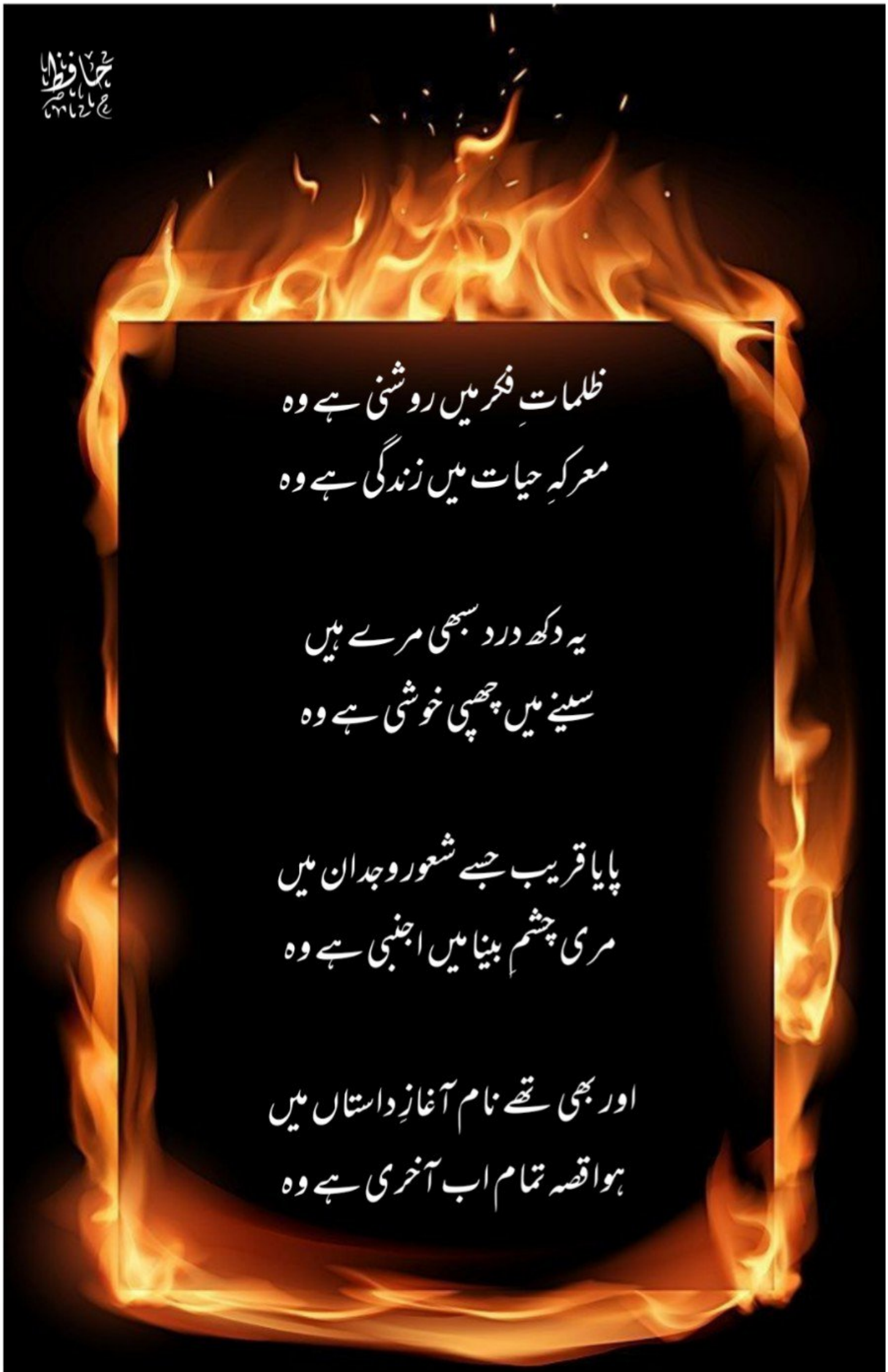
حافظ
ظلماتِ فکر میں روشنی ہے وہ
معرکہِ حیات میں زندگی ہے وہ
یہ دکھ درد سبھی مرے ہیں
سینے میں چھپی خوشی ہے وہ
پایا قریب جسے شعور وجدان میں
مری چشمِ بینا میں اجنبی ہے وہ
اور بھی تھے نام آغازِ داستاں میں
ہوا قصہ تمام اب آخری ہے وہ

ظلماتِ فکر میں روشنی ہے وہ
معرکۂ حیات میں زندگی ہے وہ

یہ دکھ درد سبھی مرے ہیں
سینے میں چھپی خوشی ہے وہ

پایا قریب جسے شعور وجدان میں
مری چشمِ بینا میں اجنبی ہے وہ

اور بھی تھے نام آغازِ داستاں میں
ہوا قصہ تمام اب آخری ہے وہ

زندگی

گرم موسم کے بعد

ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہو جیسے

کالے بادلوں کے اندر

بارش کا طوفاں ہو جیسے

کڑی دھوپ میں میسر

پیپل کا سایہ ہو جیسے

سحر کی آمد سے پہلے

نرم ہوا کا چلنا ہو جیسے

اے زندگی رہے تو تر و تازہ

جیسے گلاب پہ شبنمی قطرہ ہو جیسے

حافظ

اکھاں دے ہنجو ڈلدے رہندے نے
زنگ دلاں دے دھلدے رہندے نے
پڑھ زبانوں دانے تسبیاں دے
منہ پلیتاں دھلدے رہندے نے
مکھ چنے تو روشن حافظ
خاک شہر مدینہ ملدے رہندے نے

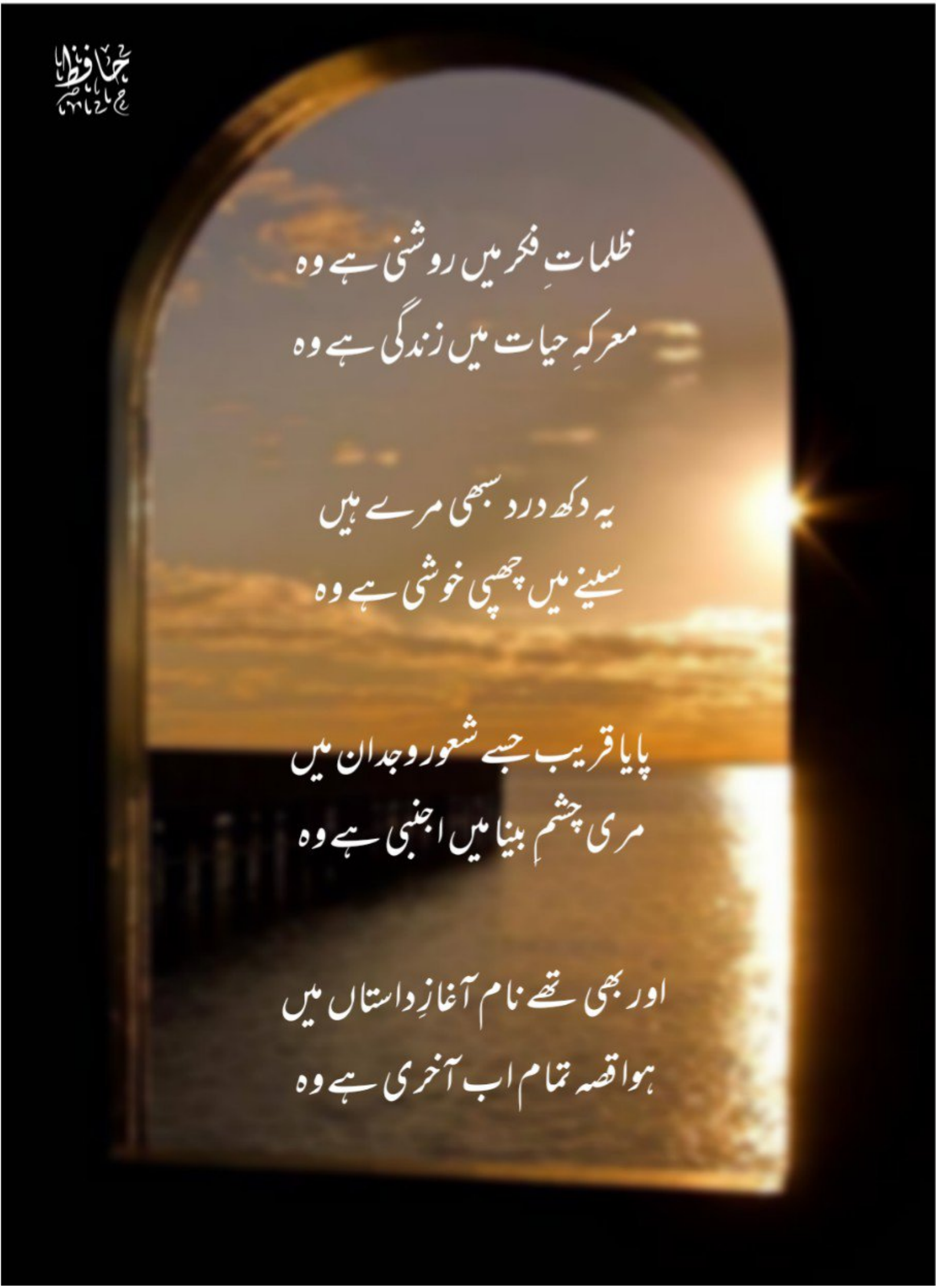
ظلماتِ فکر میں روشنی ہے وہ
معرکۂ حیات میں زندگی ہے وہ
یہ دکھ درد سبھی مرے ہیں
سینے میں چھپی خوشی ہے وہ
پایا قریب جسے شعور وجدان میں
مری چشمِ بینا میں اجنبی ہے وہ
اور بھی تھے نام آغازِ داستاں میں
ہوا قصہ تمام اب آخری ہے وہ

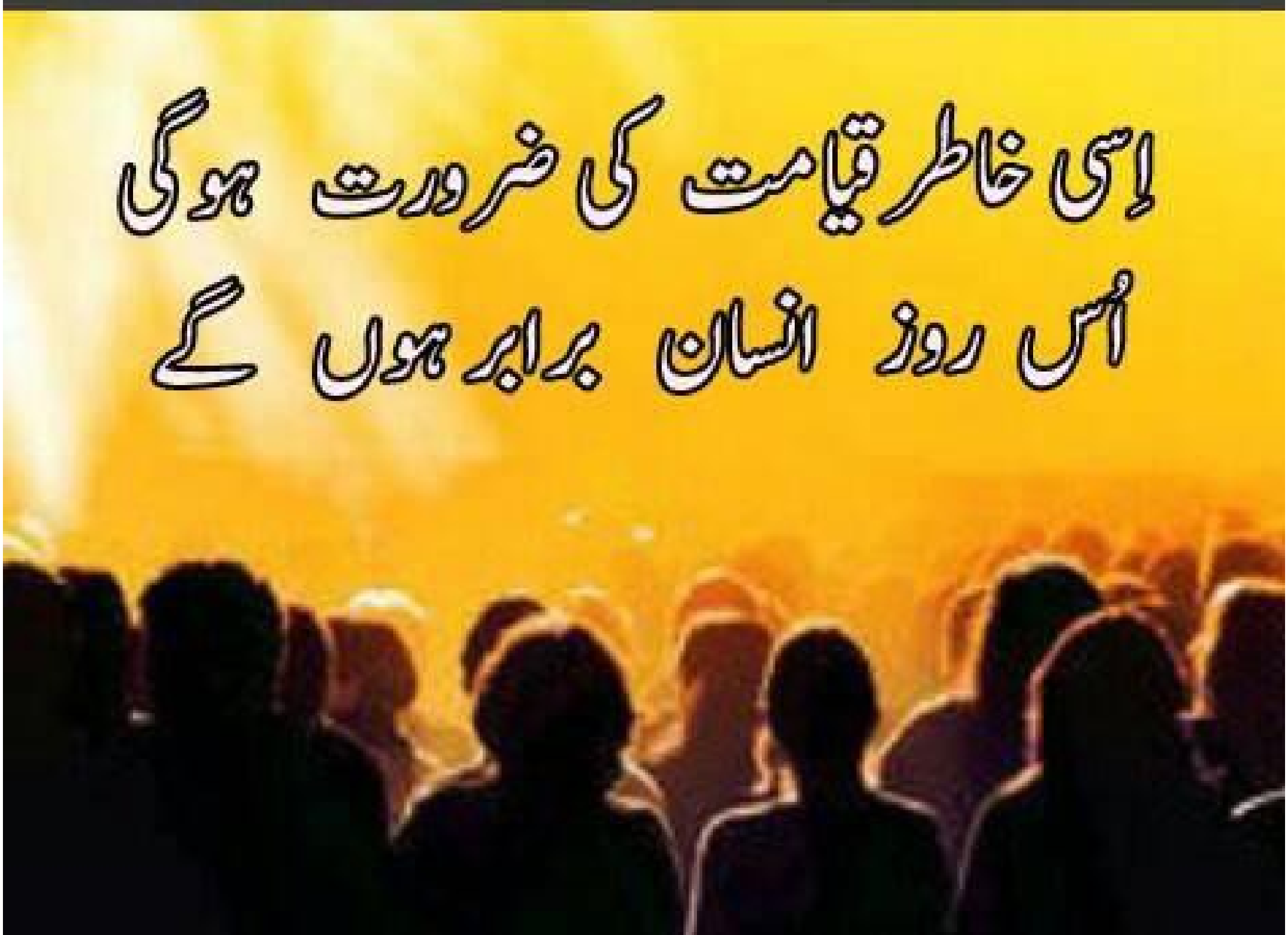
اِسی خاطر قیامت کی ضرورت ہو گی
اُس روز انسان برابر ہوں گے

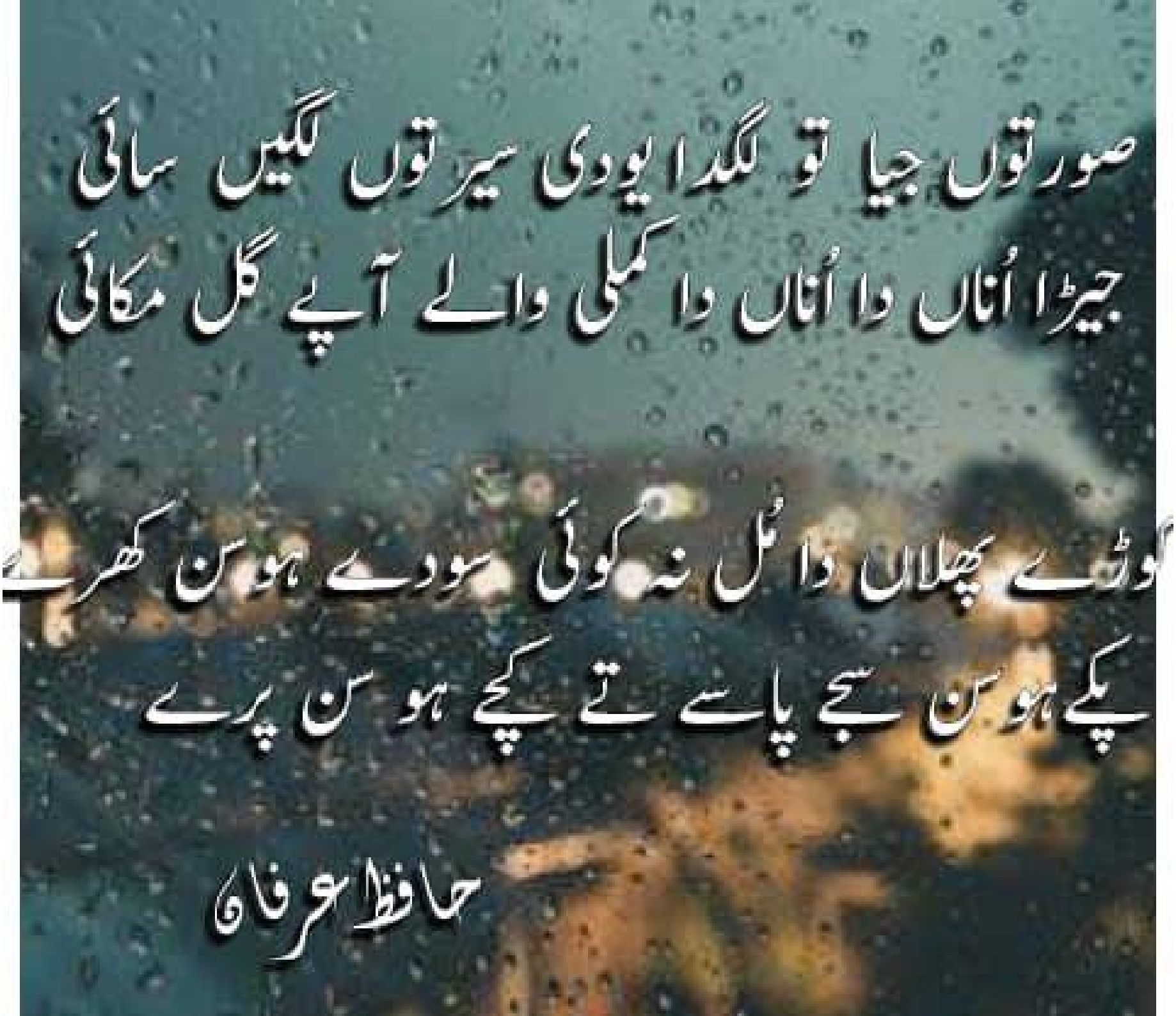
صورتوں جیا تو لگدا ایودی سیرتوں لگیں سائی
جیڑا اُناں دا اُناں دا کملی والے آپے گل مکائی
کوٹھے پھلاں دا مُل نہ کوئی سودے ہوسن کھرے
پکے ہوسن سجے پاسے تے کچے ہوسن پرے
حافظ عرفان

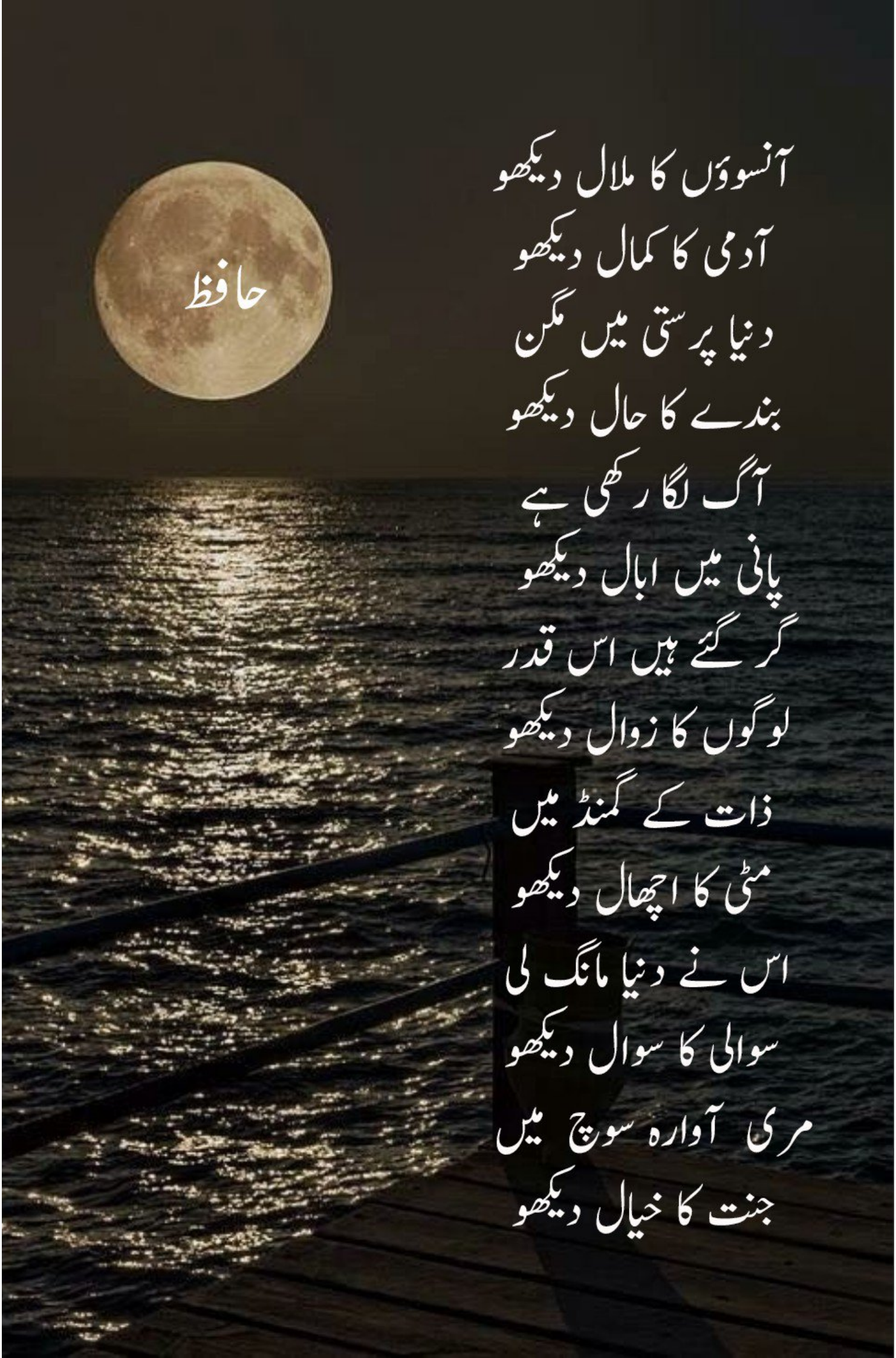

آنسوؤں کا ملال دیکھو
آدمی کا کمال دیکھو
دنیا پرستی میں مگن
بندے کا حال دیکھو
آگ لگا رکھی ہے
پانی میں ابال دیکھو
گر گئے ہیں اس قدر
لوگوں کا زوال دیکھو
ذات کے گمنڈ میں
مٹی کا اچھال دیکھو
اس نے دنیا مانگ لی
سوالی کا سوال دیکھو
مری آوارہ سوچ میں
جنت کا خیال دیکھو

زندگی کا اعتبار کرلوں
ساعتوں کا شمار کرلوں
شائد بھول جاؤں درد
سوچ کو غبار کرلوں
کیسے سمیٹوں میں دامن
اور کتنا داغدار کرلوں
امتحان ہے آدمی کا ہونا
گر خود کو ذمہ دار کرلوں
کام باقی ہیں زندگی میں
اے وقت تجھے ادھار کرلوں
حافظ

آنسوؤں کا ملال دیکھو

آدمی کا کمال دیکھو

دنیا پرستی میں مگن

بندے کا حال دیکھو

آگ لگا رکھی ہے

پانی میں ابال دیکھو

گر گئے ہیں اس قدر

لوگوں کا زوال دیکھو

ذات کے گمنڈ میں

مٹی کا اچھال دیکھو

اس نے دنیا مانگ لی

سوالی کا سوال دیکھو

مری آوارہ سوچ میں

جنت کا خیال دیکھو

حافظ

آنسوؤں کا ملال دیکھو
آدمی کا کمال دیکھو
دنیا پرستی میں مگن
بندے کا حال دیکھو
آگ لگا رکھی ہے
پانی میں ابال دیکھو
گر گئے ہیں اس قدر
لوگوں کا زوال دیکھو
ذات کے گمنڈ میں
مٹی کا اچھال دیکھو
اس نے دنیا مانگ لی
سوالی کا سوال دیکھو
مری آوارہ سوچ میں
جنت کا خیال دیکھو

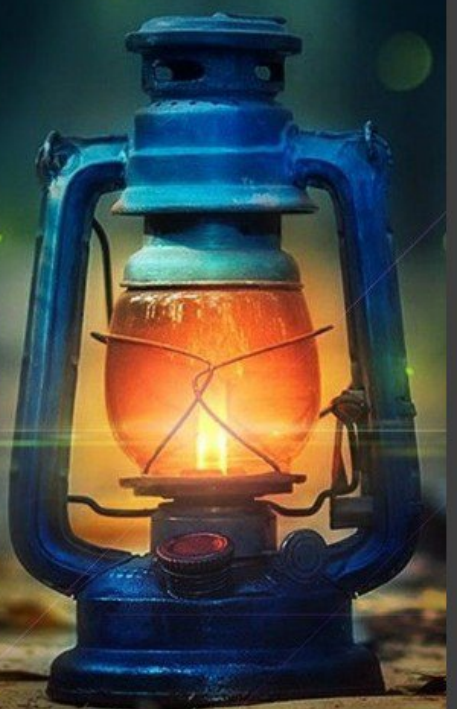

حافظ

آنسوؤں کا ملال دیکھو
آدمی کا کمال دیکھو
دنیا پرستی میں مگن
بندے کا حال دیکھو
آگ لگا رکھی ہے
پانی میں ابال دیکھو
گر گئے ہیں اس قدر
لوگوں کا زوال دیکھو
ذات کے گمنڈ میں
مٹی کا اچھال دیکھو
اس نے دنیا مانگ لی
سوالی کا سوال دیکھو
مری آوارہ سوچ میں
جنت کا خیال دیکھو

حافظ

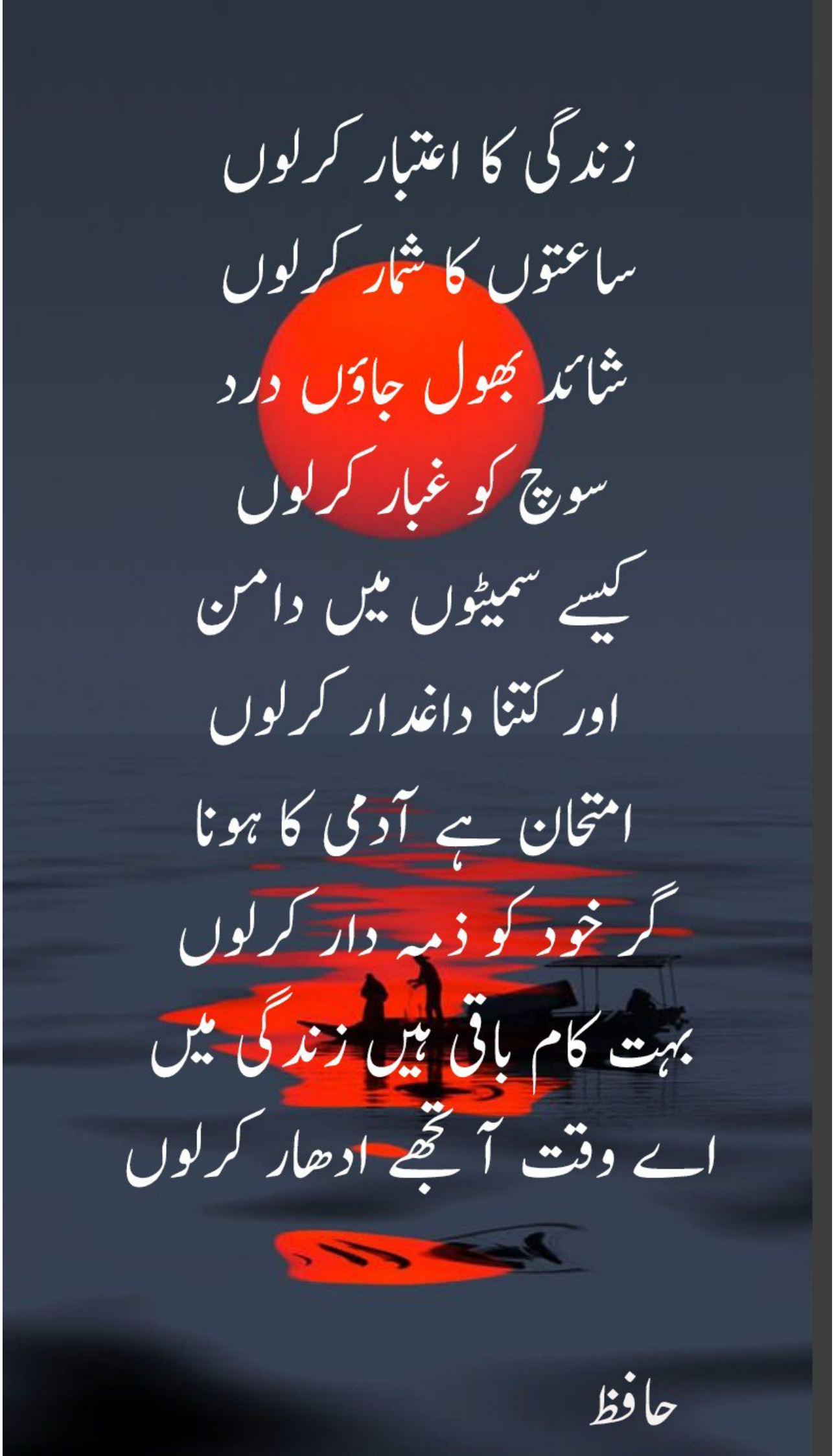
زندگی کا اعتبار کرلوں
ساعتوں کا شمار کرلوں
شائد بھول جاؤں درد
سوچ کو غبار کرلوں
کیسے سمیٹوں میں دامن
اور کتنا داغدار کرلوں
امتحان ہے آدمی کا ہونا
گر خود کو ذمہ دار کرلوں
بہت کام باقی ہیں زندگی میں
اے وقت آ تجھے ادھار کرلوں
حافظ

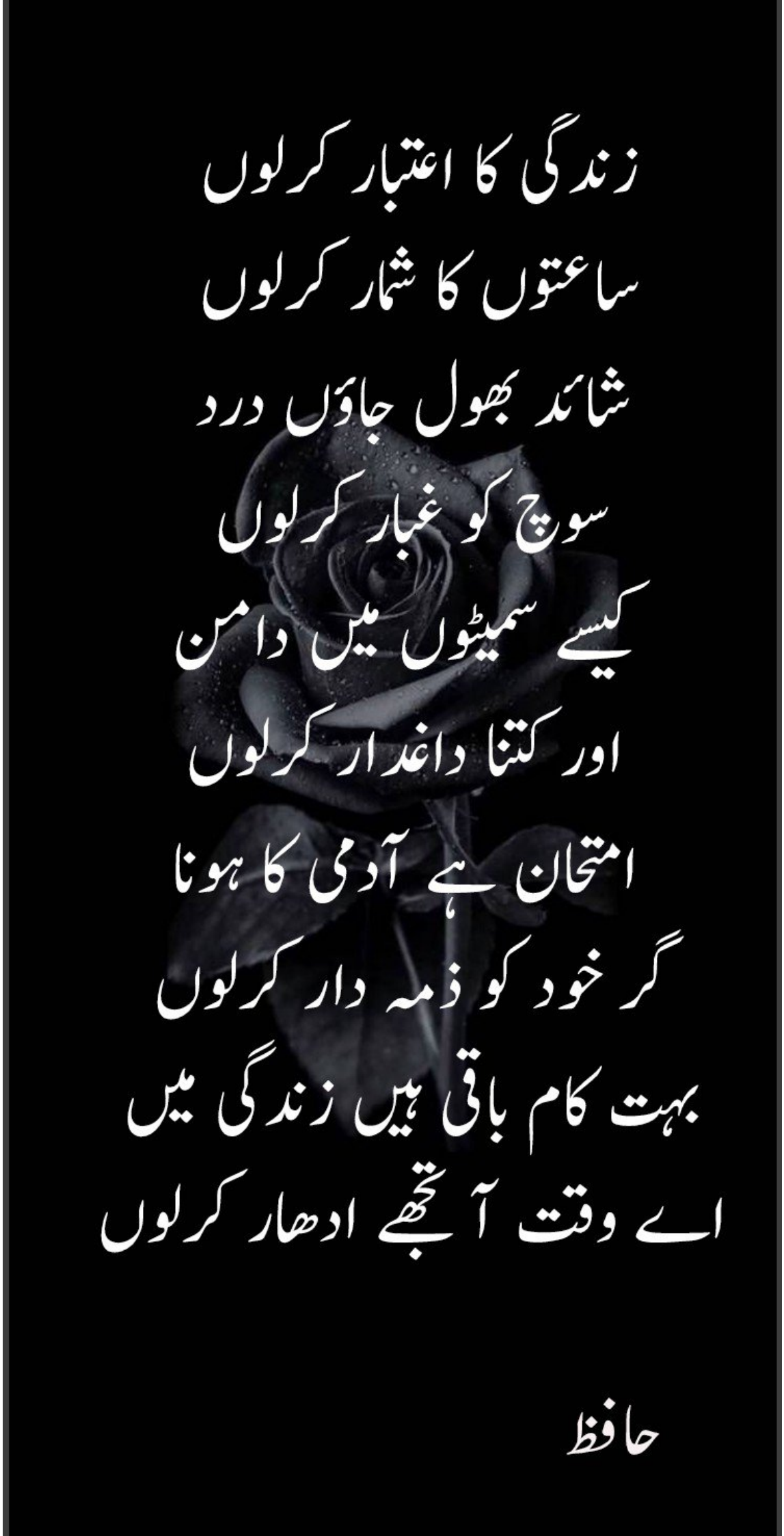

زندگی کا اعتبار کرلوں
ساعتوں کا شمار کرلوں
شائد بھول جاؤں درد
سوچ کو غبار کرلوں
کیسے سمیٹوں میں دامن
اور کتنا داغدار کرلوں
امتحان ہے آدمی کا ہونا
گر خود کو ذمہ دار کرلوں
بہت کام باقی ہیں زندگی میں
اے وقت آ تجھے ادھار کرلوں

حافظ

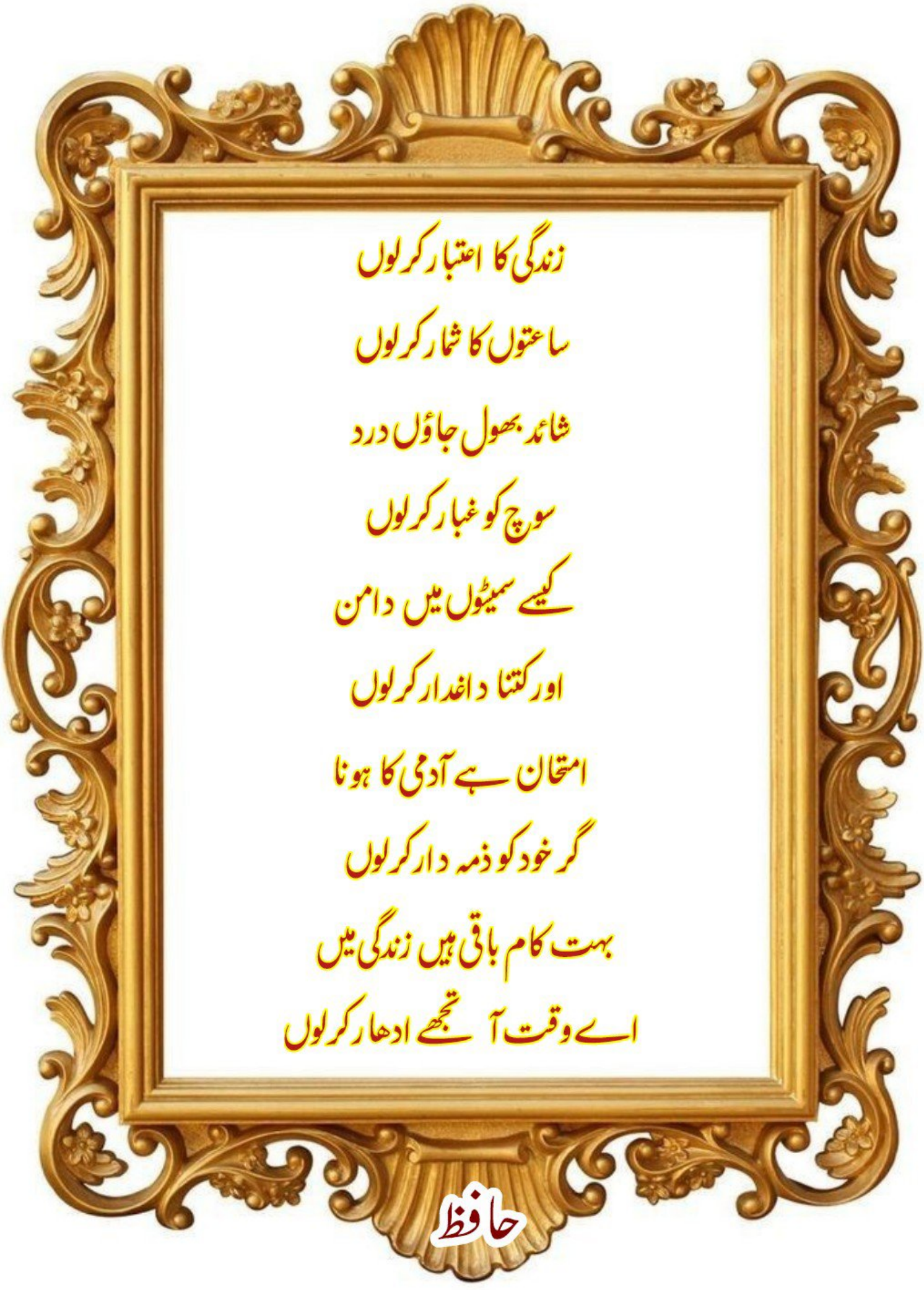
زندگی کا اعتبار کرلوں
ساعتوں کا شمار کرلوں
شائد بھول جاؤں درد
سوچ کو غبار کرلوں
کیسے سمیٹوں میں دامن
اور کتنا داغدار کرلوں
امتحان ہے آدمی کا ہونا
گر خود کو ذمہ دار کرلوں
بہت کام باقی ہیں زندگی میں
اے وقت آ تجھے ادھار کرلوں
حافظ

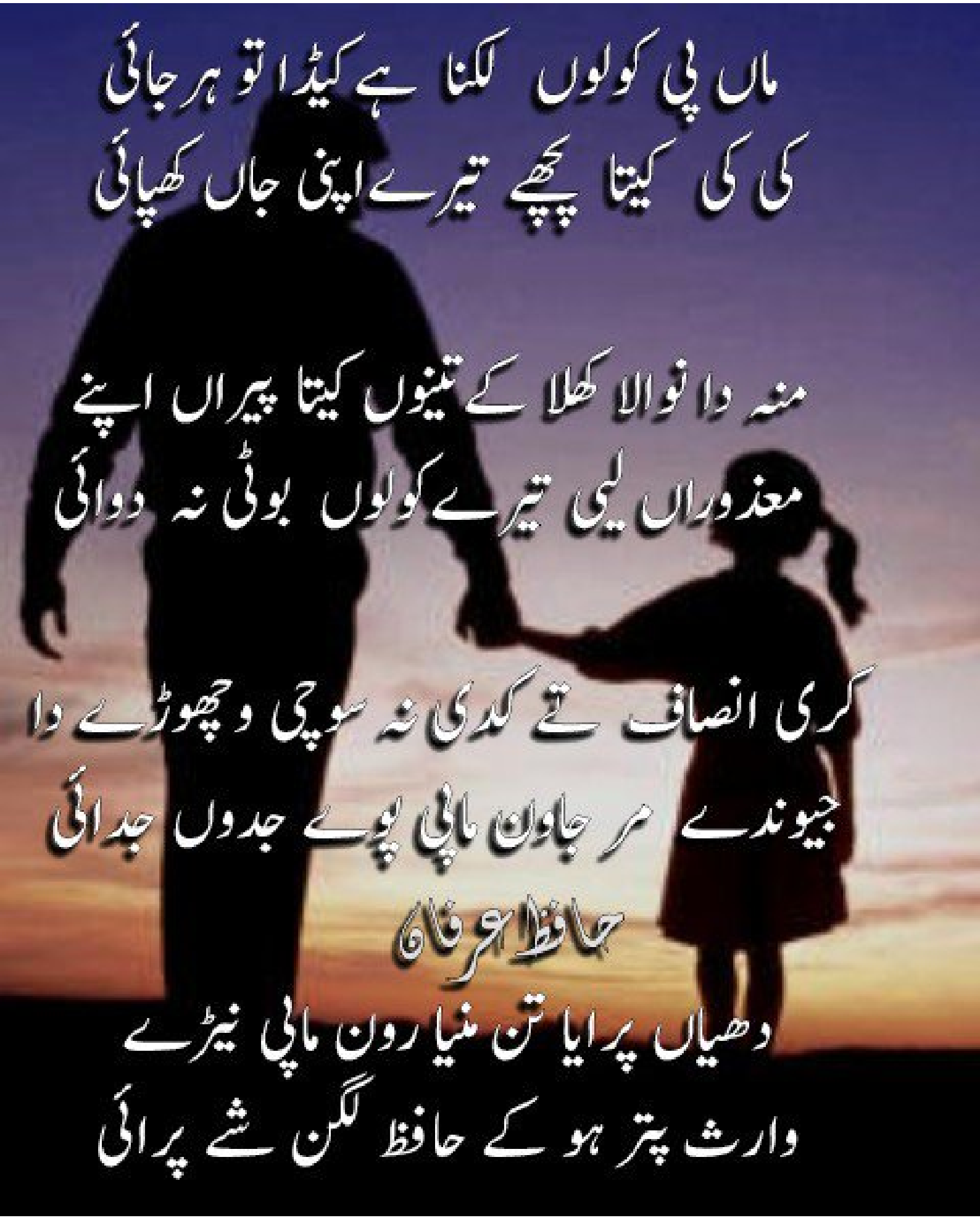
ماں پی کولوں لکنا ہے کیڈا تو ہر جائی
کی کی کیتا پچھے تیرے اپنی جاں کھپائی
منہ دا نوالا کھلا کے تینوں کیتا پیراں اپنے
معذوراں لیی تیرے کولوں بوٹی نہ دوائی
کری انصاف تے کدی نہ سوچی وچھوڑے دا
جیوندے مر جاون ماپی پوے جدوں جدائی
حافظ عرفان
دھیاں پرایا تن منیا رون ماپی نیڑے
وارث پتر ہو کے حافظ لگن شے پرائی

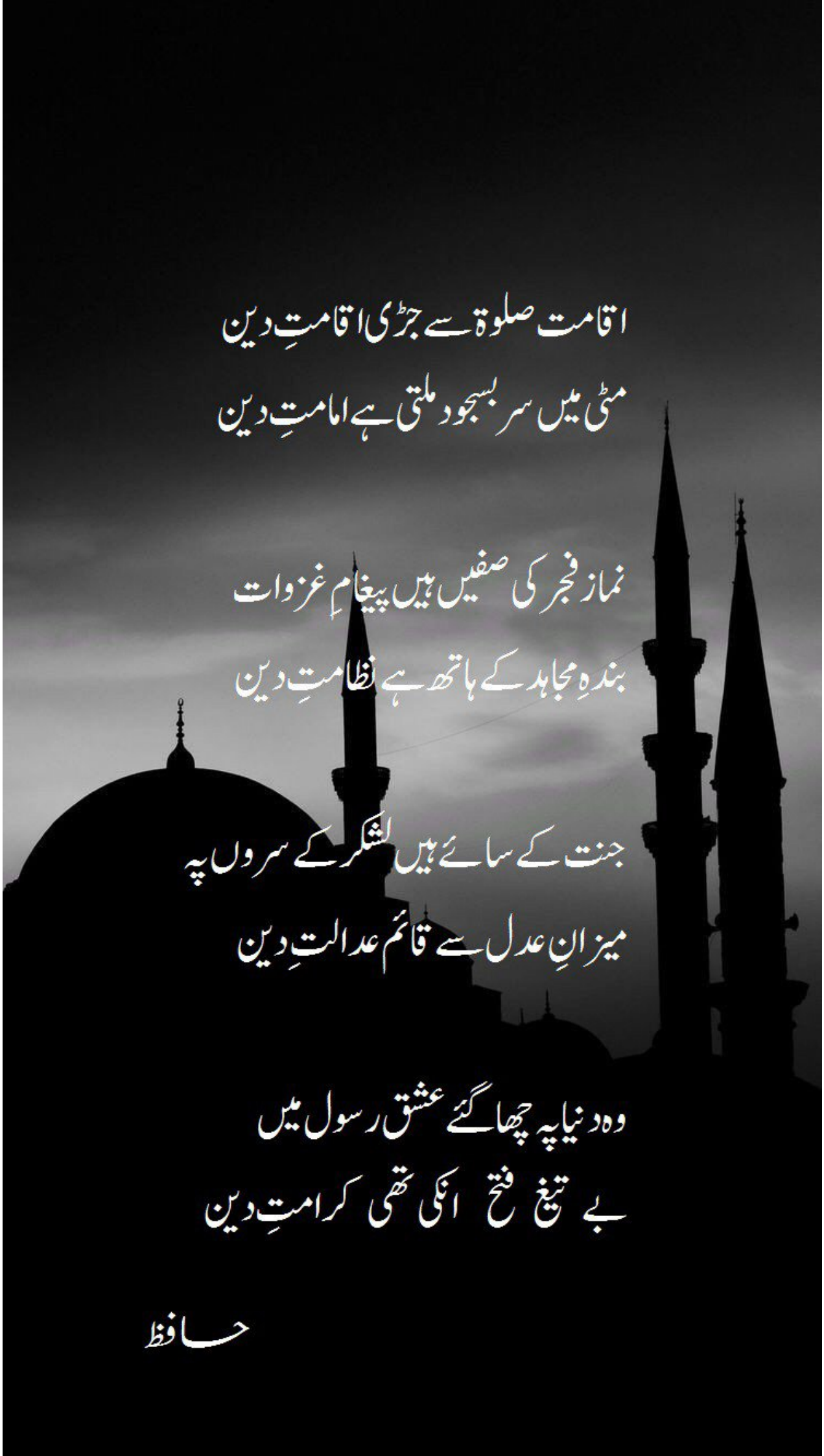

اقامت صلوۃ سے جڑی اقامتِ دین
مٹی میں سر بسجود ملتی ہے امامتِ دین

نماز فجر کی صفیں ہیں پیغامِ غزوات
بندۂ مجاہد کے ہاتھ ہے نظامتِ دین

جنت کے سائے ہیں لشکر کے سروں پہ
میزانِ عدل سے قائم عدالتِ دین

وہ دنیا پہ چھا گئے عشق رسول میں
بے تیغ فتح انکی تھی کرامتِ دین

حافظ

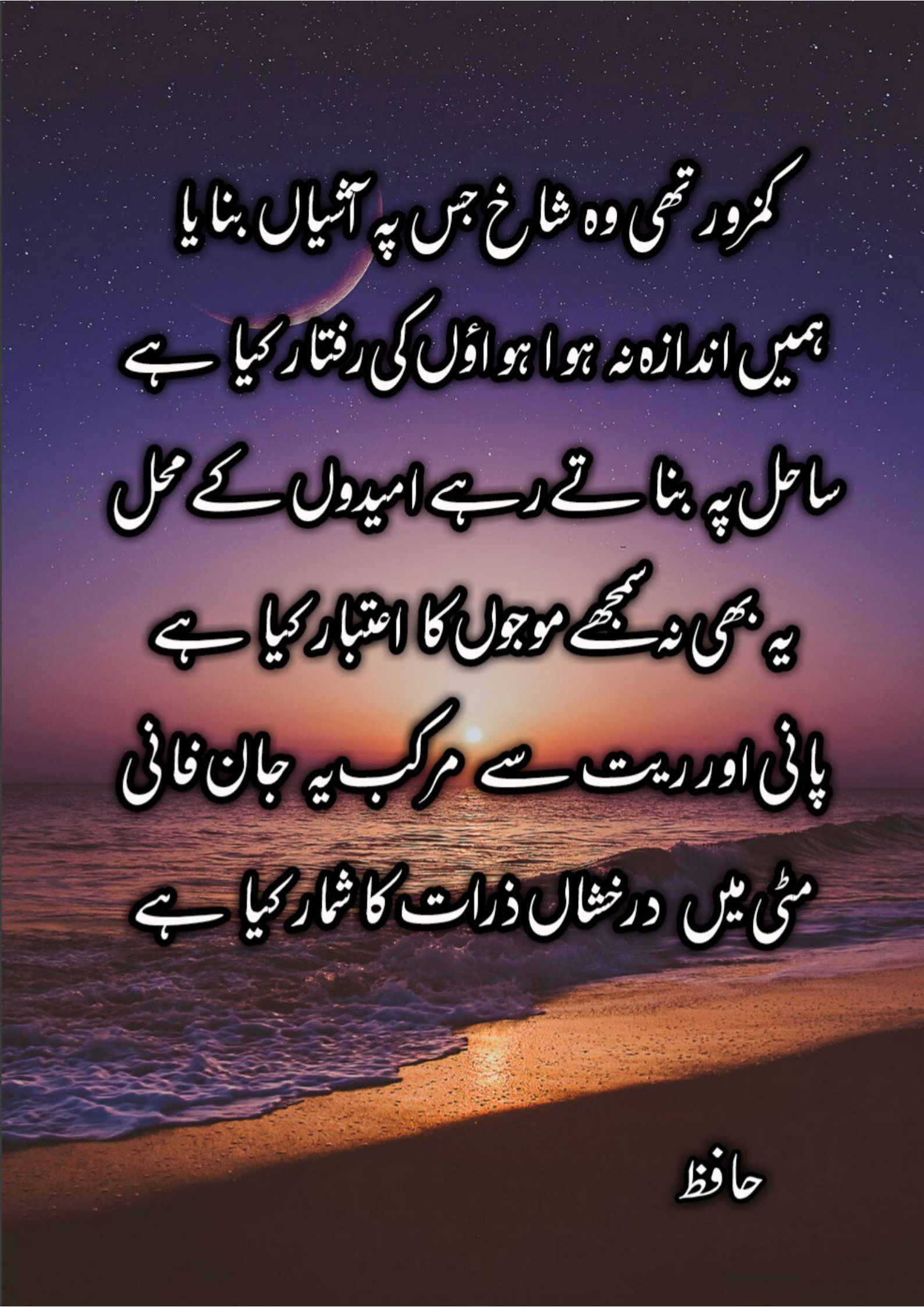
کمزور تھی وہ شاخ جس پہ آشیاں بنایا
ہمیں اندازہ نہ ہوا ہواؤں کی رفتار کیا ہے
ساحل پہ بناتے رہے امیدوں کے محل
یہ بھی نہ سمجھے موجوں کا اعتبار کیا ہے
پانی اور ریت سے مرکب یہ جان فانی
مٹی میں درخشاں ذرات کا شمار کیا ہے
حافظ

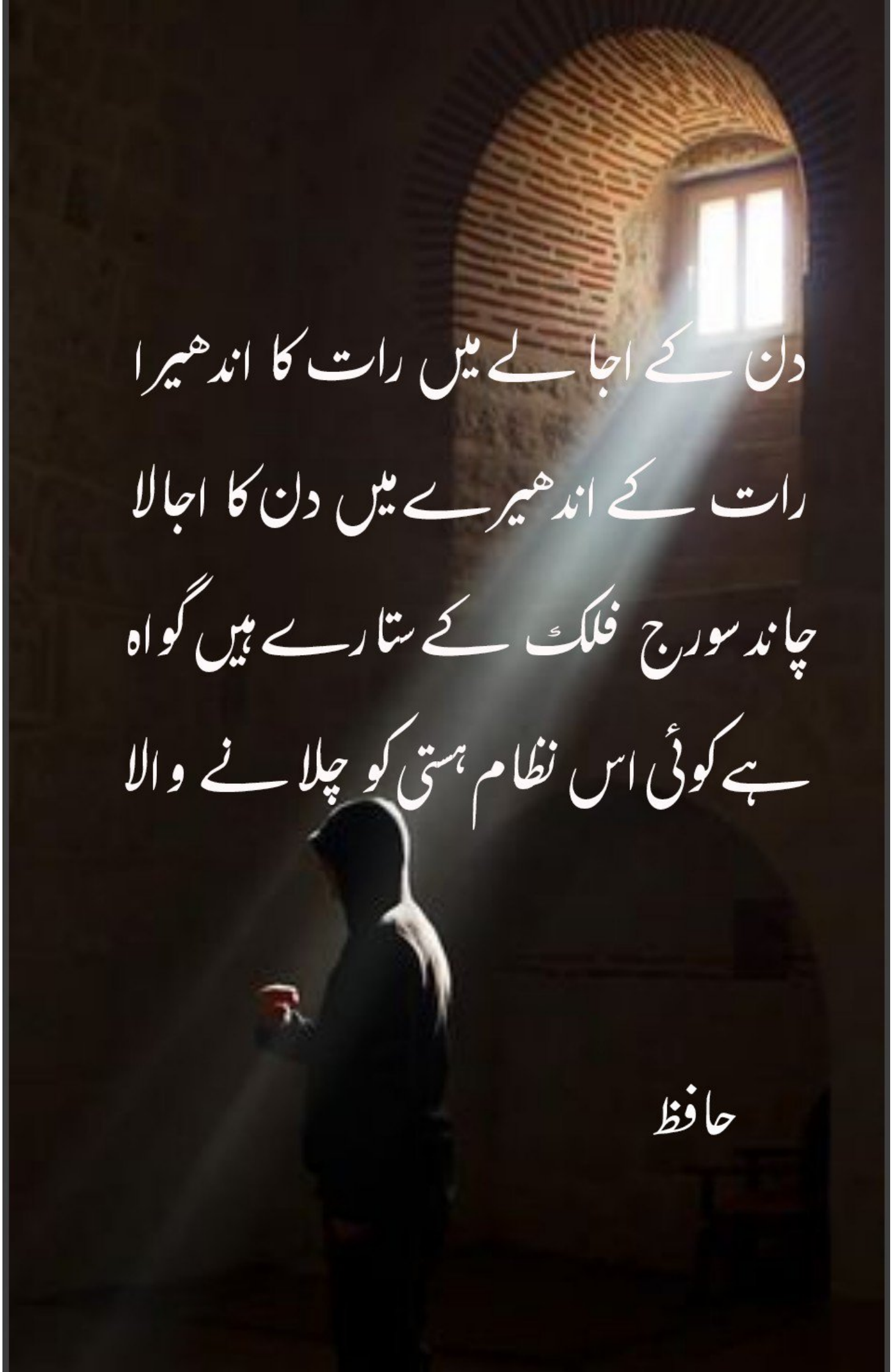
دن کے اجالے میں رات کا اندھیرا
رات کے اندھیرے میں دن کا اجالا
چاند سورج فلک کے ستارے ہیں گواہ
ہے کوئی اس نظام ہستی کو چلانے والا
حافظ

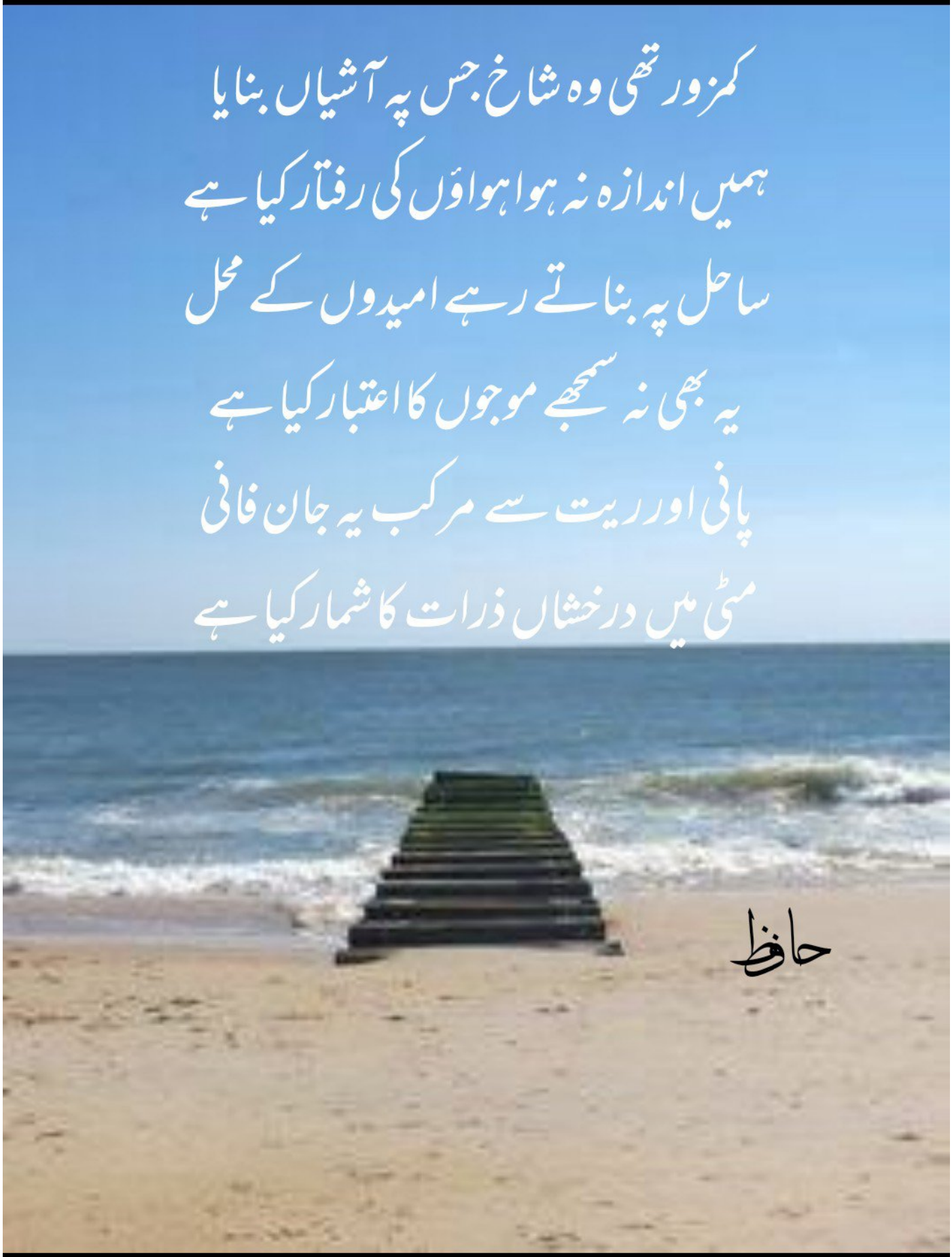
کمزور تھی وہ شاخ جس پہ آشیاں بنایا
ہمیں اندازہ نہ ہوا ہواؤں کی رفتار کیا ہے
ساحل پہ بناتے رہے امیدوں کے محل
یہ بھی نہ سمجھے موجوں کا اعتبار کیا ہے
پانی اور ریت سے مرکب یہ جان فانی
مٹی میں درخشاں ذرات کا شمار کیا ہے
حافظ

انہیں لوگوں میں احباب ڈھونڈلو

اپنی زندگی کے تم اسباب ڈھونڈلو

ان پستیوں کی چھوڑدو قدم بوسی

ڈوبنا ہی ہے اگر کوئی گرداب ڈھونڈلو

ٹھہرے پانی کی طرح کیوں ساکت ہو

چلو موجِ رواں میں سیلاب ڈھونڈلو

حافظ

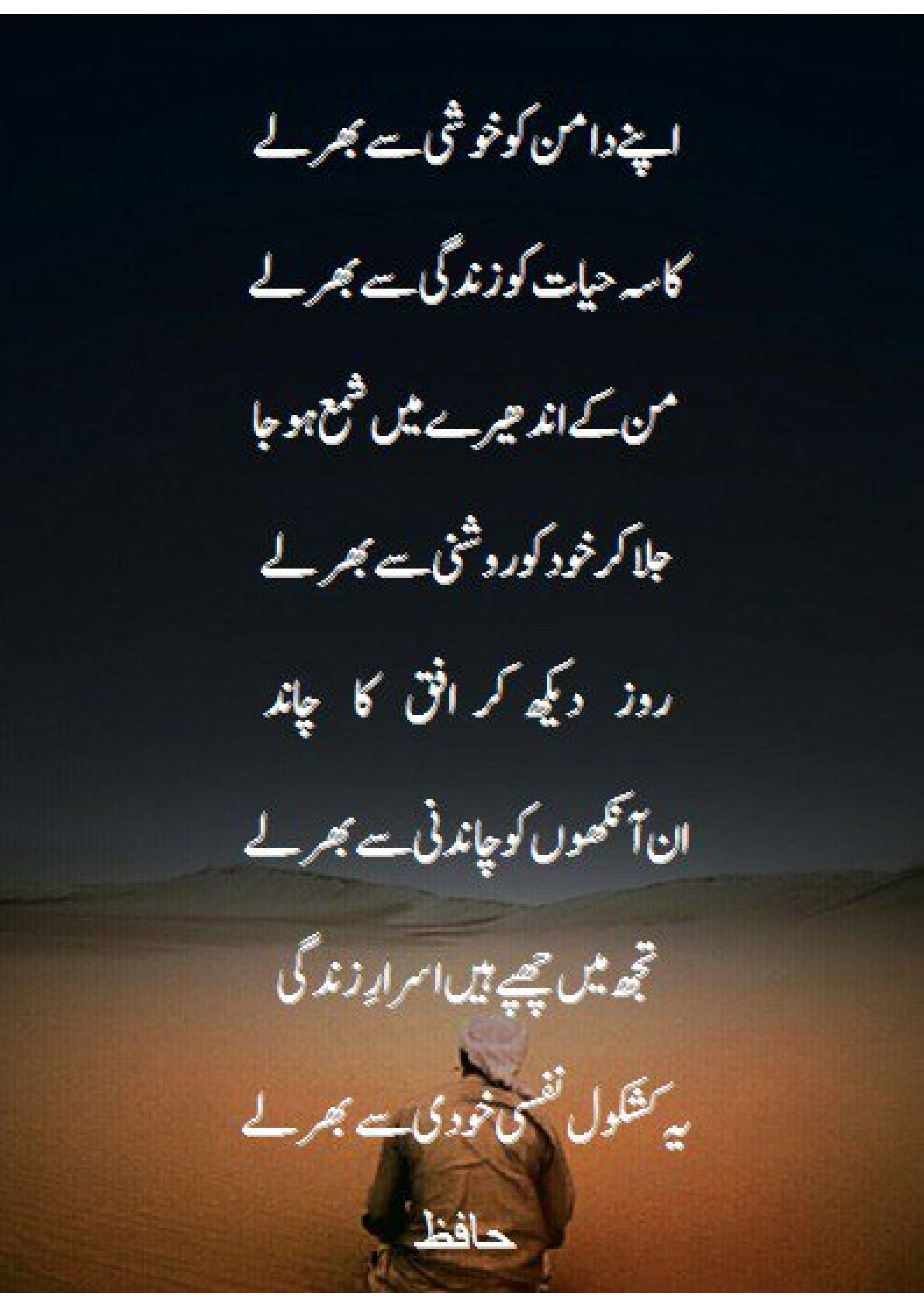
اپنے دامن کو خوشی سے بھر لے
کاسہ حیات کو زندگی سے بھر لے
من کے اندھیرے میں شمع ہو جا
جلا کر خود کو روشنی سے بھر لے
روز دیکھ کر افق کا چاند
ان آنکھوں کو چاندنی سے بھر لے
تجھ میں چھپے ہیں اسرارِ زندگی
یہ مشکول نفسی خودی سے بھر لے
حافظ

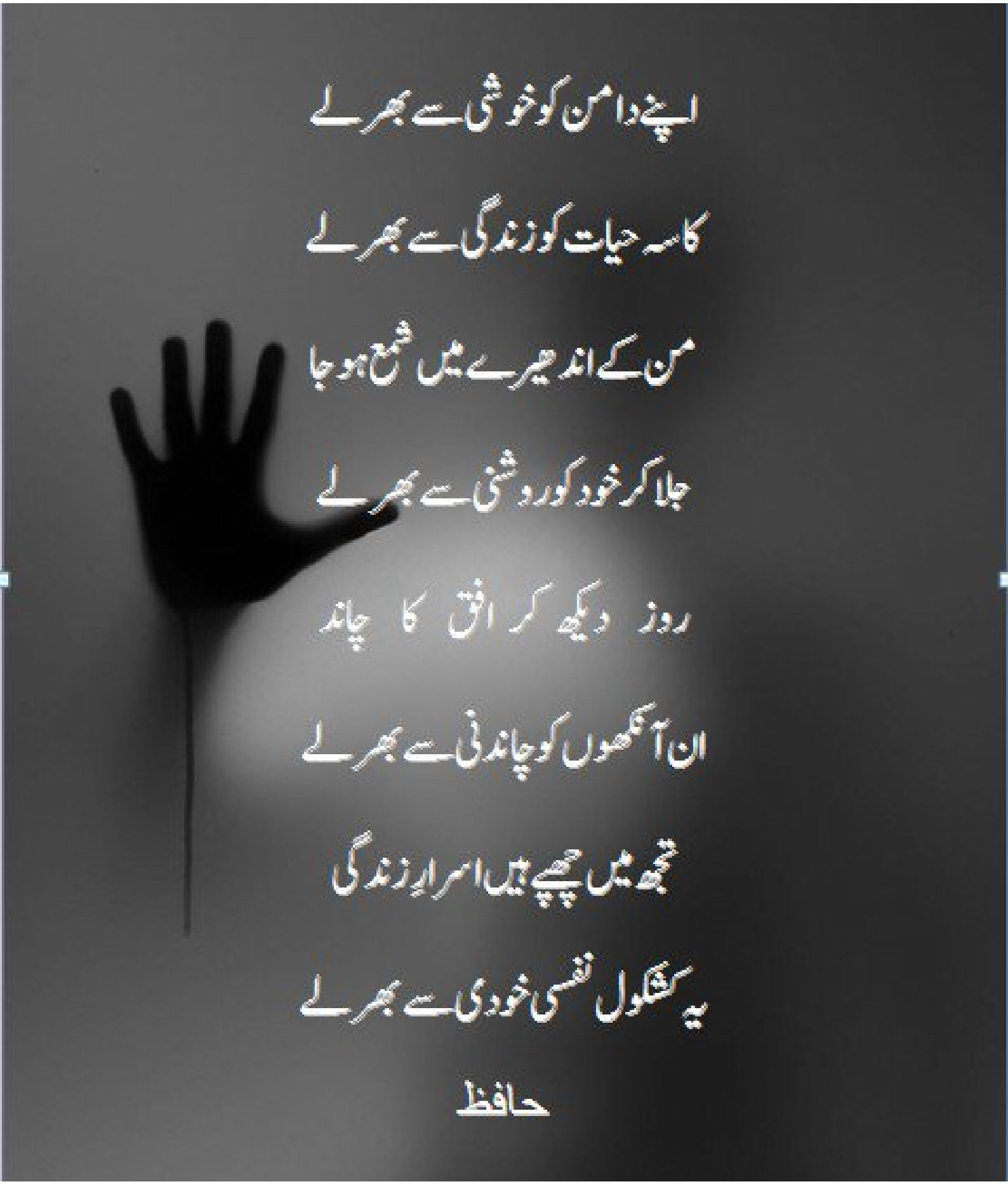
اپنے دامن کو خوشی سے بھر لے
کاسہ حیات کو زندگی سے بھر لے
من کے اندھیرے میں شمع ہو جا
جلا کر خود کو روشنی سے بھر لے
روز دیکھ کر افق کا چاند
ان آنکھوں کو چاندنی سے بھر لے
تجھ میں چھپے ہیں اسرارِ زندگی
یہ کشکول نفسی خودی سے بھر لے
حافظ

قلب میں آندھیوں کا ہے تسلسل

دل میں اک طوفان ہے مسلسل

زندگی میدان جنگ بن گئی ہے

بر سر پیکار ہے آدمی نسل در نسل

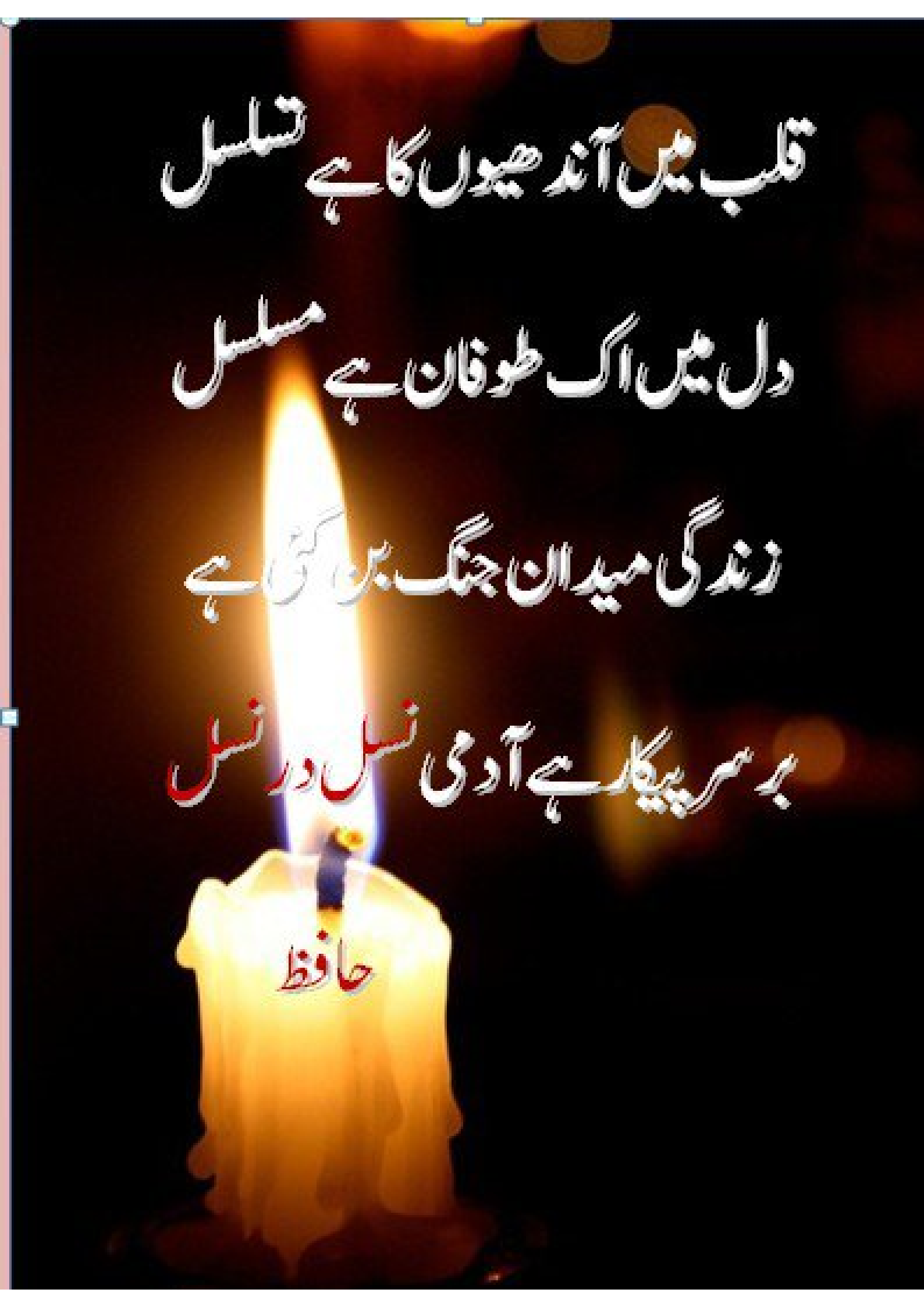

حافظ

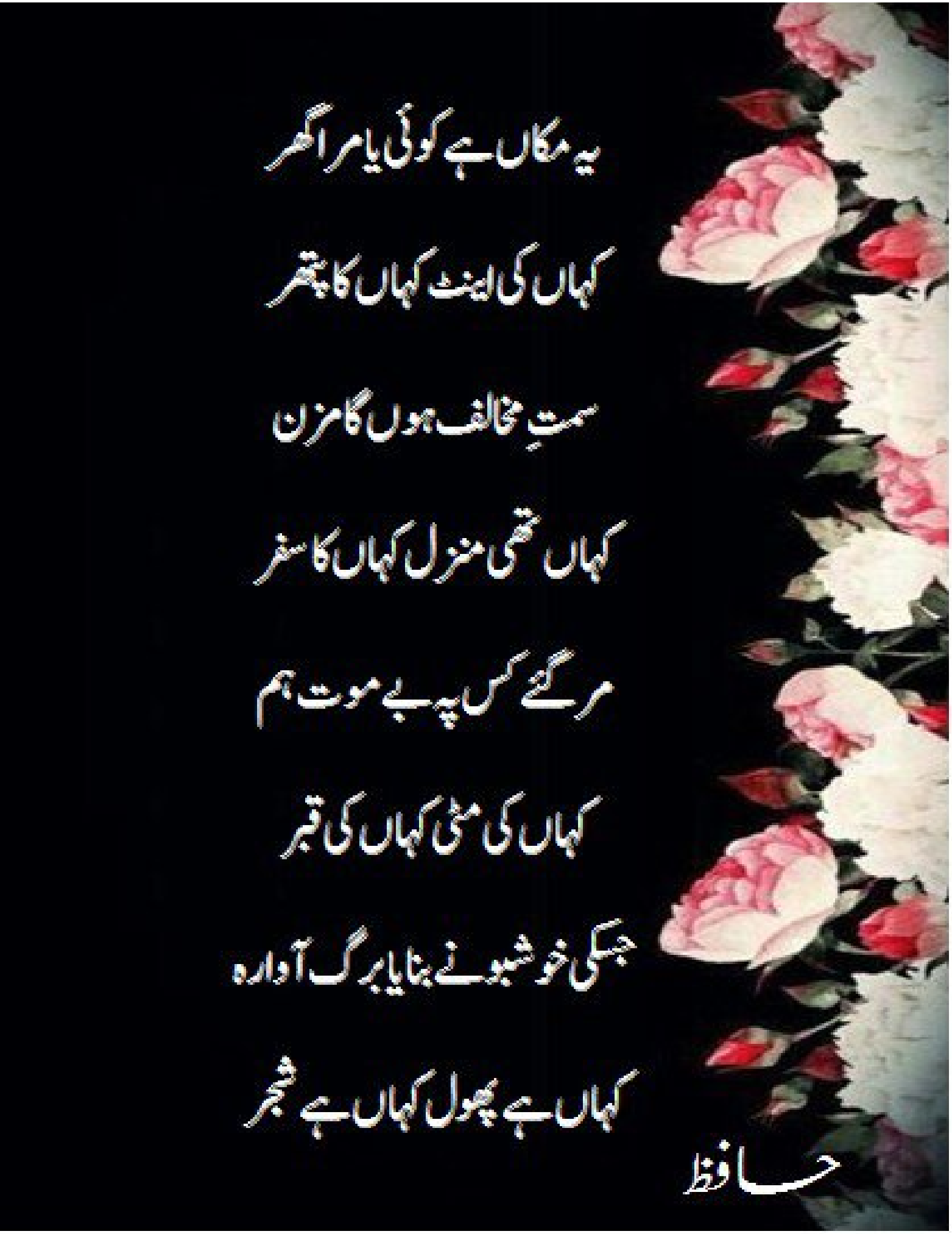
یہ مکاں ہے کوئی یا مرا گھر
کہاں کی اینٹ کہاں کا پتھر
سمتِ مخالف ہوں گا مزن
کہاں تھی منزل کہاں کا سفر
مر گئے کس پہ بے موت ہم
کہاں کی مٹی کہاں کی قبر
جسکی خوشبو نے بنایا برگ آوارہ
کہاں ہے پھول کہاں ہے شجر
حافظ

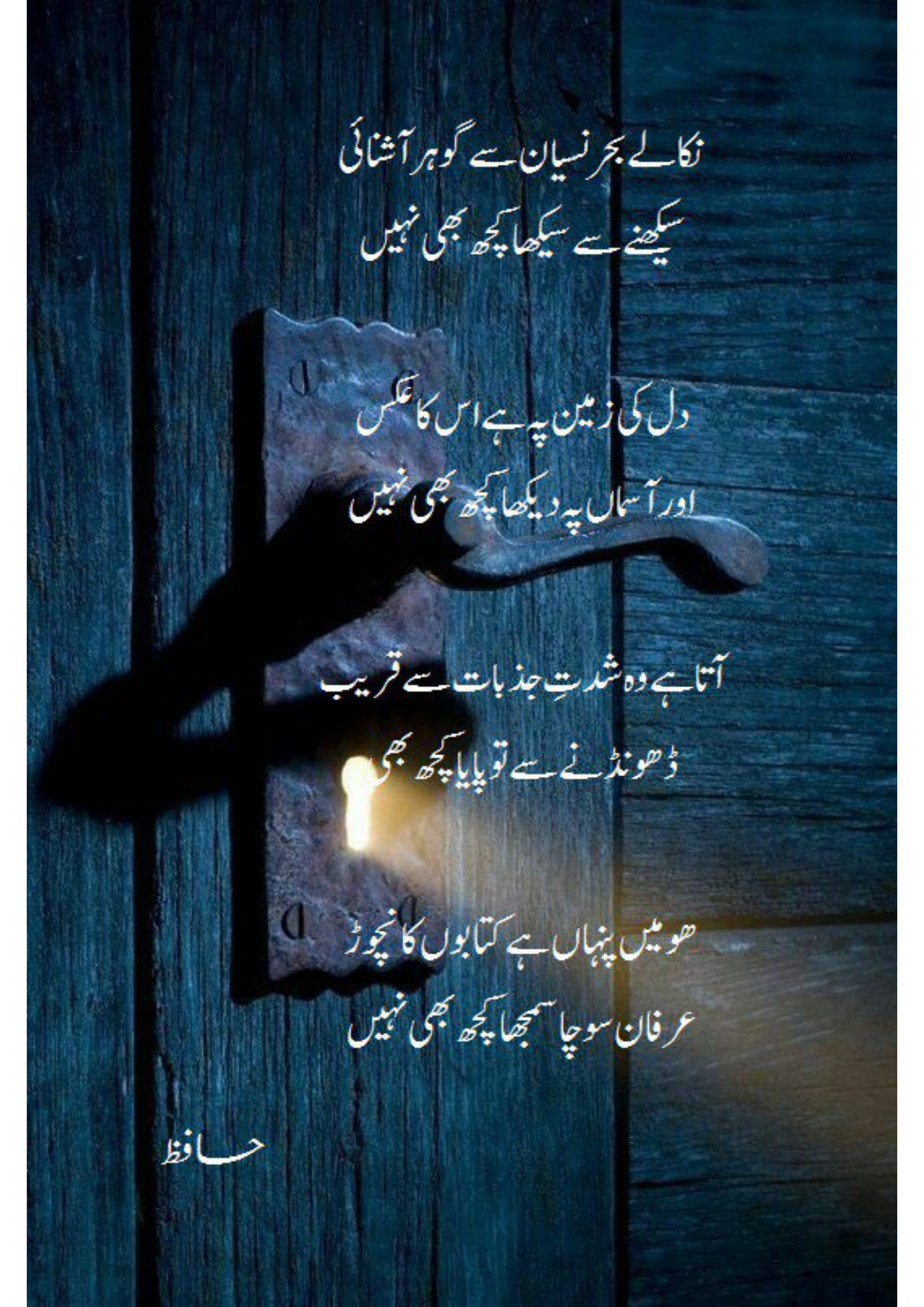

نکالے بحرِ نسیان سے گوہرِ آشنائی
سیکھنے سے سیکھا کچھ بھی نہیں

دل کی زمین پہ ہے اس کا عکس
اور آسماں پہ دیکھا کچھ بھی نہیں

آتا ہے وہ شدتِ جذبات سے قریب
ڈھونڈنے سے تو پایا کچھ بھی

ھو میں پنہاں ہے کتابوں کا نچوڑ
عرفان سوچا سمجھا کچھ بھی نہیں

حافظ

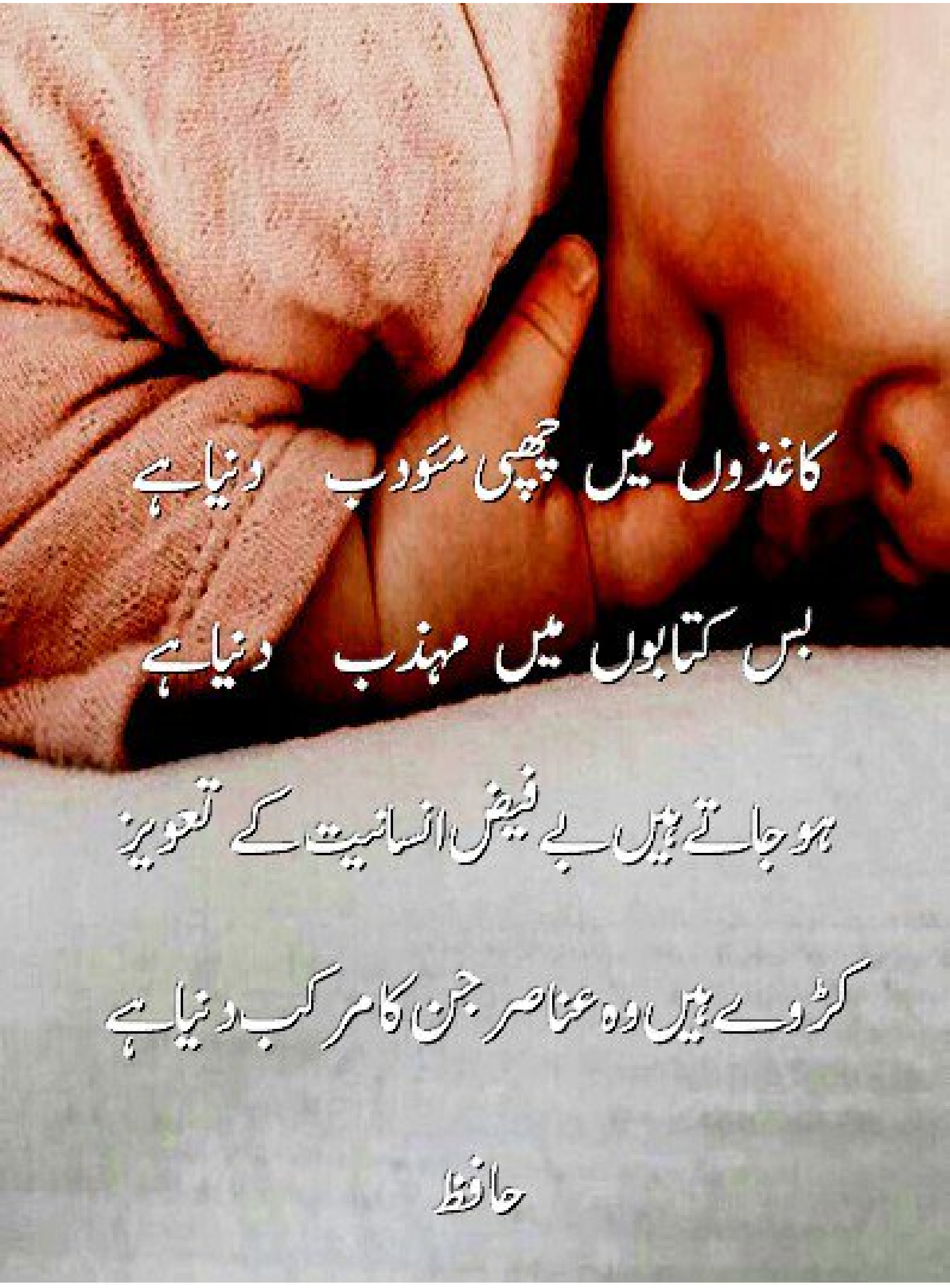
کاغذوں میں چھپی مسودب دنیا ہے
بس کتابوں میں مہذب دنیا ہے
ہو جائے ہیں بے فیض انسانیت کے تعویز
کڑوے ہیں وہ عناصر جن کا مرکب دنیا ہے
حافظ

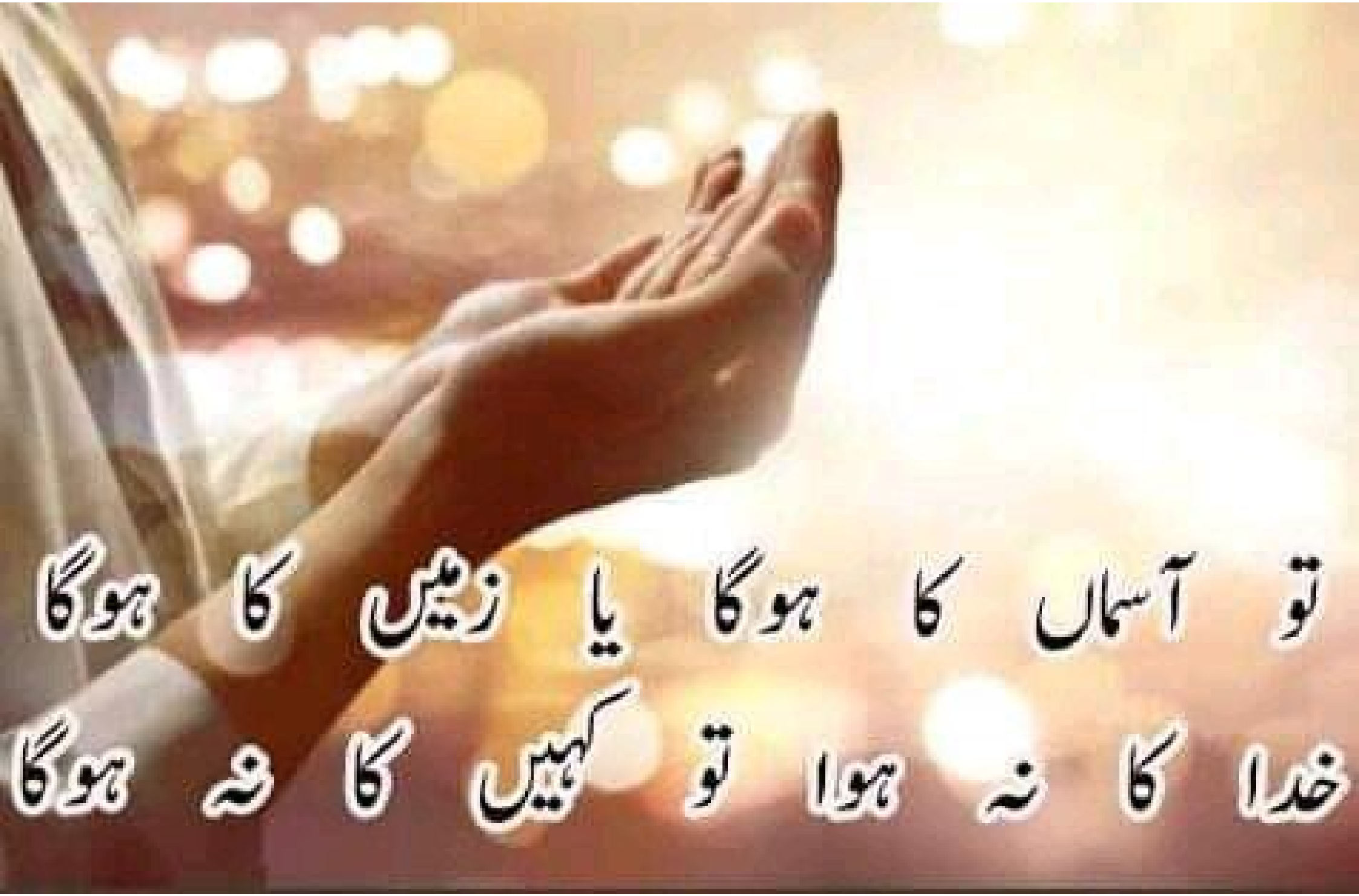
تو آسماں کا ہوگا یا زمیں کا ہوگا
خدا کا نہ ہوا تو کہیں کا نہ ہوگا

اگر نہ ہو گا ترے دل پہ کتاب کا نزول
نہ تو ہو گا نہ رب ہو گا تری نماز میں

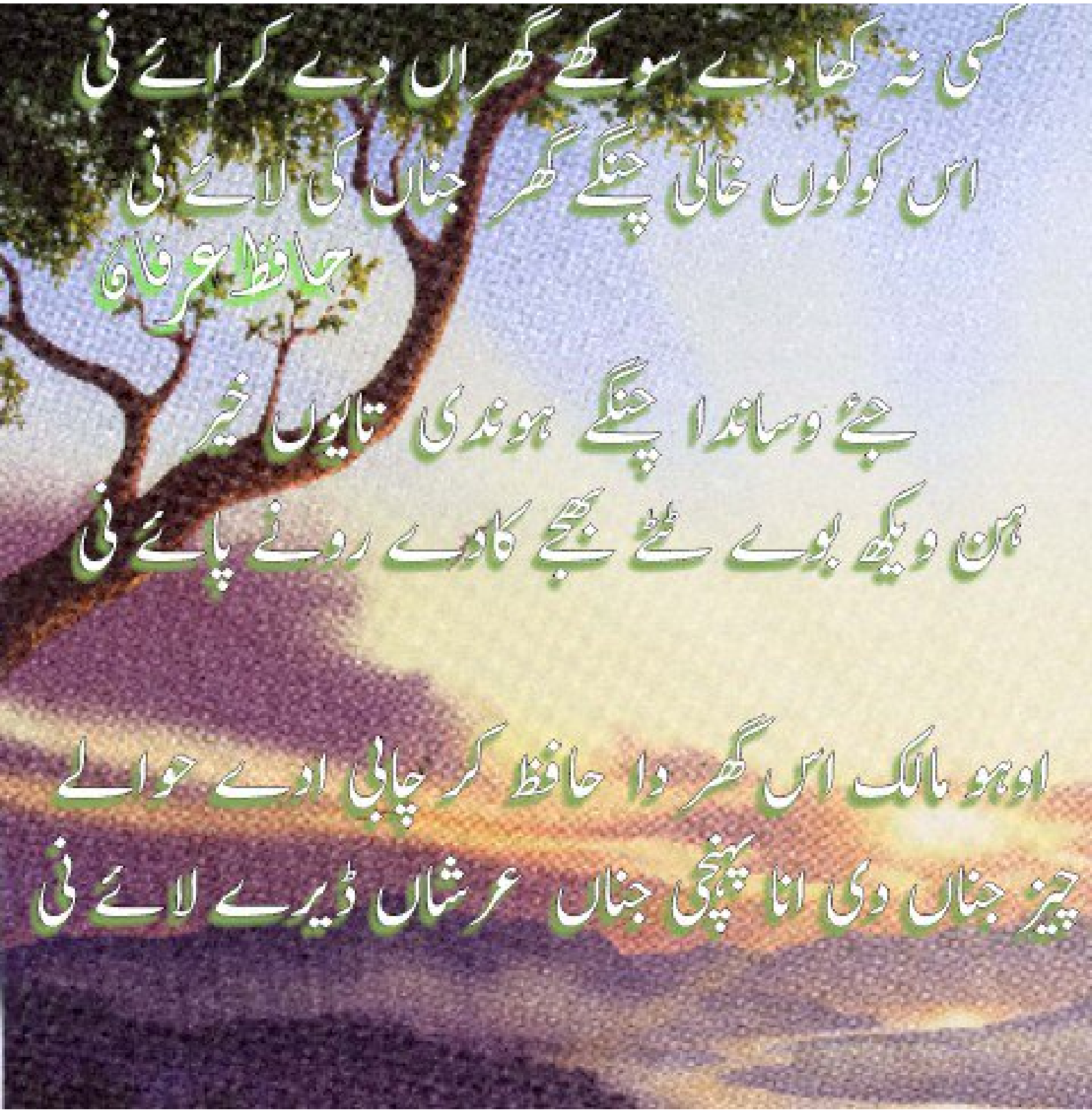
کسی نہ کھا دے سوکھے گھراں دے کرائے نی
اس کولوں خالی چنگے گھر جناں کی لائے نی
حافظ عرفان
جیہڑا وساندا چنگے ہوندی تایوں خیر
ہن ویکھ بوے ٹٹے بھجے کاوے روئے پائے نی
اوہو مالک اس گھر دا حافظ کر چابی ادے حوالے
چیز جناں دی انا پہنچی جناں عرشاں ڈیرے لائے نی

حافظ عرفان
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑدی
حافظ ہجر دے پتھر گدی نہ گلدے

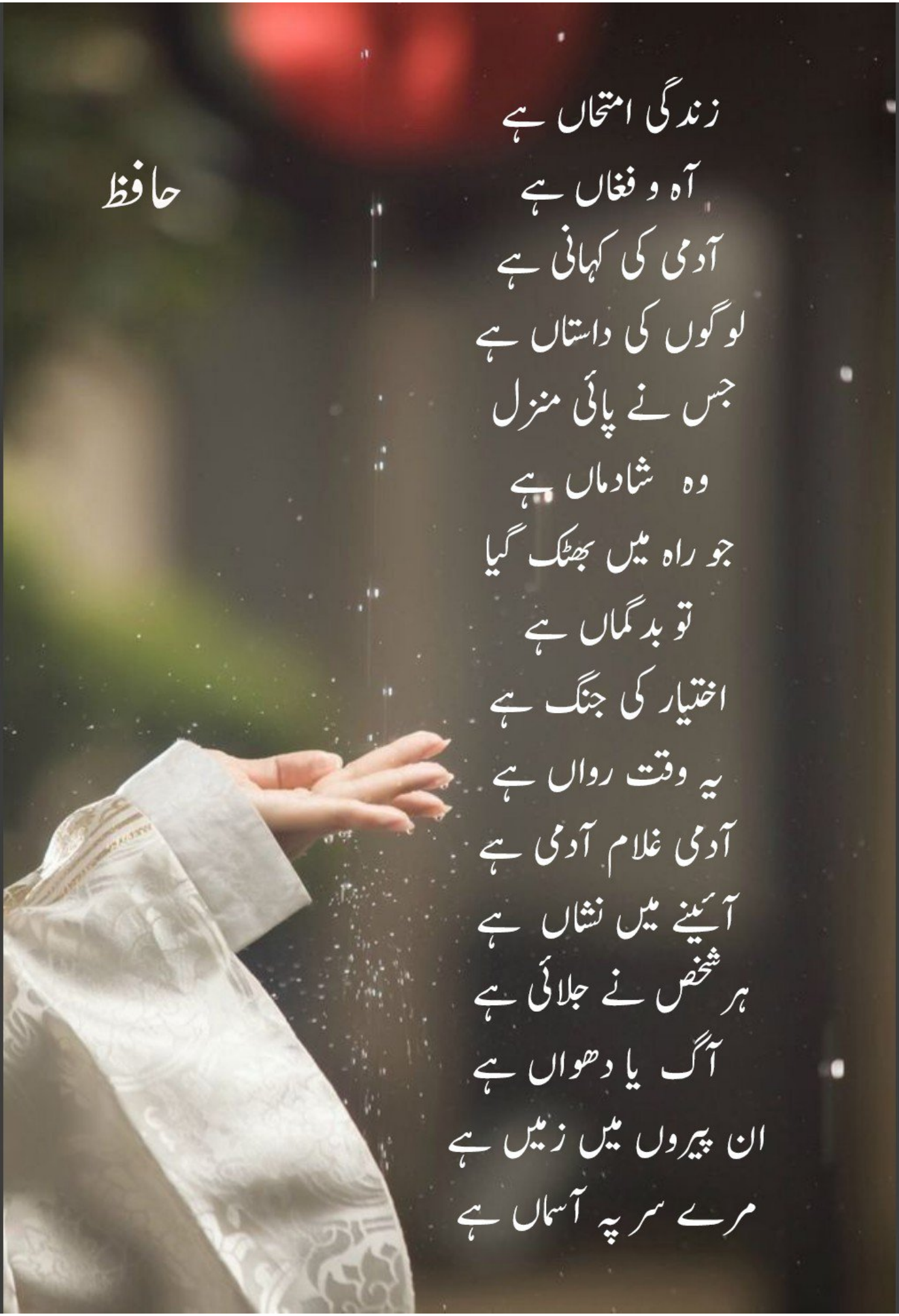
زندگی امتحاں ہے
آہ و فغاں ہے
آدمی کی کہانی ہے
لوگوں کی داستاں ہے
جس نے پائی منزل
وہ شادماں ہے
جو راہ میں بھٹک گیا
تو بدگماں ہے
اختیار کی جنگ ہے
یہ وقت رواں ہے
آدمی غلام آدمی ہے
آئینے میں نشاں ہے
ہر شخص نے جلائی ہے
آگ یا دھواں ہے
ان پیروں میں زمیں ہے
مرے سر پہ آسماں ہے
حافظ

حافظ لکھتا ھے---

بھوک یہ نہیں کہ آدمی کو کھانے کے لیے نہ ملے
بھوک یہ ہے کہ آدمی کھانے لیے پریشان رہے

عرفان علی حافظ

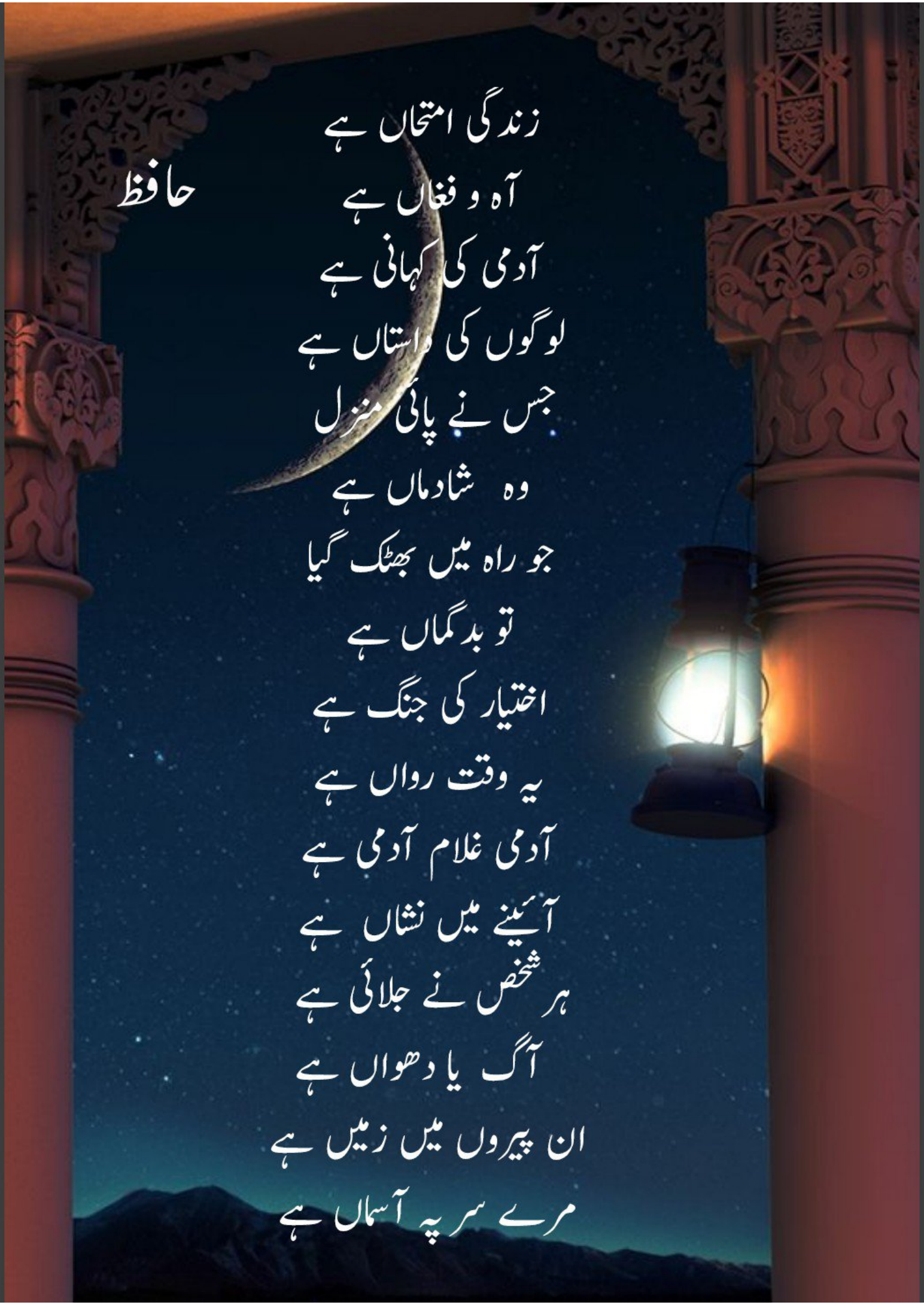
زندگی امتحاں ہے
آہ و فغاں ہے
آدمی کی کہانی ہے
لوگوں کی داستاں ہے
جس نے پائی منزل
وہ شادماں ہے
جو راہ میں بھٹک گیا
تو بدگماں ہے
اختیار کی جنگ ہے
یہ وقت رواں ہے
آدمی غلام آدمی ہے
آئینے میں نشاں ہے
ہر شخص نے جلائی ہے
آگ یا دھواں ہے
ان پیروں میں زمیں ہے
مرے سر پہ آسماں ہے
حافظ

بھوک یہ نہیں کہ آدمی کو کھانے کے لیے نہ ملے
بھوک یہ ہے کہ آدمی کھانے لیے پریشان رہے

حافظ

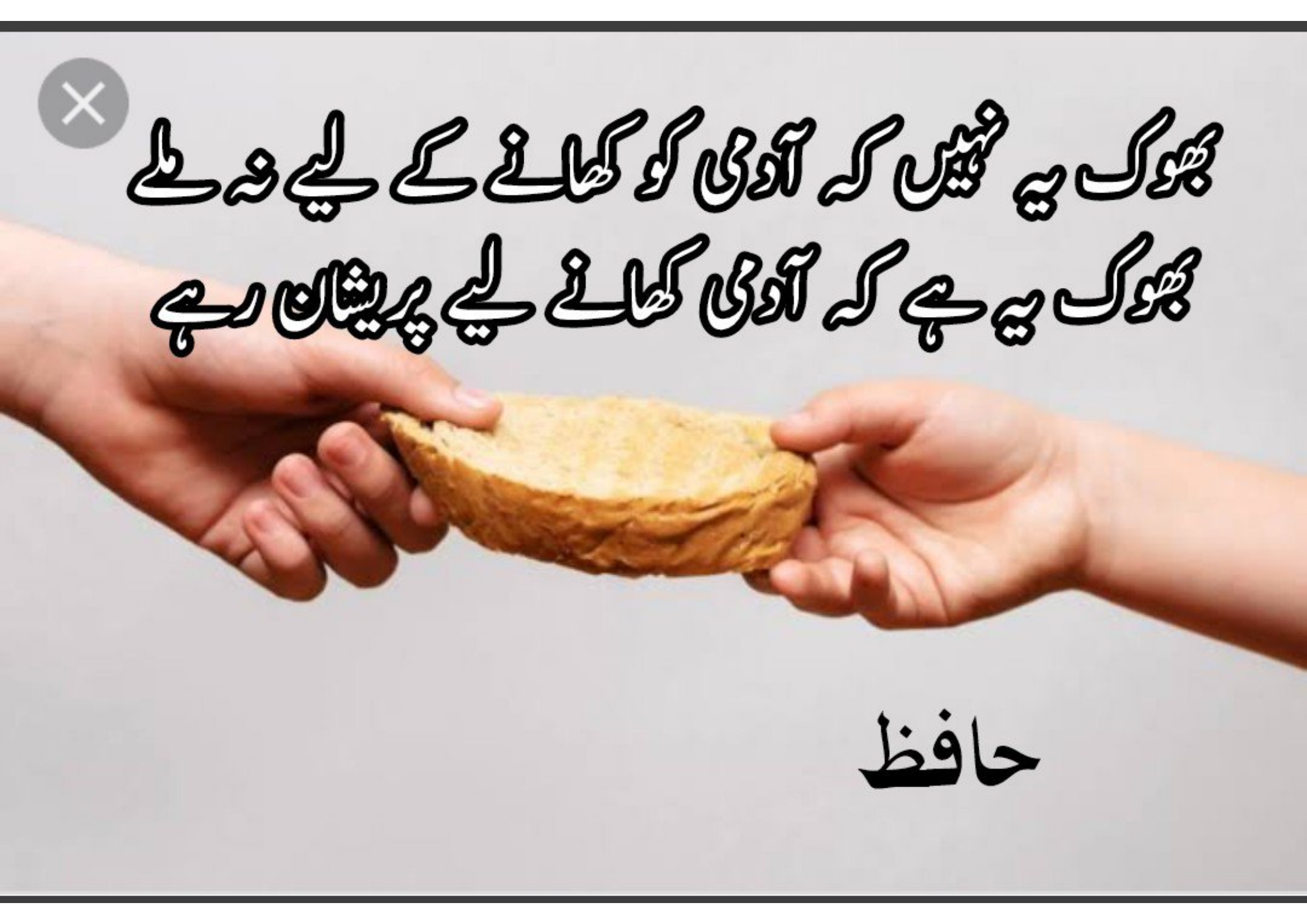
بھوک یہ نہیں کہ آدمی کو کھانے کے لیے نہ ملے
بھوک یہ ہے کہ آدمی کھانے لیے پریشان رہے
حافظ

دن چڑیا تے ہوئی سویر اے
اٹھ بندیا ہن کادی دیر اے
منہ کالے ہن چٹے کرسن
جناں راتاں وچ انیر اے
جنوں کھلایا تو نوالا حرام دا
او تن مٹی دا ڈھیر اے
جنے مارے دشمن نفس جئے
او غازی مجاہد تے بندہ دلیر اے
حافظ عرفان
کدی نہ کری سودا اپنے ایمان دا
جئے اِتھے ای تھوڑا اُتھے بتیر اے

لوگ اپنے بنائے ہوئے قانون سے انصاف کر نہ سکے

مگر اللہ کا قانون اللہ کا آئین ضرور نافذ ہو گا

حافظ

حافظ لکھتا ھے---

جب والدین کو اپنے ہونے کا احساس دلانا پڑے
تو سمجھ لو کہ اولاد کا احساس مرچکا ہے

عرفان علی حافظ

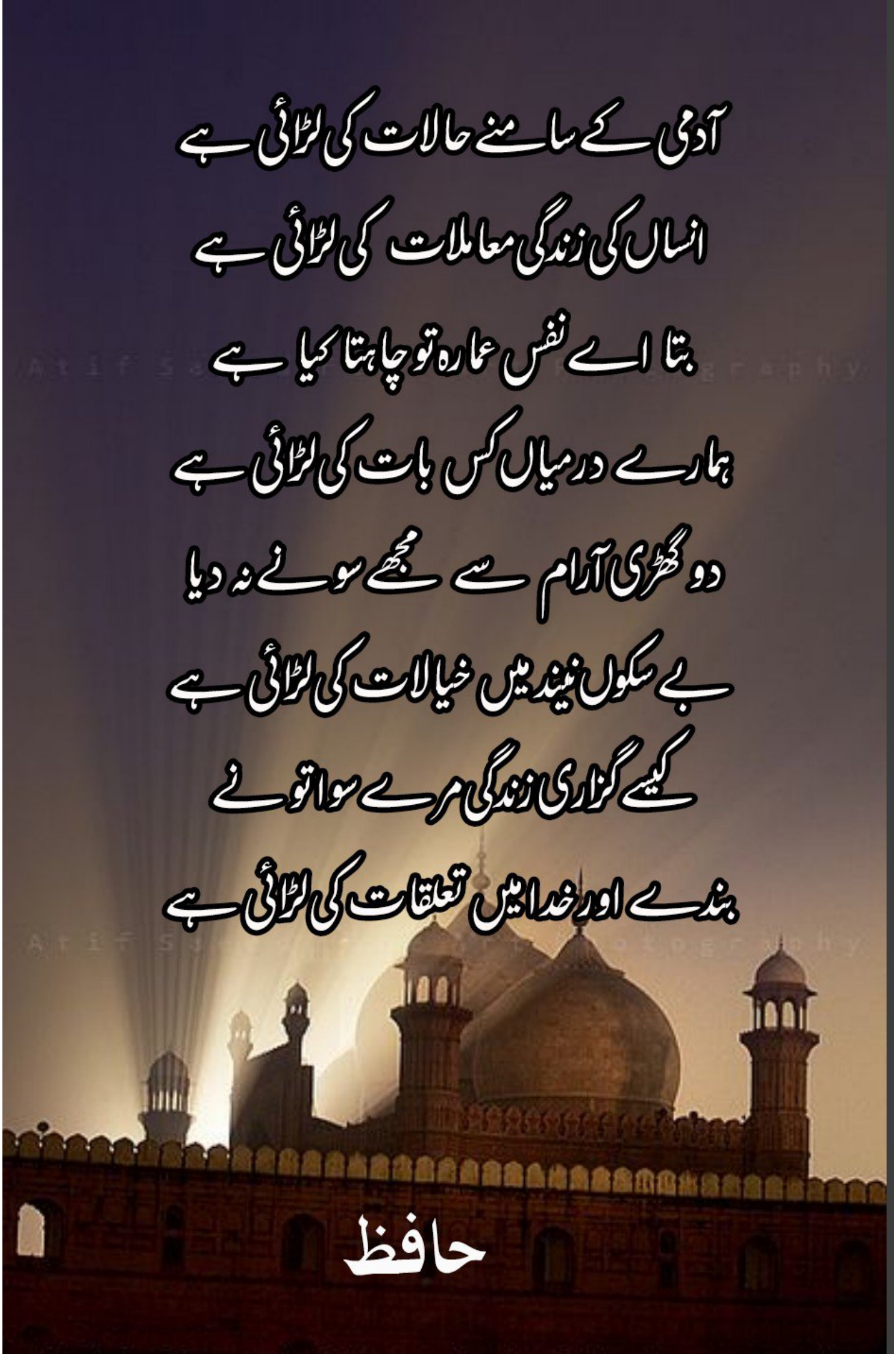
آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تو نے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے
حافظ

حافظ لکھتا ھے---

آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تونے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے

عرفان علی حافظ

حافظ لکھتا ہے---

آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تونے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے

عرفان علی حافظ

آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تونے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے

حافظ

حافظ

زندگی انسان کی ایسی جان ہے

جو کبھی بھی اس کی نہیں ہوتی

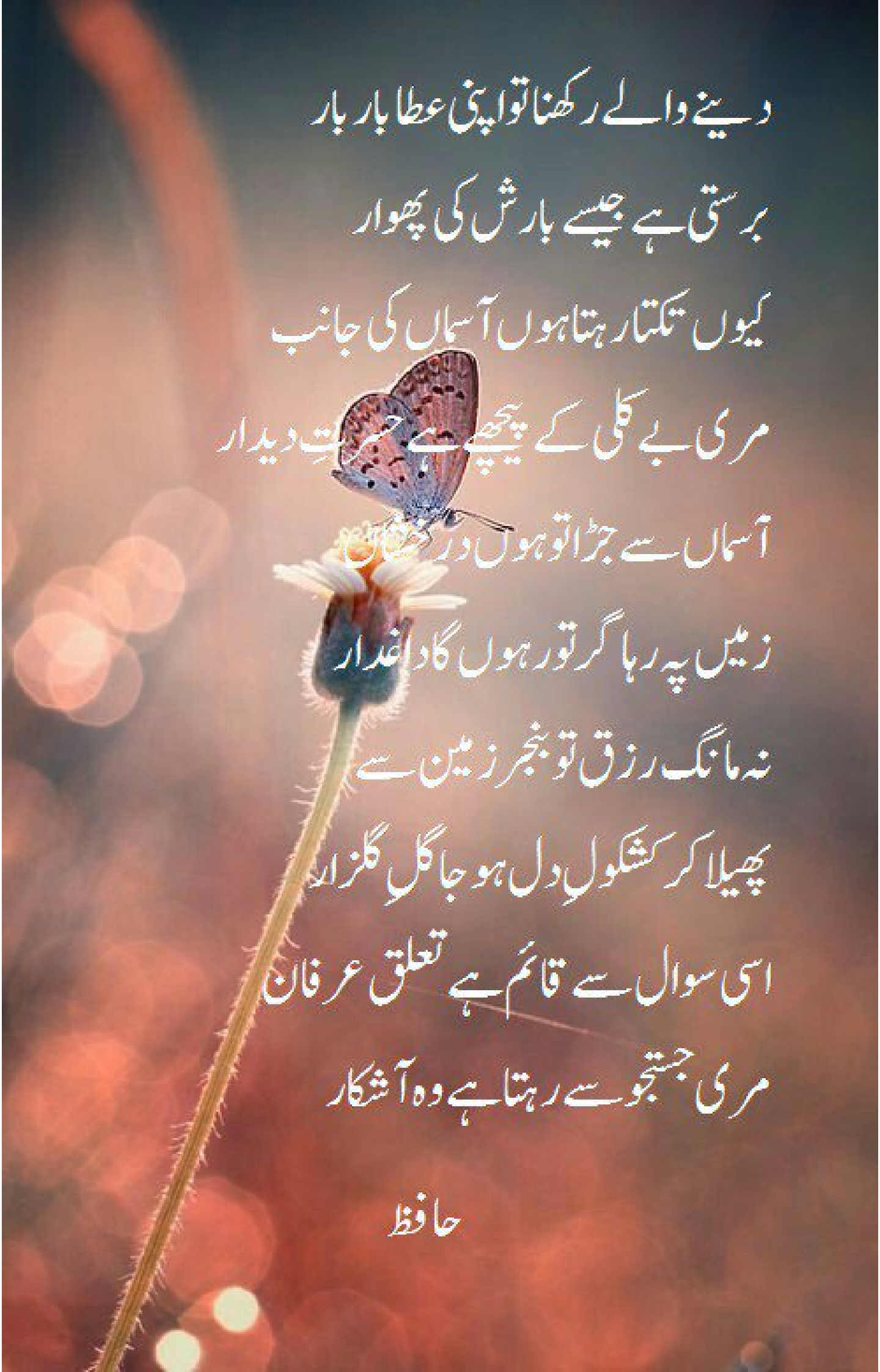

دینے والے رکھنا تو اپنی عطا بار بار

برستی ہے جیسے بارش کی پھوار

کیوں تکتا رہتا ہوں آسماں کی جانب

مری بے کلی کے پیچھے ہے حسرتِ دیدار

آسماں سے جڑا تو ہوں درخشاں

زمیں پہ رہا گر تو رہوں گا داغدار

نہ مانگ رزق تو بنجر زمین سے

پھیلا کر کشکولِ دل ہو جا گلِ گلزار

اسی سوال سے قائم ہے تعلق عرفان

مری جستجو سے رہتا ہے وہ آشکار

حافظ

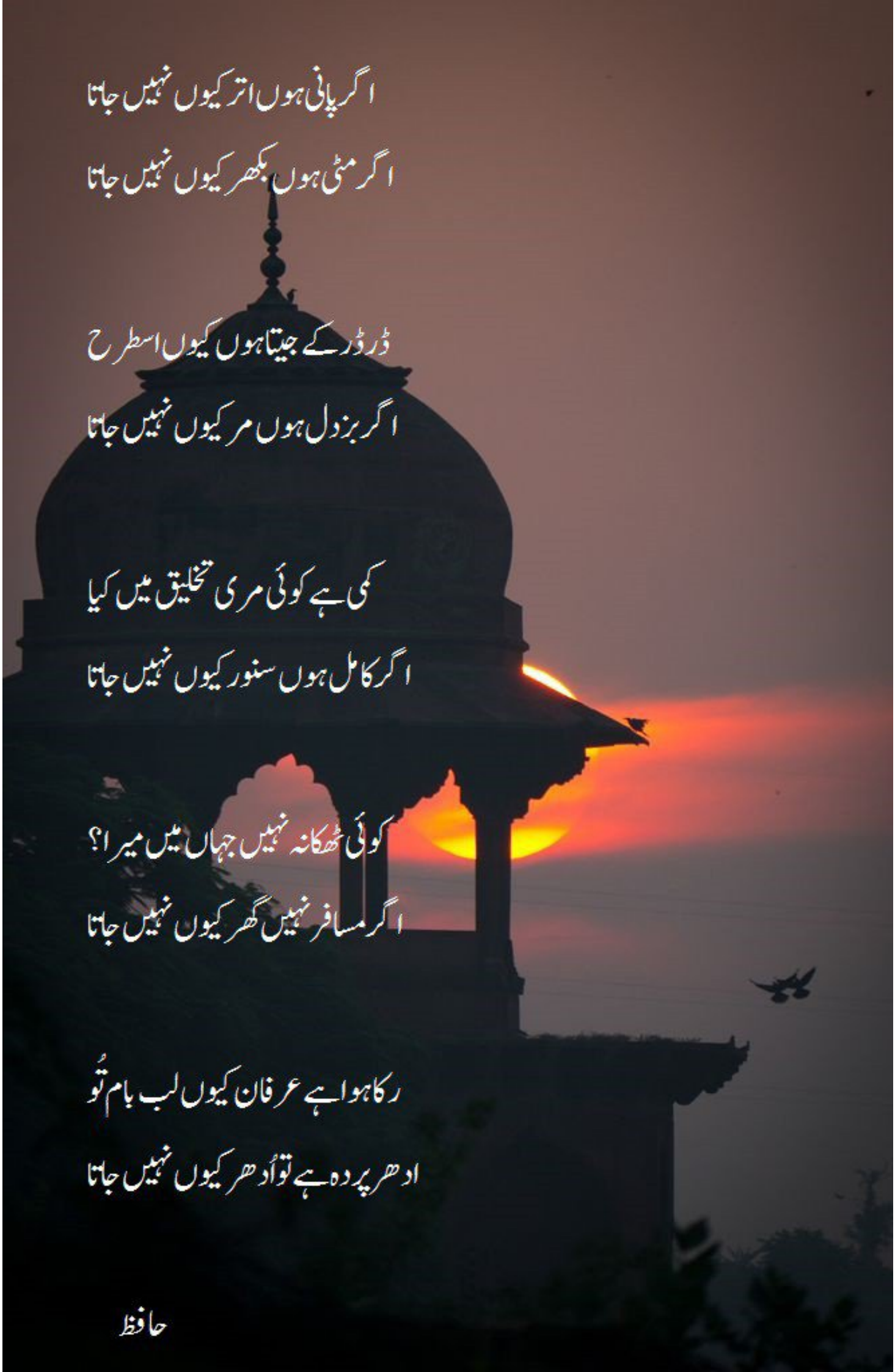

اگر پانی ہوں اتر کیوں نہیں جاتا
اگر مٹی ہوں بکھر کیوں نہیں جاتا

ڈر ڈر کے جیتا ہوں کیوں اسطرح
اگر بزدل ہوں مر کیوں نہیں جاتا

کمی ہے کوئی مری تخلیق میں کیا
اگر کامل ہوں سنور کیوں نہیں جاتا

کوئی ٹھکانہ نہیں جہاں میں میرا؟
اگر مسافر نہیں گھر کیوں نہیں جاتا

رکا ہوا ہے عرفان کیوں لب بام تُو
ادھر پردہ ہے تو اُدھر کیوں نہیں جاتا

حافظ

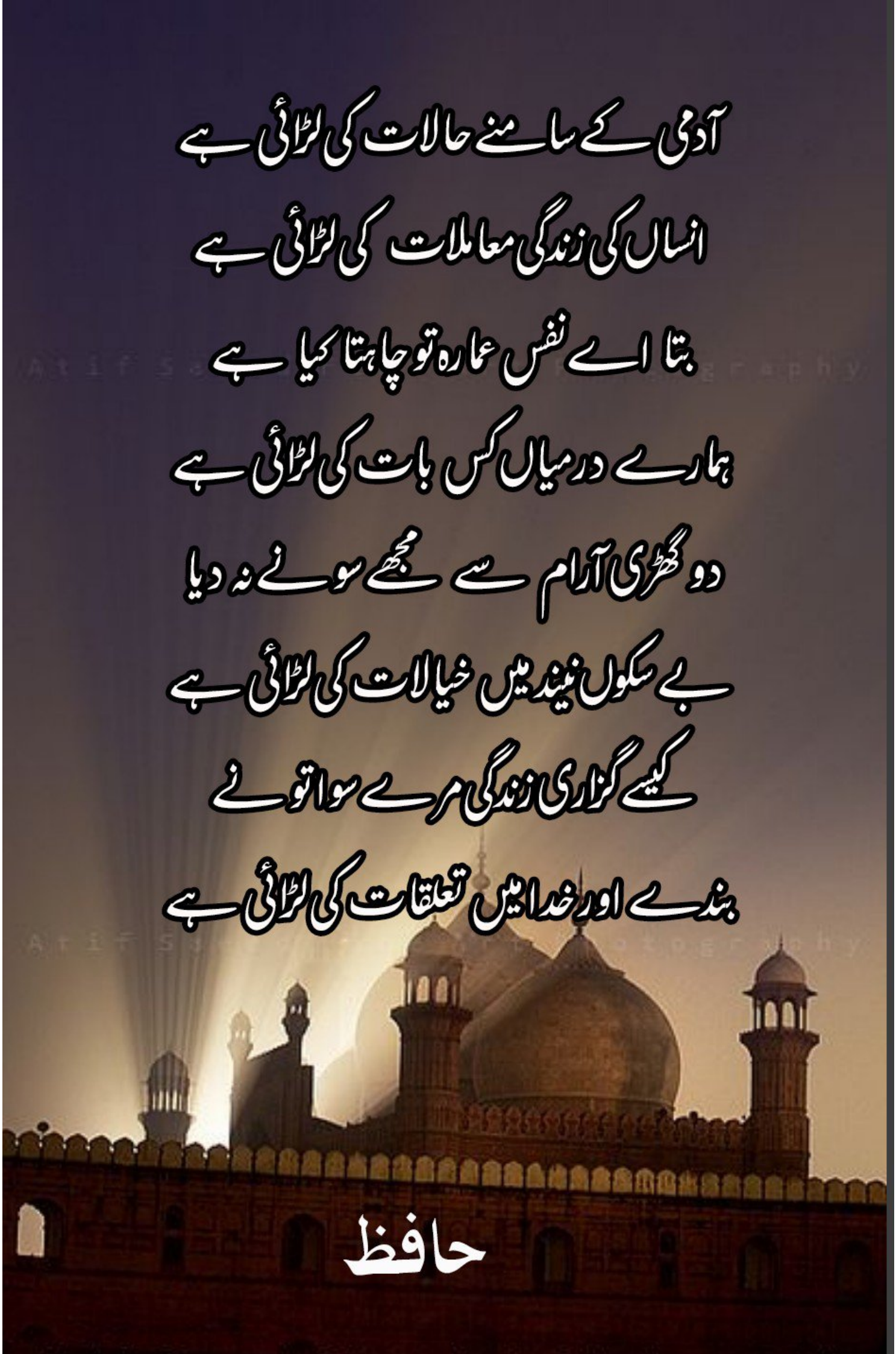
آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تو نے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے
حافظ

حافظ لکھتا ھے---

آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تونے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے

عرفان علی حافظ

میں نہ جاوں گا اب کبھی اسے ملنے
بہت دن لگتے ہیں مجھے لوٹ کر آنے میں

حافظ

حافظ لکھتا ہے---

آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تونے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے

عرفان علی حافظ

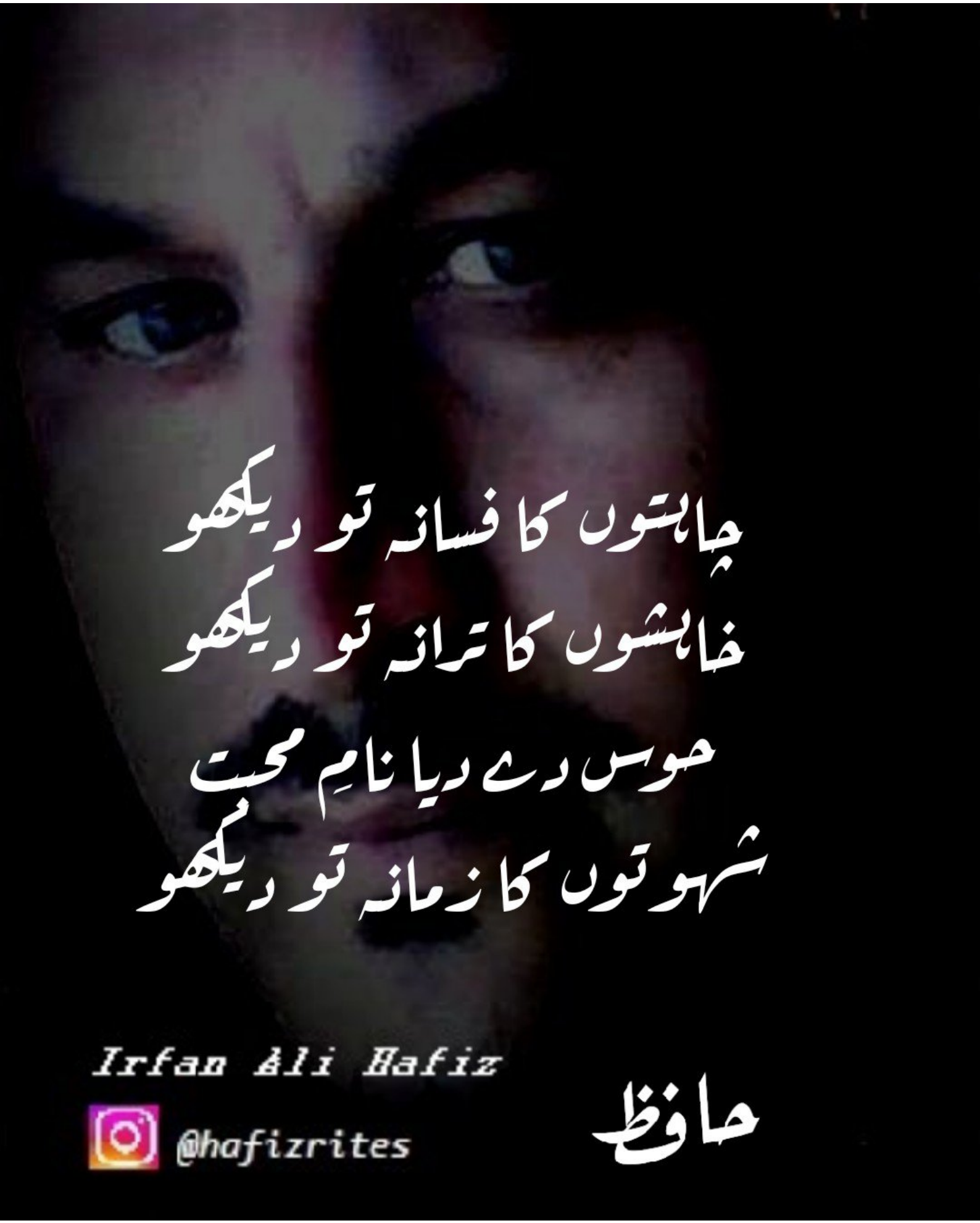
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خواہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تونے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے

حافظ

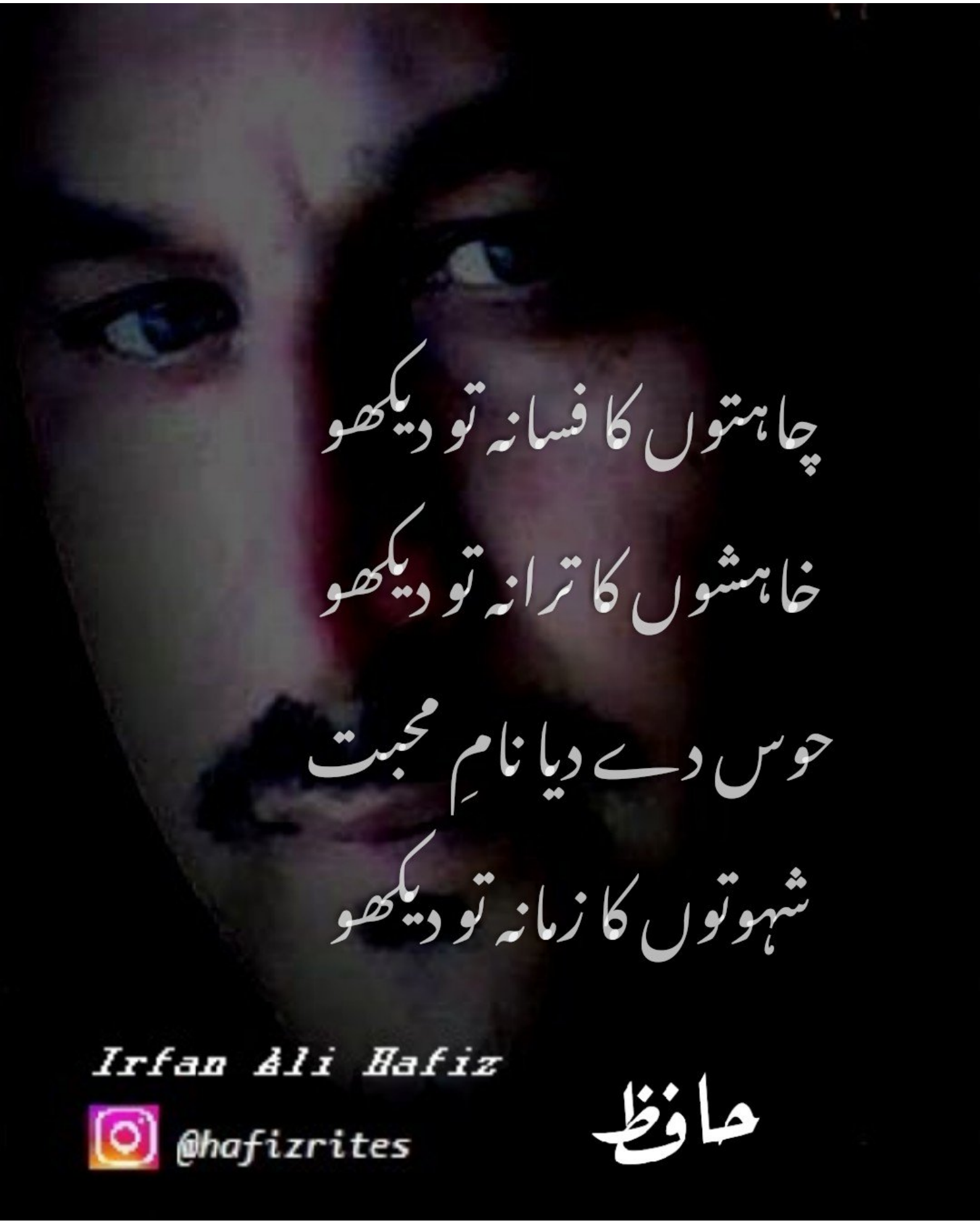
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

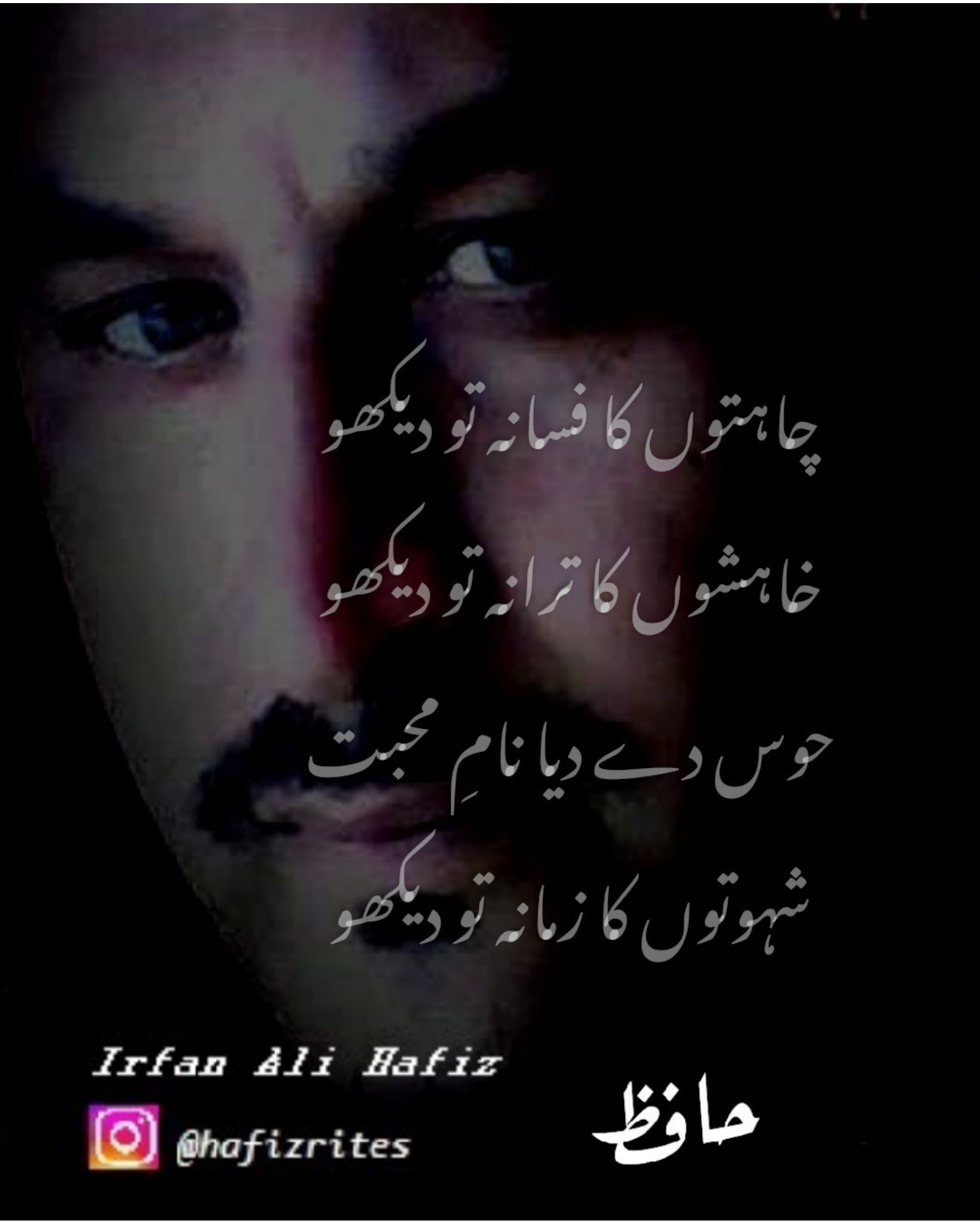
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

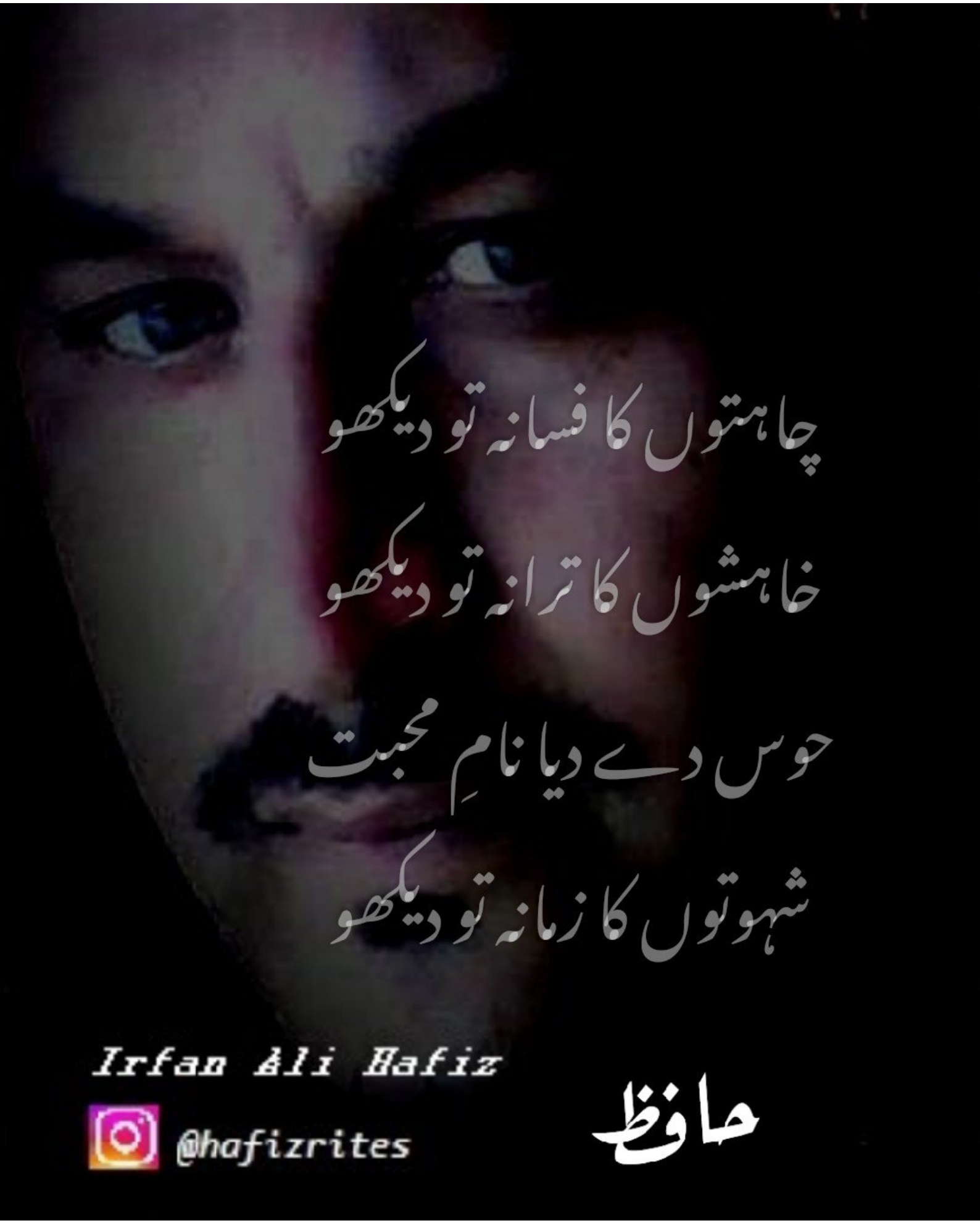
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

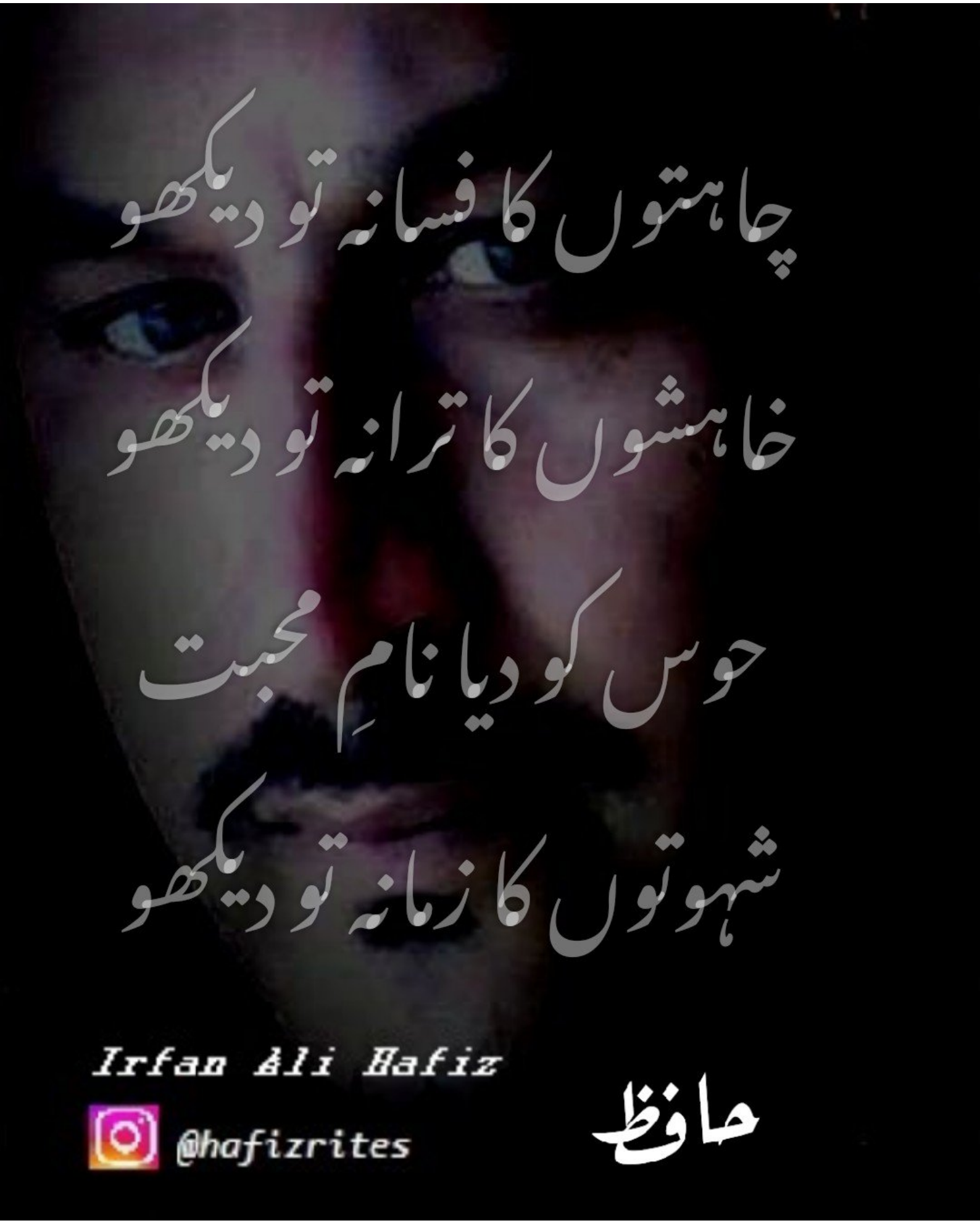
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

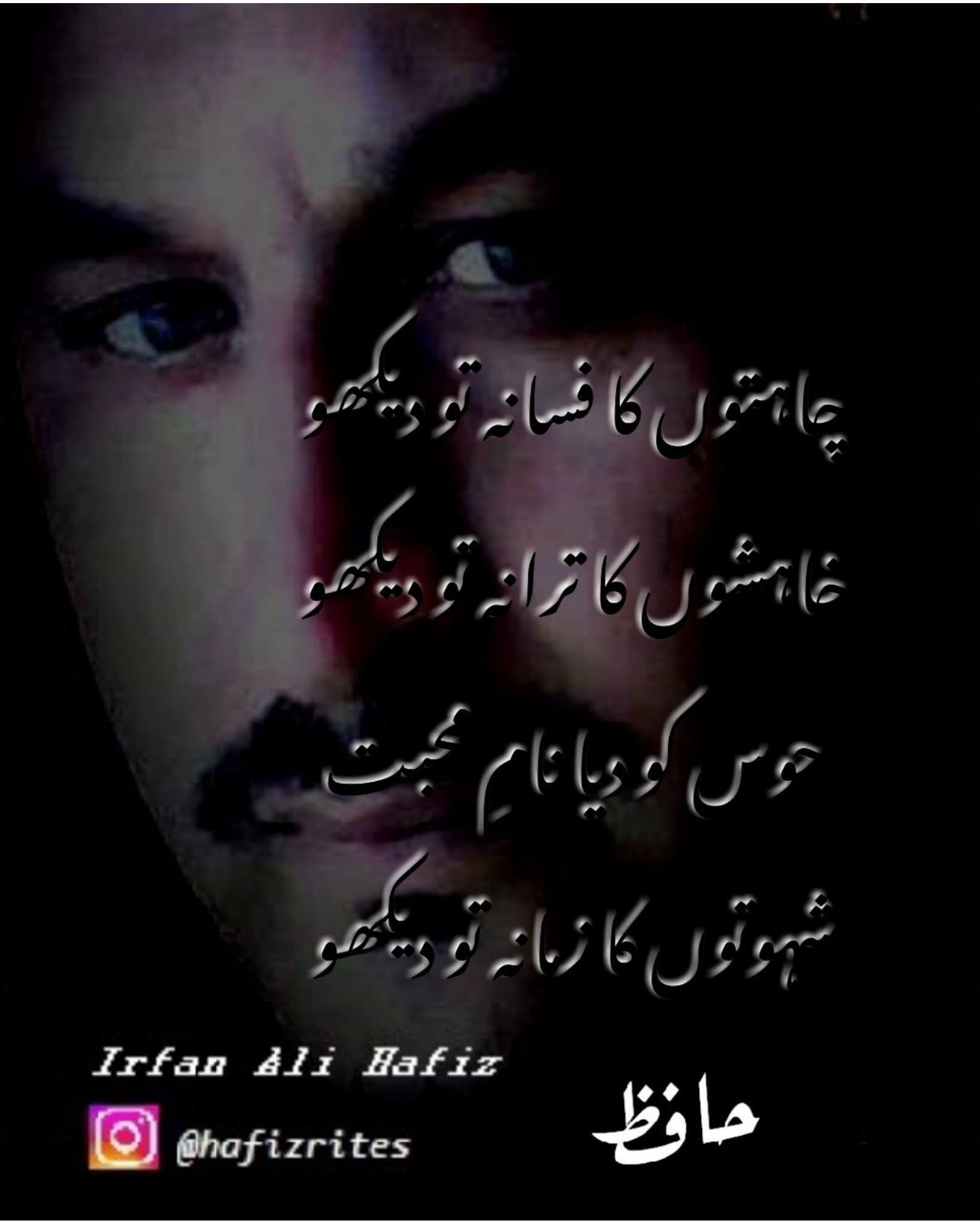
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خواہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

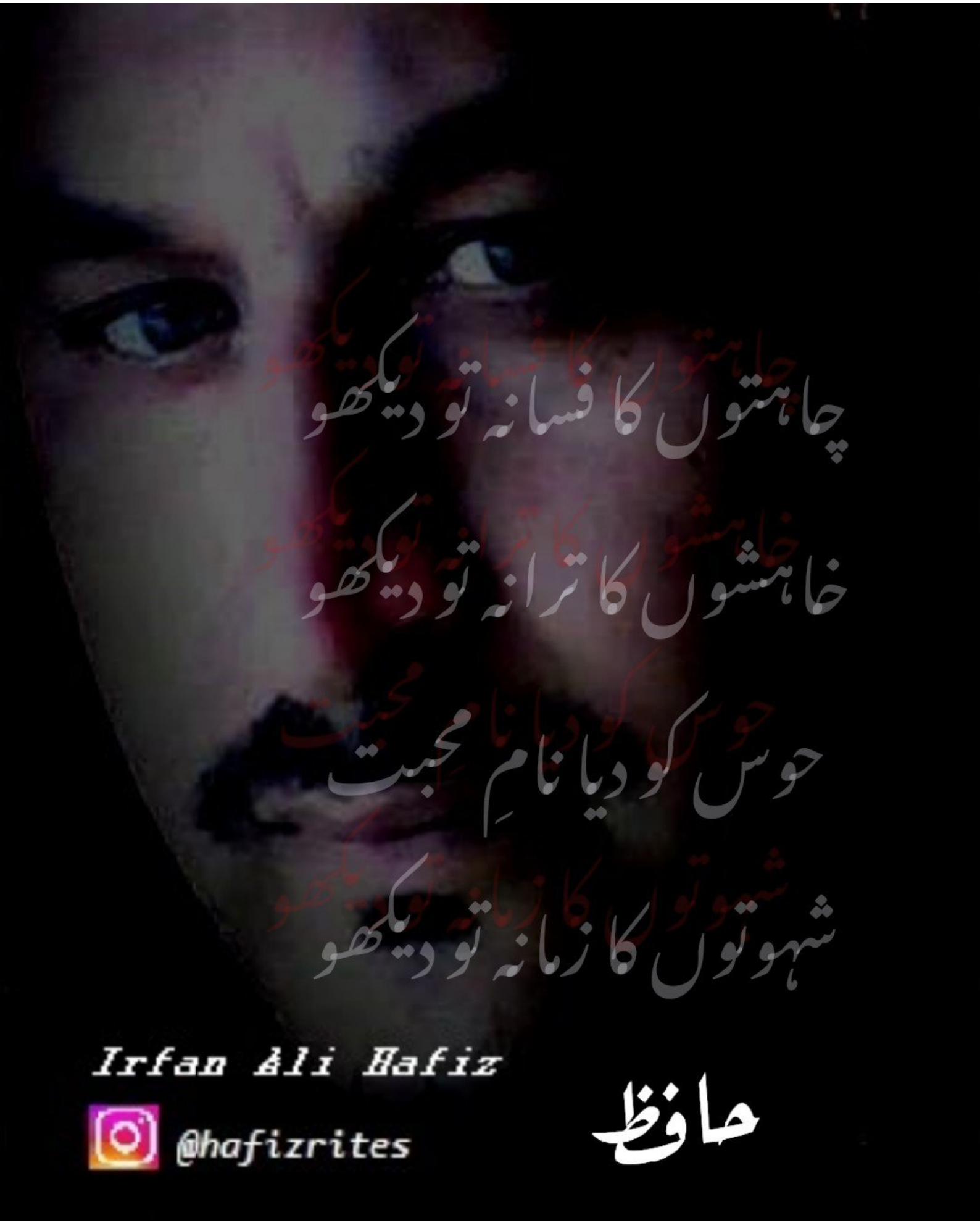
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خواہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

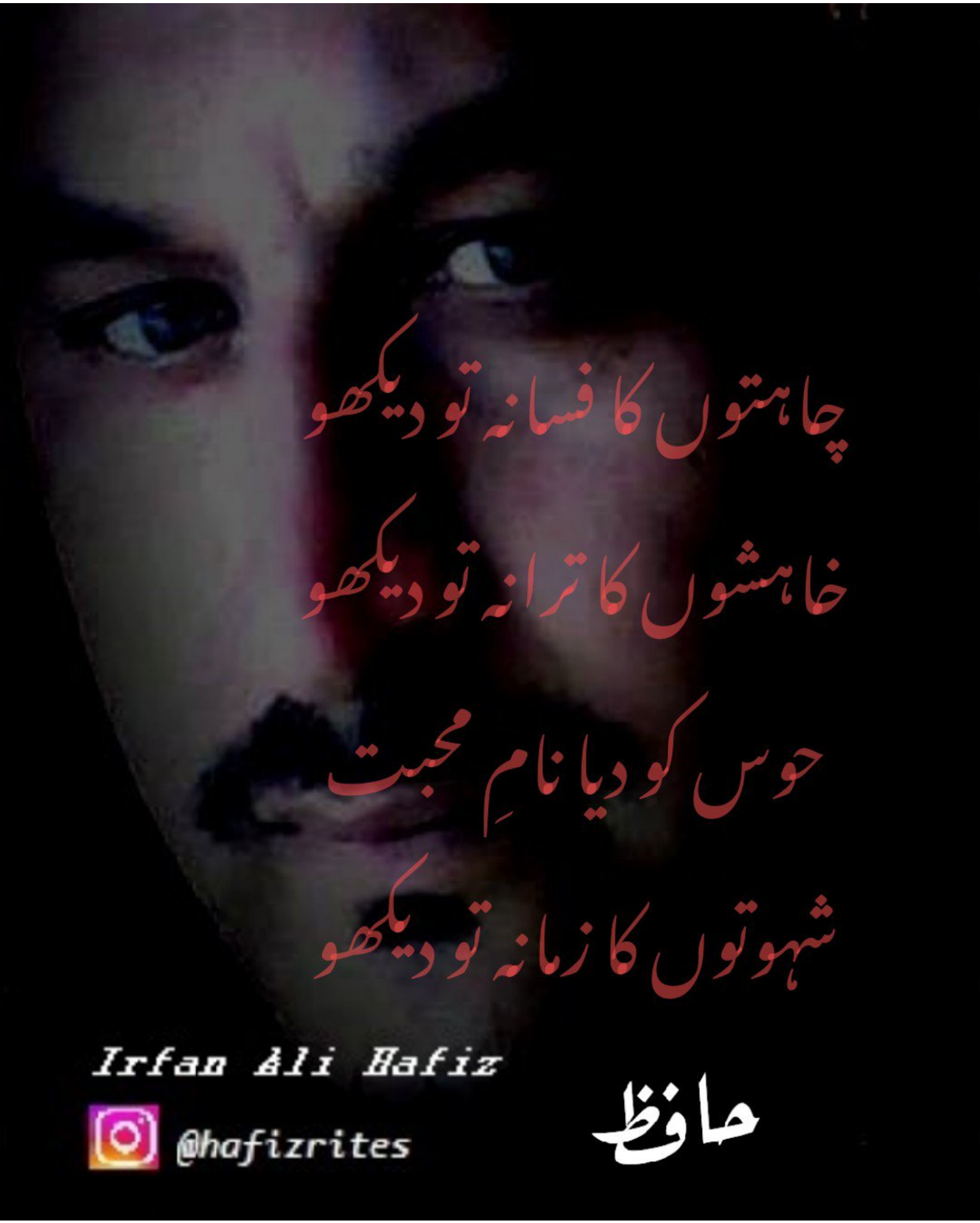
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

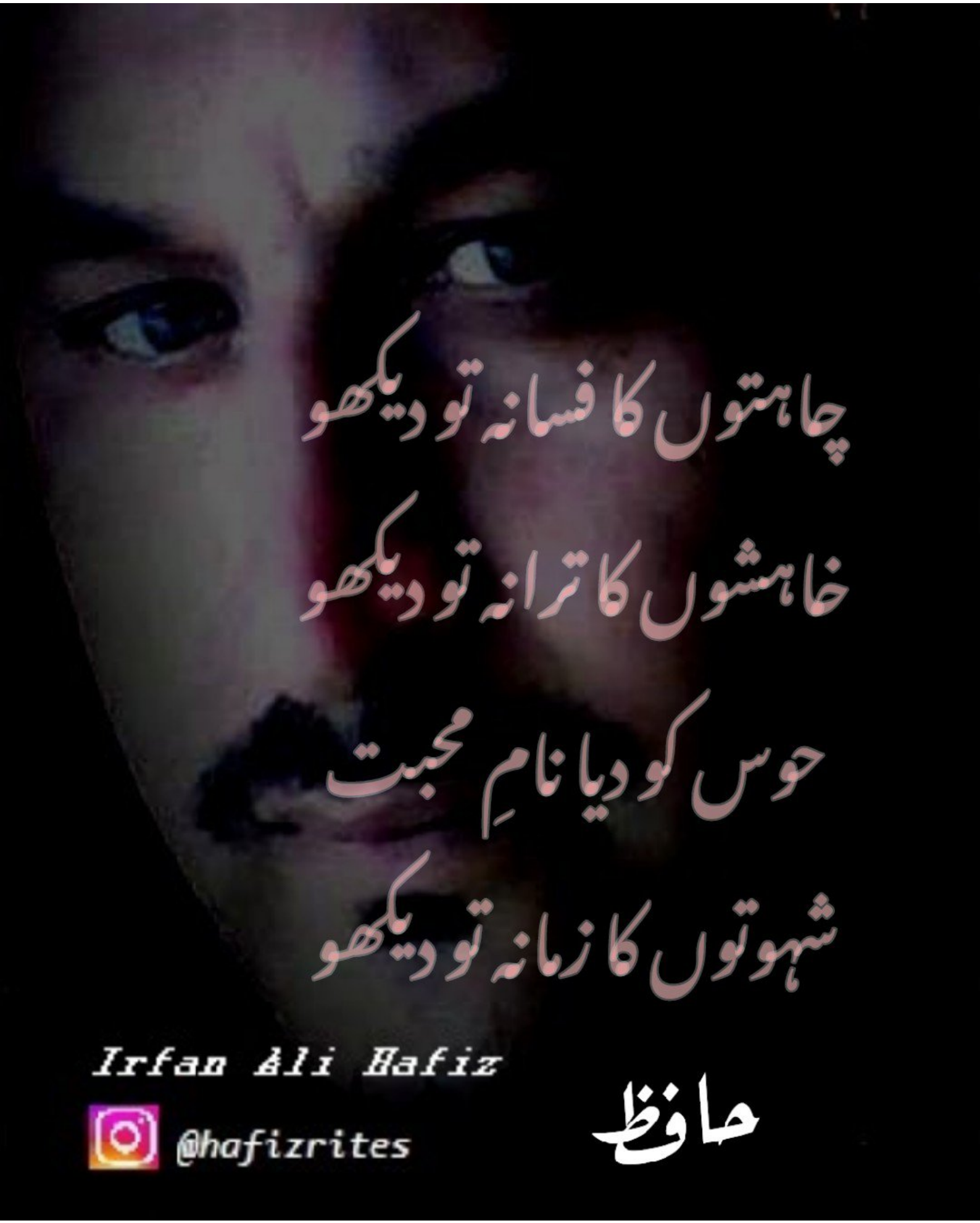
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
حافظ
@hafizrites

PLEASE FOLLOW TO SUPPORT POETRY
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

حافظ
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو

حافظ
آدمی کا آدمی سے تعلق ضرورت ہے
بندے کا خدا سے ناطہ محبت ہے ع

حافظ لکھتا ھے---

جب والدین کو اپنے ہونے کا احساس دلانا پڑے
تو سمجھ لو کہ اولاد کا احساس مرچکا ہے

عرفان علی حافظ

میں نہ جاوں گا اب کبھی اسے ملنے
بہت دن لگتے ہیں مجھے لوٹ کر آنے میں

حافظ

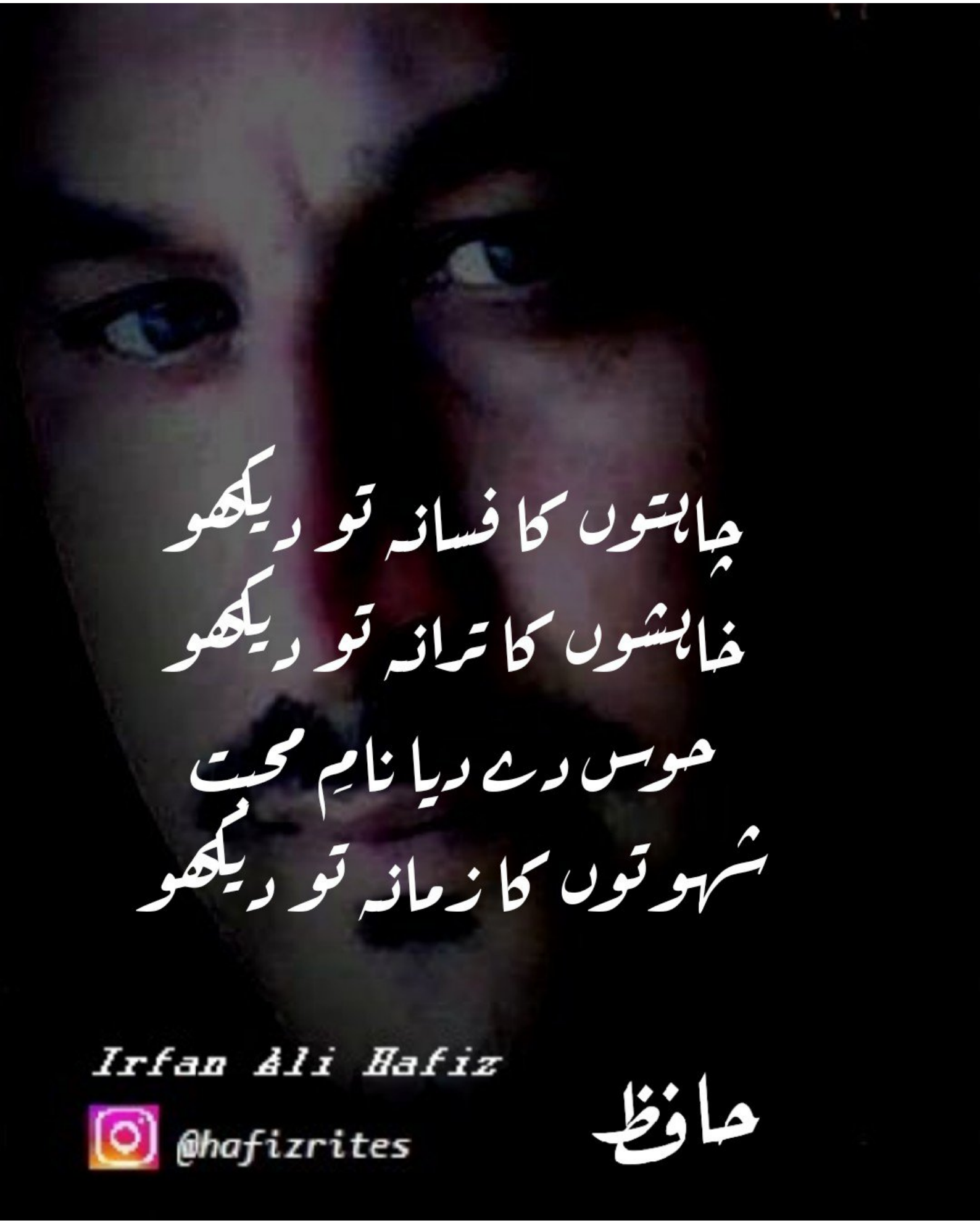
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خواہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

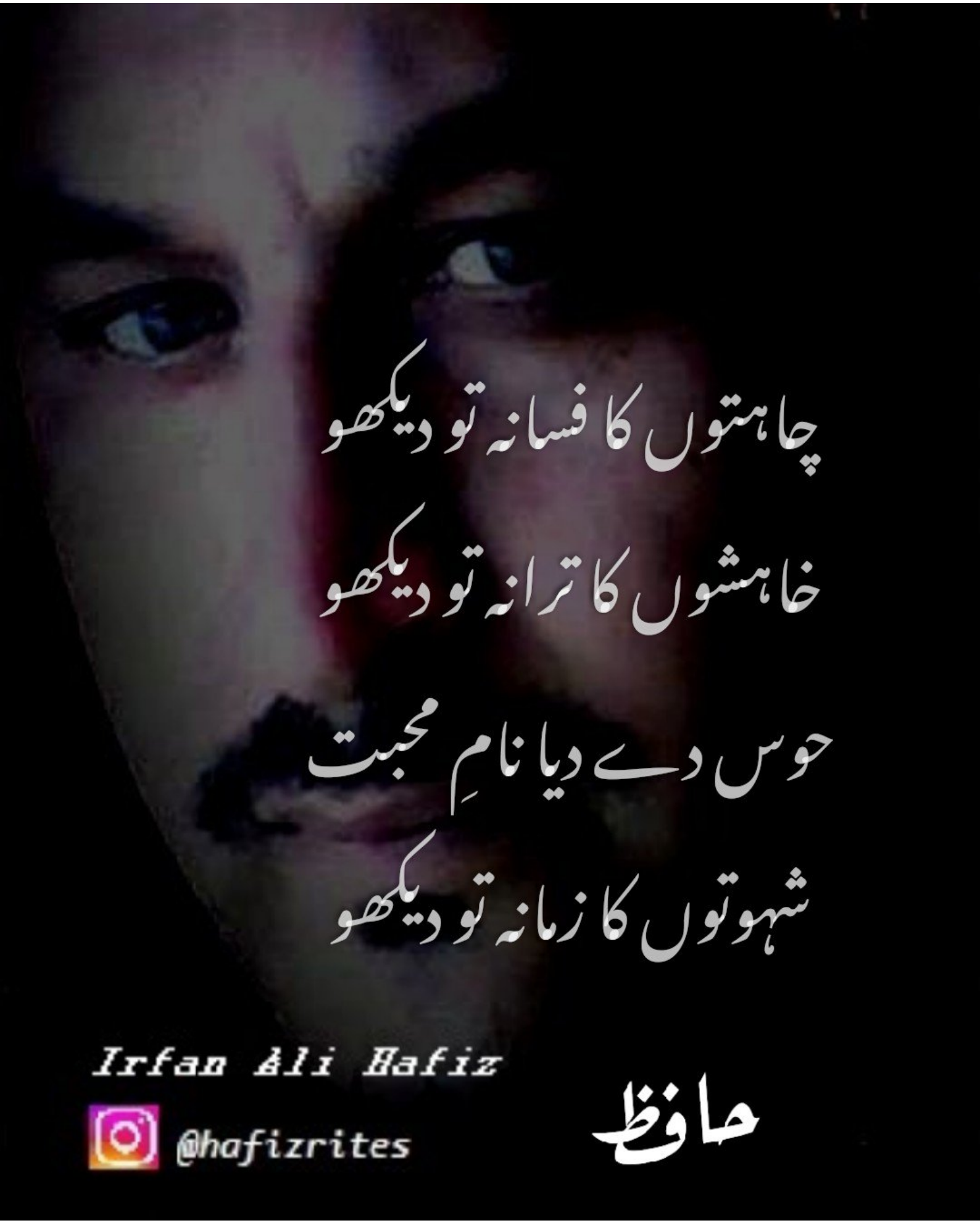
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

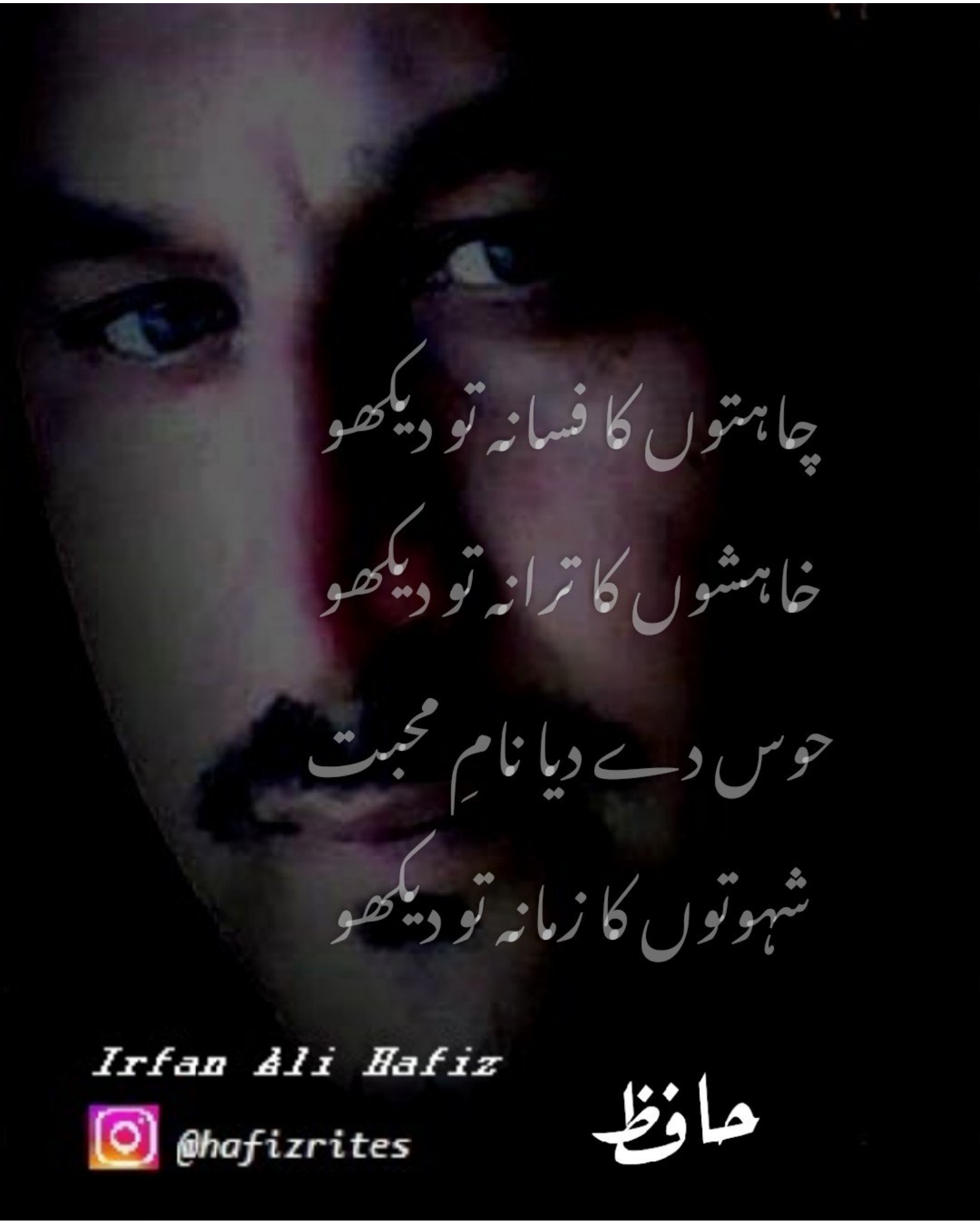
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

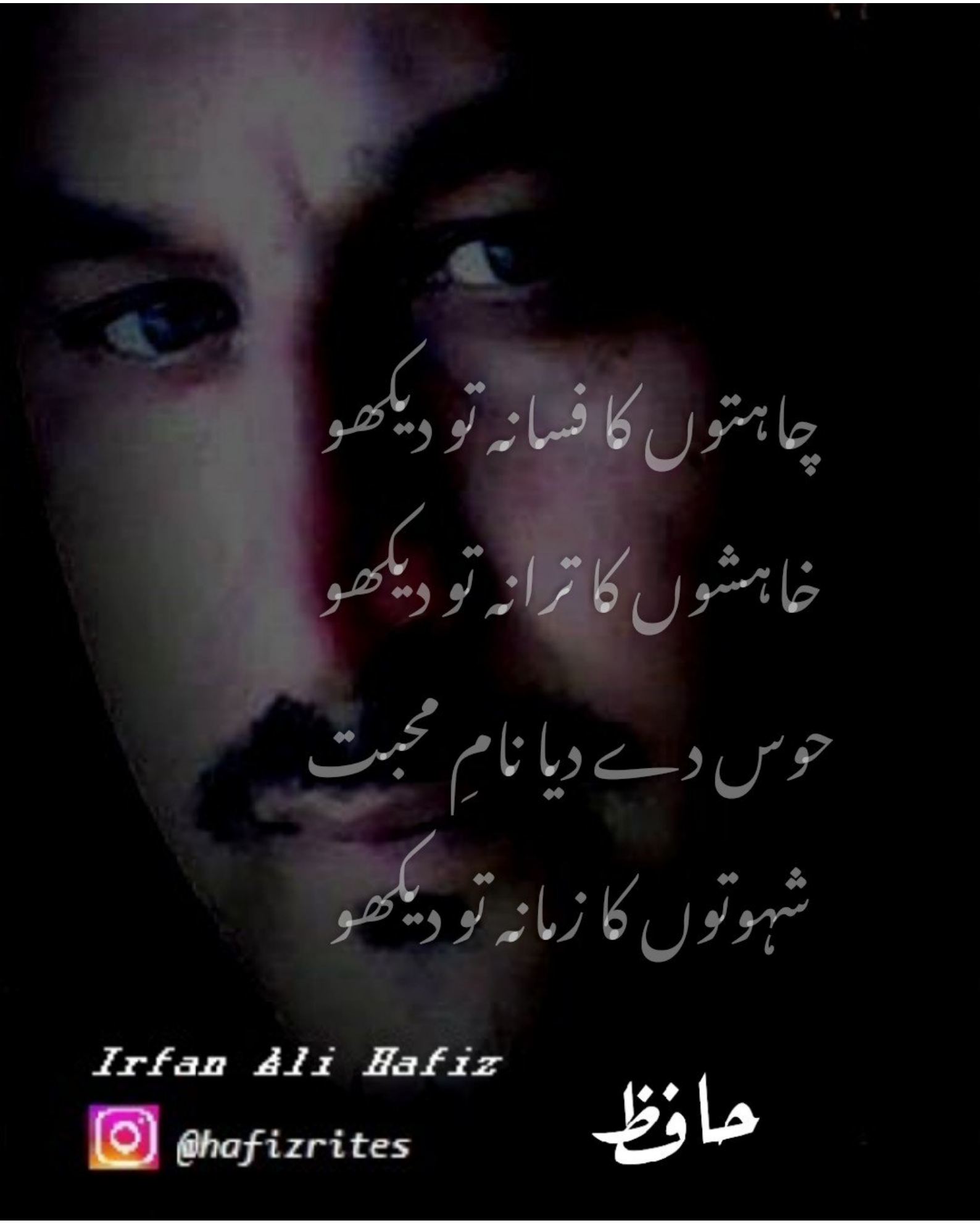
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس دے دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

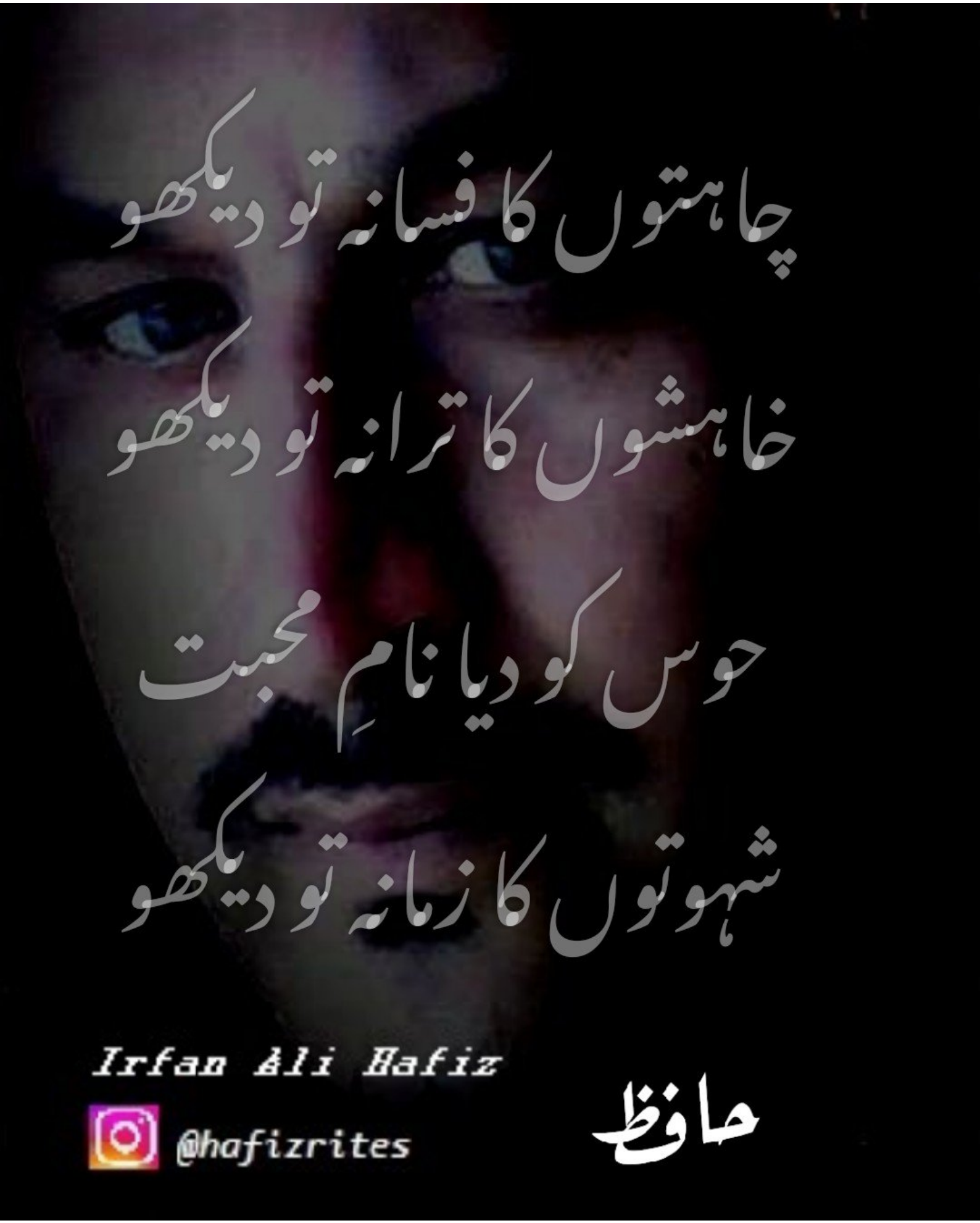
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

حافظ

مری وجہ تخلیق مری بندگی ہے

تجھ سے وابسطہ مری زندگی ہے

لکھی تقدیر عدم کی تاریکی میں

سدائے کن فیکون سے روشنی ہے

ترے نام سے ہے مشکل کشائی

تراخیال مری چارہ گری ہے

گراپڑاہوں میں گرداب میں

دعائے یونس ہوں یہ عاجزی ہے

مری ذات ذرہ کائنات ہے

ہواسپرد خاک یہ تکمیل آدمی ہے

rawpixel

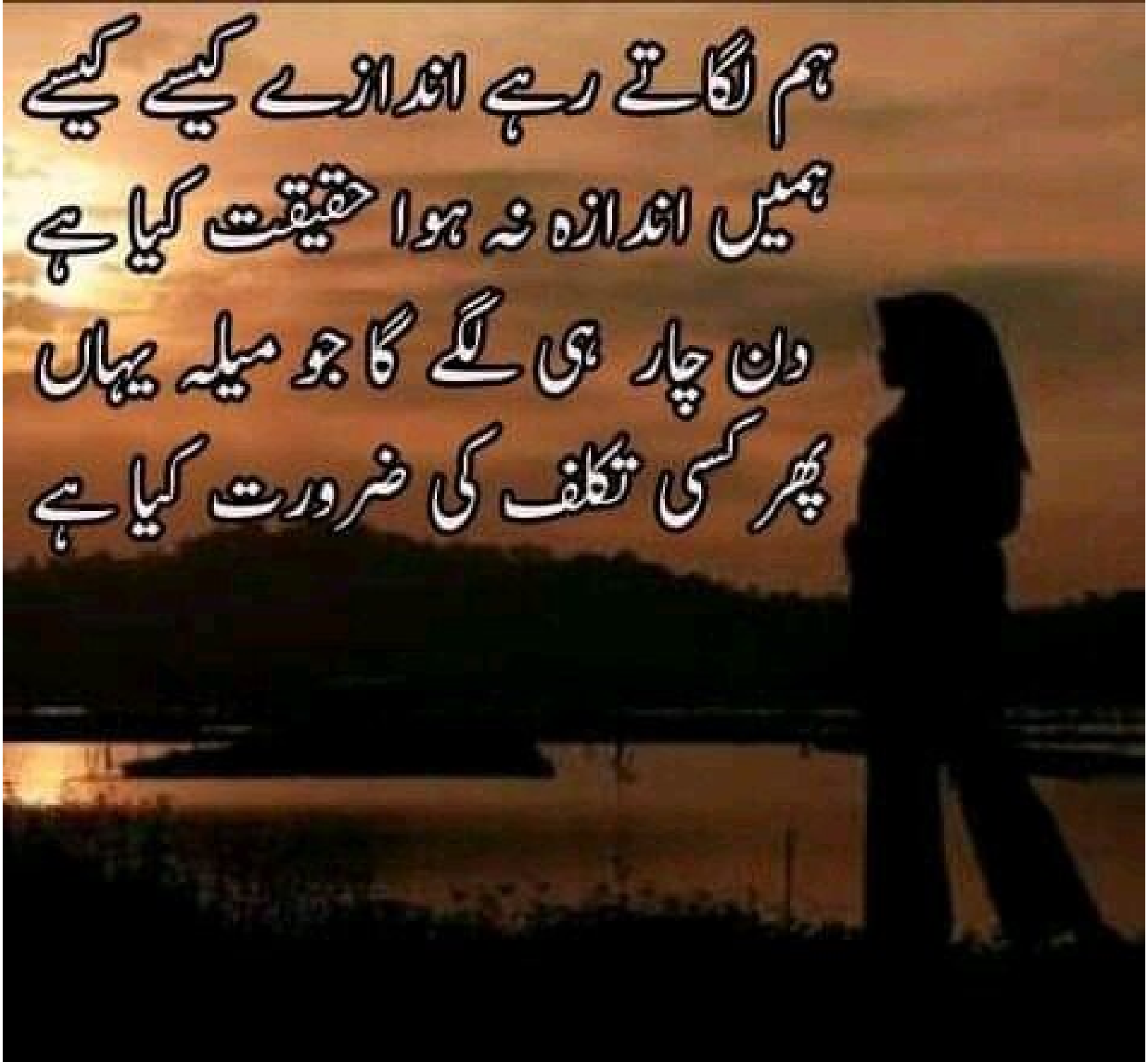
ہم لگاتے رہے اندازے کیسے کیسے
ہمیں اندازہ نہ ہوا حقیقت کیا ہے
دن چار ہی لگے گا جو میلہ یہاں
پھر کسی تکلف کی ضرورت کیا ہے

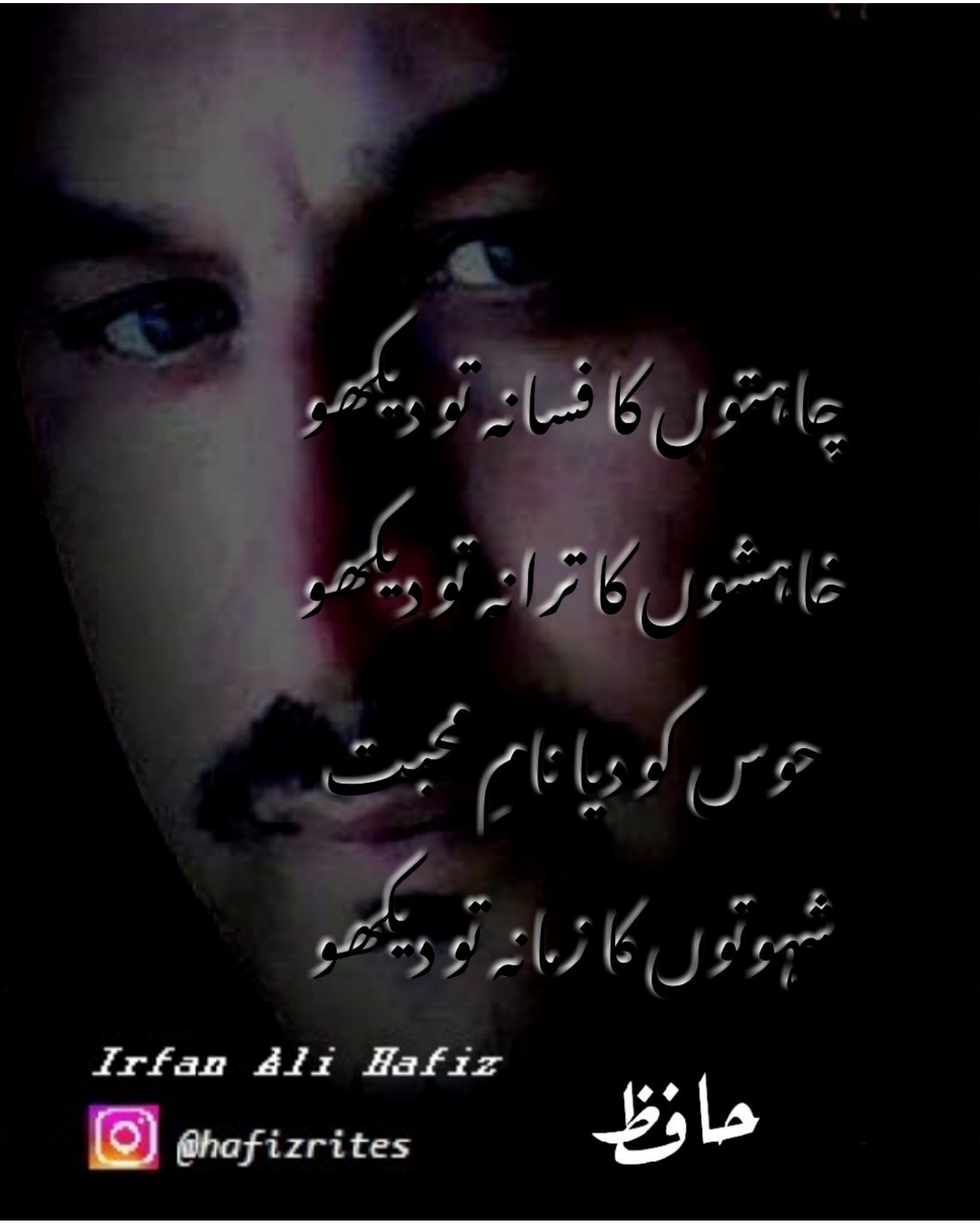
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خواہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

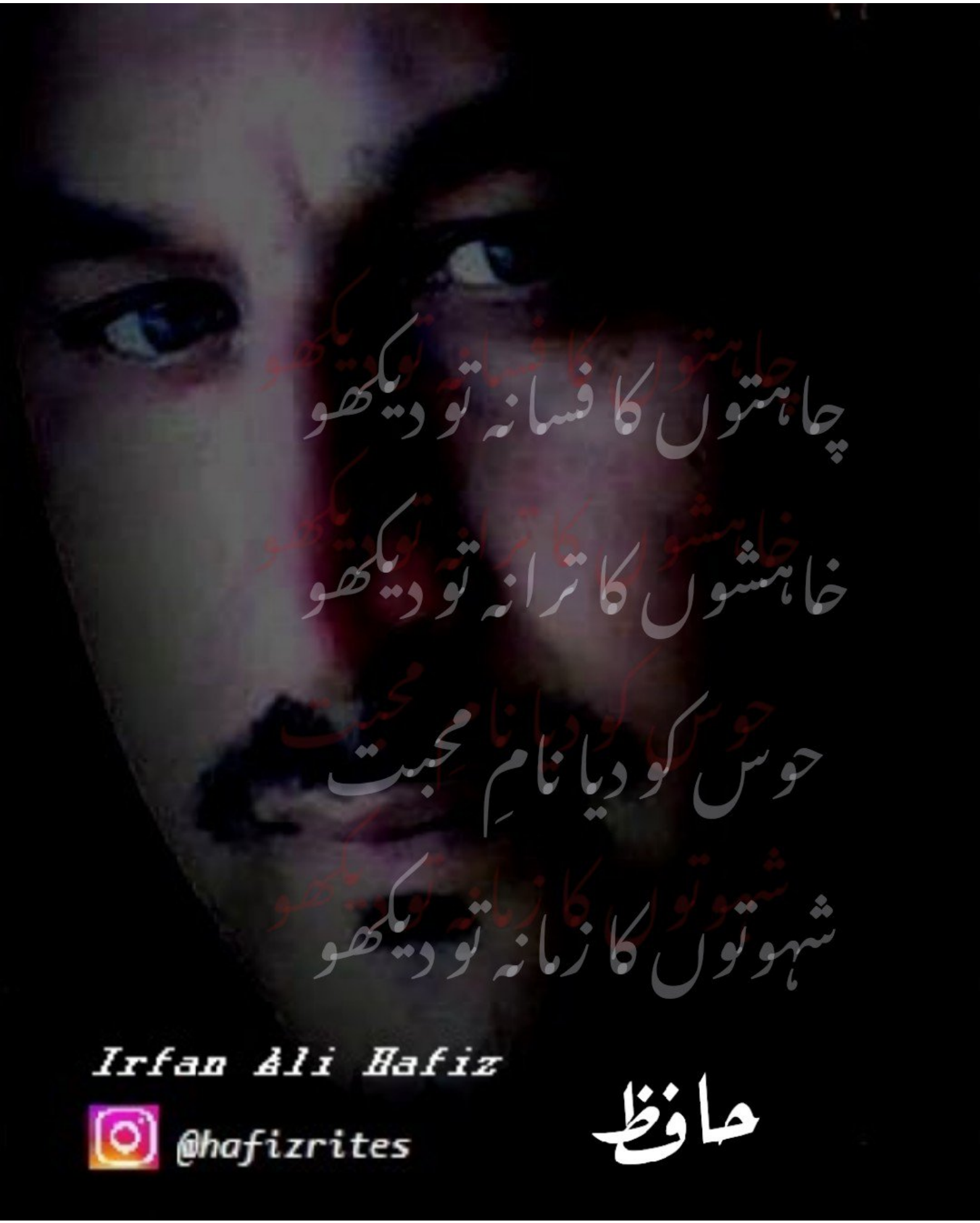
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خواہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

حافظ لکھتا ہے---

عرفان علی حافظ

حافظ لکھتا ھے---

جب ماں باپ کو اپنے ہونے کا احساس دلانا پڑے
تو سمجھو لو کہ اولاد کا احساس مر چکا ہے

عرفان علی حافظ

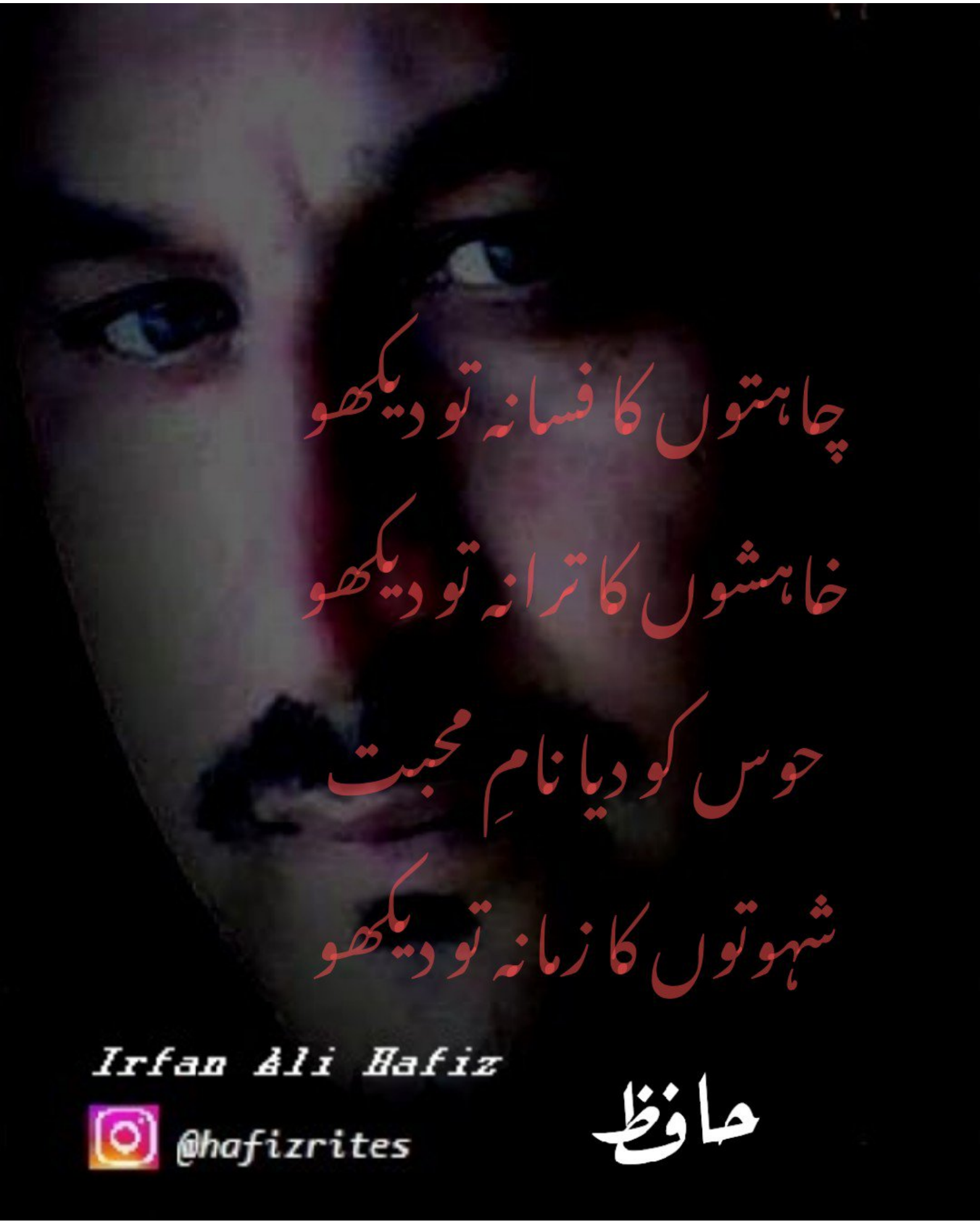
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

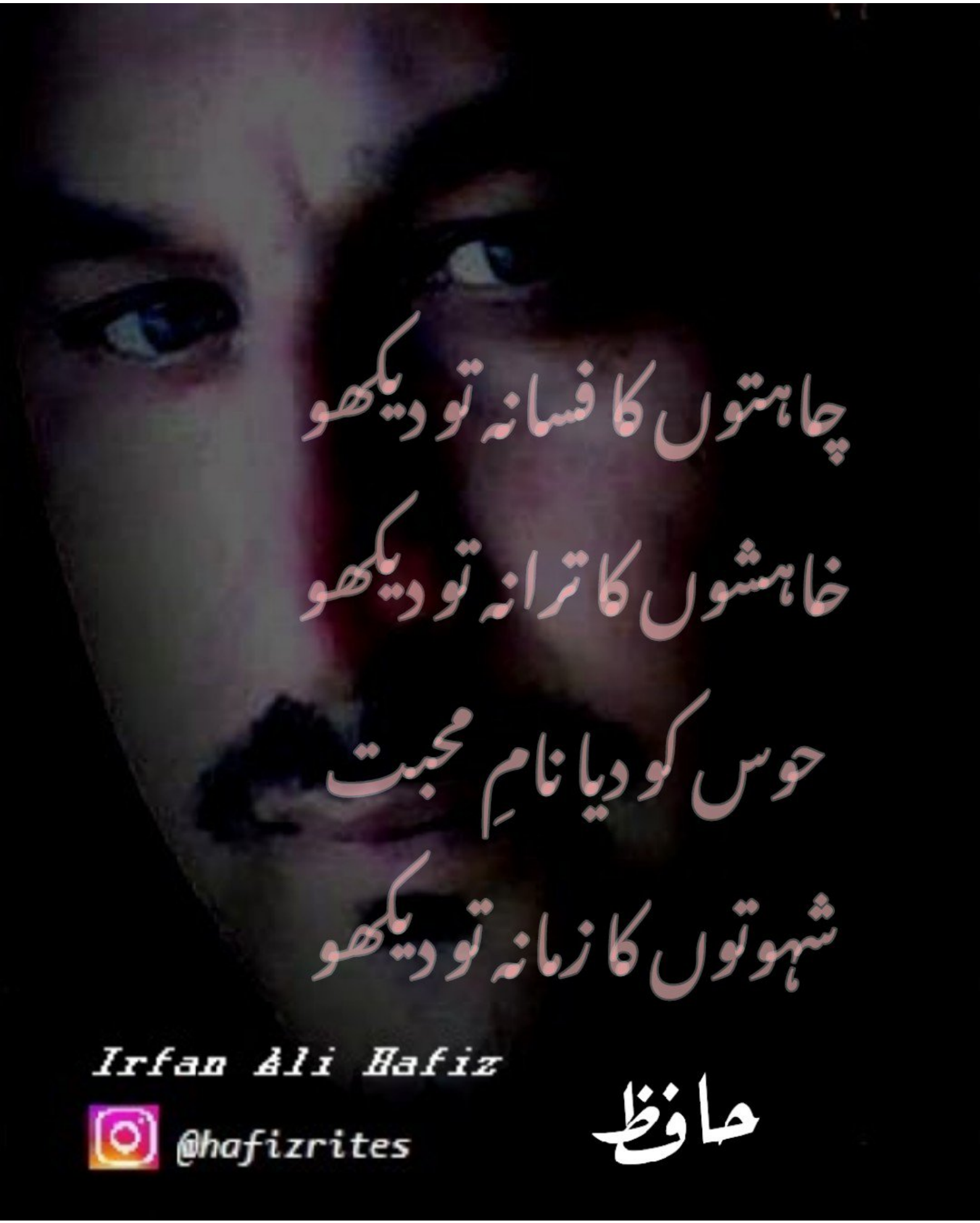
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو
Irfan Ali Hafiz
حافظ
@hafizrites

وقت دشمن کے دوست ہے عرفان
تم دیکھ کر آئینہ خود یہ فیصلہ کر لو

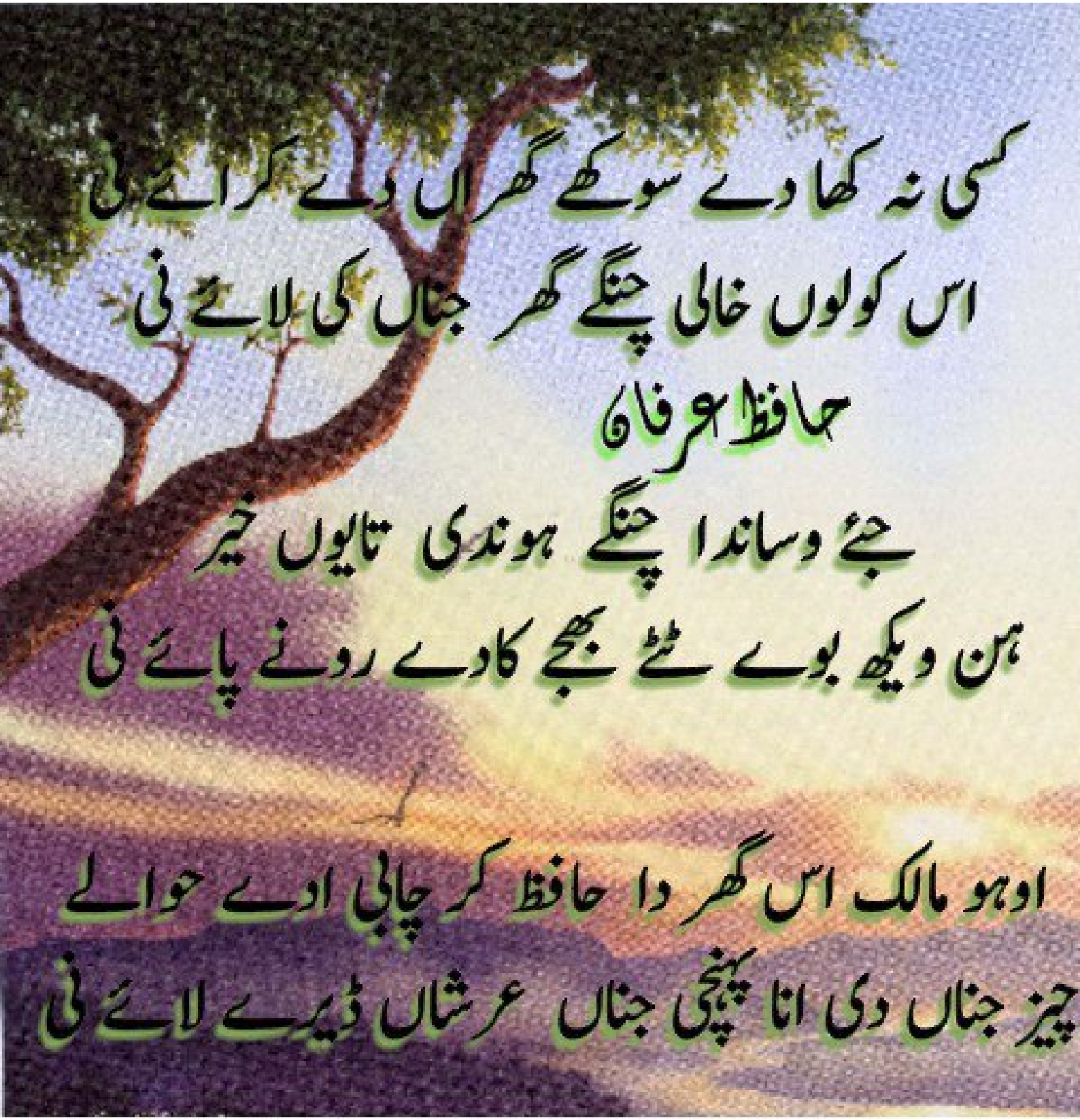
کسی نہ کھا دے سوکھے گھراں دے کرائے نی
اس کولوں خالی چنگے گھر جناں کی لائے نی
حافظ عرفان
جے وساندا چنگے ہوندی تایوں خیر
ہن ویکھ بوے ٹٹے بھجے کادے روئے پائے نی
اوہو مالک اس گھر دا حافظ کر چابی ادے حوالے
چیز جناں دی انا پہنچی جناں عرشاں ڈیرے لائے نی

PLEASE FOLLOW TO SUPPORT POETRY
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites
حافظ

حافظ
چاہتوں کا فسانہ تو دیکھو
خاہشوں کا ترانہ تو دیکھو
حوس کو دیا نامِ محبت
شہوتوں کا زمانہ تو دیکھو

حافظ
آدمی کا آدمی سے تعلق ضرورت ہے
بندے کا خدا سے ناطہ محبت ہے ع

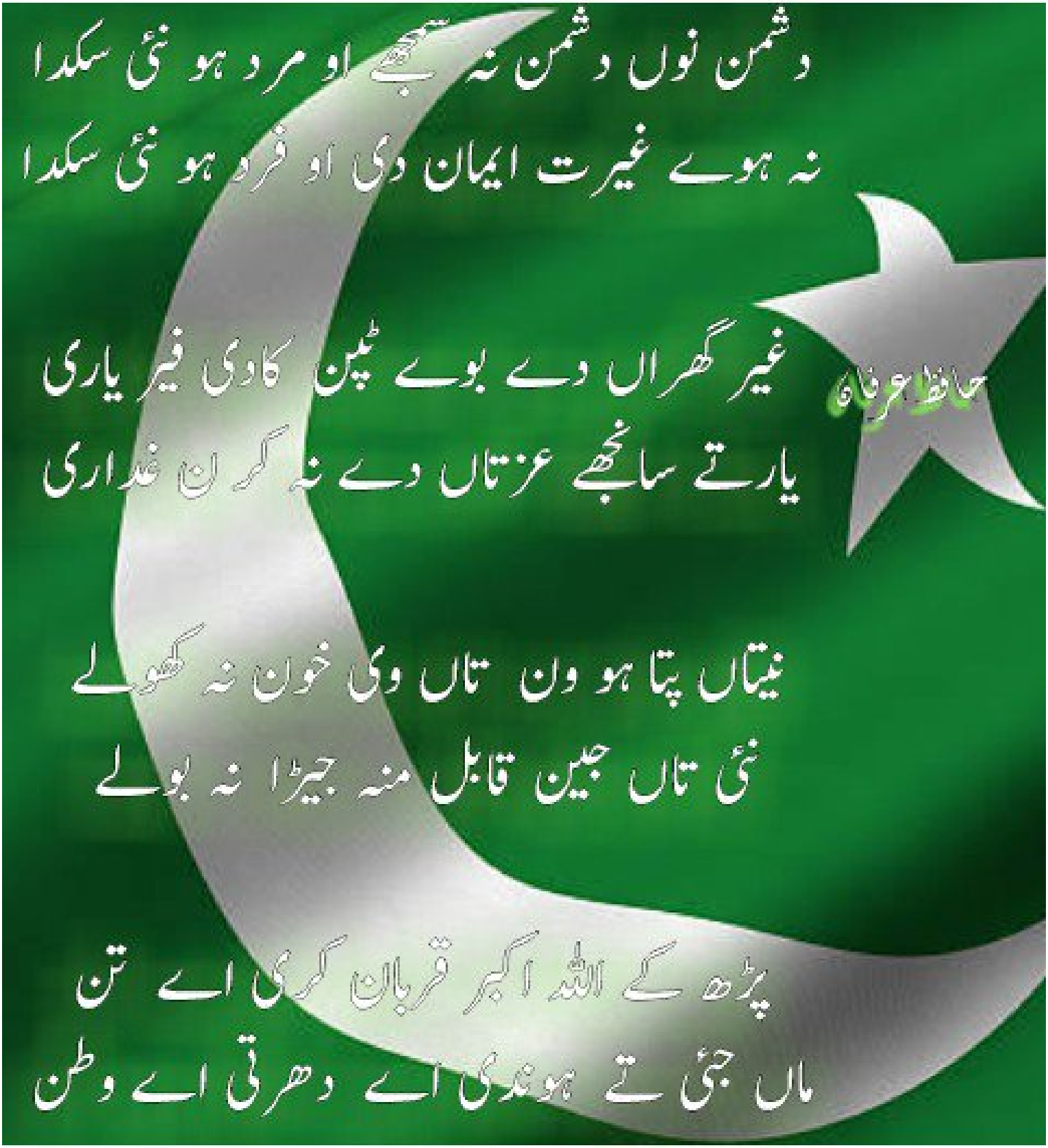
دشمن نوں دشمن نہ سمجھے او مرد ہو نئ سکدا
نہ ہوے غیرت ایمان دی او فرد ہو نئ سکدا
غیر گھراں دے بوے ٹپن کادی فیر یاری
یارتے سانجھے عزتاں دے نہ کر ان غداری
حافظ عرفان
نیتاں پتا ہو ون تاں وی خون نہ کھولے
نئ تاں جین قابل منہ جیڑا نہ بولے
پڑھ کے اللہ اکبر قربان کری اے تن
ماں جئ تے ہوندی اے دھرتی اے وطن

دن مکن بندے وی مکدے جاندے نی
نال دناں دے لوکی مکدے جاندے نی
جناں توڑے کسی گھر دے دیوے نی
قبراں اندر او لوکی جلدے رہندے نی
چار دناں اندر مک جانی اے حیاتی اے
جان ویلے ہتھ سارے ملدے رہندے نی
مثال جوانی دی بڈھیاں دتی چنگی اے
وقتاں نال لوے وی گلدے جاندے نی

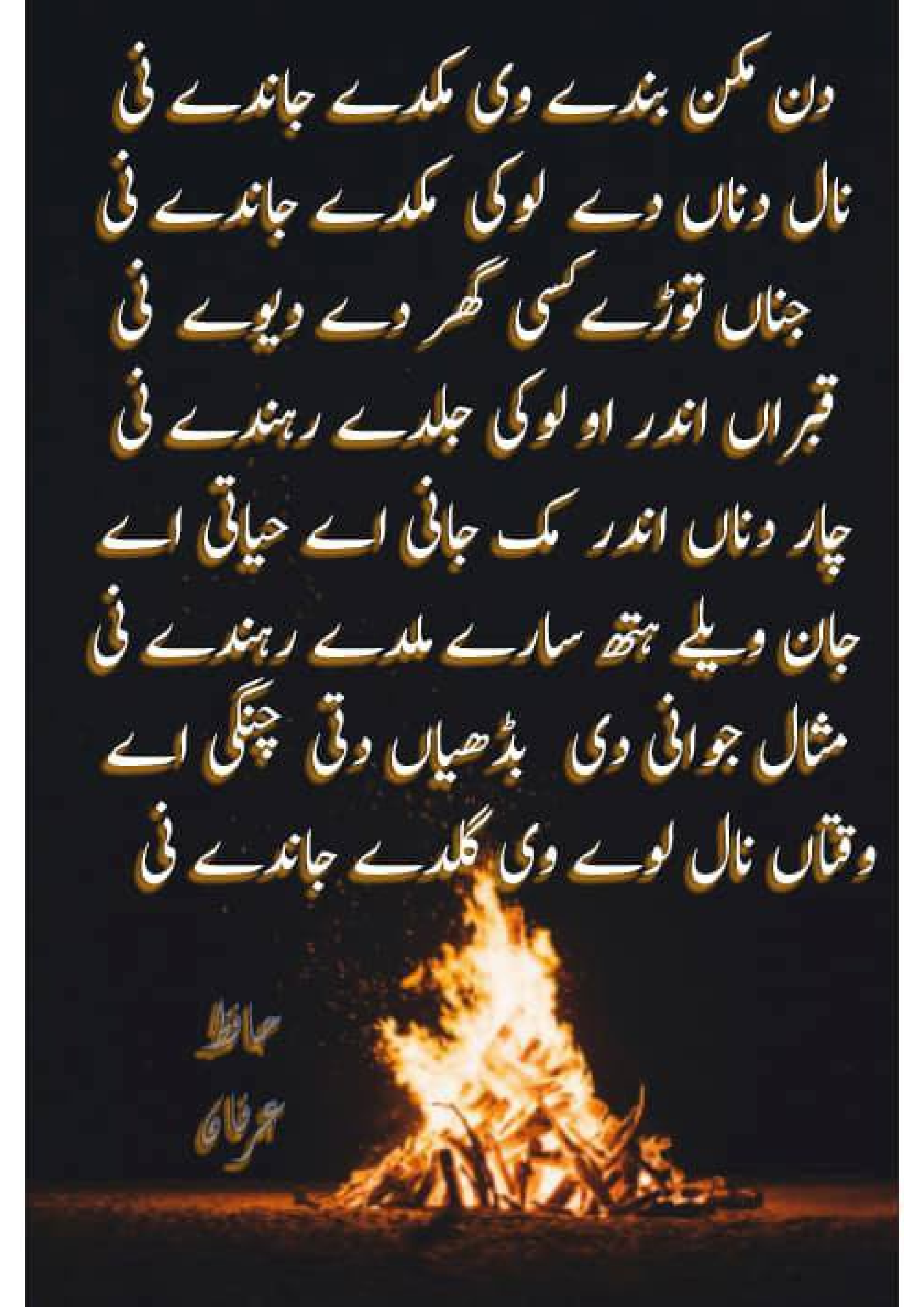

چلے انجان راہوں پہ رہنمائی نہ ملی
جو بنے ہمسفر تو ہمنوائی نہ ملی

آنکھوں میں سمائی صورت جاناں نہیں
ہوئے ہمنشیں ایسے شناسائی نہ ملی

لگتی نہیں زاہد دل کو تری بات
اخلاق کے مجاور کو دانائی نہ ملی

لکھتا رہا عرفان درد بھرے اشعار بھی
شہرِ پریشاں میں اسے پذیرائی نہ ملی

حافظ

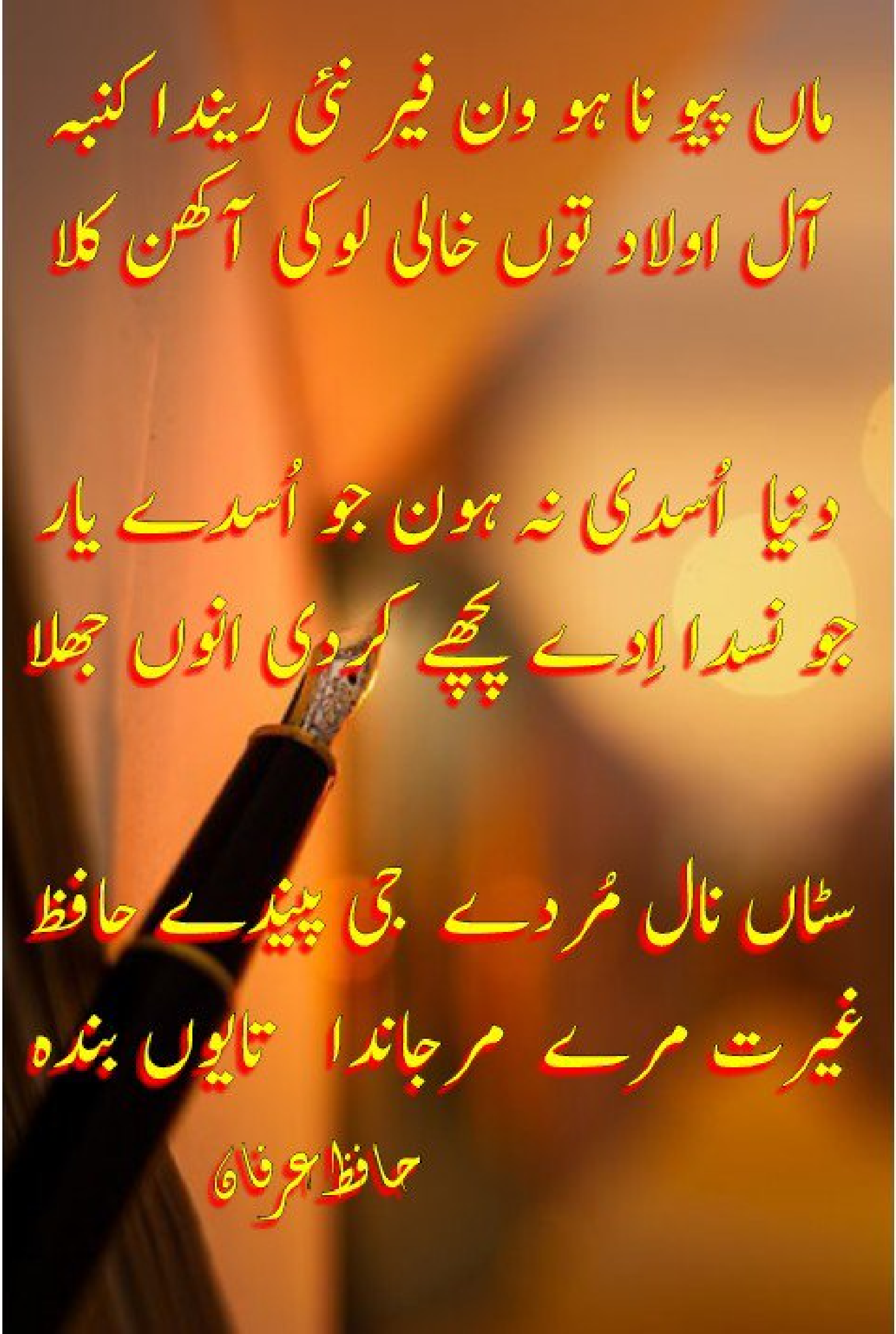
ماں پیو نا ہو ون فیر نئ ریندا کنبہ
آل اولاد توں خالی لوکی آکھن کلا
دنیا اُسدی نہ ہون جو اُسدے یار
جو نسدا اِدے پچھے کردی انوں جھلا
سٹاں نال مُردے جی پیندے حافظ
غیرت مرے مرجاندا تایوں بندہ
حافظ عرفان

یہ بے نشاں مارے جائیں گے

بے سر و ساماں مارے جائیں گے

کوئی وبال تھا جن قلوب میں

وہ بد گماں مارے جائیں گے

تھے وہ رہنما انہیں معلوم تھا

امیرے کارواں مارے جائیں گے

حافظ

یہ بے نشاں مارے جائیں گے

بے سر و ساماں مارے جائیں گے

کوئی وبال تھا جن قلوب میں

وہ بد گماں مارے جائیں گے

تھے وہ رہنما انہیں معلوم تھا

امیرے کاروں مارے جائیں گے

حافظ

حافظ عرفان

ماواں چھاواں جناں درختاں دیا
او درخت پیواں لائے ہوئے نی
اُناں قدماں جنتاں ڈیرا اے
ہتھ پیو کی پیراں جمائے ہوئے نی

ہوتی گئیں بے اثر جب نمازیں
ناچنے لگے لوگ پھر مسجدوں میں

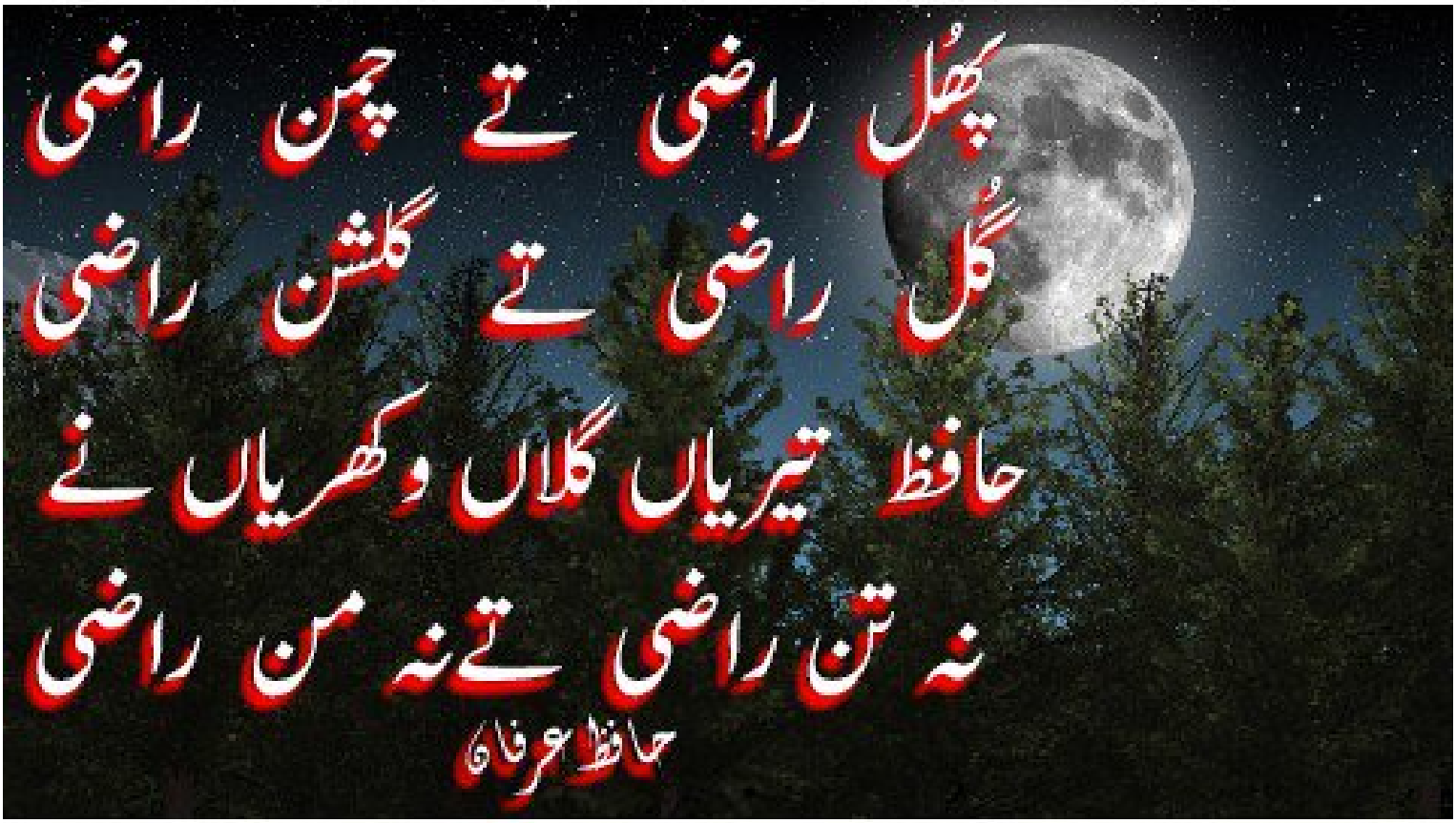
پھُل راضی تے چمن راضی
گُل راضی تے گلشن راضی
حافظ تیریاں گلاں وکھریاں نے
نہ تن راضی تے نہ من راضی
حافظ عرفان

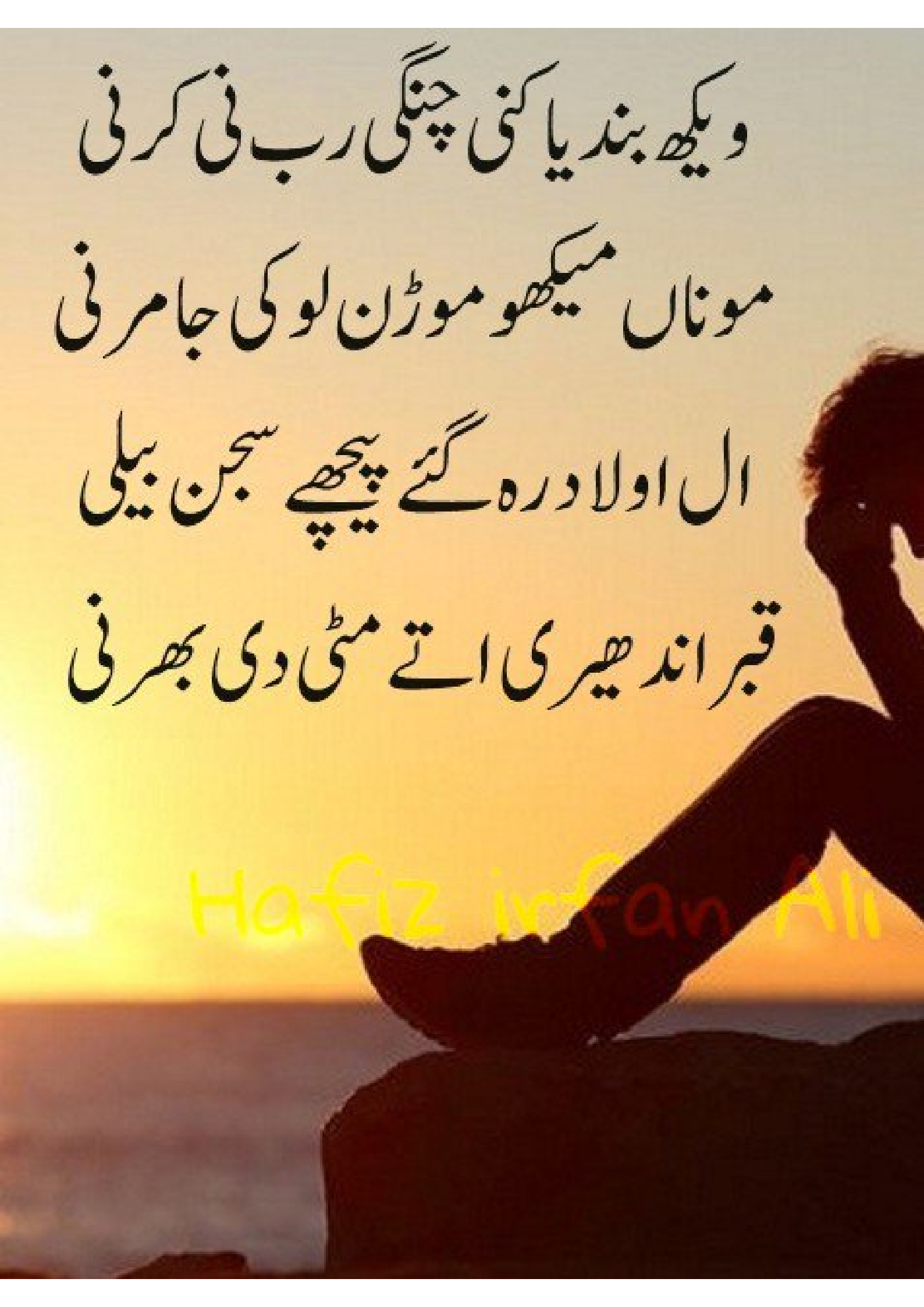
ویکھ بندیا کنی چنگی رب نی کرنی
موناں میکھو موڑن لوکی جامرنی
ال اولاد رہ گئے پیچھے سجن بیلی
قبر اندھیری اتے مٹی دی بھرنی
Hafiz Irfan Ali

ہاتھ خالی ہیں اشارہ کس لیے
ساحل پہ ہوں کنارہ کس لیے
عدم کی تاریکی مرا مسکن ہے
پھر قبر کا گہوارہ کس لیے
ڈھونڈ تو نصیب کا من و سلوی
دو لقمے روٹی پہ گزارہ کس لیے
ترے بندے جو آگ میں جلیں
تجھ کو ہو گا یہ گوارہ کس لیے
دکھا کے مجھے اپنا جلوائے پرنور
یہ حجاب کا تکلف خدارہ کس لیے

حافظ

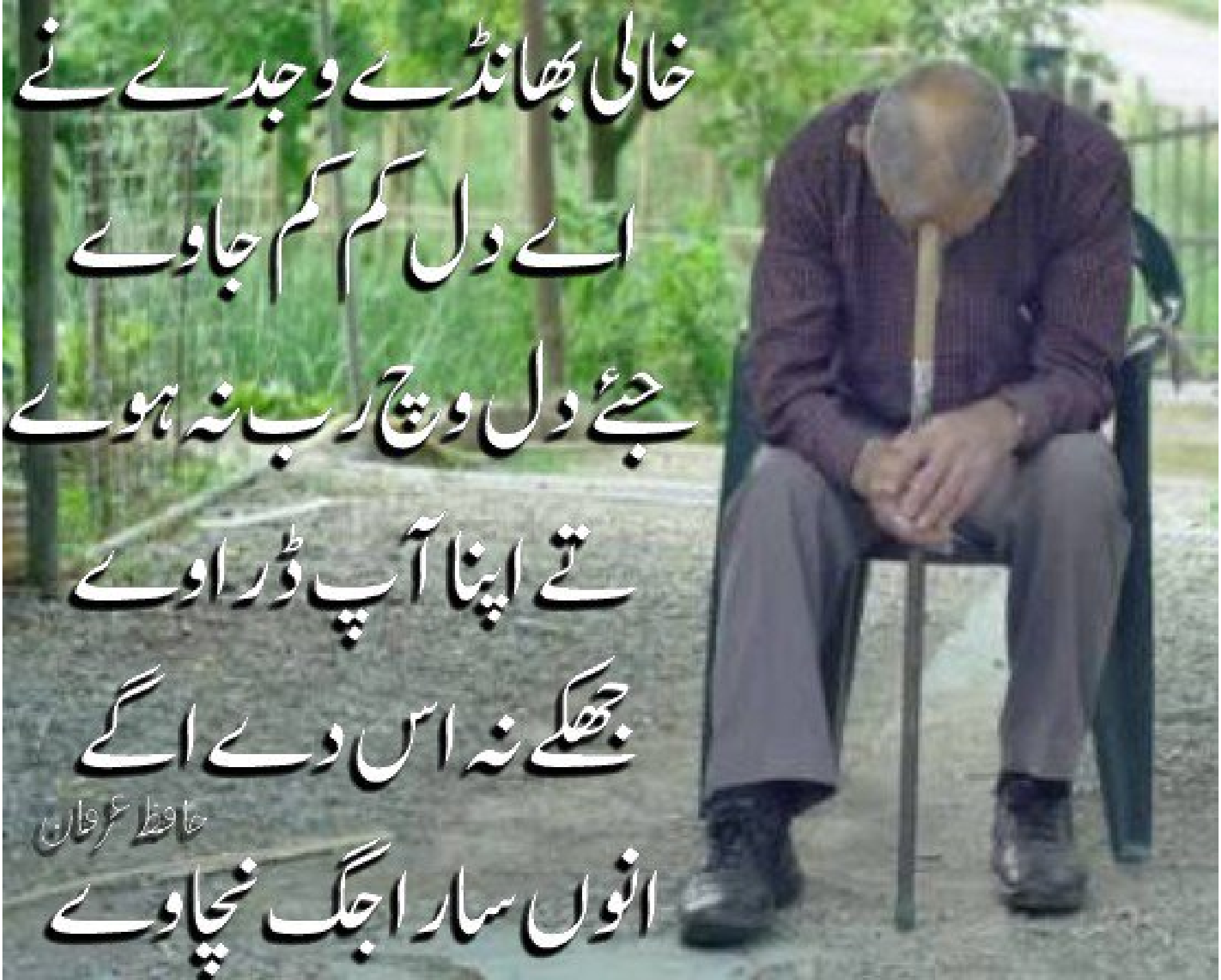
خالی بھانڈے وجدے نے
اے دل کم کم جاوے
جیئے دل وچ رب نہ ہوے
تے اپنا آپ ڈراوے
جھکے نہ اس دے اگے
حافظ عرفان
انوں سارا جگ نچاوے

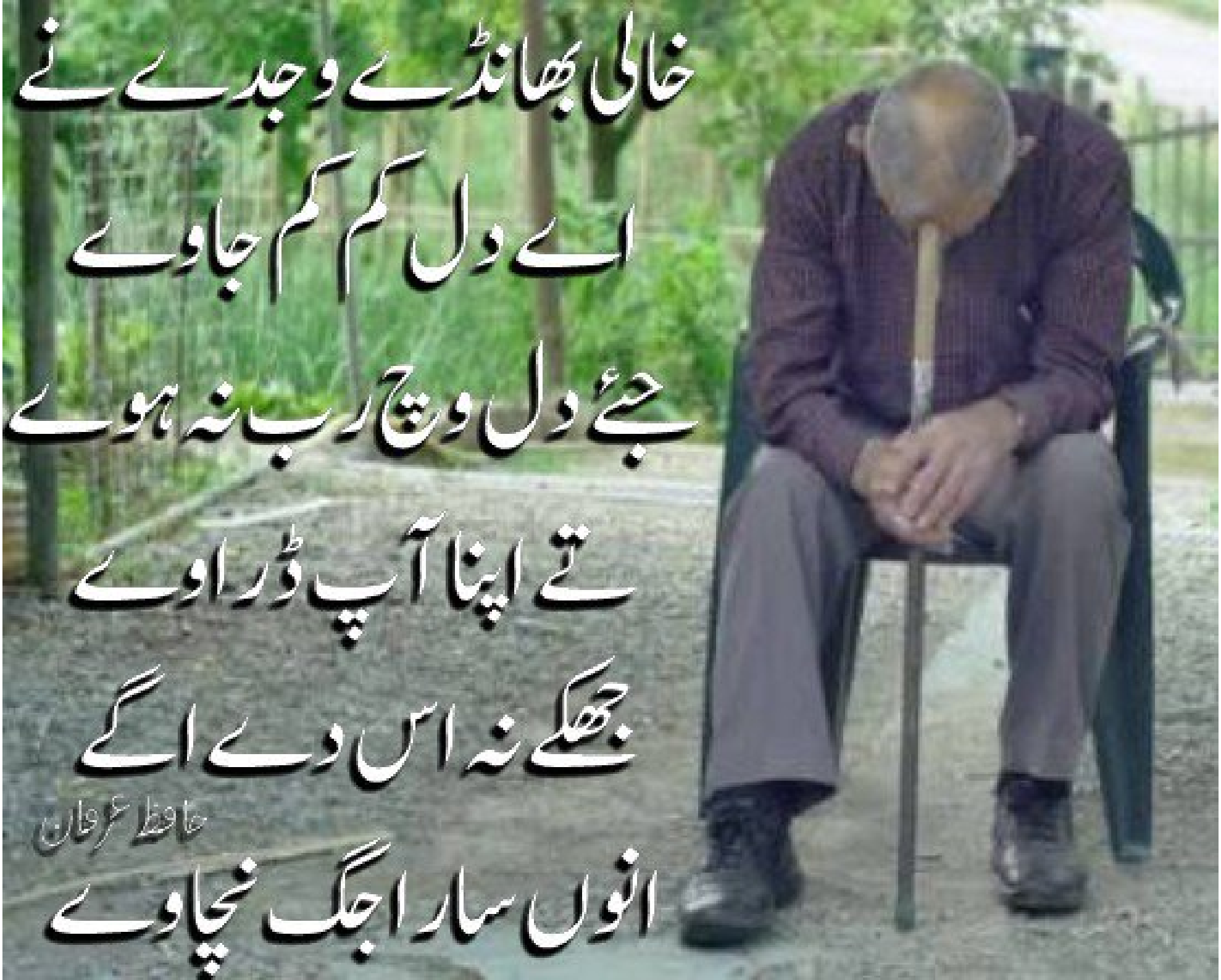
خالی بھانڈے وجدے نے
اے دل کم کم جاوے
جیئے دل وچ رب نہ ہوے
تے اپنا آپ ڈراوے
جھکے نہ اس دے اگے
حافظ عرفان
انوں سارا جگ نچاوے

ہاتھ خالی ہیں اشارہ کس لیے
ساحل پہ ہوں کنارہ کس لیے
عدم کی تاریکی میرا مسکن تھی
پھر یہ قبر کا گہوارہ کس لیے
ڈھونڈ تو نصیب کا من و سلوی
دو لقمے روٹی پہ گزارہ کس لیے
ترے بندے آگ میں جلیں
تجھے ہو گا یہ گوارہ کس لیے
دکھا کے مجھے جنت کے سبز باغ
یہ دوزخ کا تکلف خدارہ کس لیے

حافظ

ستاروں کے جمال میں رہنے دے

مجھے اپنے خیال میں رہنے دے

مزہ کیا ہے شورے پازیب میں

مستی اے حسال میں رہنے دے

کڑکڑ کے پک جاوں گا اک روز

بے قراری کے ابال میں رہنے دے

نہ برداشت ہوگی عروج کی کڑواہٹ

اس پرسکوں زوال میں رہنے دے

زمانے کی تلخی سے نالاں ہوں میں

مجھے اپنے جلال میں رہنے دو

ہاتھ خالی ہیں اشارہ کس لیے
ساحل پہ ہوں کنارہ کس لیے
عدم کی تاریکی میرا مسکن تھی
پھر یہ قبر کا گہوارہ کس لیے
ڈھونڈ تو نصیب کا من و سلوی
دو لقمے روٹی پہ گزارہ کس لیے
ترے بندے آگ میں جلیں
تجھے ہو گا یہ گوارہ کس لیے
دکھا کے مجھے جنت کے سبز باغ
یہ دوزخ کا تکلف خدارہ کس لیے

حافظ

HAFIZ IRFAN ALI
ملا اکھے پھڑ تسبیح جیئے رب نوں مناناں اے
میں پھڑیا دل دا پاسا جتھے انوں وساناں اے

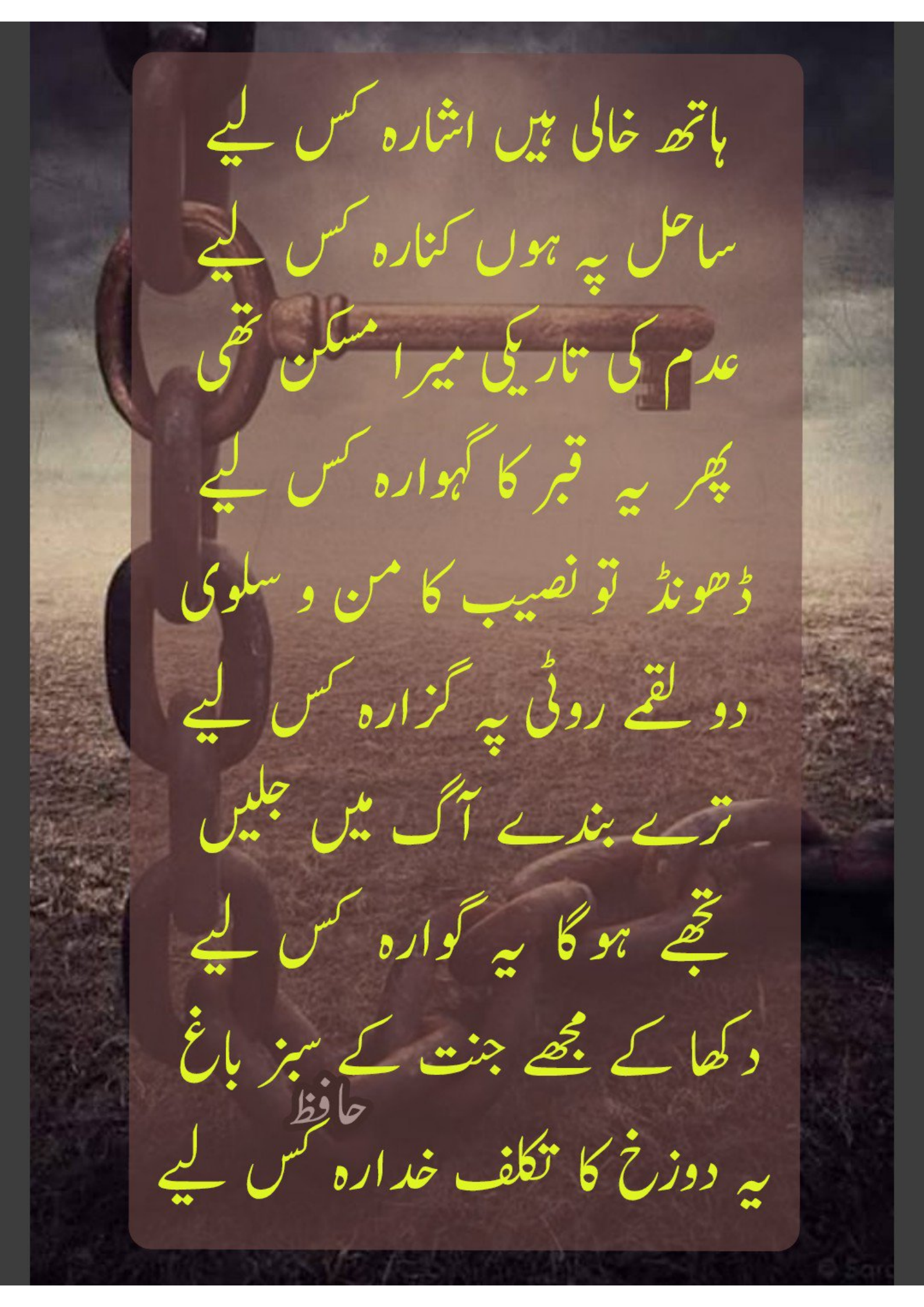
ہاتھ خالی ہیں اشارہ کس لیے
ساحل پہ ہوں کنارہ کس لیے
عدم کی تاریکی میرا مسکن تھی
پھر یہ قبر کا گہوارہ کس لیے
ڈھونڈ تو نصیب کا من و سلوی
دو لقمے روٹی پہ گزارہ کس لیے
ترے بندے آگ میں جلیں
تجھے ہو گا یہ گوارہ کس لیے
دکھا کے مجھے جنت کے سبز باغ
حافظ
یہ دوزخ کا تکلف خدارہ کس لیے

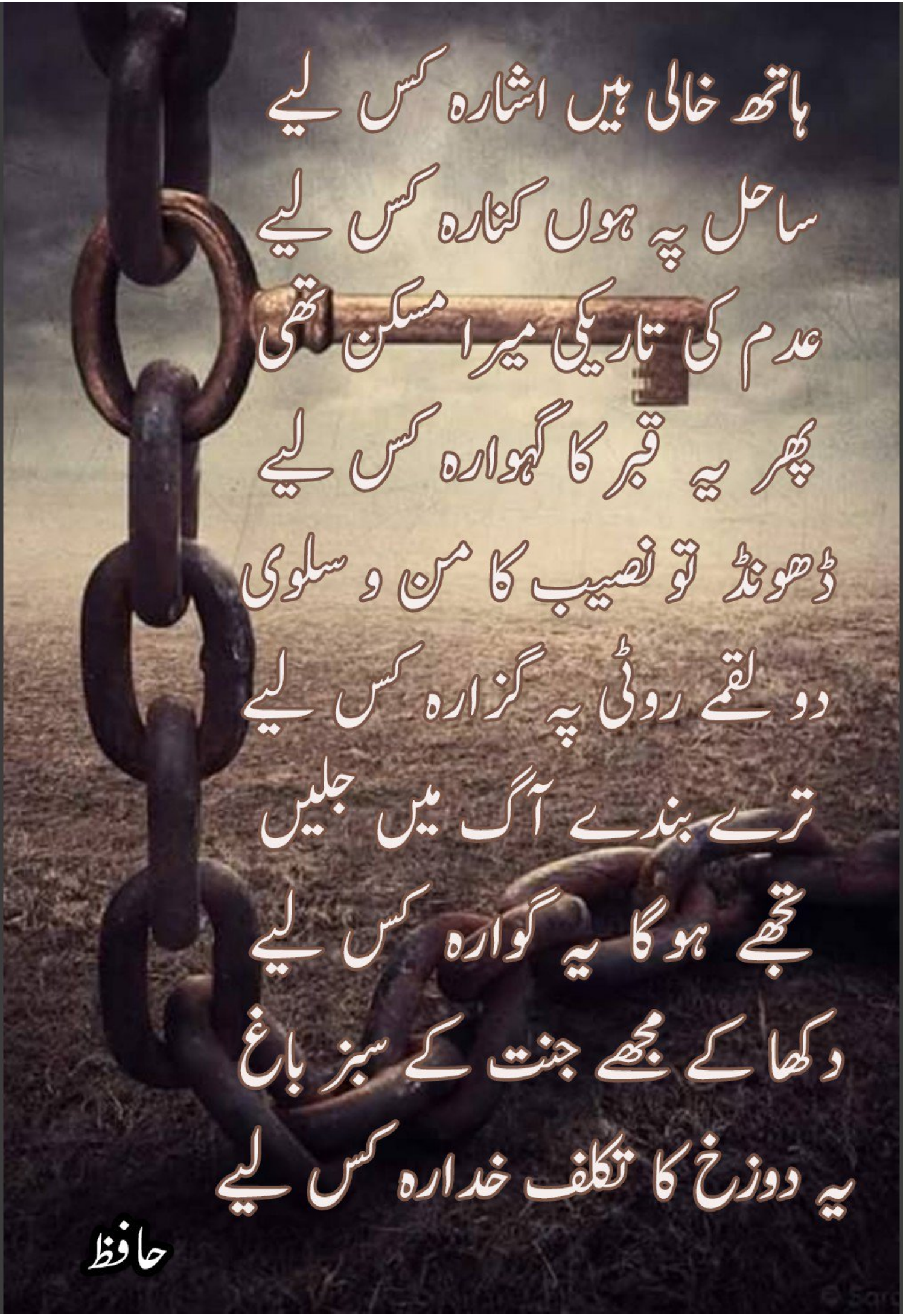
ہاتھ خالی ہیں اشارہ کس لیے
ساحل پہ ہوں کنارہ کس لیے
عدم کی تاریکی میرا مسکن تھی
پھر یہ قبر کا گہوارہ کس لیے
ڈھونڈ تو نصیب کا من و سلوی
دو لقمے روٹی پہ گزارہ کس لیے
ترے بندے آگ میں جلیں
تجھے ہو گا یہ گوارہ کس لیے
دکھا کے مجھے جنت کے سبز باغ
یہ دوزخ کا تکلف خدارہ کس لیے
حافظ

کہادی شہر دی مٹی گلیاں دا طواف کیتا
رکھے سجن بیلی دشمناں نوں معاف کیتا
چن چن ہیرے شہر دے سنگی یار بنائے
اندروں نکلے پتھر چٹیل جدوں صاف کیتا

پھر کبھی آزمائش نہ ہوگی
دل میں اگر خواہش نہ ہوگی
زمانے میں کوئی برا نہ ہوگا
کسی کی جب ستائش نہ ہوگی
اور بھی حسیں ہوجائے گی
دنیا میں گر نمائش نہ ہوگی
زندگی مانگ بیٹھی مری جاں
میں سمجھا ایسی فرمائش نہ ہوگی

حافظ

پھر کبھی آزمائش نہ ہوگی
دل میں اگر خواہش نہ ہوگی
زمانے میں کوئی برا نہ ہوگا
کسی کی جب ستائش نہ ہوگی
اور بھی حسیں ہوجائے گی
دنیا میں گر نمائش نہ ہوگی
زندگی مانگ بیٹھی مری جاں
میں سمجھا ایسی فرمائش نہ ہوگی

حافظ

مانگنے والوں کو دنیا بھی شائد نہیں ملتی
پانے والوں کو رب بھی مل جاتا ہے

حافظ

دنیا چاہو گے تو شائد مل نہ سکے
دنیا بنانے والا یقینا مل جائے گا

حافظ

اب تو خواب دیکھنا چھوڑ دیا
آنکھوں کا عذاب دیکھنا چھوڑ دیا
ہوئی جو آشکار آدمی کی حقیقت
سانسوں کا حساب دیکھنا چھوڑ دیا
بات میزان تک آنے کو تھی
خوبیوں میں ثواب دیکھنا چھوڑ دیا
کانٹوں نے جب گوارہ نہ کیا
تو پھر گلاب دیکھنا چھوڑ دیا

حافظ

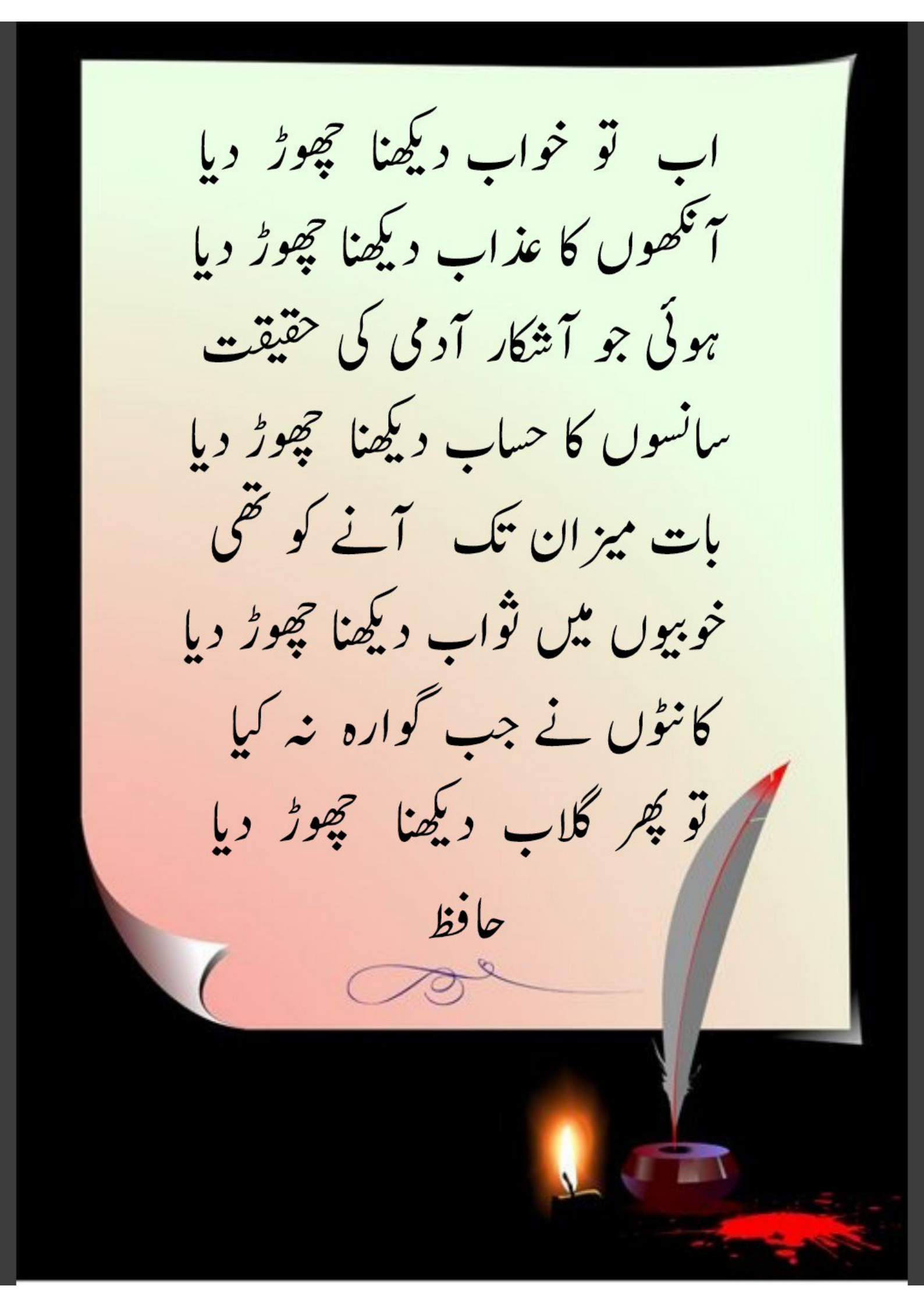

اب تو خواب دیکھنا چھوڑ دیا
آنکھوں کا عذاب دیکھنا چھوڑ دیا
ہوئی جو آشکار آدمی کی حقیقت
سانسوں کا حساب دیکھنا چھوڑ دیا
بات میزان تک آنے کو تھی
خوبیوں میں ثواب دیکھنا چھوڑ دیا
کانٹوں نے جب گوارہ نہ کیا
تو پھر گلاب دیکھنا چھوڑ دیا

حافظ

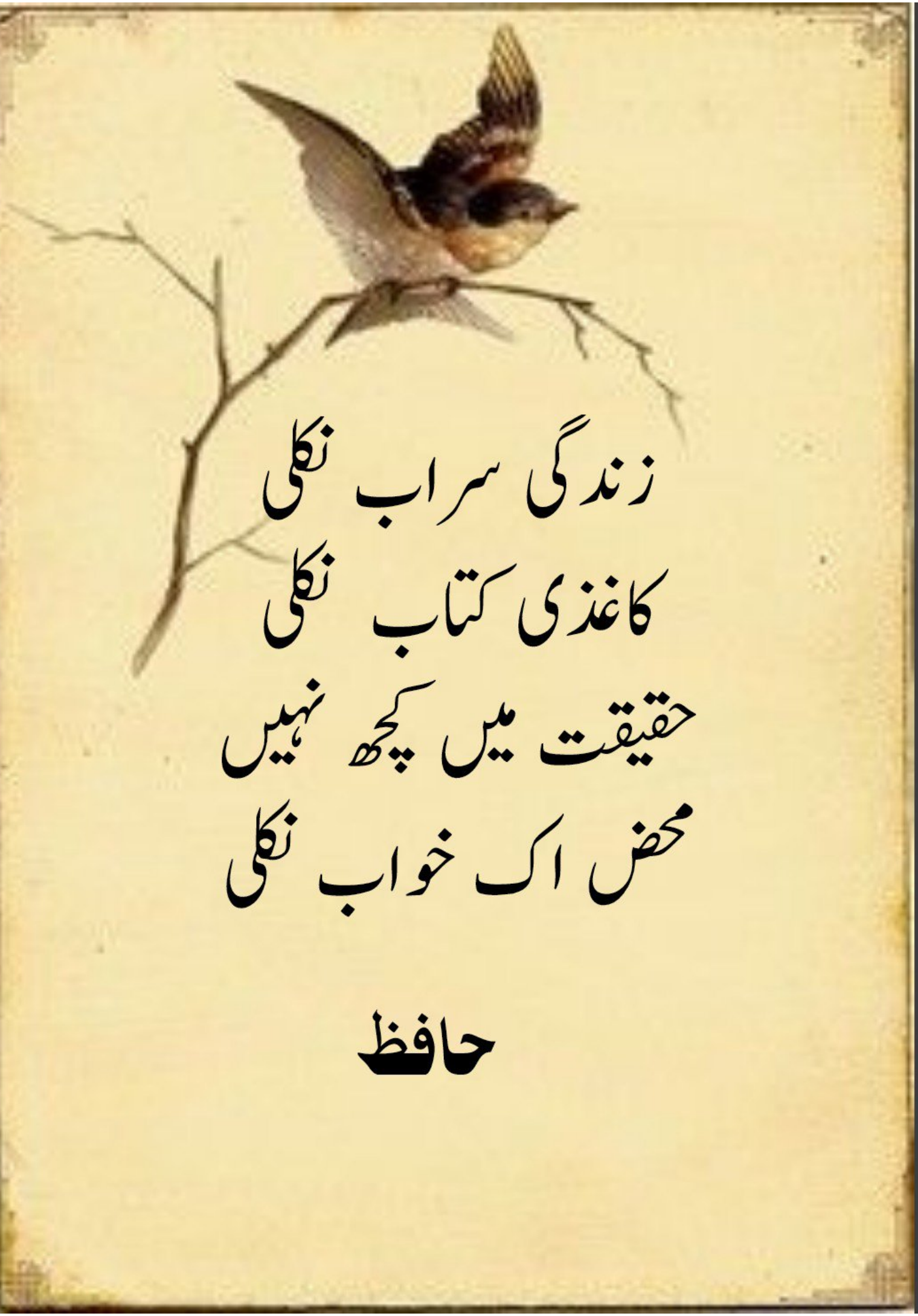
زندگی سراب نکلی
کاغذی کتاب نکلی
حقیقت میں کچھ نہیں
محض اک خواب نکلی
حافظ

منزل کی طرف بڑھنے والے لوگ نہیں جانتے
ان کا ہر قدم واپسی کی طرف اٹھ رہا ہے

اب تو خواب دیکھنا چھوڑ دیا
آنکھوں کا عذاب دیکھنا چھوڑ دیا
ہوئی جو آشکار آدمی کی حقیقت
سانسوں کا حساب دیکھنا چھوڑ دیا
بات میزان تک آنے کو تھی
خوبیوں میں ثواب دیکھنا چھوڑ دیا
کانٹوں نے جب گوارہ نہ کیا
تو پھر گلاب دیکھنا چھوڑ دیا

حافظ

اب تو خواب دیکھنا چھوڑ دیا
آنکھوں کا عذاب دیکھنا چھوڑ دیا
ہوئی جو آشکار آدمی کی حقیقت
سانسوں کا حساب دیکھنا چھوڑ دیا
بات میزان تک آنے کو تھی
خوبیوں میں ثواب دیکھنا چھوڑ دیا
کانٹوں نے جب گوارہ نہ کیا
تو پھر گلاب دیکھنا چھوڑ دیا

حافظ

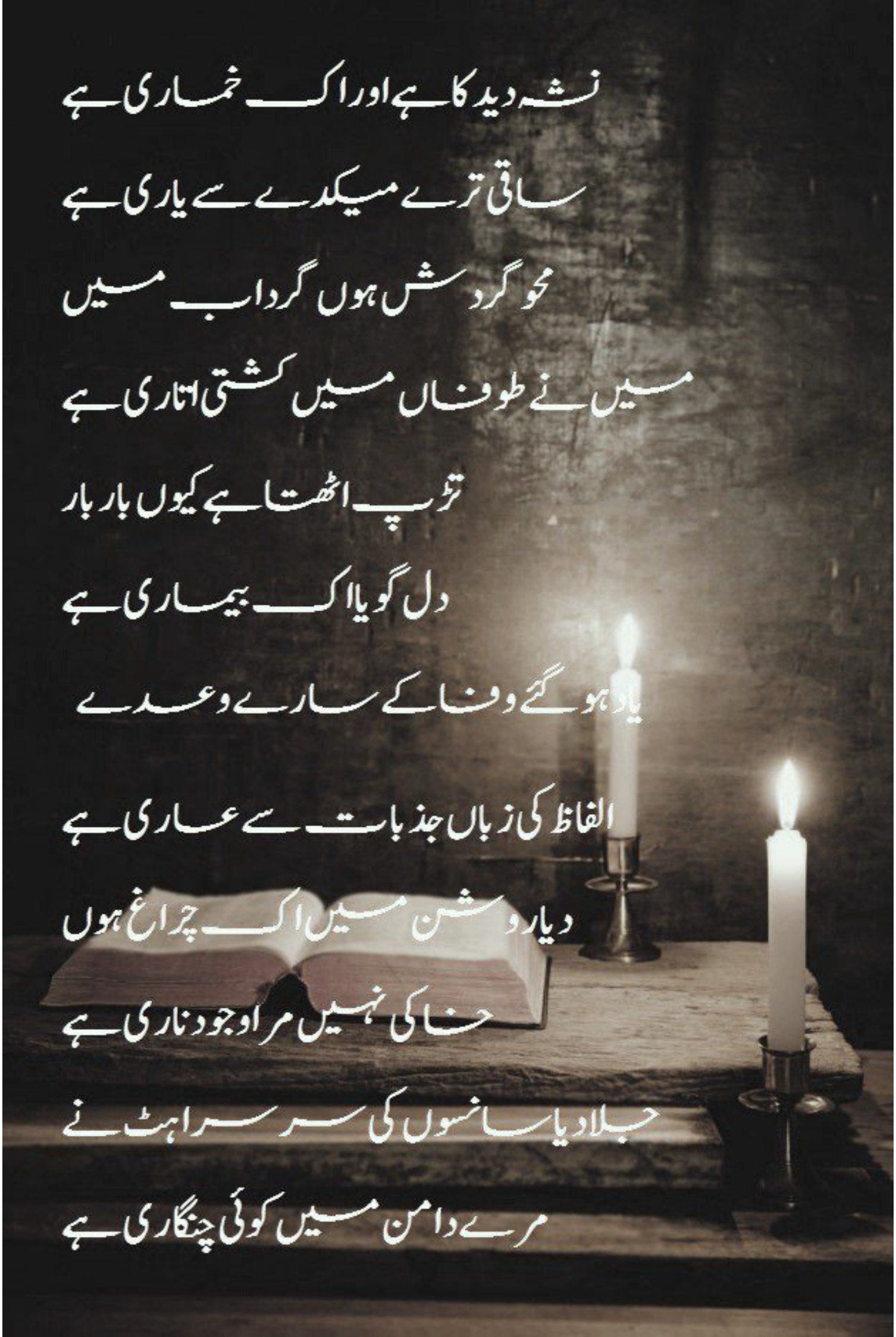

نشہ دید کا ہے اور اک خماری ہے

ساقی ترے میکدے سے یاری ہے

محو گردش ہوں گرداب میں

میں نے طوفاں میں کشتی اتاری ہے

تڑپ اٹھتا ہے کیوں بار بار

دل گویا اک بیماری ہے

یاد ہو گئے وفا کے سارے وعدے

الفاظ کی زباں جذبات سے عاری ہے

دیار وشن میں اک چراغ ہوں

حنا کی نہیں مرا وجود ناری ہے

جلا دیا سانسوں کی سرسراہٹ نے

مرے دامن میں کوئی چنگاری ہے

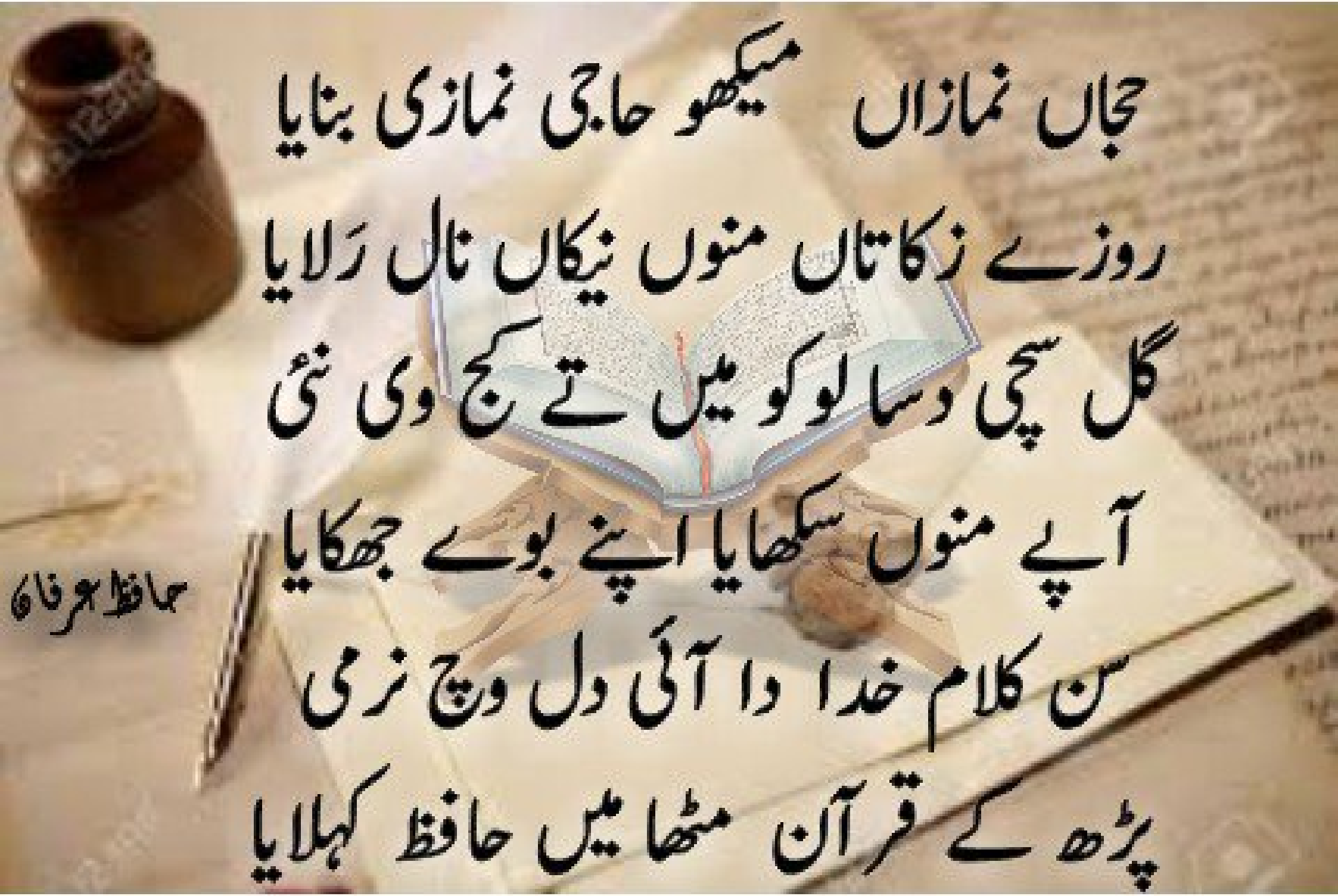
حجاں نمازاں میکھو حاجی نمازی بنایا
روزے زکاتاں منوں نیکاں نال رَلایا
گل سچی دسا لوکو میں تے کج وی نئ
آپے منوں سکھایا اپنے بوے جھکایا
سن کلام خدا دا آئی دل وچ نرمی
پڑھ کے قرآن مٹھا میں حافظ کہلایا
حافظ عرفان

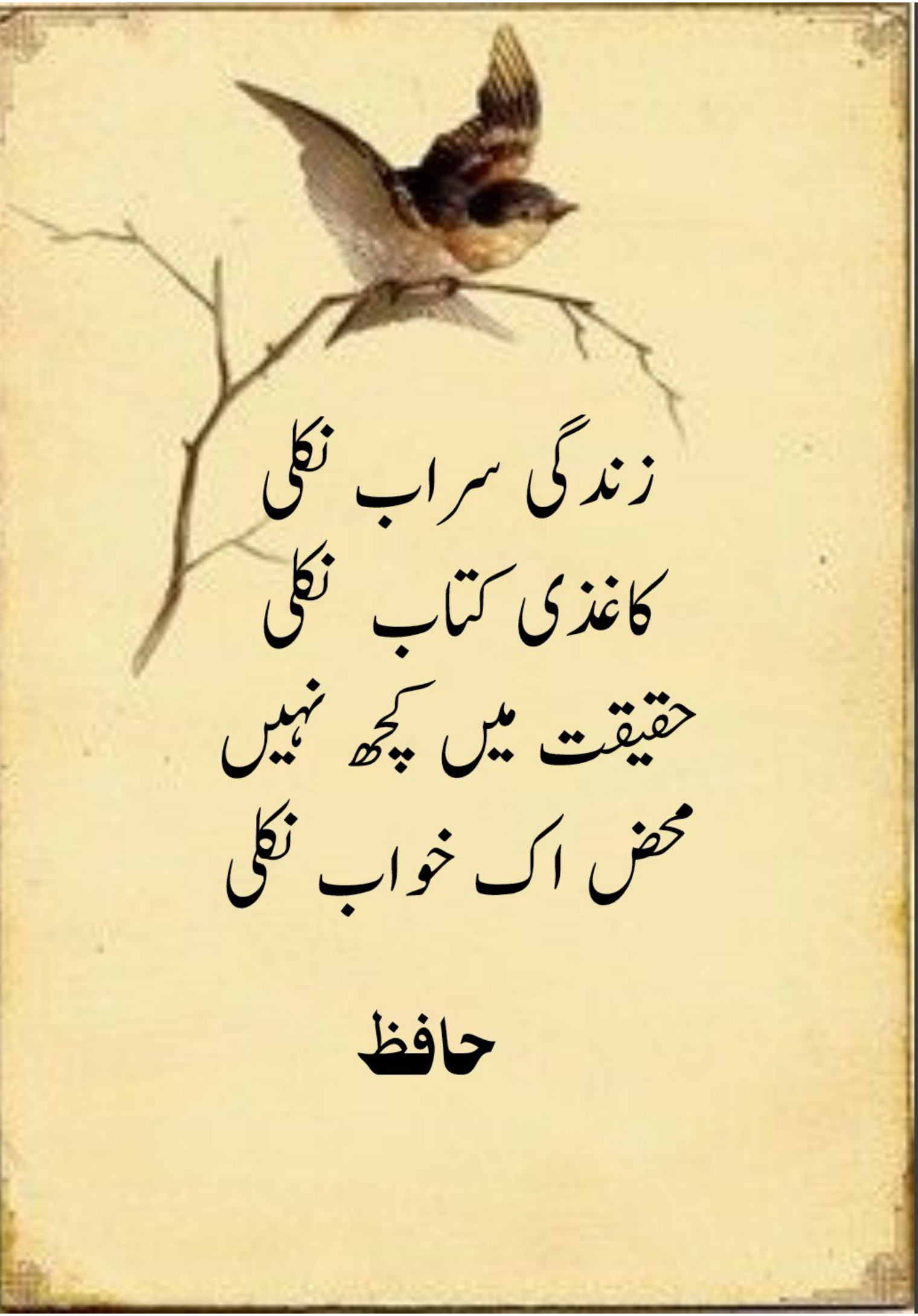
زندگی سراب نکلی
کاغذی کتاب نکلی
حقیقت میں کچھ نہیں
محض اک خواب نکلی
حافظ

کوئی خاک مٹی میں ملا دے
ہتھیلی کے غبار کو ہوا دے
اڑا کر گمنڈ کے خشک پتے
غرور کے سب نشاں مٹا دے
بہت اونچی ہے جذبوں کی اڑان
گرا کر مجھے خاب سے جگا دے

حافظ

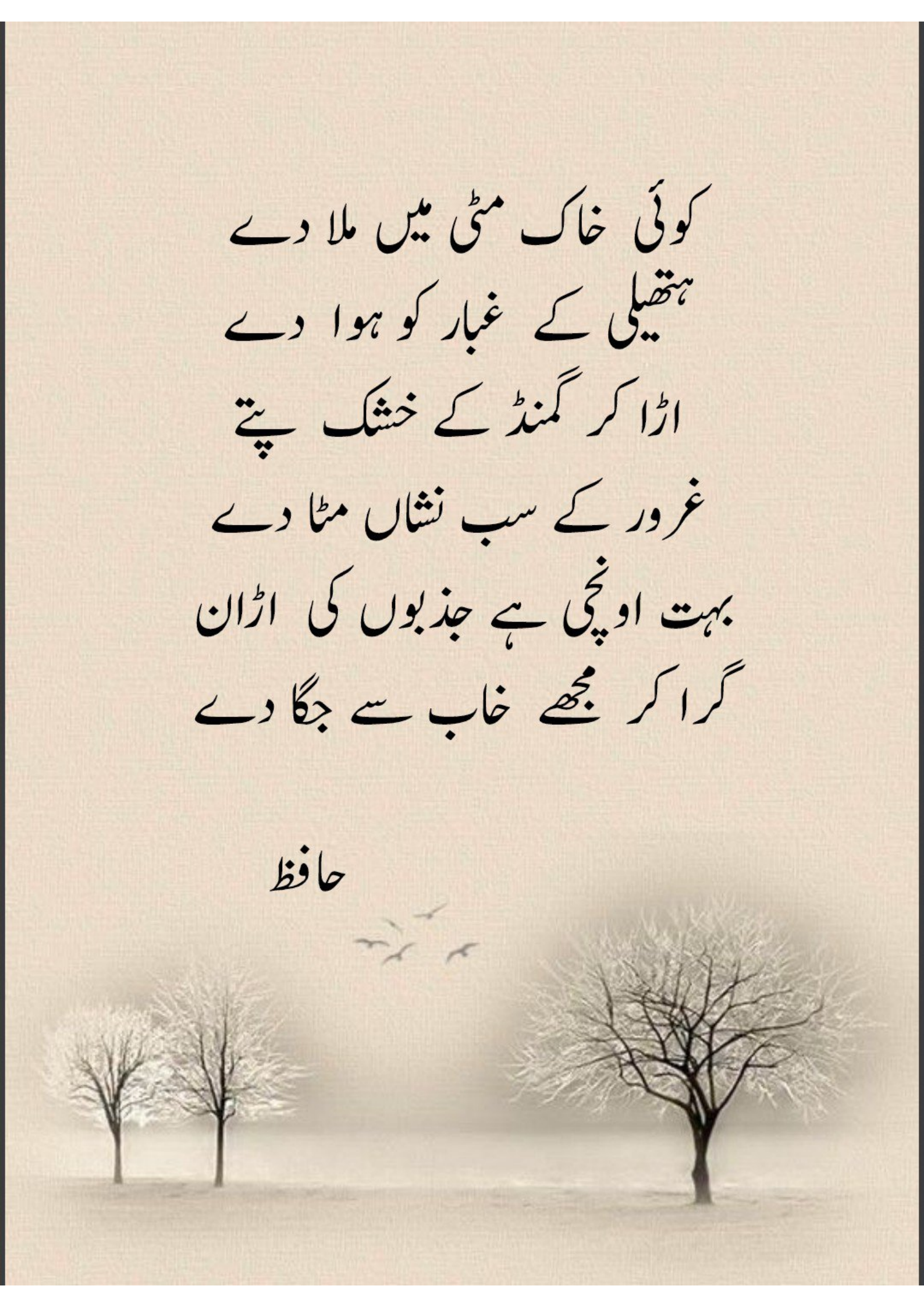

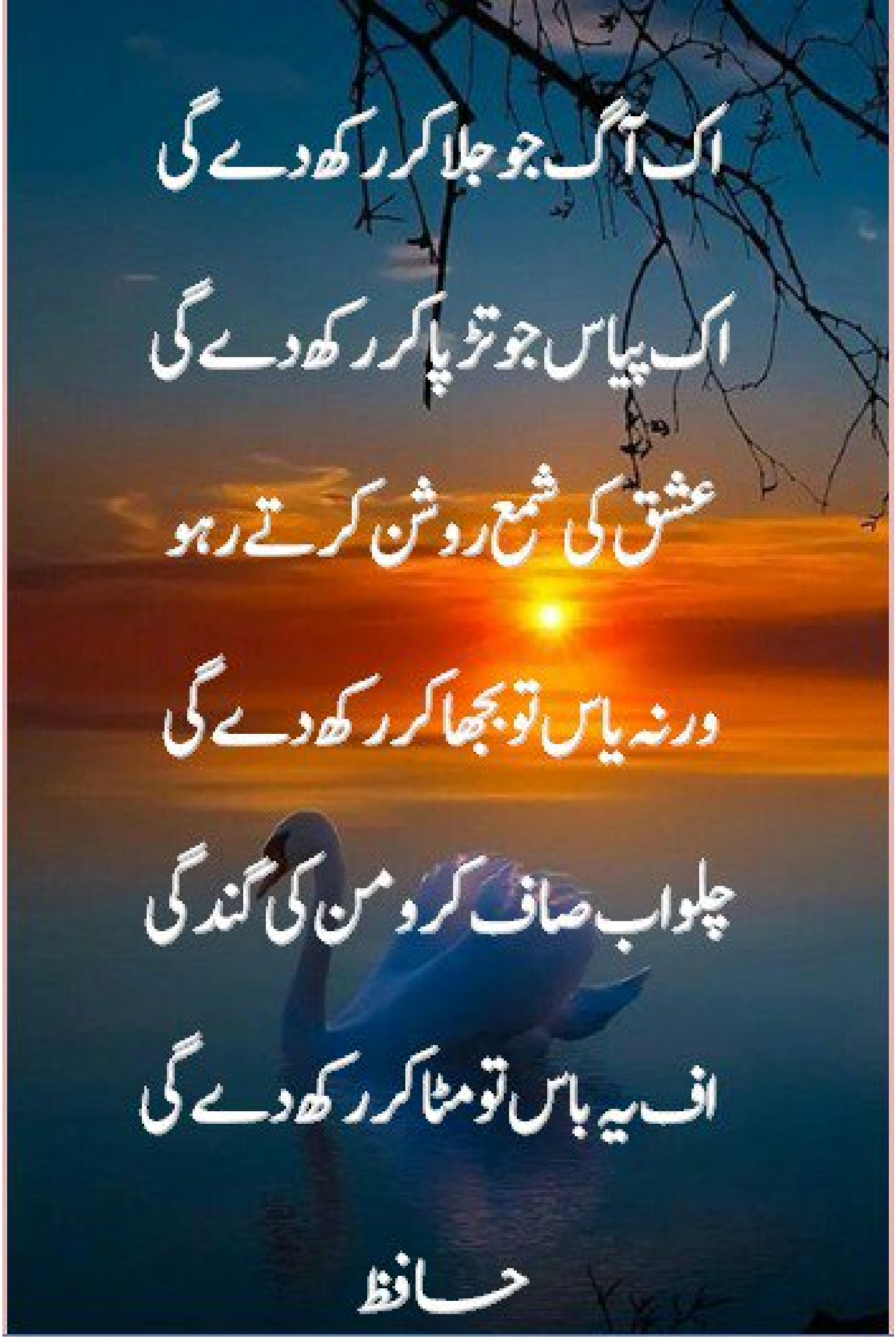
اک آگ جو جلا کر رکھ دے گی
اک پیاس جو تڑپا کر رکھ دے گی
عشق کی شمع روشن کرتے رہو
ورنہ یاس تو بجھا کر رکھ دے گی
چلو اب صاف کرو من کی گندگی
اف یہ یاس تو مٹا کر رکھ دے گی
حافظ

میں اداس رہنا چاہتا ہوں

اپنے پاس رہنا چاہتا ہوں

زندگی اک کڑا امتحان ہے

حقیقت شناس رہنا چاہتا ہوں

پی پی کے تلخیوں کے جام

کڑوی مٹھاس رہنا چاہتا ہوں

پانی کی امید مری زندگی ہے

لبوں کی پیاس رہنا چاہتا ہوں

ہوش والے بہت پریشاں ہیں

میں بد حواس رہنا چاہتا ہوں

حافظ

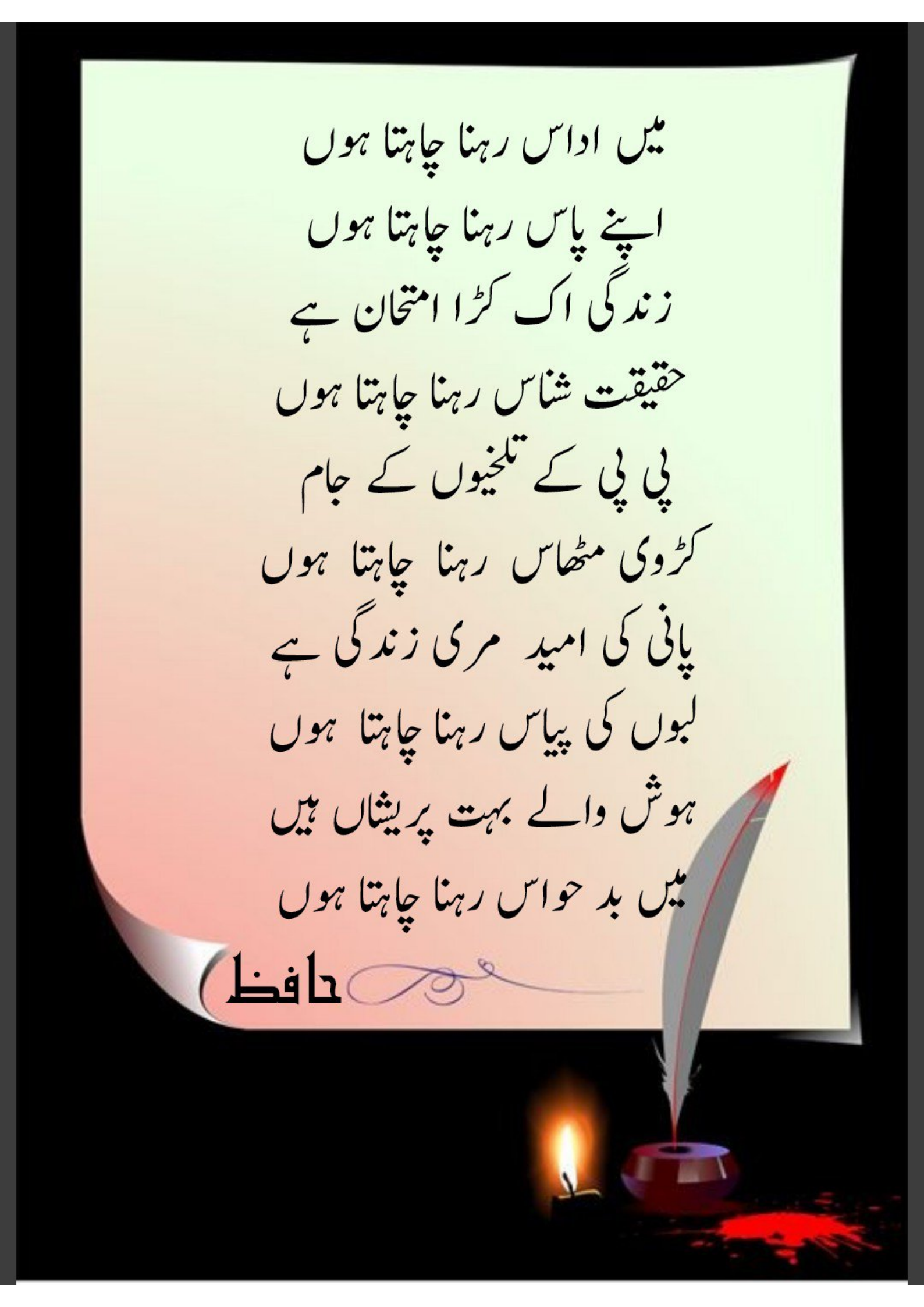

میں اداس رہنا چاہتا ہوں

اپنے پاس رہنا چاہتا ہوں

زندگی اک کڑا امتحان ہے

حقیقت شناس رہنا چاہتا ہوں

پی پی کے تلخیوں کے جام

کڑوی مٹھاس رہنا چاہتا ہوں

پانی کی امید مری زندگی ہے

لبوں کی پیاس رہنا چاہتا ہوں

ہوش والے بہت پریشاں ہیں

میں بد حواس رہنا چاہتا ہوں

حافظ

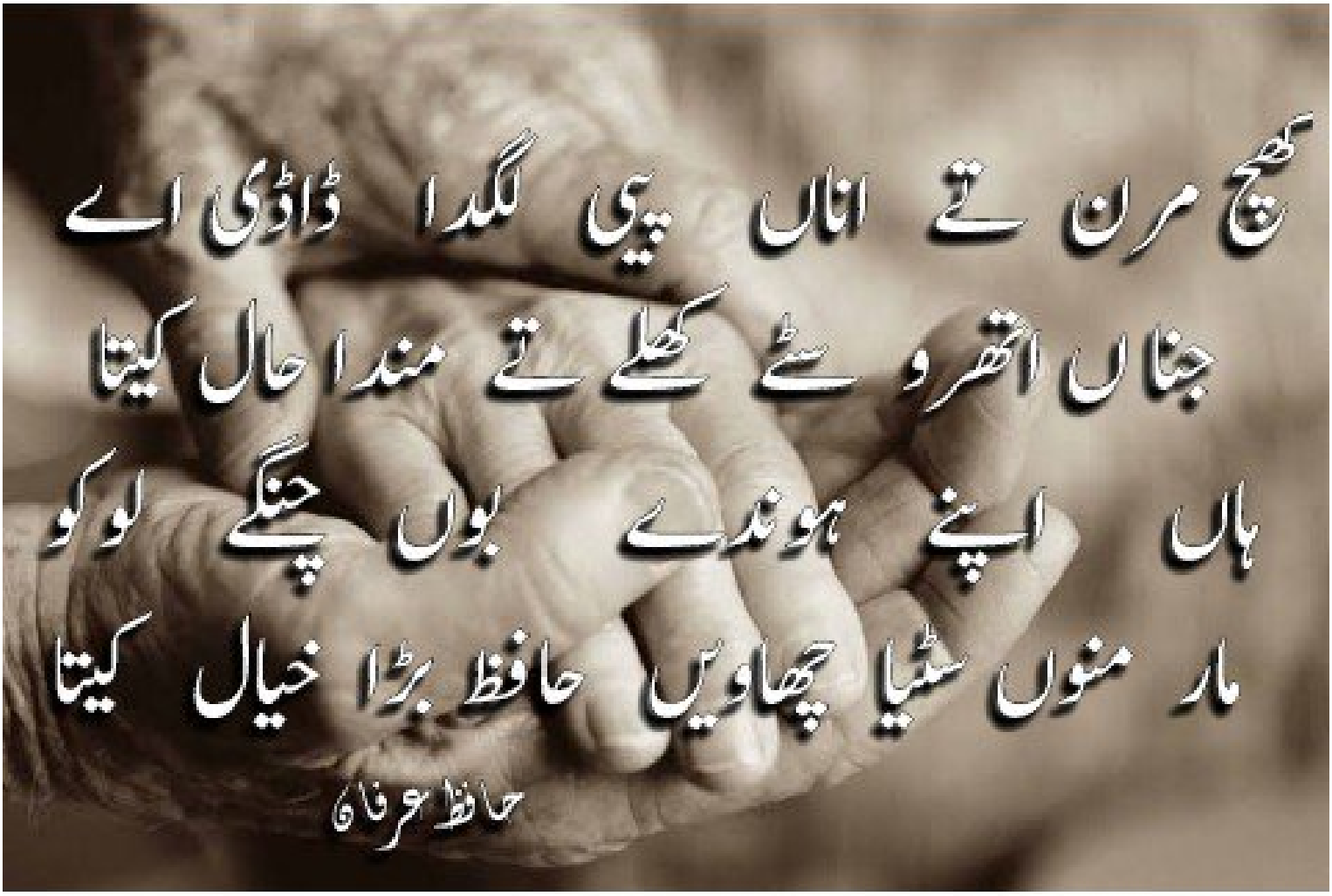
کھچ مرن تے اناں پئی لگدا ڈاڈی اے
جناں اتھرو سٹے کھلے تے مندا حال کیتا
ہاں اپنے ہوندے ہوں چنگے لوکو
مار منوں سٹیا چھاویں حافظ بڑا خیال کیتا
حافظ عرفان

آوارگی ہمیں جینے نہیں دیتی
بیچارگی ہمیں جینے نہیں دیتی
برسرپیکار ہوں زمانے سے
سادگی ہمیں جینے نہیں دیتی
سانسیں ہیں الجھن کی طرح
زندگی ہمیں جینے نہیں دیتی
روز چلا آتا ہوں بزم میں
دوستی ہمیں جینے نہیں دیتی
یہ آنکھ لگ جائے دو گھڑی
روشنی ہمیں جینے نہیں دیتی
نہ سمجھے اسے کوئی نا امیدی
بے بسی ہمیں جینے نہیں دیتی
یاد ماضی جگا دیتا ہے جذبات
عاشقی ہمیں جینے نہیں دیتی

حافظ

وہی اچھا ہے جو خدا نے اپنی خوشی سے دیا ہے
تمھاری خوشی میں یقینا بہت آنسو ہونگے

حافظ

اس دنیا کو اتنا نہ مانگو کہ دنیا مل جائے
پھر نجانے تم سے کیا کچھ چھن جائے

حافظ

حیرت ہے جس چیز کو مٹی میں رہنا ہے
لوگ اسے کیوں صاف کرتے ہیں

حافظ

سچ ہے توبہ کے دروازے ساری زندگی کھلے رہتے ہیں
مگر توبہ کی توفیق کب ملے نصیب کی بات ہے

حافظ

ربا جیوے دنیا اچ کرم تو کیتا
تے اپنے دوارے کرئی مہربانیاں
لوکاں اگے نہ کرئی سر نیواں
پے رہن پردے مری کھانیاں

یہ بے نشاں مارے جائیں گے

بے سر و ساماں مارے جائیں گے

کوئی وبال تھا جن قلوب میں

وہ بدگماں مارے جائیں گے

تھے وہ رہنما انہیں معلوم تھا

امیرے کاروں مارے جائیں گے

حافظ

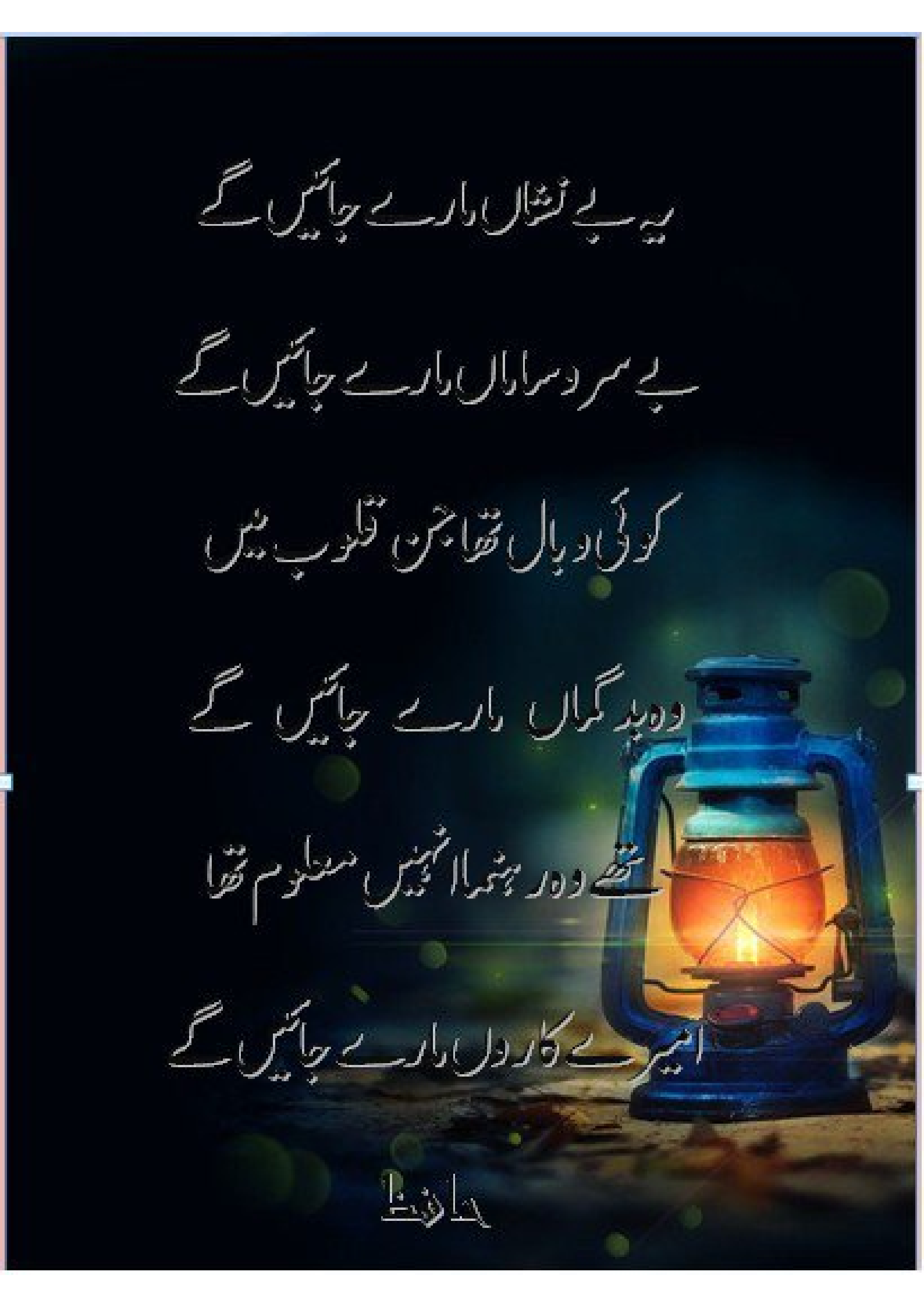

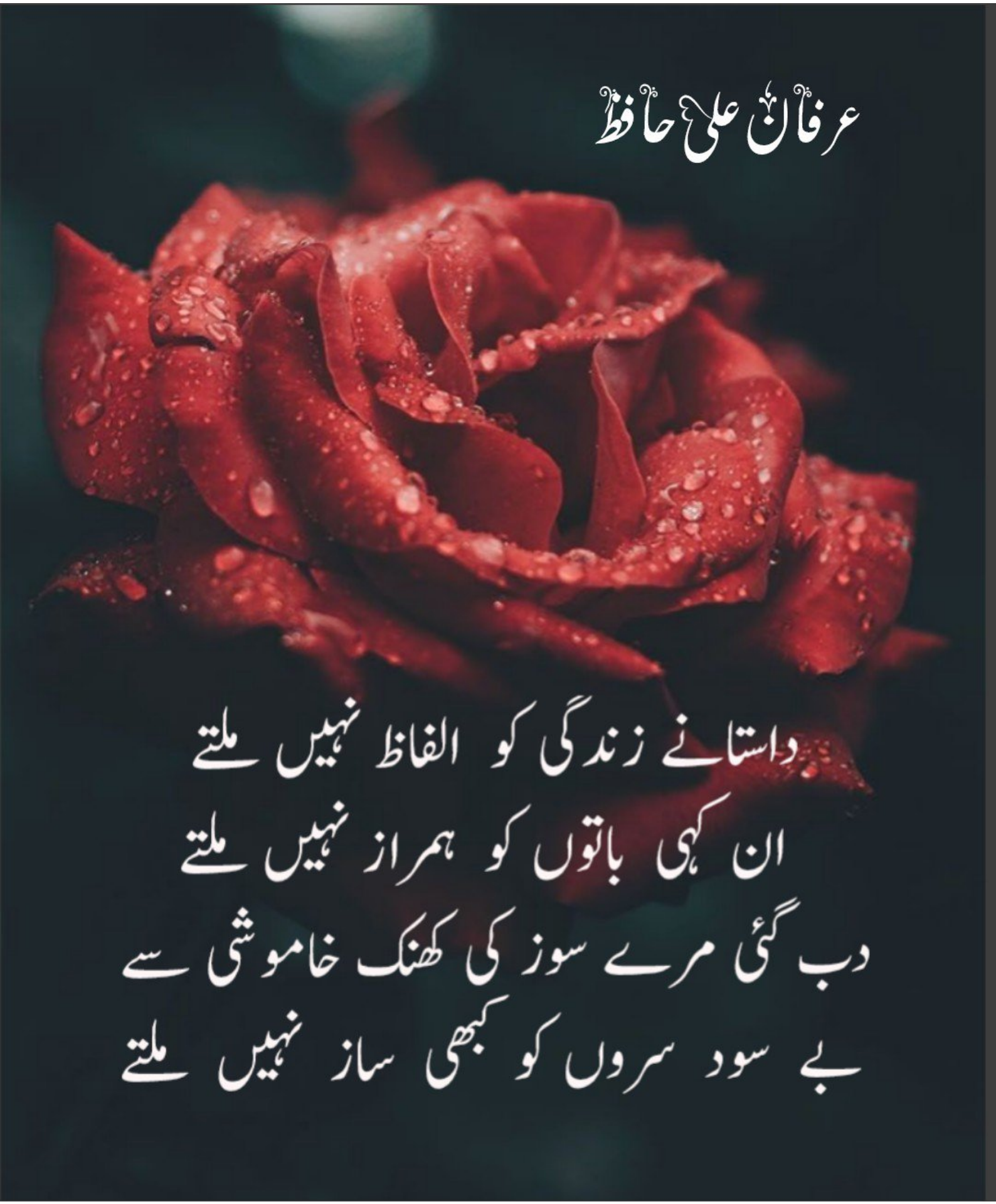
عرفان علی حافظ
داستانے زندگی کو الفاظ نہیں ملتے
ان کہی باتوں کو ہمراز نہیں ملتے
دب گئی مرے سوز کی کھنک خاموشی سے
بے سود سروں کو کبھی ساز نہیں ملتے

اک بوسیدہ قبر رو رہی ہے وحشت کدے میں
اے آدمی تری غفلت نے اجاڑ ڈالا ہے میرا چمن

عرفان علی حافظ

گرم موسم میں سردی کے دن یاد آتے ہیں
سرد موسم میں گرمی کے دن یاد آتے ہیں
زندگی کی کوکھ میں پلتے ہیں امیر و غریب
رنج و غم میں خوشی کے دن یاد آتے ہیں
وقت کے پیمانوں میں قید یہ انسان کی حیات
موت کی آغوش میں زندگی کے دن یاد آتے ہیں

عرفان علی حافظ

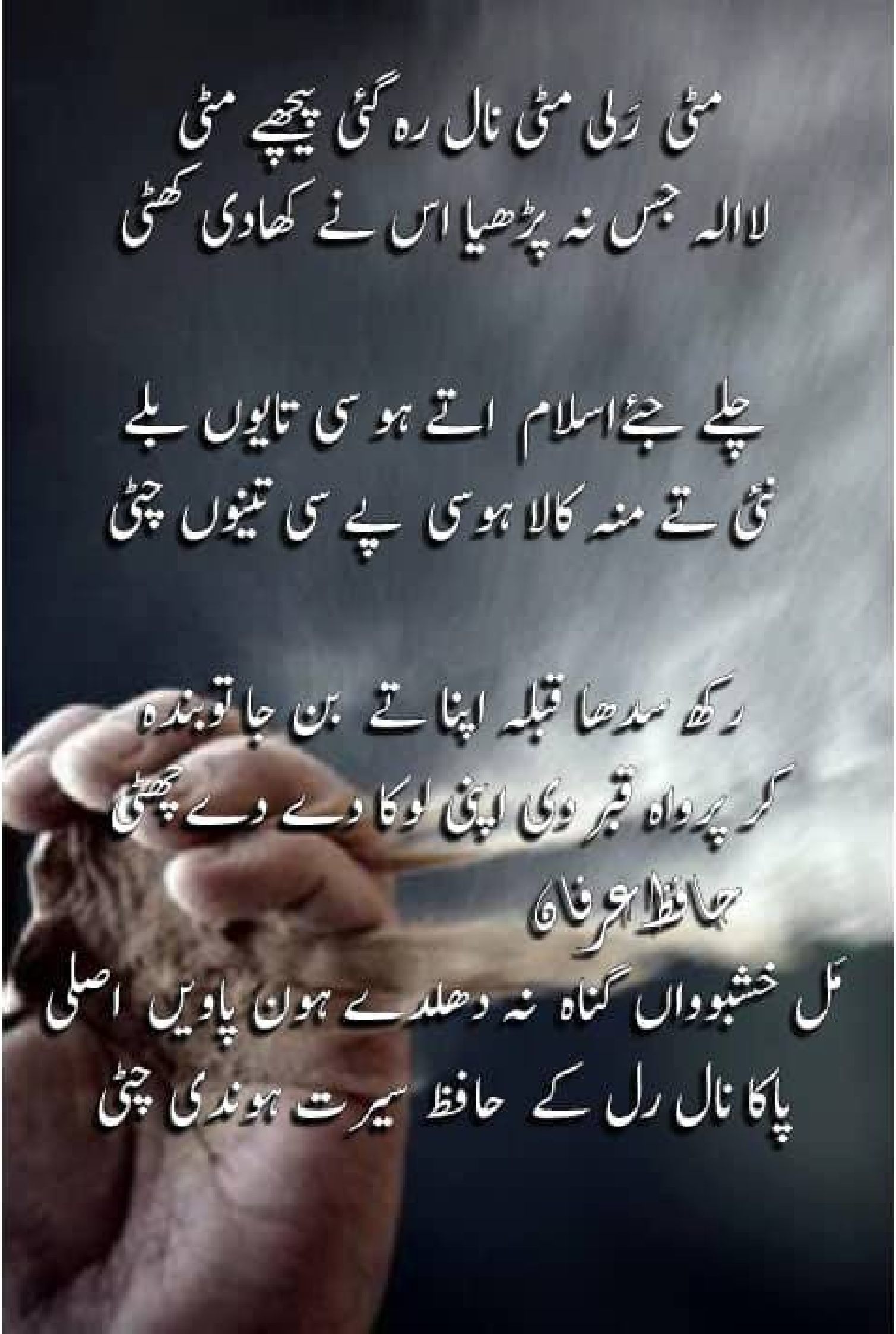
مٹی رَلی مٹی نال رہ گئی پیچھے مٹی
لاالہ جس نہ پڑھیا اس نے کھادی کھٹی
چلے جیئے اسلام اتے ہو سی تایوں بلے
نئی تے منہ کالا ہو سی پے سی تینوں چٹی
رکھ سدھا قبلہ اپنا تے بن جا تو بندہ
کر پروا قبر دی اپنی لوکا دے دے چھٹی
حافظ عرفان
مل خشبواں گناہ نہ دھلدے ہون پاویں اصلی
پاکا نال رل کے حافظ سیرت ہوندی چٹی

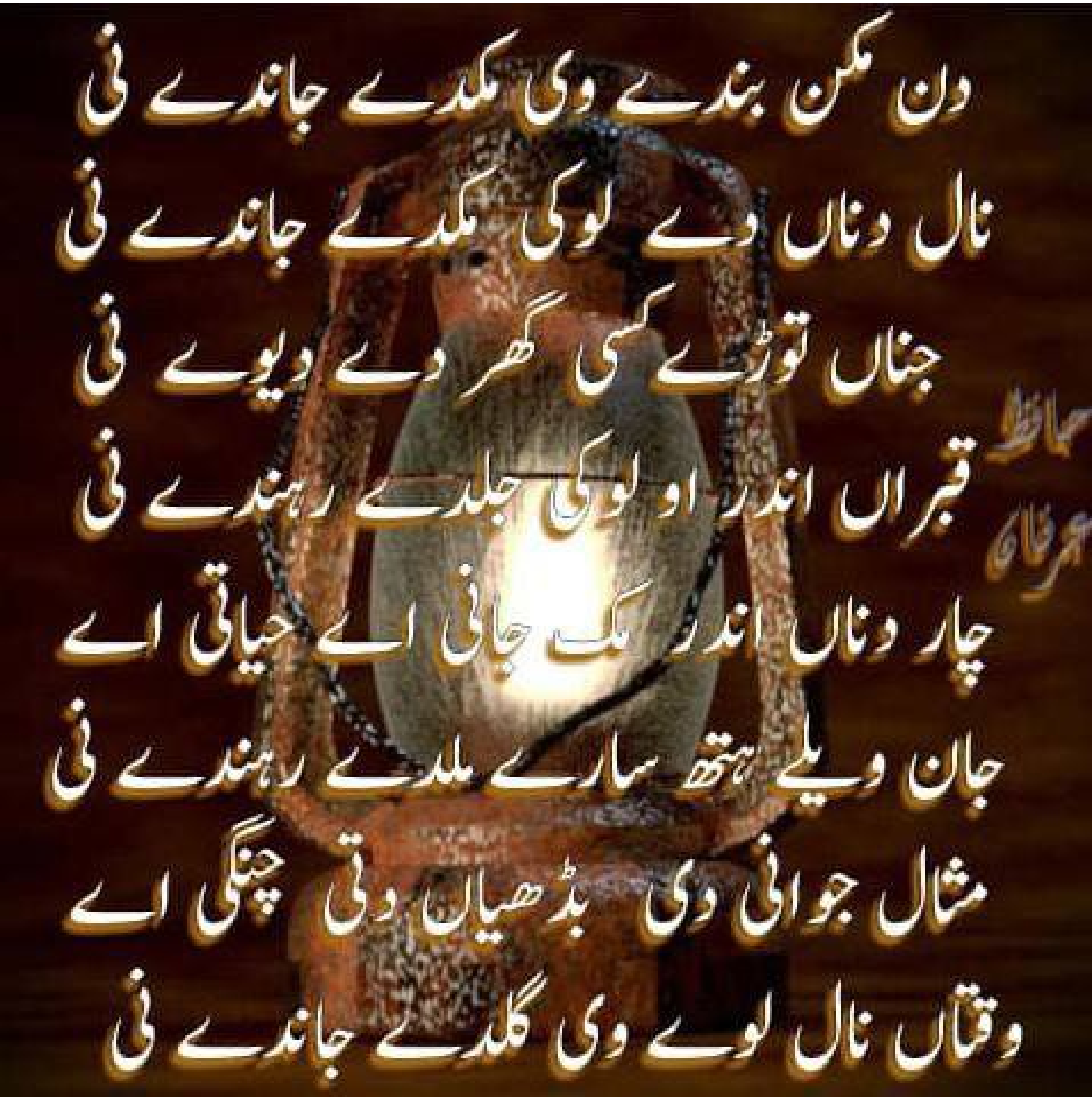
دن مکن بندے وی مکدے جاندے نی
نال دناں دے لوکی مکدے جاندے نی
جناں توڑے کسی گھر دے دیوے نی
قبراں اندر او لوکی جلدے رہندے نی
چار دناں اندر مک جانی اے حیاتی اے
جان ویلے ہتھ سارے ملدے رہندے نی
مثال جوانی دی بڈھیاں دتی چنگی اے
وقتاں نال لوے وی گلدے جاندے نی

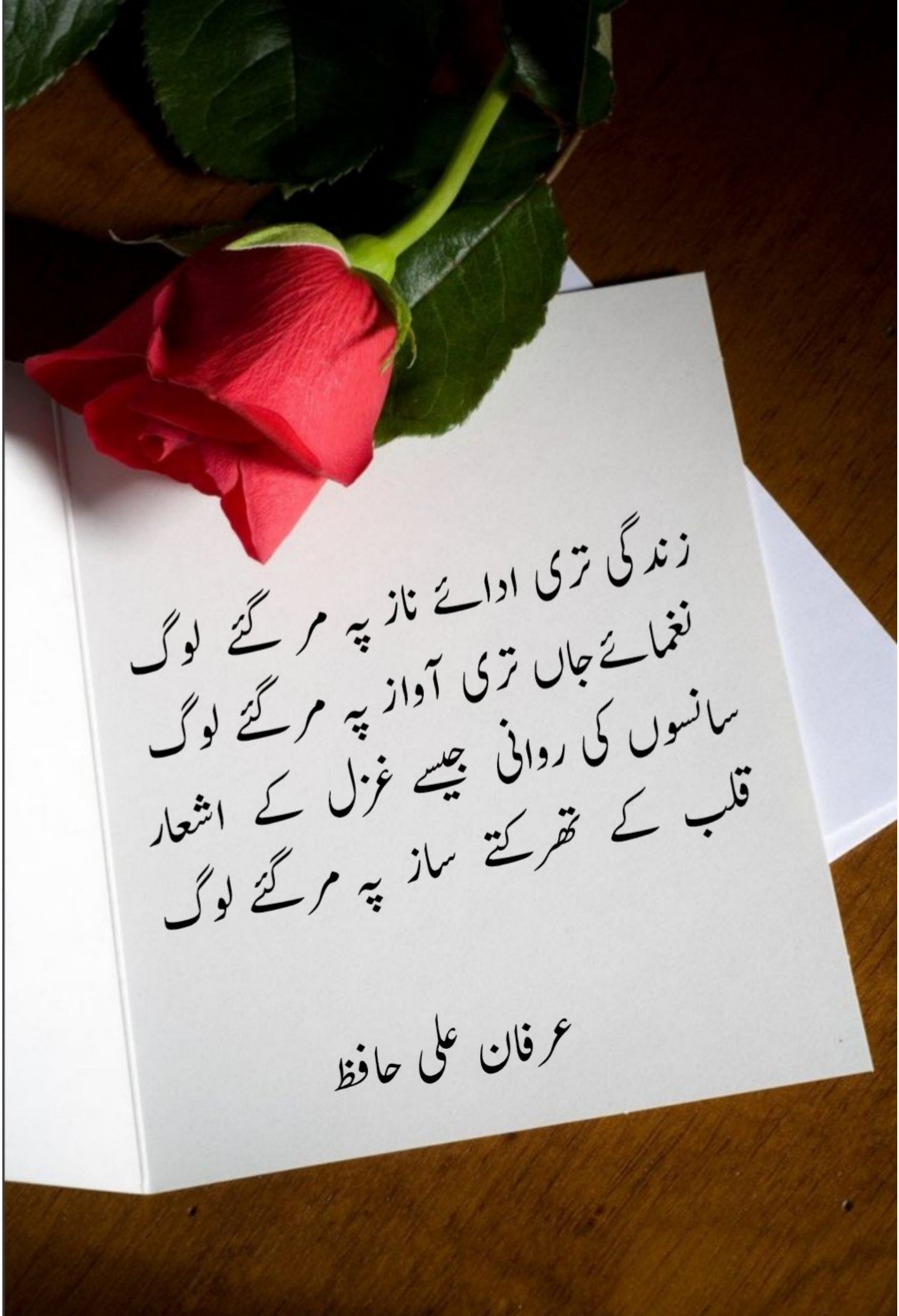
زندگی تری ادائے ناز پہ مر گئے لوگ
نغمائے جاں تری آواز پہ مرگئے لوگ
سانسوں کی روانی جیسے غزل کے اشعار
قلب کے تھرکتے ساز پہ مرگئے لوگ

عرفان علی حافظ

انسانیت کے قصے پرانی کتابوں میں لکھے ہیں
محبت بھرے رقعے پرانی کتابوں میں لکھے ہیں
بوسیدہ اوراق میں ملتی ہیں نامکمل تحریریں
تاریخ کے ناتمام حصے پرانی کتابوں میں لکھے ہیں

عرفان علی حافظ

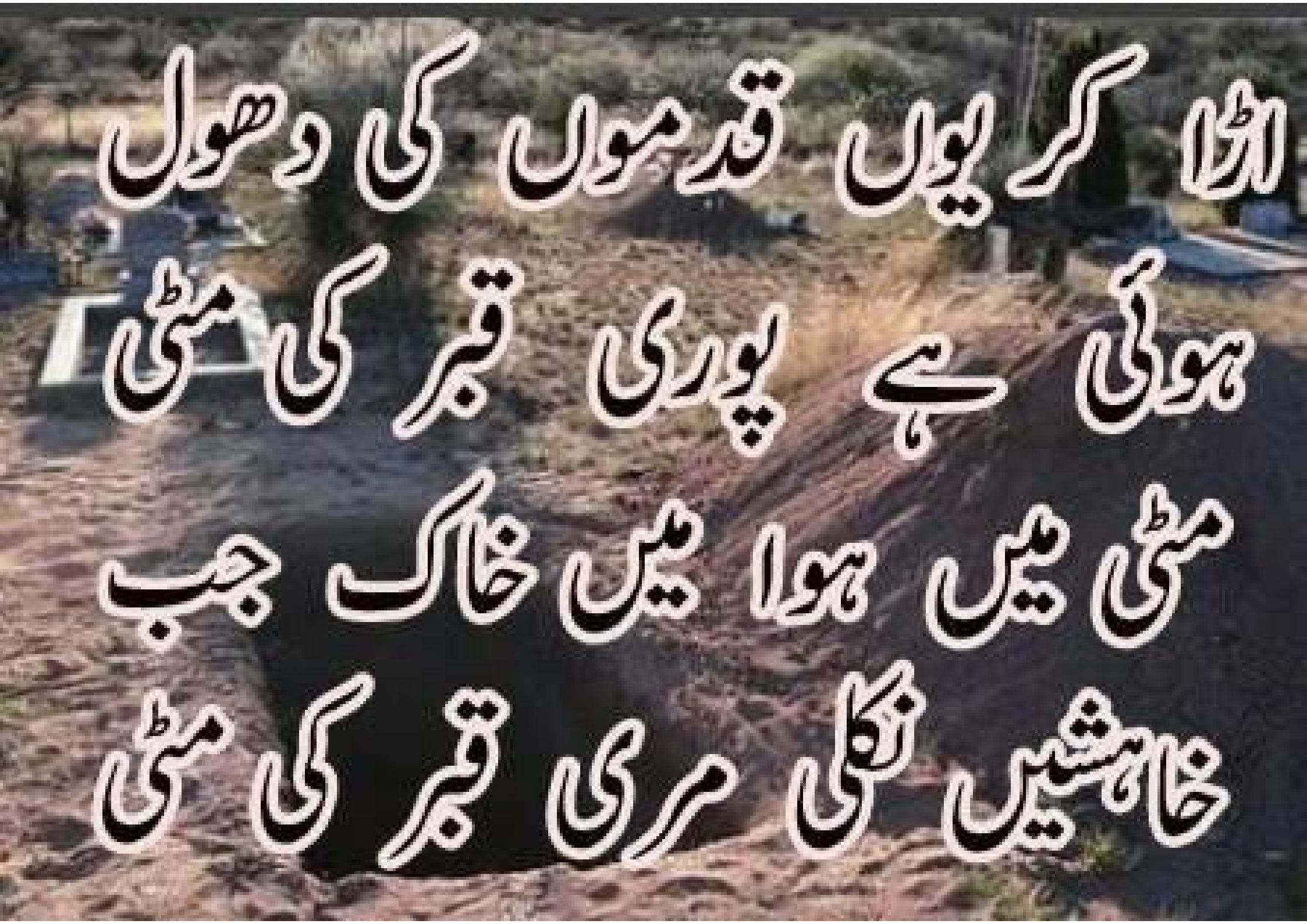
اڑا کر یوں قدموں کی دھول
ہوئی ہے پوری قبر کی مٹی
مٹی میں ہوا میں خاک جب
خواہشیں نکلی مری قبر کی مٹی

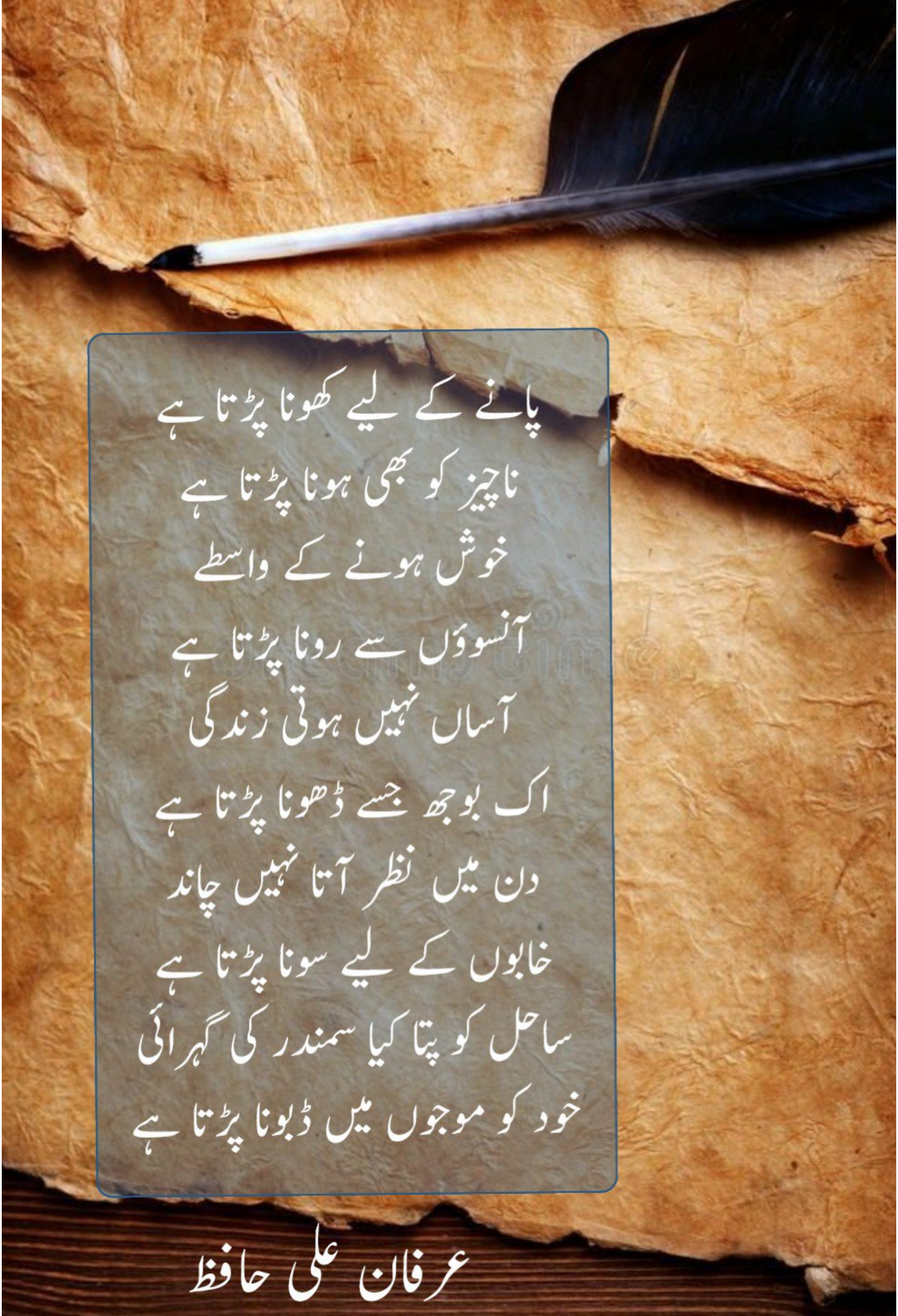

پانے کے لیے کھونا پڑتا ہے
ناچیز کو بھی ہونا پڑتا ہے
خوش ہونے کے واسطے
آنسوؤں سے رونا پڑتا ہے
آساں نہیں ہوتی زندگی
اک بوجھ جسے ڈھونا پڑتا ہے
دن میں نظر آتا نہیں چاند
خابوں کے لیے سونا پڑتا ہے
ساحل کو پتا کیا سمندر کی گہرائی
خود کو موجوں میں ڈبونا پڑتا ہے

عرفان علی حافظ

لوکا کولوں فیض نہ لبھی

بھاویں لگن چھٹے دھارے

فیض محمد صدقے جاواں

پیراں دے پیر پیارے

لب آسمانوں بوسہ کردے

پیر چُم چُم چُمن چُن تارے

حافظ عرفان

کسی نہ کھا دے سوکھے گھراں دے کرائے نی
اس کولوں خالی چنگے گھر جناں کی لائے نی

جیئے وساندا چنگے ہوندی تایوں خیر
ہن ویکھ بوے ٹٹے بھجے کادے رونے پائے نی

اوہو مالک اس گھر دا حافظ کر چابی ادے حوالے
چیز جناں دی انا پہنچی جناں عرشاں ڈیرے لائے نی

حافظ عرفان

آدمی کی تصویر ہے حساب کے پیمانوں میں
خواہشوں کے سوداگر ملتے ہیں انسانوں میں
کب تلک بھاگنا ہے زمین کے مدار میں
غریبِ وطن ہوں مرا جہاں ہے آسمانوں میں

عرفان علی حافظ

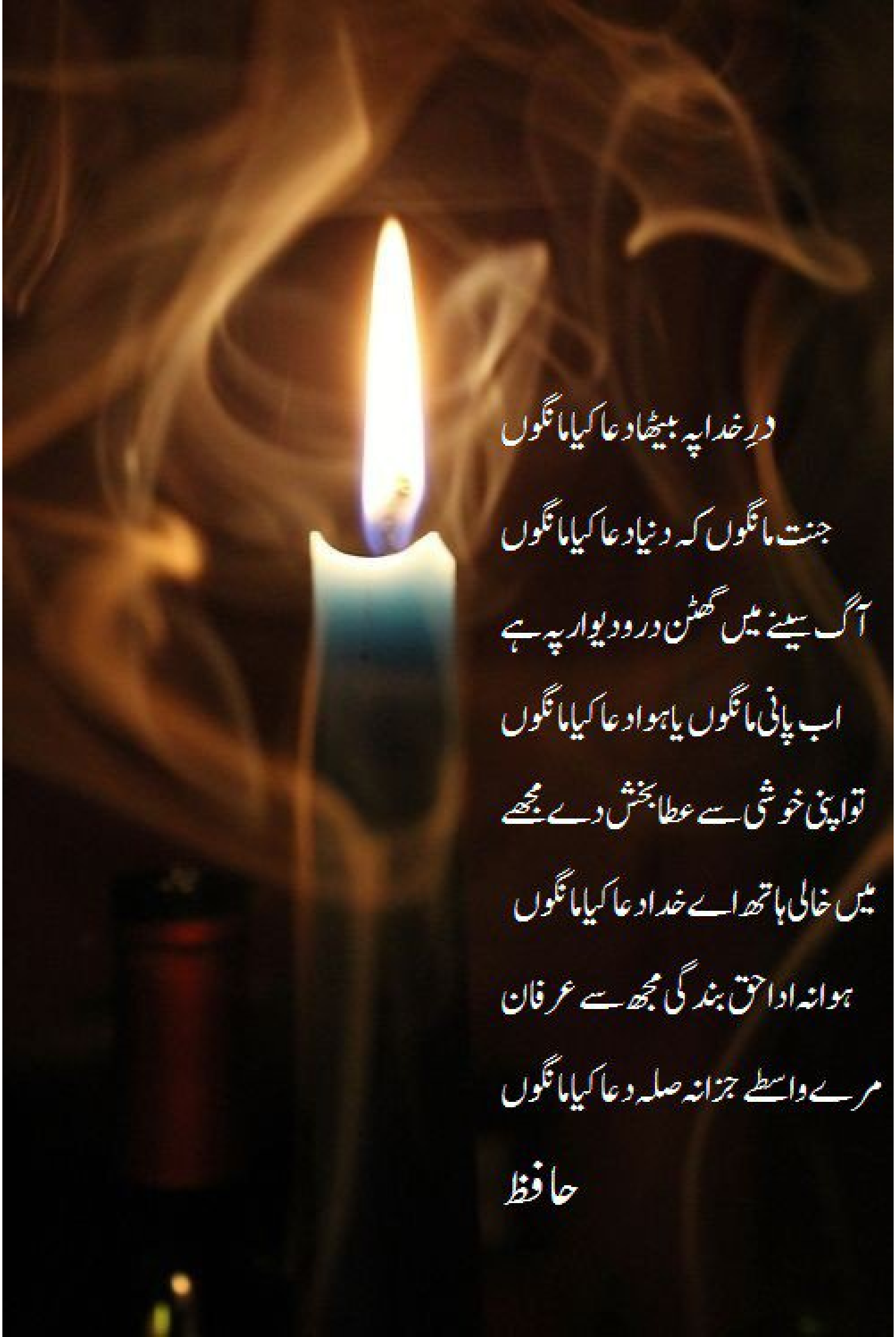
درِ خدا پہ بیٹھا دعا کیا مانگوں
جنت مانگوں کہ دنیا دعا کیا مانگوں
آگ سینے میں گھٹن در و دیوار پہ ہے
اب پانی مانگوں یا ہوا دعا کیا مانگوں
تو اپنی خوشی سے عطا بخش دے مجھے
میں خالی ہاتھ اے خدا دعا کیا مانگوں
ہوا نہ ادا حق بندگی مجھ سے عرفان
مرے واسطے جزا نہ صلہ دعا کیا مانگوں
حافظ

آدمی کی تصویر ہے حساب کے پیمانوں میں
خواہشوں کے سوداگر ملتے ہیں انسانوں میں
کب تلک بھاگنا ہے زمین کے مدار میں
غریبِ وطن ہوں مرا جہاں ہے آسمانوں میں

یا اللہ

عرفان علی حافظ

آدمی کی سرکشی ہے خیالات کی بغاوت
کس کا مقام کیا ہے یہ ظرف کی بات ہے
قلم کی جنبش جانے کسی کو کیا بنا دے
سیاہ کرے یا سفید اک حرف کی بات ہے

عرفان علی حافظ

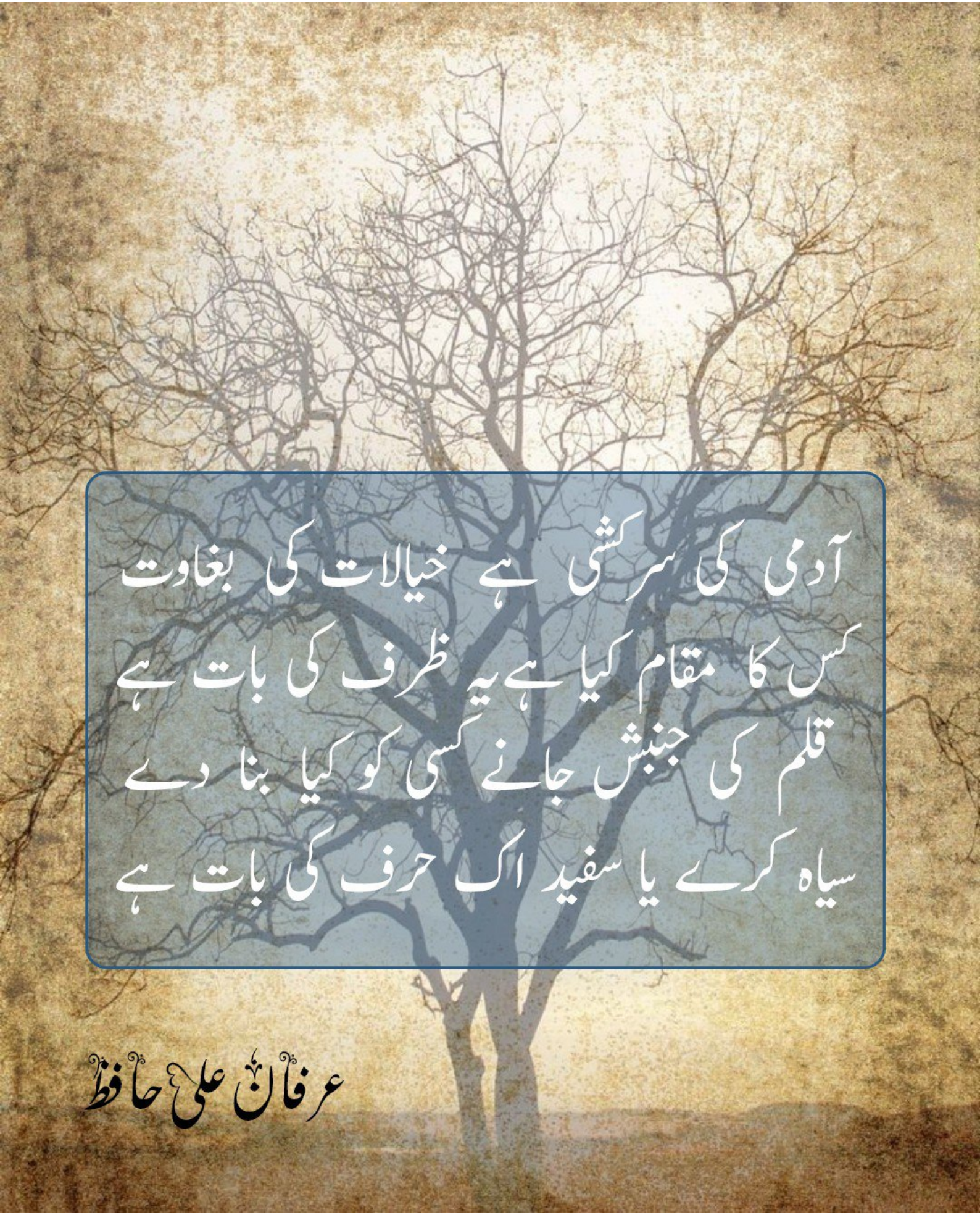
آدمی کی سرکشی ہے خیالات کی بغاوت
کس کا مقام کیا ہے یہ ظرف کی بات ہے
قلم کی جنبش جانے کسی کو کیا بنا دے
سیاہ کرے یا سفید اک حرف کی بات ہے
عرفان علی حافظ

حافظ عرفان

منہ سو ہنڑے بے نقاب پھر وے نے
چلدے پھر وے عذاب پھر وے نے
کی لبدے نے عالم عاما وے ور تے
چراغا وے پچھے ہن آفتاب پھر وے نے
میتھی سمجھ نہ آیا کیوں کلمے دا مطلب
خطیب ہزاراں اہل خطاب پھر وے نے
پھڑ مرشد دا پلا پڑھ کلمہ نبی دا
بے عملے وی ہن پڑھ کتاب پھر وے نے
دل وچ پیار نئی کس گم اے پڑھیاں نی
حافظ بوں ترے جے خراب پھر دے نے

سفر دراز تھا رات ہو گئی

پھر تاروں سے ملاقات ہو گئی

خوب گزرا وقت چاندنی میں اور

چاند سے دوستی کی شروعات ہو گئی

عرفان علی حافظ

Imagitor

حافظ عرفانی
عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑدی
حافظ ہجر دے پتھر کدی نہ گلدے

ناخدا نے ڈبویا کبھی جو میرا سفینہ
میں بے رحم موجوں سے ٹکرا جاؤں گا
طوفاں کی موجوں سے ناواقف نہیں میں
ساحل و سمندر کے درمیاں بپھرا جاؤں گا
شیشائے دل ہوں مگر ہوں حوادث زمانہ
سنگ بازی کے دوراں میں پتھرا جاؤں گا

عرفان علی حافظ

© Ladia Lynn

مرے آنگن میں آفتاب آجائے
کوئی آوارہ سحاب آجائے
سوچتا ہوں کسی رات سو جاؤں
آنکھ کھلے تو انقلاب آجائے
کانپتی ہوئی روح دعا کرتی ہے
ان بیساکھیوں پہ شباب آجائے
لبوں کی خشکی سے زباں نہیں کھلتی
اے کاش بارش سے سیلاب آجائے
شائد ٹوٹے دلوں کی امید باقی ہے
ورنہ بدعا سے کوئی عذاب آجائے
میں تھک گیا اس جمع و تفریق سے
حافظ اے کاش تجھے حساب آجائے

عرفان علی حافظ

مرے آنگن میں آفتاب آجائے
کوئی آوارہ سحاب آجائے
سوچتا ہوں کسی رات سو جاؤں
آنکھ کھلے تو انقلاب آجائے
کانپتی ہوئی روح دعا کرتی ہے
ان بیساکھیوں پہ شباب آجائے
لبوں کی خشکی سے زباں نہیں کھلتی
اے کاش بارش سے سیلاب آجائے
شائد ٹوٹے دلوں کی امید باقی ہے
ورنہ بدعا سے کوئی عذاب آجائے
میں تھک گیا اس جمع و تفریق سے
حافظ اے کاش تجھے حساب آجائے

عرفان علی حافظ

ہر شخص درخشاں ہے اپنی آگ میں
کوئی شبنم کوئی شعلہ میں سلگ رہا ہے
دل پہ لگے تو بہتا ہوا سمندر ہے آدمی
کوئی آنسو کوئی پانی میں بہک رہا ہے

عرفان علی حافظ

یہی شان ہے ان خاص بندوں کی
نہ حصول دنیا نہ دولت نہ شہرت
خاہشوں کے قاتل زندہ و جاوید ہیں
ہے توکل کا غرور یہ سادگی یہ غربت

عرفان علی حافظ

یہی شان ہے ان خاص بندوں کی
نہ حصول دنیا نہ دولت نہ شہرت
خاہشوں کے قاتل زندہ و جاوید ہیں
ہے توکل کا غرور یہ سادگی یہ غربت

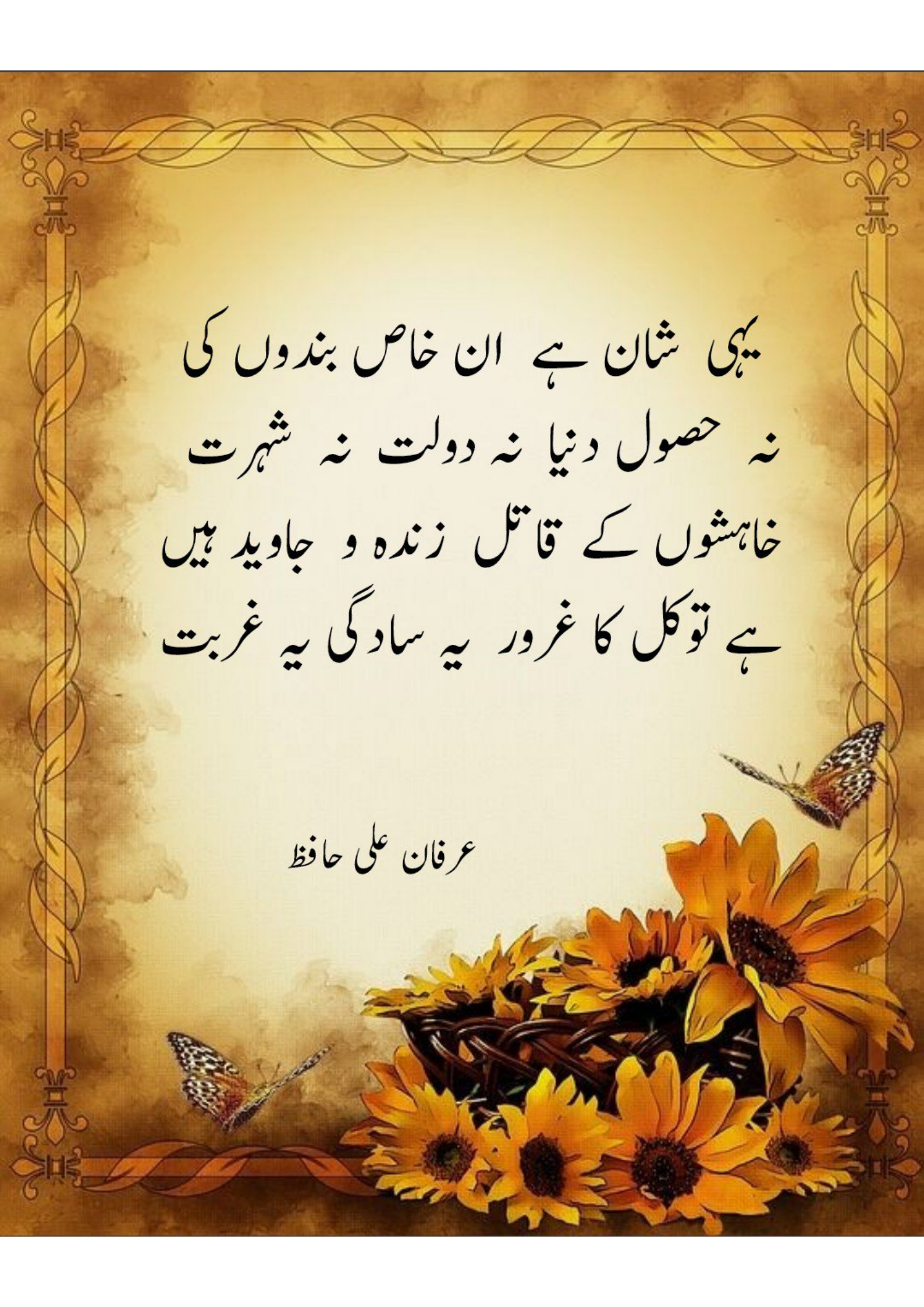

عرفان علی حافظ

نئیں قیمت اس دل دی بندیا

بن مول انوں تولٹایا اے

اس وچ وسدا رب سوہنڑا اے

بندیاں نوں تو اندر وسایا اے

دے صدمے دکھاں ہزاراں

گھر رب دا توڈھایا اے

کٹ جگ راتے نیندراں گئیاں

سجدیاں نوں تو گھٹایا اے

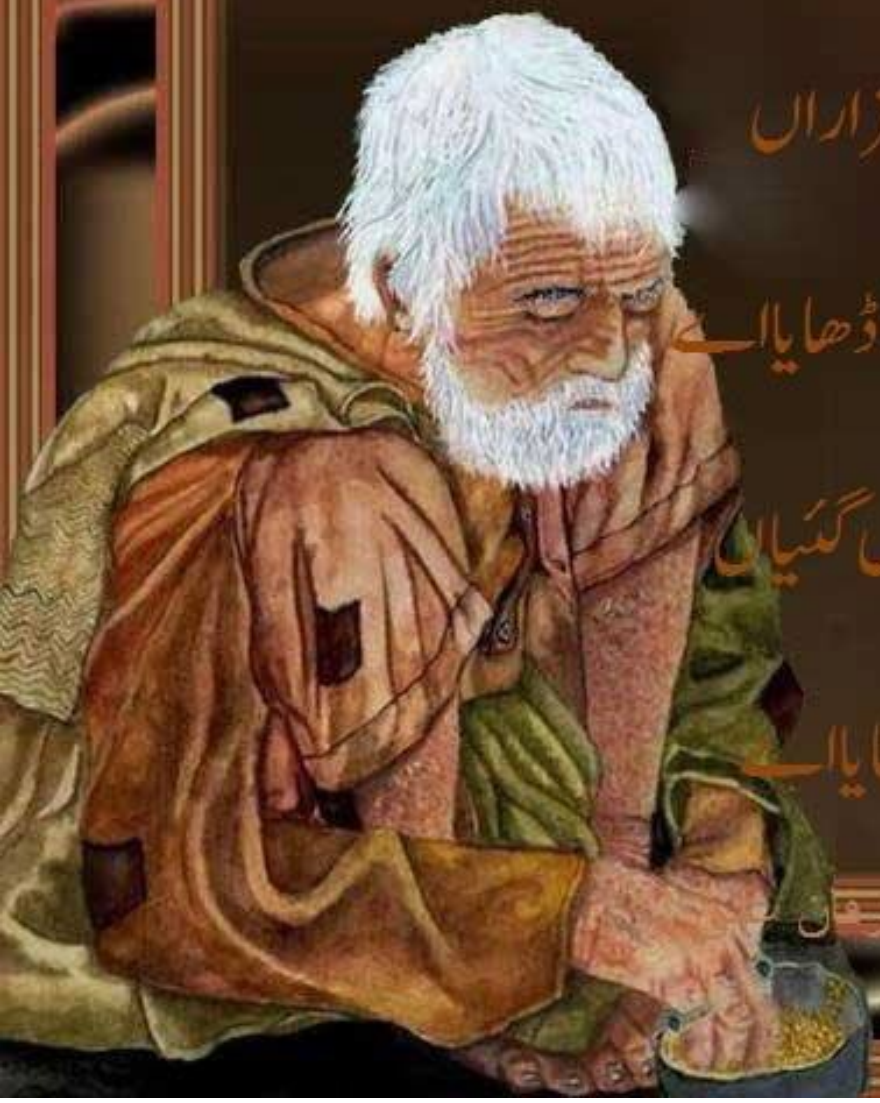

ہر شخص درخشاں ہے اپنی آگ میں
کوئی شبنم کوئی شعلہ میں سلگ رہا ہے
دل پہ لگے تو بہتا ہوا سمندر ہے آدمی
کوئی آنسو کوئی پانی میں بہک رہا ہے

عرفان علی حافظ

ہر شخص درخشاں ہے اپنی آگ میں
کوئی شبنم کوئی شعلہ میں سلگ رہا ہے
دل پہ لگے تو بہتا ہوا سمندر ہے آدمی
کوئی آنسو کوئی پانی سے بہک رہا ہے

عرفان علی حافظ

ہر شخص درخشاں ہے اپنی آگ میں
کوئی شبنم کوئی شعلہ میں سلگ رہا ہے
دل پہ لگے تو بہتا ہوا سمندر ہے آدمی
کوئی آنسو کوئی پانی سے بہک رہا ہے

عرفان علی حافظ

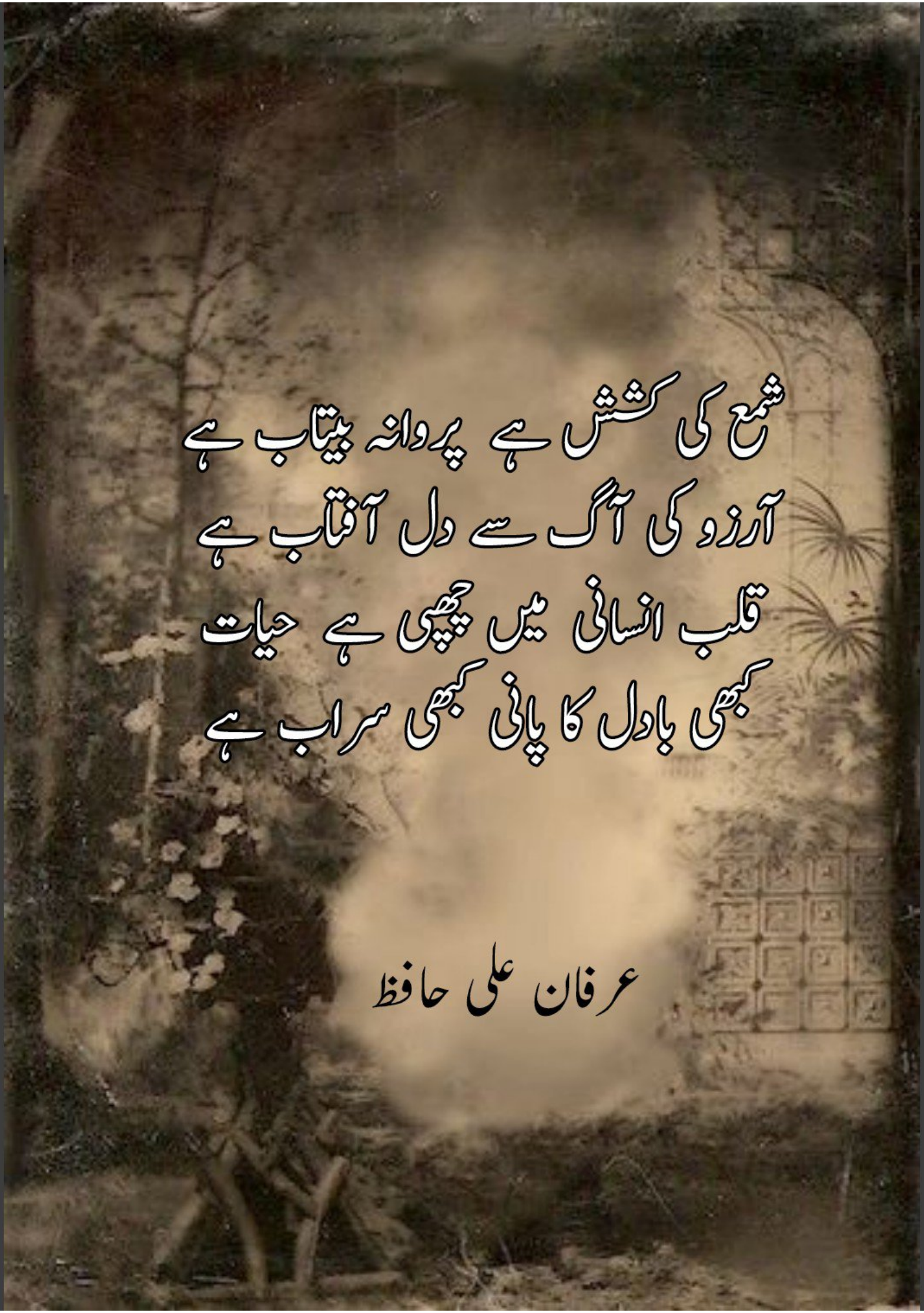
شمع کی کشش ہے پروانہ بیتاب ہے
آرزو کی آگ سے دل آفتاب ہے
قلب انسانی میں چھپی ہے حیات
کبھی بادل کا پانی کبھی سراب ہے
عرفان علی حافظ

حافظ عرفان
کی دساں متروں کی عشقے دی کہانی آ
شروع کیتی جدوں مکی جان جوانی آ
بدلے موسم چھت ٹپ ٹپ کردی آ
ایہو مثال دنیا دی کل مٹی آ آج پانی آ

مری عاجزی کی انتہا ہے
اسکے آگے جھکا بیٹھا ہوں
وہ سن لیتا ہے مری سرگوشیاں
اسکی چوکٹ سے لگا بیٹھا ہوں
بھول جاتا ہوں وہ سایہ نما ہے
دھڑکنوں سے ڈر کر چھپا بیٹھا ہوں

عرفان علی حافظ

چبھو کے قلم کی نوک پھر روشنائی کی
ہٹا کر حجاب سارے نفس کشائی کی
خود ہی جفار کار بن گئے کیوں
نبھائی بہت بخوبی رسم بے وفائی کی
کون جھولے گا ان ساکت پلکوں پہ
آنکھوں میں چھپی ہے جھلک خدائی کی

عرفان علی حافظ

گرا دے آج تو یہ بتان باطل
نہ ٹھوکر لگا جو ہے راستے کا پتھر

اے وقت رک جا خدا کے لیے
کئی شناسا میرے رہ گئے ہیں پیچھے

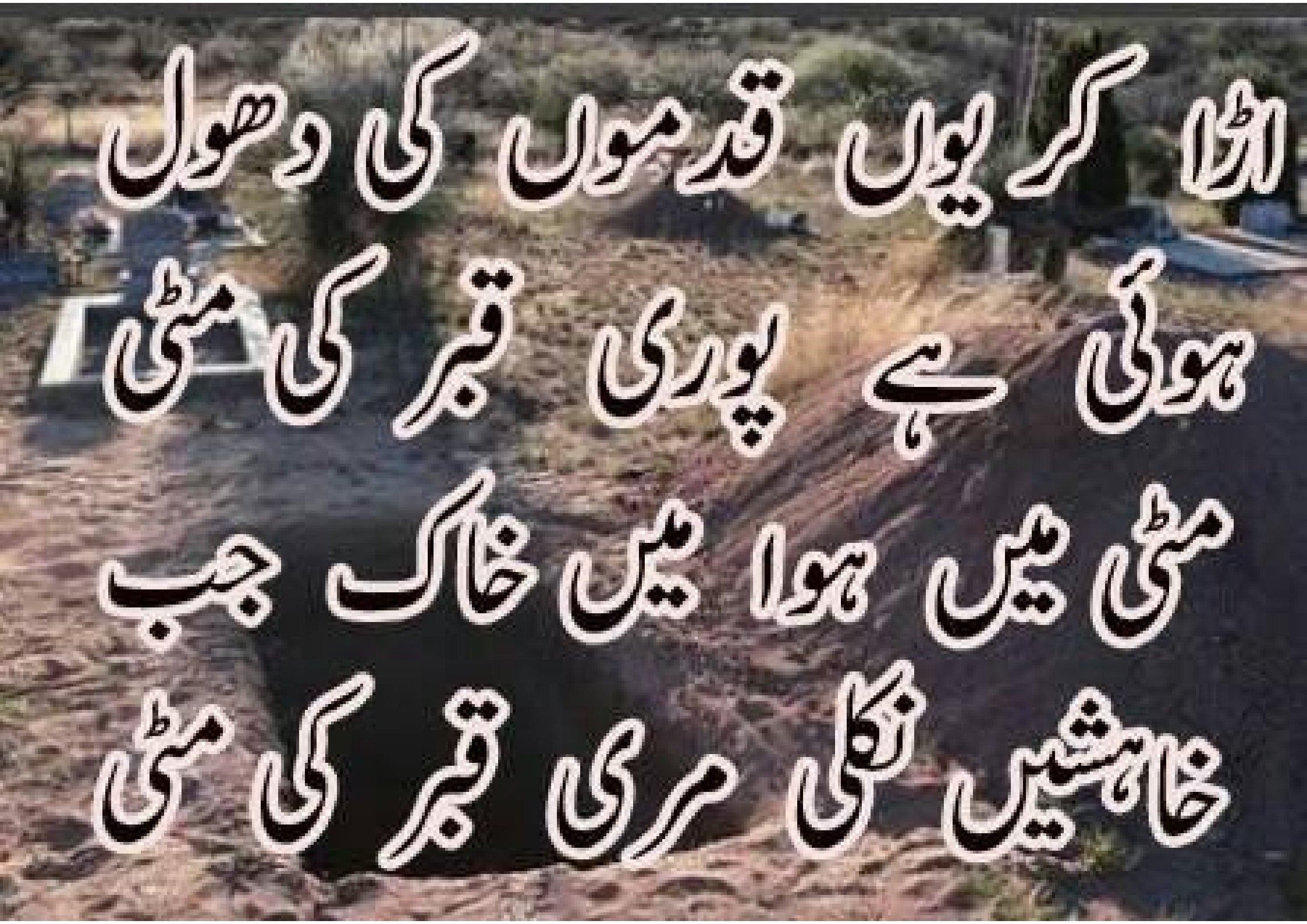
اڑا کر یوں قدموں کی دھول
ہوئی ہے پوری قبر کی مٹی
مٹی میں ہوا میں خاک جب
خواہشیں نکلی مری قبر کی مٹی

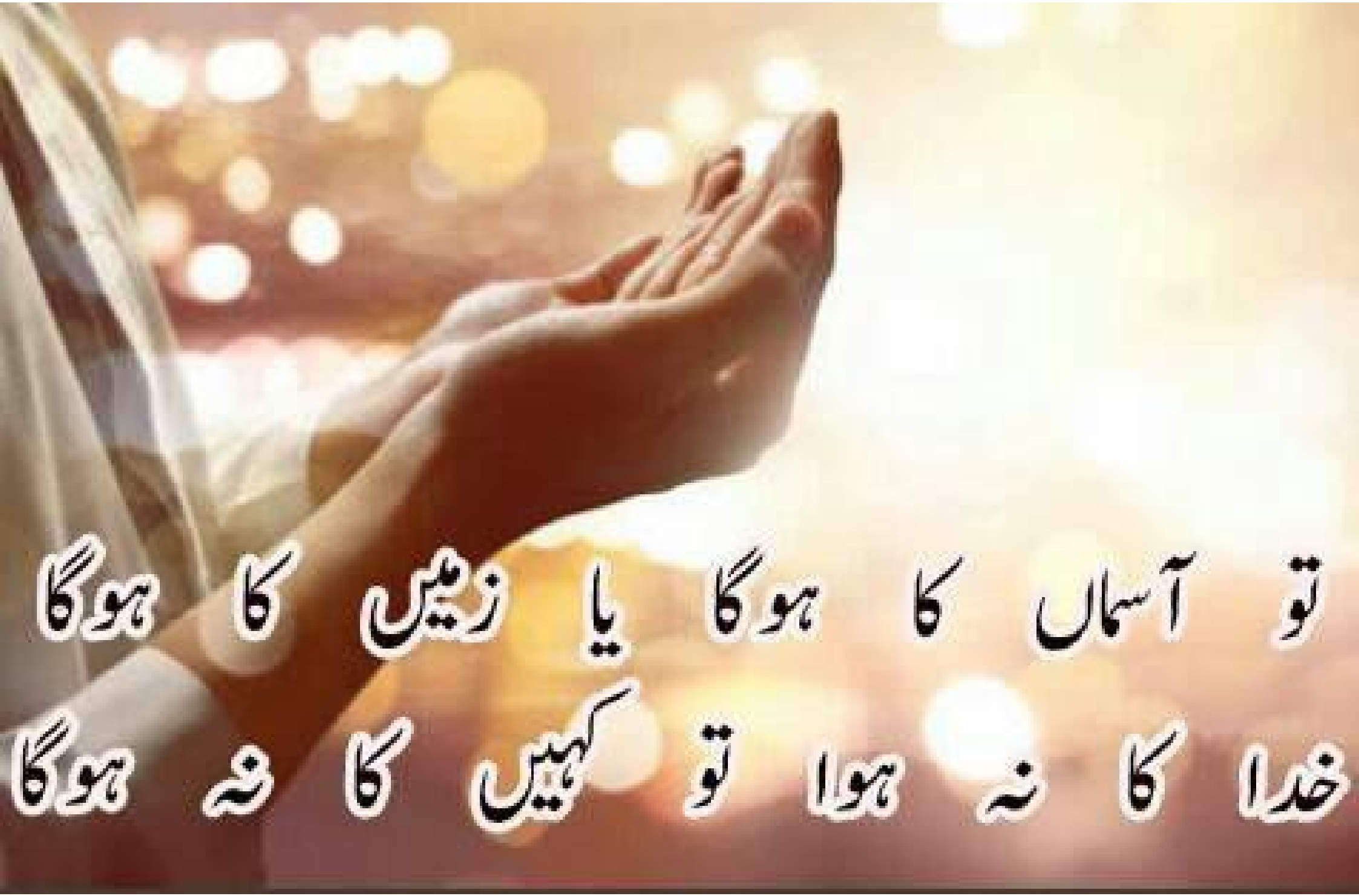
تو آسماں کا ہوگا یا زمیں کا ہوگا
خدا کا نہ ہوا تو کہیں کا نہ ہوگا

آسماں میں بوئے جاتے ہیں عملوں کے بیج
پھر اگاتی ہے زمین بندوں کا رزق

نہ دن ہمارے تھے نہ ہماری رات تھی
ہمیں روشنی ملی ہے آپ کی آمد کے بعد
عید میلاد النبی مبارک
حافظ

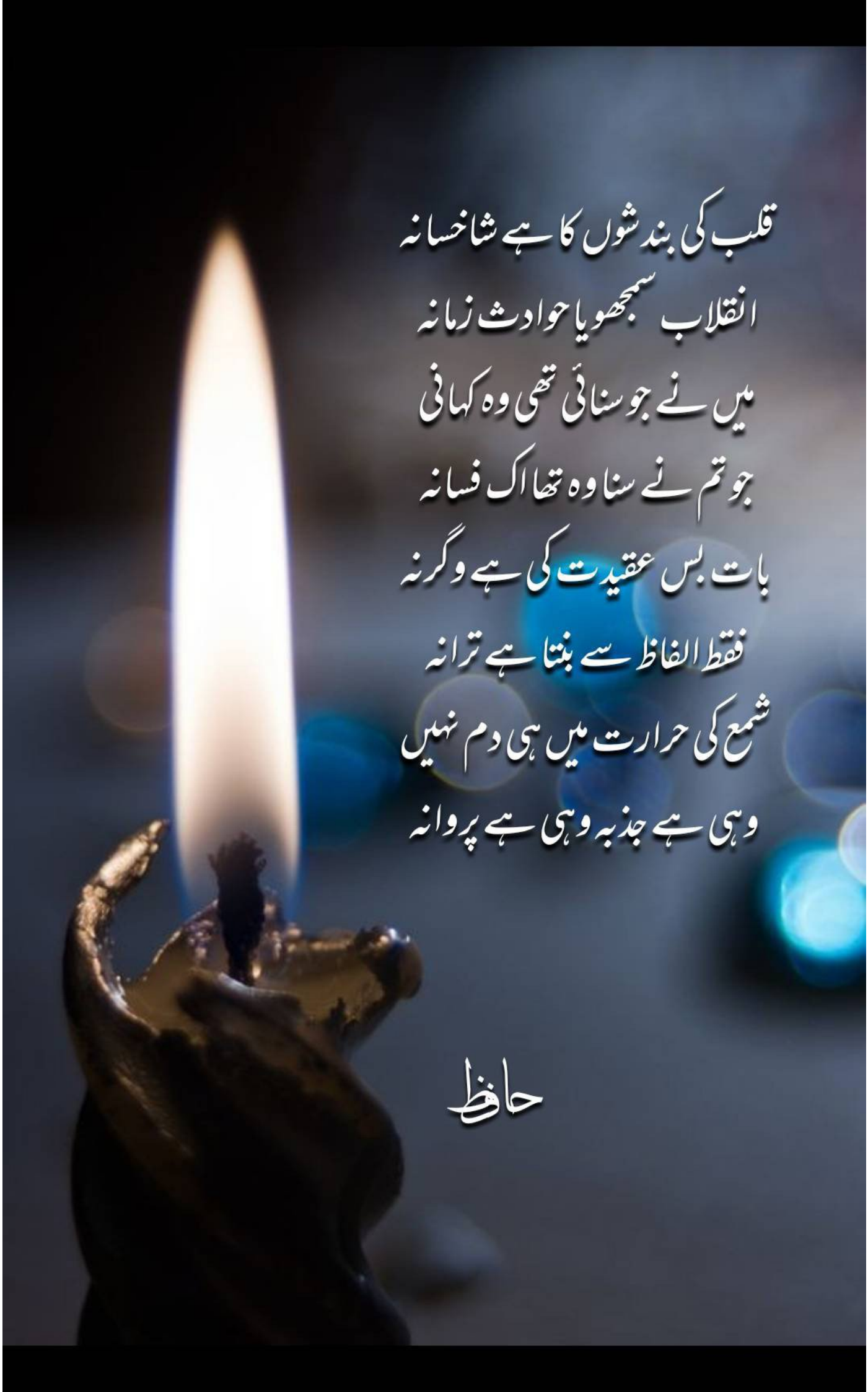
قلب کی بندشوں کا ہے شاخسانہ
انقلاب سمجھو یا حوادث زمانہ
میں نے جو سنائی تھی وہ کہانی
جو تم نے سنا وہ تھا اک فسانہ
بات بس عقیدت کی ہے وگرنہ
فقط الفاظ سے بنتا ہے ترانہ
شمع کی حرارت میں ہی دم نہیں
وہی ہے جذبہ وہی ہے پروانہ
حافظ

حافظ عرفان
آج جو آزاد ہیں میرے تصور و خیالات
یہ فکر کی آزادی اس ملک کی بدولت ہے
آزادی مبارک

اگر نہ ہو گا ترے دل پہ کتاب کا نزول
نہ تو ہو گا نہ رب ہو گا تری نماز میں

حافظ لکھتا ھے---

آدمی کے سامنے حالات کی لڑائی ہے
انساں کی زندگی معاملات کی لڑائی ہے
بتا اے نفس عمارہ تو چاہتا کیا ہے
ہمارے درمیاں کس بات کی لڑائی ہے
دو گھڑی آرام سے مجھے سونے نہ دیا
بے سکوں نیند میں خیالات کی لڑائی ہے
کیسے گزاری زندگی مرے سوا تونے
بندے اور خدا میں تعلقات کی لڑائی ہے

عرفان علی حافظ

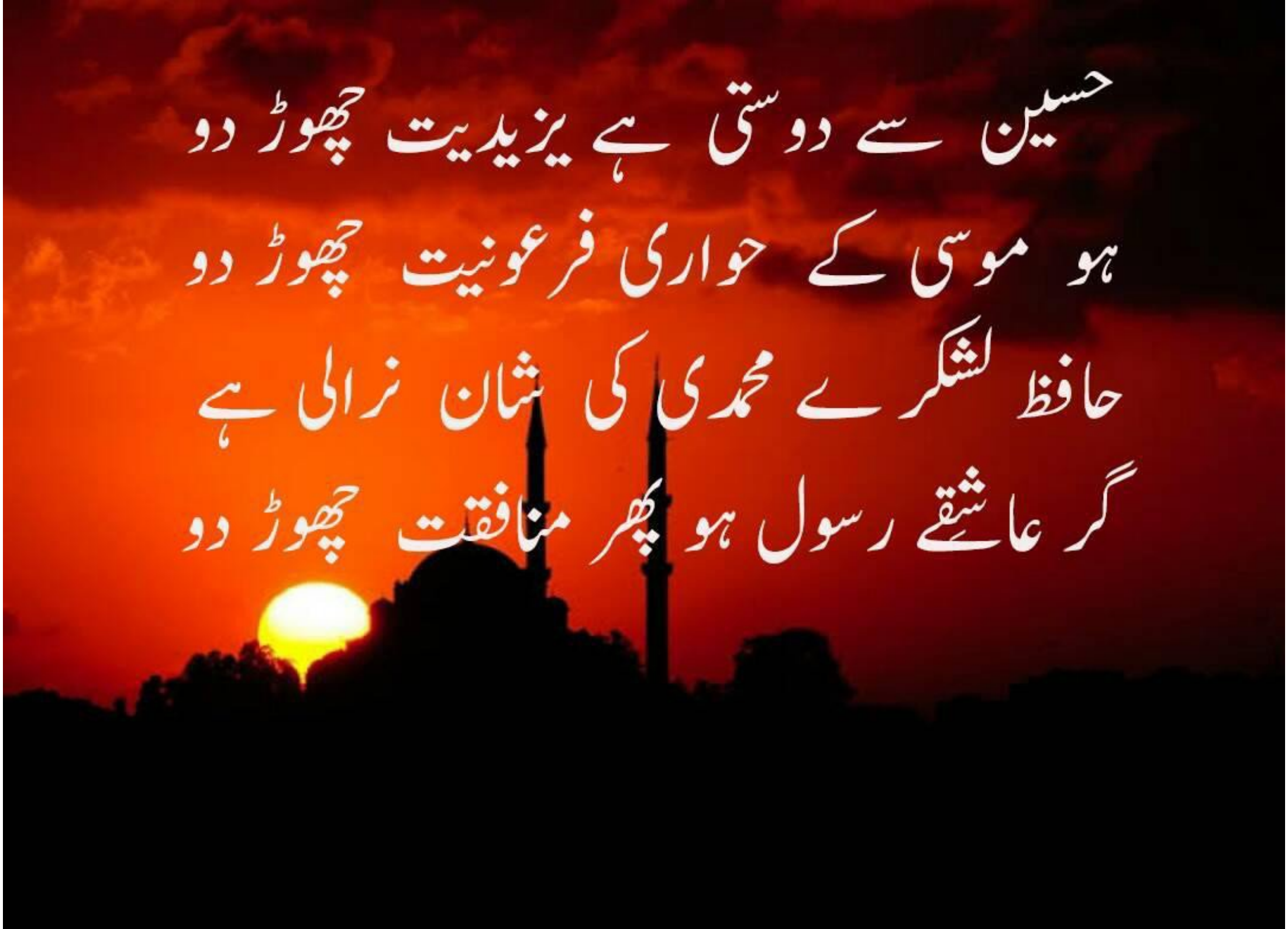
حسین سے دوستی ہے یزیدیت چھوڑ دو
ہو موسی کے حواری فرعونیت چھوڑ دو
حافظ لشکرے محمدی کی شان نرالی ہے
گر عاشقے رسول ہو پھر منافقت چھوڑ دو

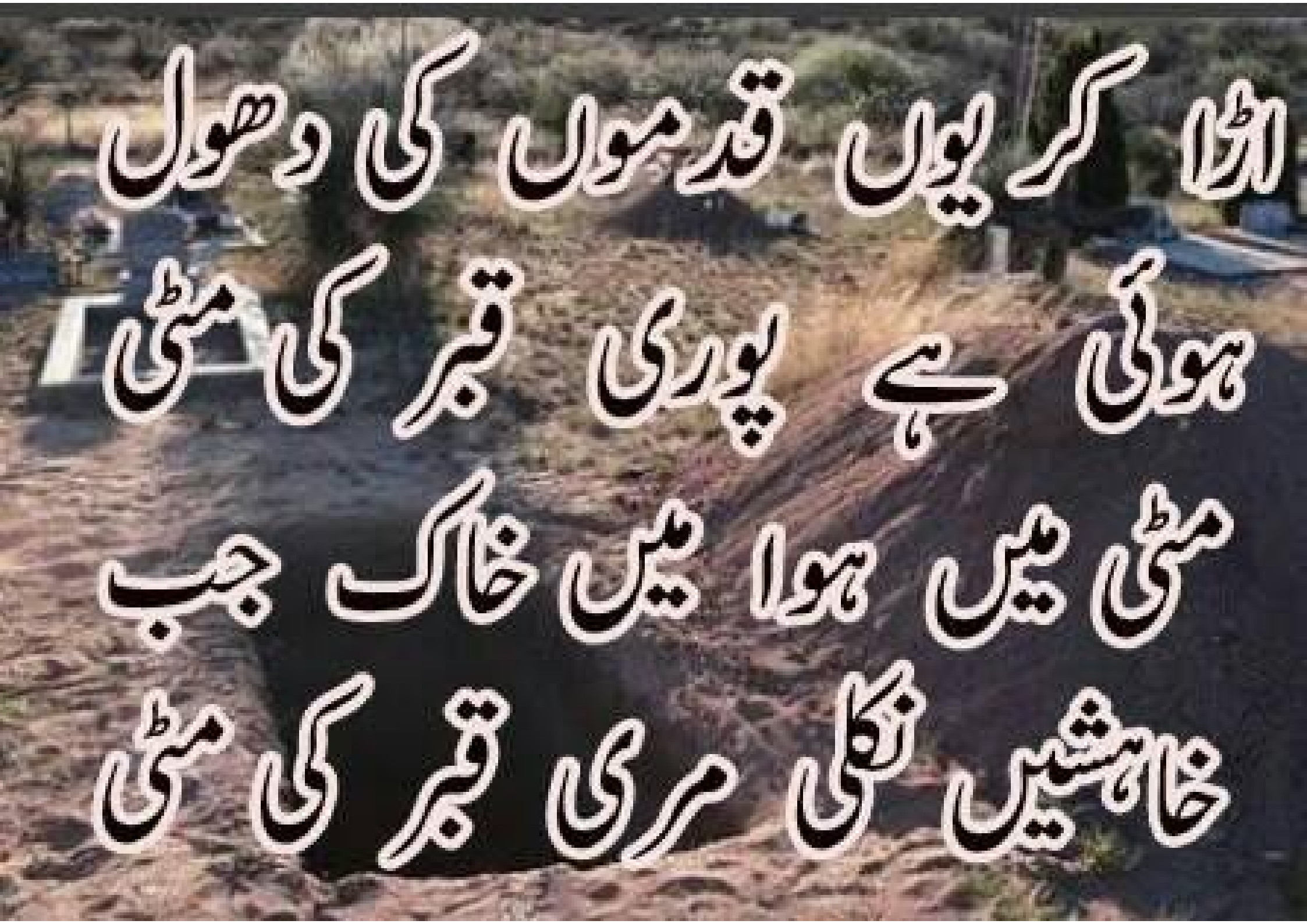
اڑا کر یوں قدموں کی دھول
ہوئی ہے پوری قبر کی مٹی
مٹی میں ہوا میں خاک جب
خواہشیں نکلی مری قبر کی مٹی

موت لے گئی اسے زندگی کے ساتھ
ابھی اس نے جینا تھا کسی کے ساتھ

بات نکلی ہے تہذیب کی تو دور تک جائے گی
اب فرق نہیں دونوں میں انسان ہو یا حیوان

بھوک یہ نہیں کہ آدمی کو کھانے کے لیے نہ ملے
بھوک یہ ہے کہ آدمی کھانے لیے پریشان رہے
حافظ

روٹی نہ ملی بھوک میں تو کیا ہوا
مٹی سے بھر جائے گا غریب کا پیٹ

نہیں جوش گر گردش خون میں
کبھی کھول تو کتابِ دل سکون میں

بتا اے تقدیر مری قسمت مرا قصور ہے کیا
بولی تقدیر تو لکھی جاتی ہے ہر قصور کے بعد

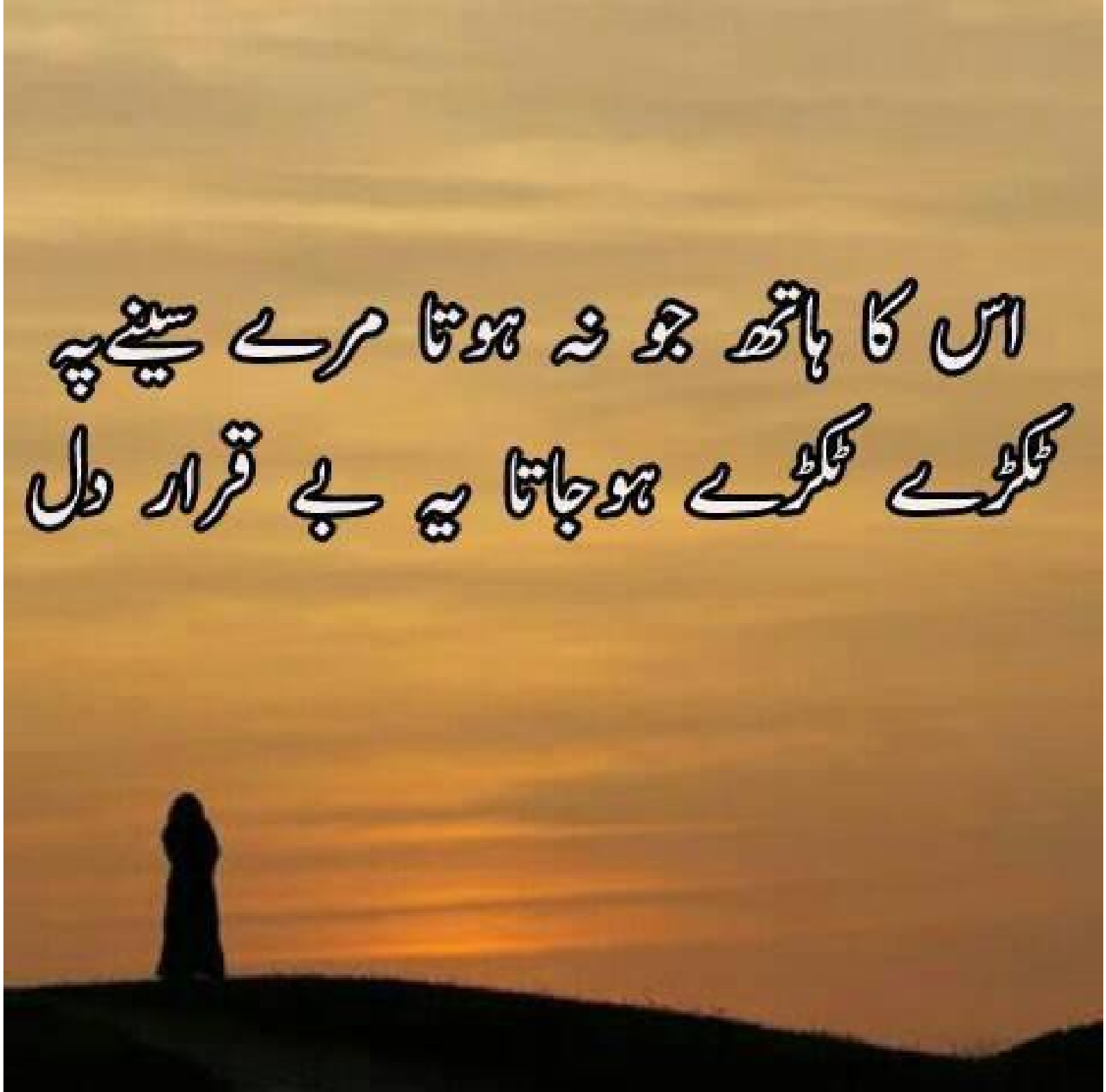
اس کا ہاتھ جو نہ ہوتا مرے سینے پہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا یہ بے قرار دل

Hafiz Irfan Ali

آدمی کو عادت ہے کوتاہی کی
انسان ہوں تو بھول جاتا ہوں
تجھے یاد ہیں مرے سارے عیب
اور میں گناہوں کو بھول جاتا ہوں

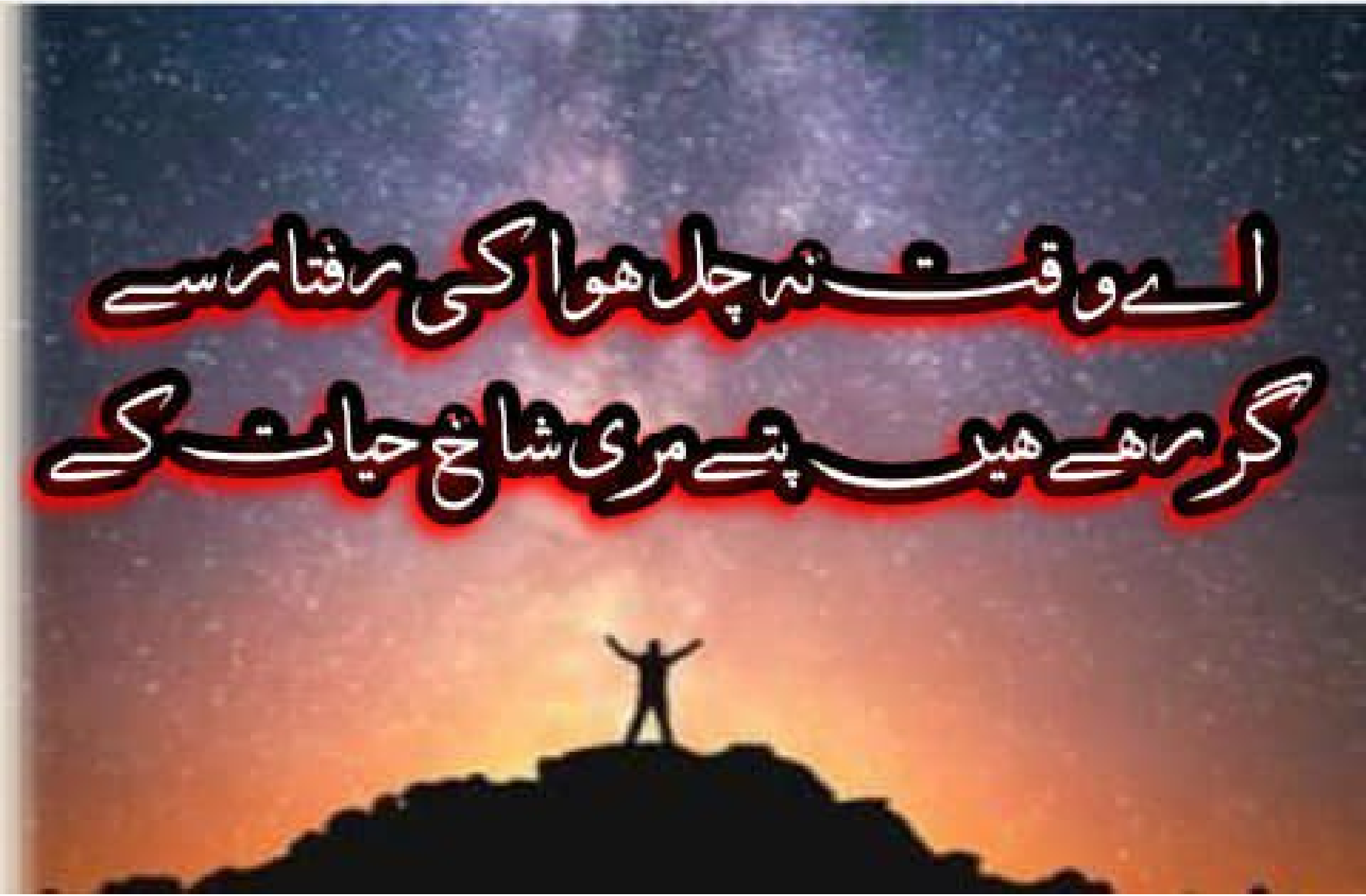
اے وقت نہ چل ہوا کی رفتار سے
گرتے ہیں پتے مری شاخِ حیات کے

وقت دشمن کے دوست ہے عرفان
تم دیکھ کر آئینہ خود یہ فیصلہ کر لو

جو گزر گئی وہ گزر گئی ہے عرفان
زندگی نام ہے بس اک سانس کا

غلام پیدا ہوتے ہیں دور غلامی میں
لشکر کشوں میں نظر آتے ہیں حکمراں

بھوک سے مر گیا کوئی تو کیا ہوا
مٹی سے بھر جائے گا پیٹ غریب کا

KashmiriPoet

حیات کے زنداں سے اٹھیں بے بسی کے قہقہے
زندگی کو خبر نہیں میرا اک جہاں اور بھی ہے

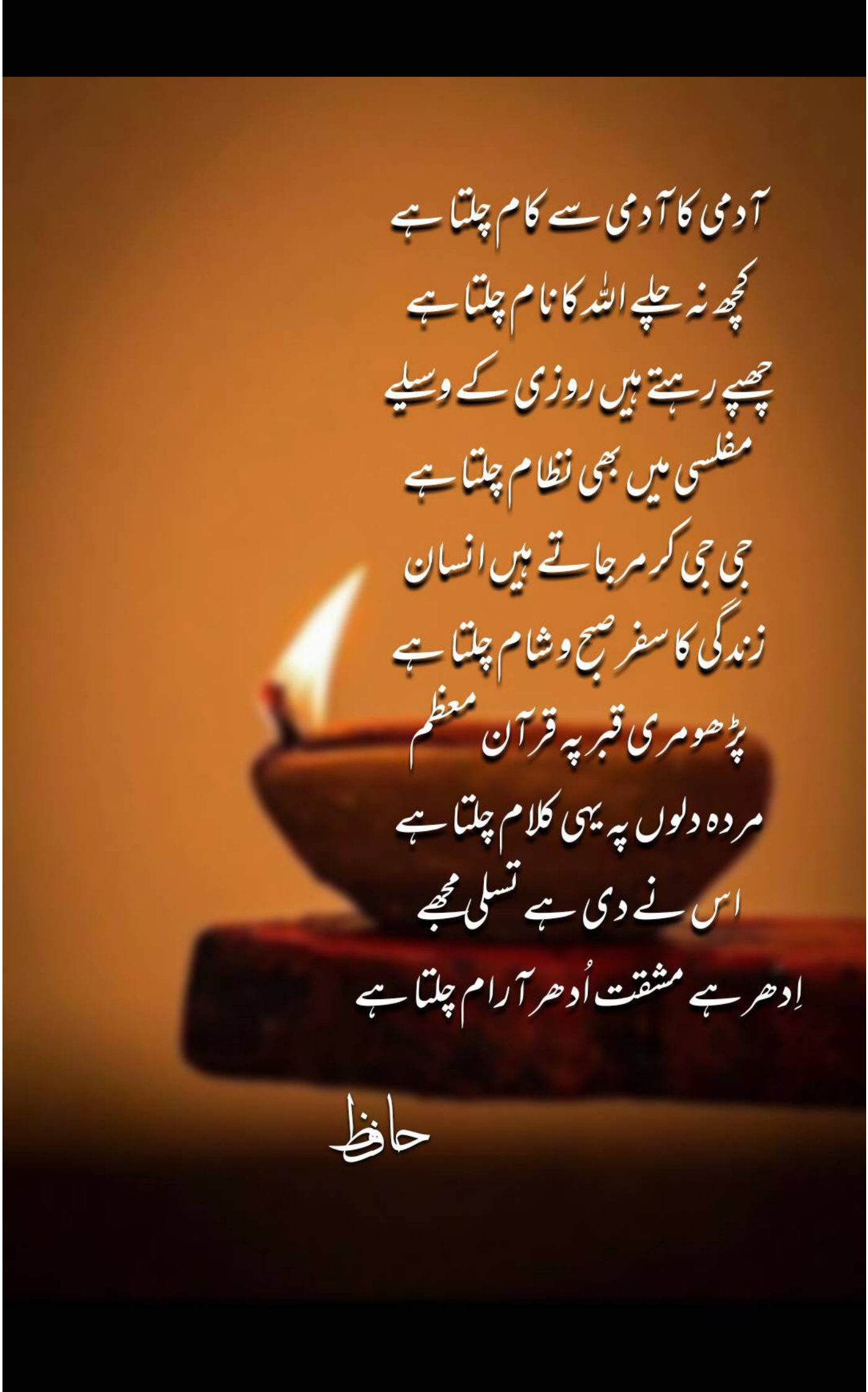
آدمی کا آدمی سے کام چلتا ہے
کچھ نہ چلے اللہ کا نام چلتا ہے
چھپے رہتے ہیں روزی کے وسیلے
مفلسی میں بھی نظام چلتا ہے
جی جی کر مر جاتے ہیں انسان
زندگی کا سفر صبح و شام چلتا ہے
پڑھو مری قبر پہ قرآن معظم
مردہ دلوں پہ یہی کلام چلتا ہے
اس نے دی ہے تسلی مجھے
اِدھر ہے مشقت اُدھر آرام چلتا ہے
حافظ

زندگی آ کے تجھے سنوار لوں
موت آئے گی تو برا مانے گی

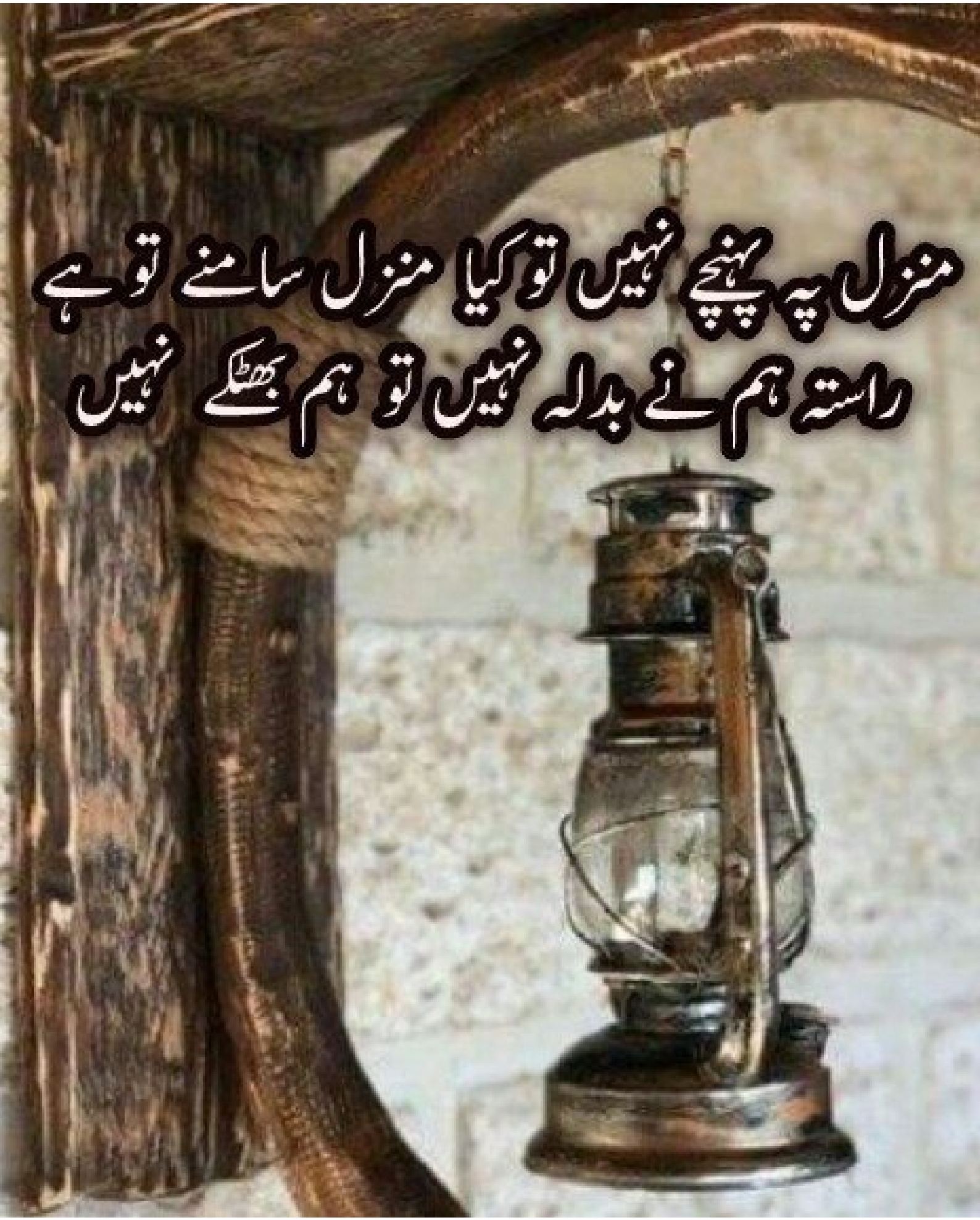
منزل پہ پہنچے نہیں تو کیا منزل سامنے تو ہے
راستہ ہم نے بدلا نہیں تو ہم بھٹکے نہیں

توڑ دو سرد مہری محبت کی حرارت سے
حافظ آگ نہ لگاؤ آگ جلا لو تم

گر پیچھے بھی نہیں ہے عرفان دینے کو
اک مسکراہٹ چلو دے دو خدا کے لیے

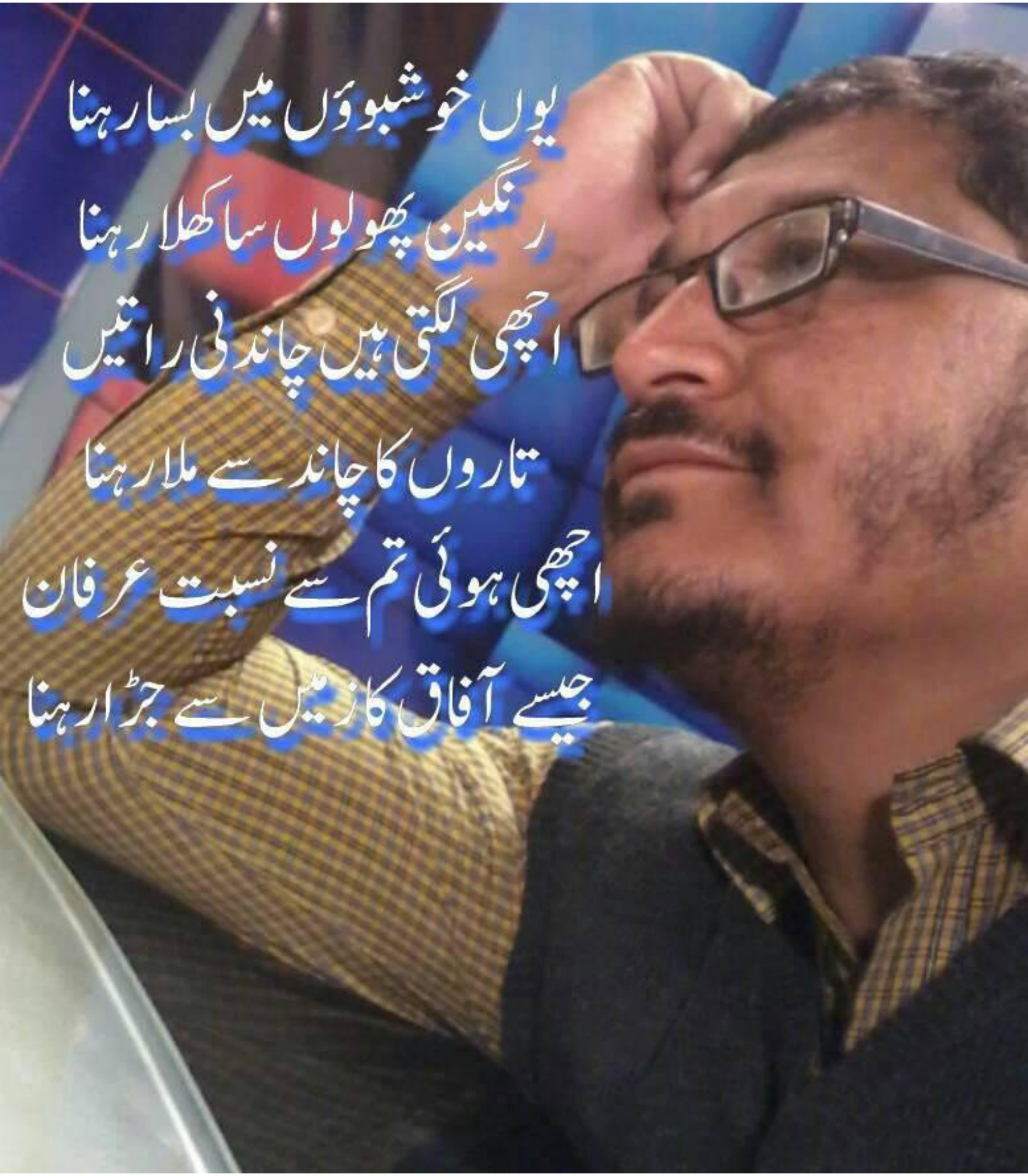
یوں خوشبوؤں میں بسا رہنا
رنگین پھولوں سا کھلا رہنا
اچھی لگتی ہیں چاندنی راتیں
تاروں کا چاند سے ملا رہنا
اچھی ہوئی تم سے نسبت عرفان
جیسے آفاق کا زمیں سے جڑا رہنا

چند سکوں میں خرید لوں میں تیرا غرور
جانتا ہوں یہ شہر دولت سے چلتا ہے

آدمی کو عادت ہے کوتاہی کی
انسان ہوں تو بھول جاتا ہوں
تجھے یاد ہیں مرے سارے عیب
اور میں گناہوں کو بھول جاتا ہوں

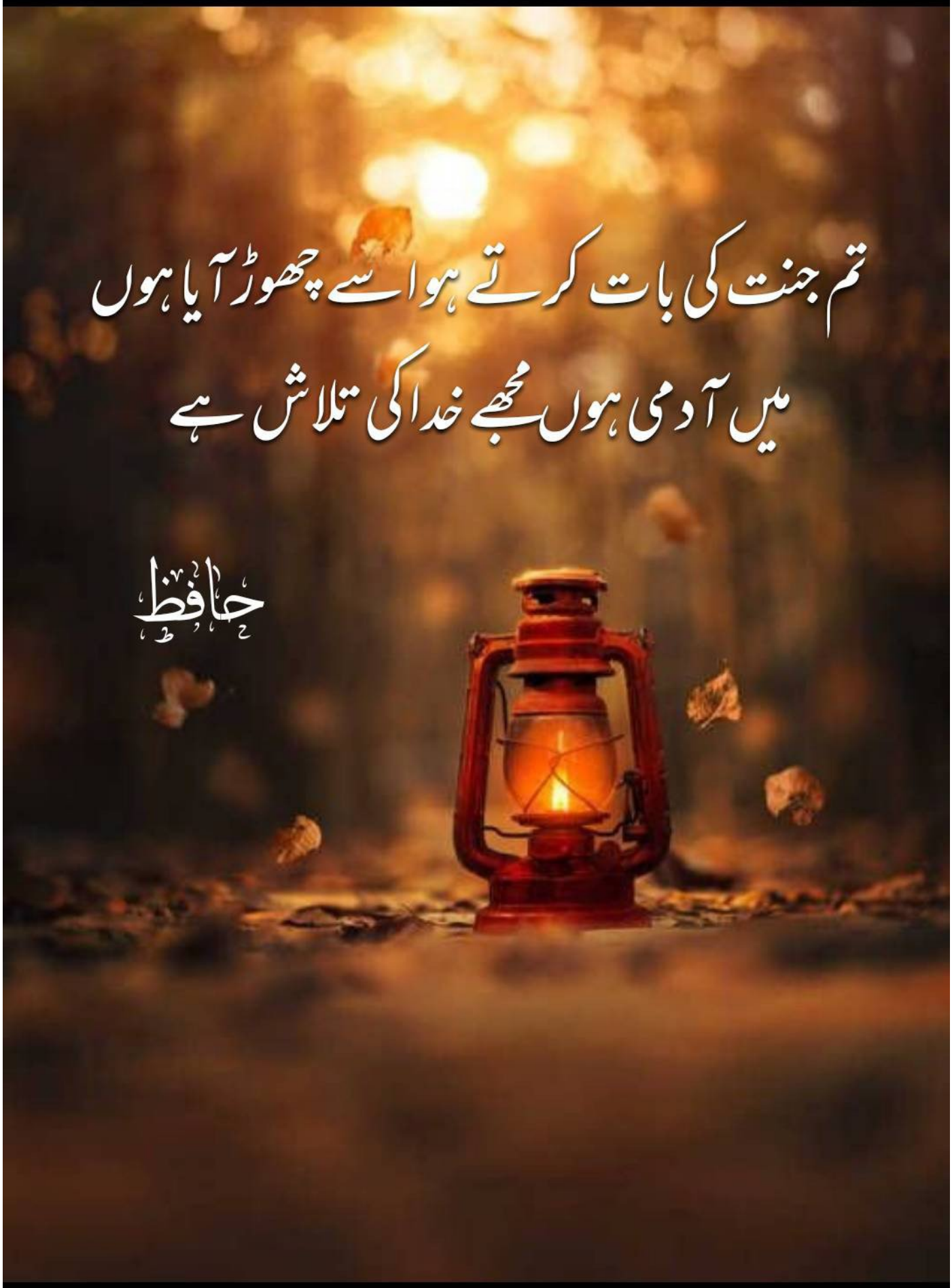
تم جنت کی بات کرتے ہو اسے چھوڑ آیا ہوں
میں آدمی ہوں مجھے خدا کی تلاش ہے
حافظ

سچ ہے توبہ کے دروازے ساری زندگی کھلے رہتے ہیں
مگر توبہ کی توفیق کب ملے نصیب کی بات ہے

حافظ

جو گزر گئی وہ گزر گئی ہے عرفان
زندگی نام ہے بس اک سانس کا

بس اتنا سا ہے کہ اسکا ہونا تھا فقط
خلاصہ ہزار کتابوں کا بہت آسان نکلا

کوئی دوا دیجئے مریضِ زندگی کو
موت بولی مسکرا کر ذرہ ذرہ

قرآن میری زندگی ہے

****

اے اللہ میں صرف تیری ہی بندگی اور عبادت
کرنے والا ہوں میں کسی انسان اور پتھر کے سامنے
اپنا سر جھکانے والا نہیں ہوں میرے اور تیرے
درمیان کوئی بھی نہیں ہے مجھے جب کوئی تکلیف
ملتی ہے یا کوئی حاجت ہوتی ہے تو میرے ہاتھ دعا
کے لیے صرف تیرے آگے اٹھتے ہیں میں نے
کسی اور کے دروازے پہ جانا سیکھا ہی نہیں تو نے
اگر کبھی میری مدد نہ کی اور مجھ سے ناراض ہو گیا
تو پھر میرا مقام بس مٹی ہی ہو گا

حافظ عرفان علی

ہوتی گئیں بے اثر جب نمازیں
ناچنے لگے لوگ پھر مسجدوں میں

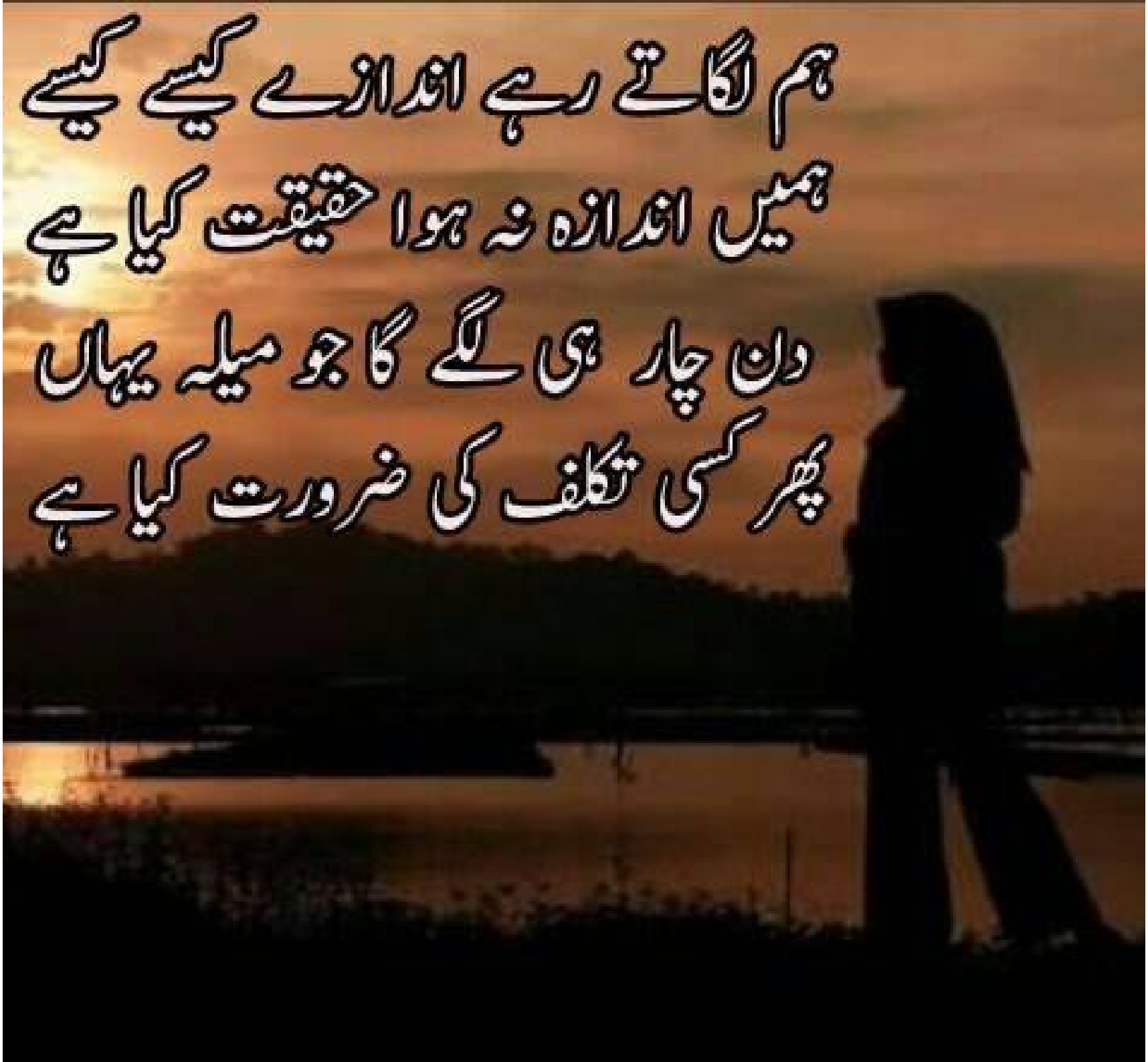
ہم لگاتے رہے اندازے کیسے کیسے
ہمیں اندازہ نہ ہوا حقیقت کیا ہے
دن چار ہی لگے گا جو میلہ یہاں
پھر کسی تکلف کی ضرورت کیا ہے

جو کھایا ہے تو کھایا ہے اسلام کی بدولت
اپنی کمائی سے ملی ہے فقط دو وقت کی روٹی

حافظ لکھتا ہے---

جب والدین کو اپنے ہونے کا احساس دلانا پڑے
تو سمجھ لو کہ اولاد کا احساس مر چکا ہے

عرفان علی حافظ

سال 2020 کا آخری پیغام ---

اے انسانوں اس کائنات میں صرف خدا نام

باقی رہے گا

صرف اسی کی طاقت ہے

صرف اسی کا حکم چلتا ہے

تم لوگ محض خواہشوں کے کھیل میں مگن

ہو۔ اور وقت تمھاری سانسیں گن رہا ہے۔ تم

جو جی رہے ہو اسکا نام زندگی نہیں ہے۔ وہ

بس تمھارا دو گھڑی قیام ہے۔ زندگی تو اصل

مر کر شروع ہونے والی ہے ----

اتنی سی رہ گئی ہے اس دور میں انسانیت
چپ چاپ گزر جاتے ہیں لاش پر انسان

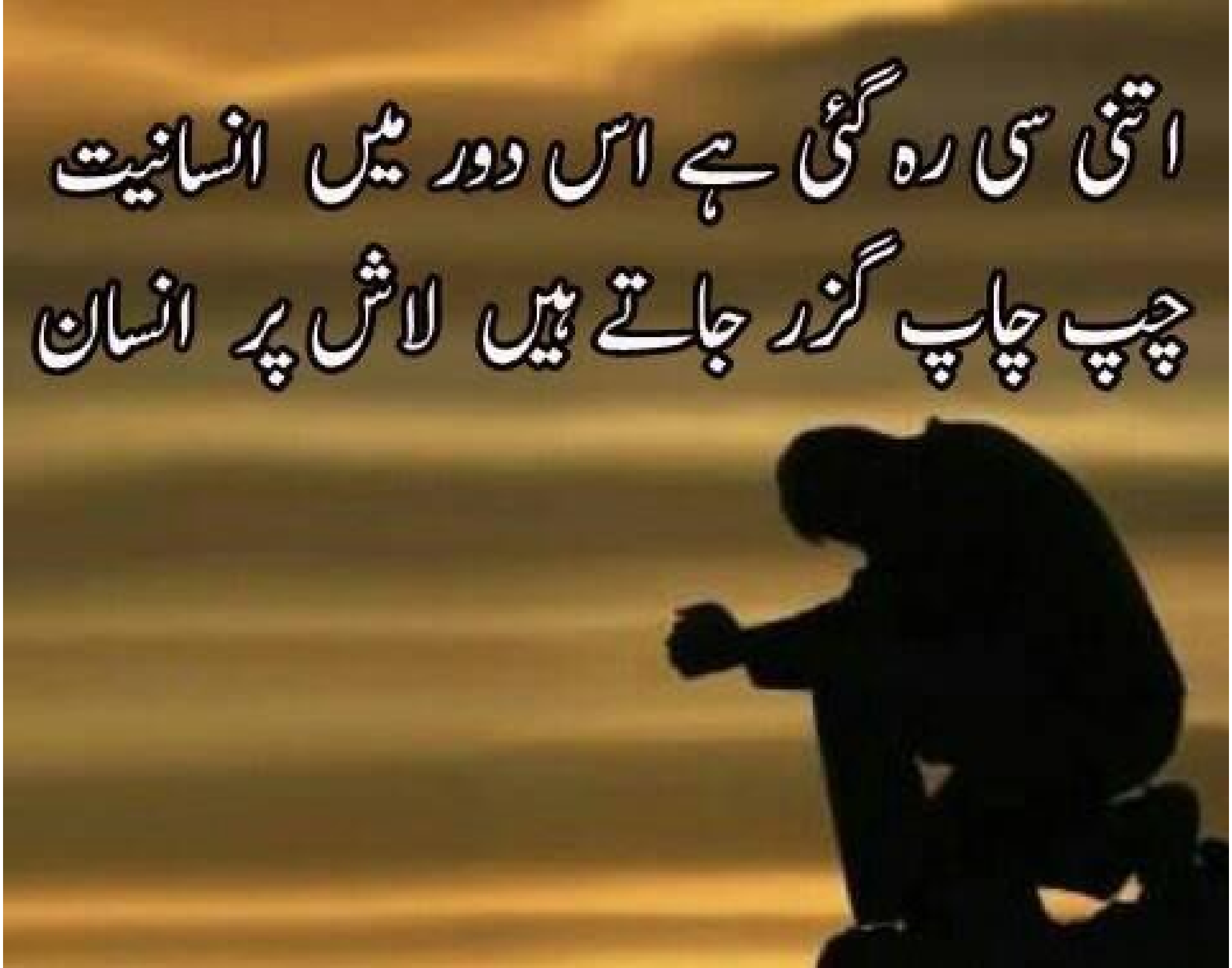

لوگ اپنے بنائے ہوئے قانون سے انصاف کر نہ سکے

مگر اللہ کا قانون اللہ کا آئین ضرور نافذ ہو گا

حافظ

تم جنت کی بات کرتے ہو جسے چھوڑ آیا ہوں میں
میں تو آدمی ہوں مجھے خدا کی تلاش ہے

فقط اتنی ہے آدمی کی حقیقت
مٹی سے بنا اور خاک ہو گیا

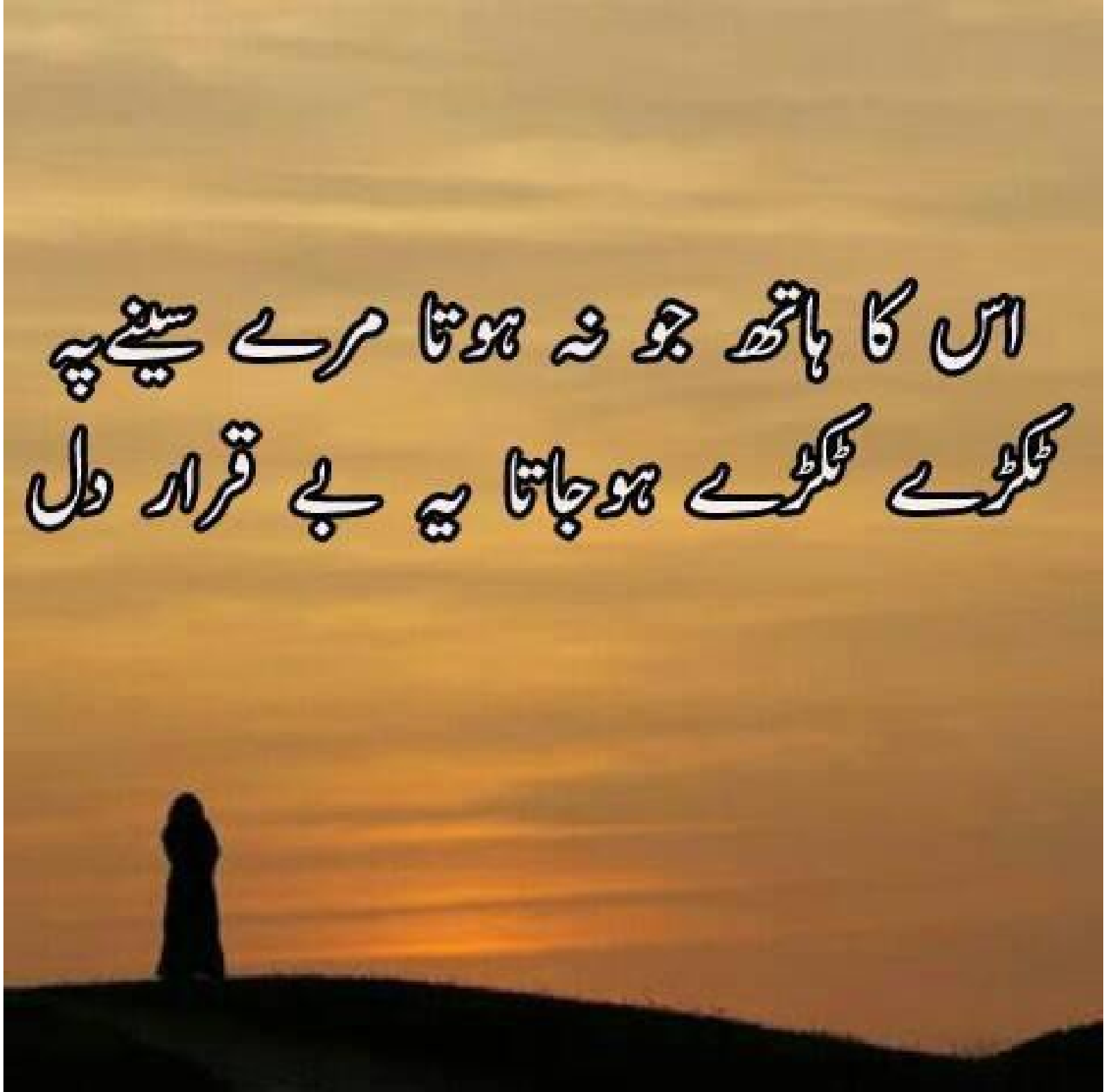
اس کا ہاتھ جو نہ ہوتا مرے سینے پہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا یہ بے قرار دل

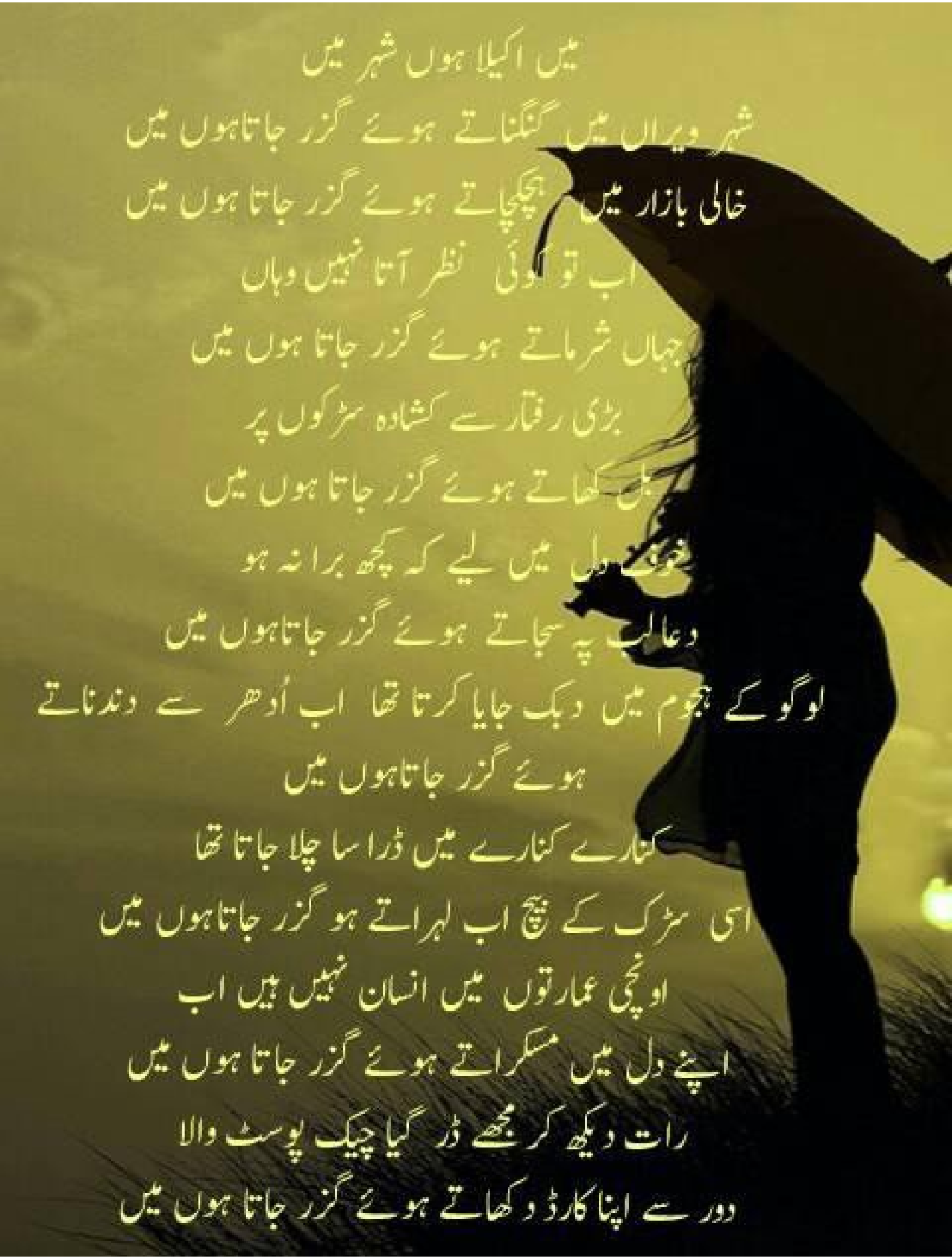

میں اکیلا ہوں شہر میں

شہر ویراں میں گنگناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

خالی بازار میں ہچکچاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

اب تو کوئی نظر آتا نہیں وہاں

جہاں شرماتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

بڑی رفتار سے کشادہ سڑکوں پر

بل کھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

چونکے دل میں لیے کہ کچھ برا نہ ہو

دعا لب پہ سجاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

لوگوں کے ہجوم میں دبک جایا کرتا تھا اب اُدھر سے دندناتے

ہوئے گزر جاتا ہوں میں

کنارے کنارے میں ڈرا سا چلا جاتا تھا

اسی سڑک کے بیچ اب لہراتے ہو گزر جاتا ہوں میں

اونچی عمارتوں میں انسان نہیں ہیں اب

اپنے دل میں مسکراتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

رات دیکھ کر مجھے ڈر گیا چیک پوسٹ والا

دور سے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

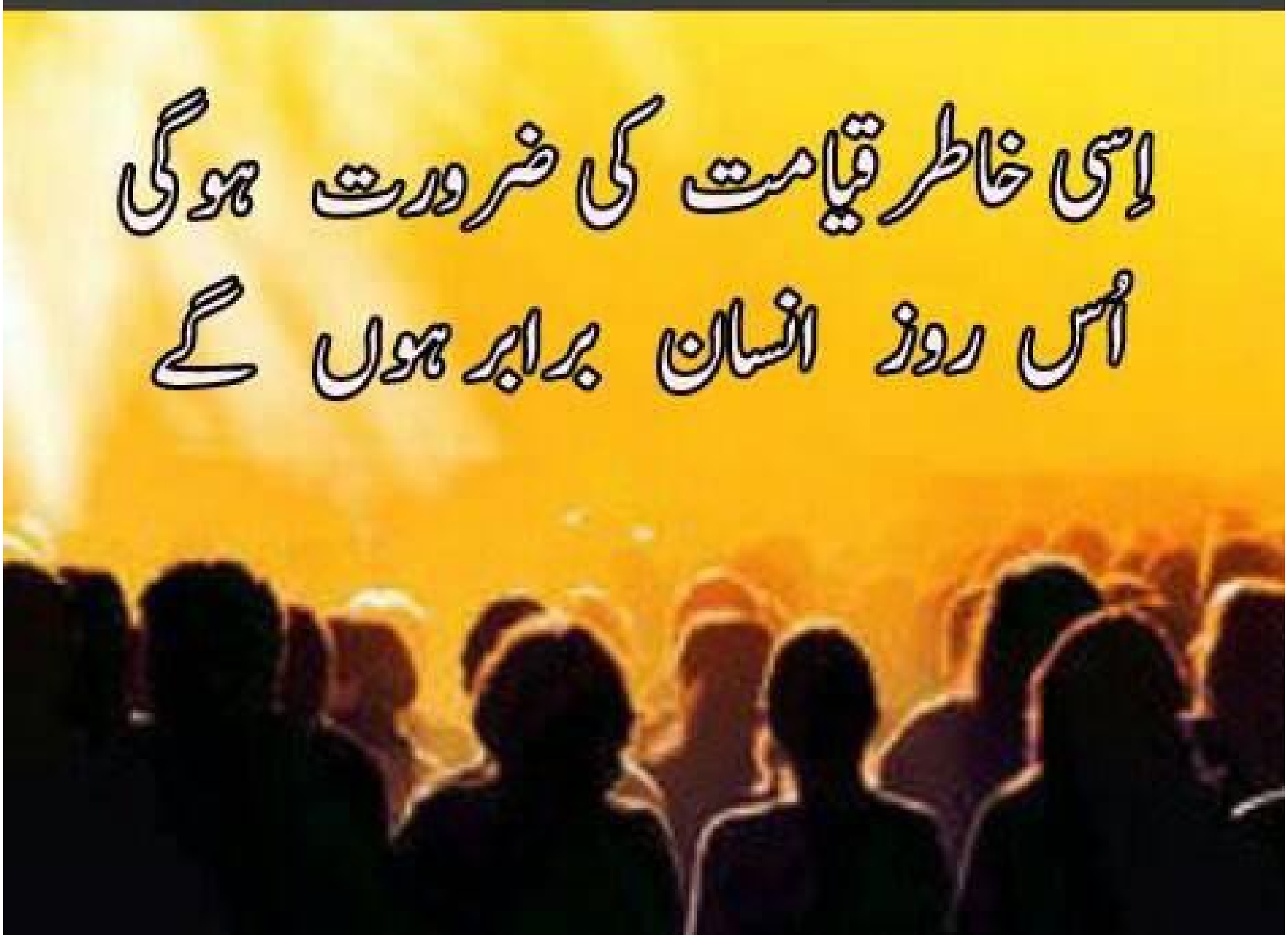
اِسی خاطر قیامت کی ضرورت ہو گی
اُس روز انسان برابر ہوں گے

ملنے سے روک دیا تو نے ترک تعلق کے بعد
ہم گناہگار تھے پہلے اب متروک بھی ہیں

تیرے در سے نکل کے کدھر جائیں گے
ہم بے گھر جو ہوئے تو مر جائیں گے
کون دیوانوں کو پناہ دیگا دنیا میں
پروانے اِدھر جائیں گے اُدھر جائیں گے

یہی تھا فقط کہ اسکا ہونا تھا عرفان
خلاصہ ہزار کتابوں کا اتنا سا ہے

بس اتنا سا ہے کہ اسکا ہونا تھا فقط
خلاصہ ہزار کتابوں کا بہت آسان نکلا

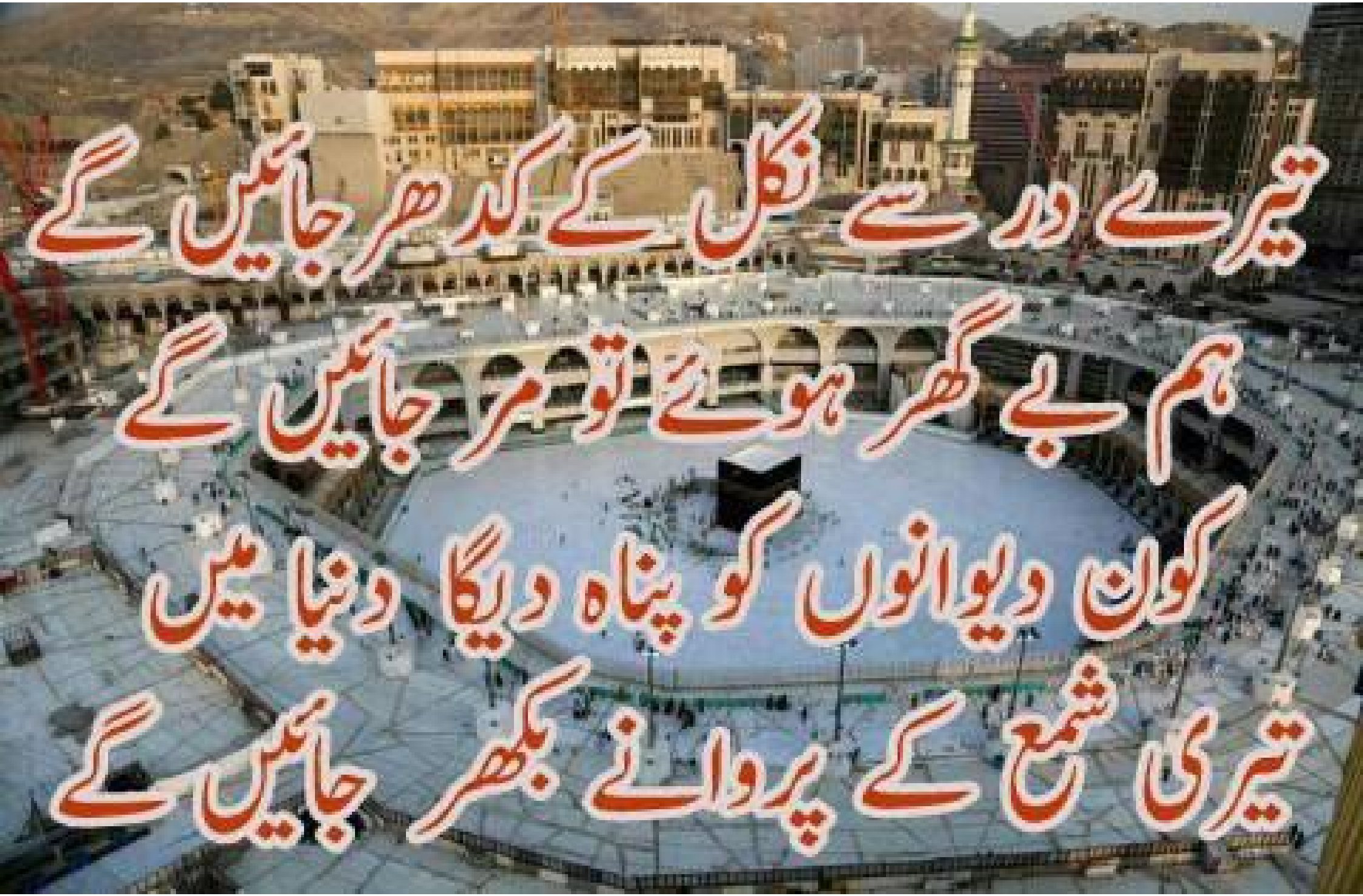
تیرے در سے نکل کے کدھر جائیں گے
ہم بے گھر ہوئے تو مر جائیں گے
کون دیوانوں کو پناہ دیگا دنیا میں
تیری شمع کے پروانے بکھر جائیں گے

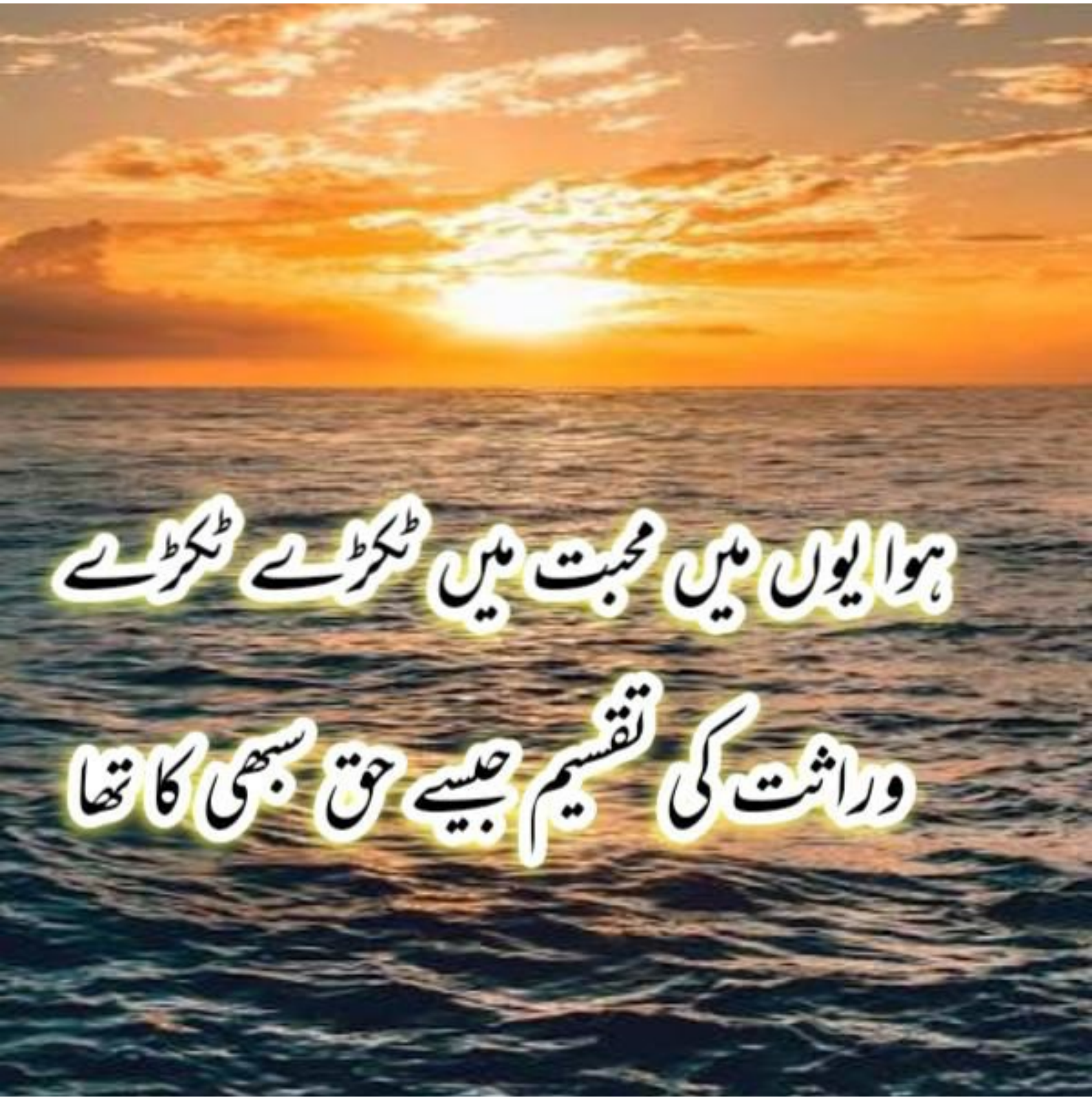
ہوا یوں میں محبت میں ٹکڑے ٹکڑے
وراثت کی تقسیم جیسے حق سبھی کا تھا

زندہ ہے حسین سے سنت حسین کی
کربلا کی سمت چلی ہے امت حسین کی
یا حسین
شوق شہادت سے لبریز ہے ہر حسینی
ہر فرد ملت میں ہے فطرت حسین کی

عرفان رہا عمر بھر کل کا انتظار
کل آئی تو کل نہیں آج تھی وہ

ایک کرونا وائرس نے زمین
پہ موجود تمام خداؤں کو منہ
کے بل گرا دیا
بہت سارے فرعون منہ
دکھانے کے قابل نہیں
رہے۔ اللہ اکبر

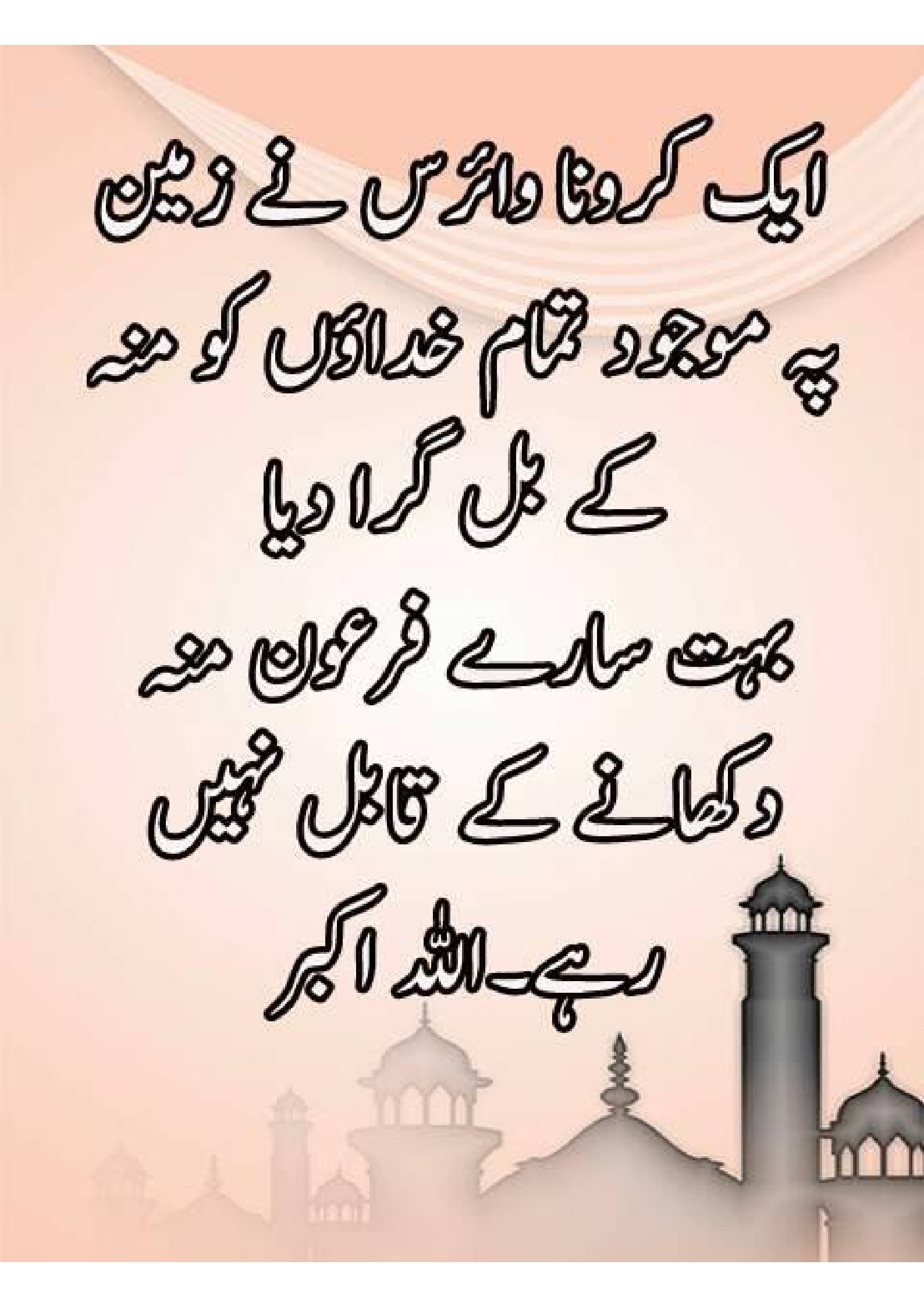

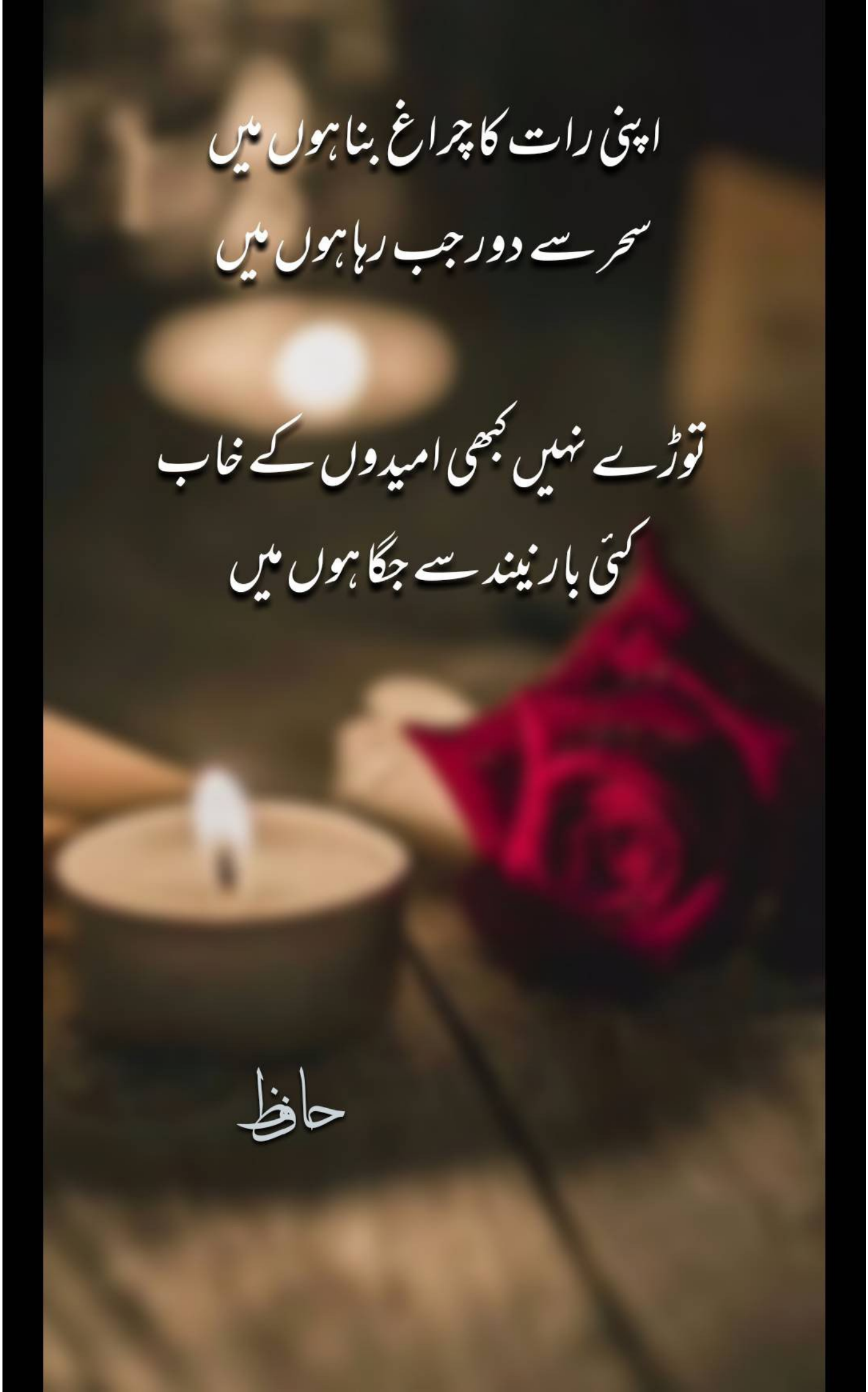
اپنی رات کا چراغ بنا ہوں میں
سحر سے دور جب رہا ہوں میں
توڑے نہیں کبھی امیدوں کے خاب
کئی بار نیند سے جگا ہوں میں
حافظ

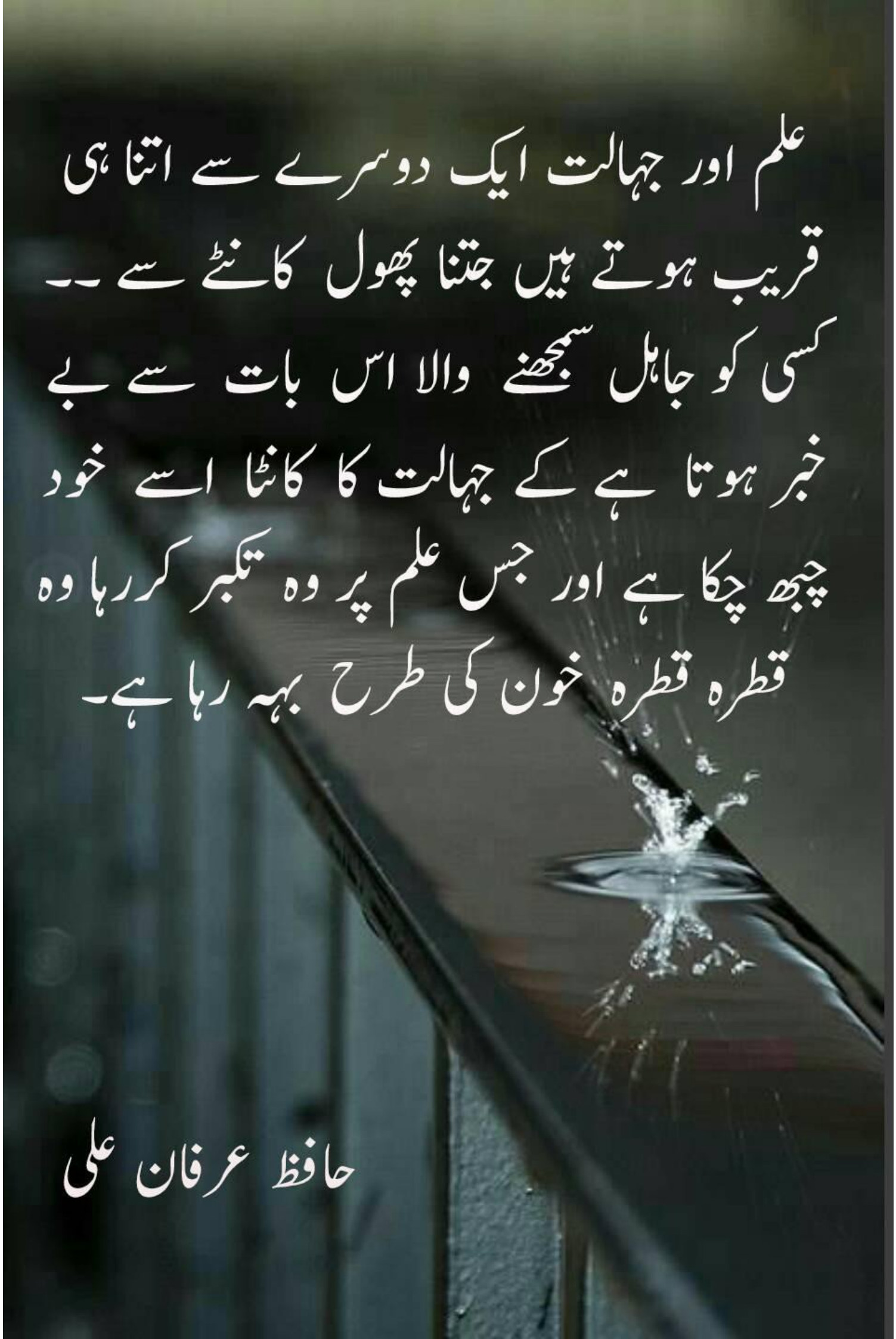
علم اور جہالت ایک دوسرے سے اتنا ہی
قریب ہوتے ہیں جتنا پھول کانٹے سے ۔۔
کسی کو جاہل سمجھنے والا اس بات سے بے
خبر ہوتا ہے کے جہالت کا کانٹا اسے خود
چبھ چکا ہے اور جس علم پر وہ تکبر کررہا وہ
قطرہ قطرہ خون کی طرح بہہ رہا ہے۔
حافظ عرفان علی

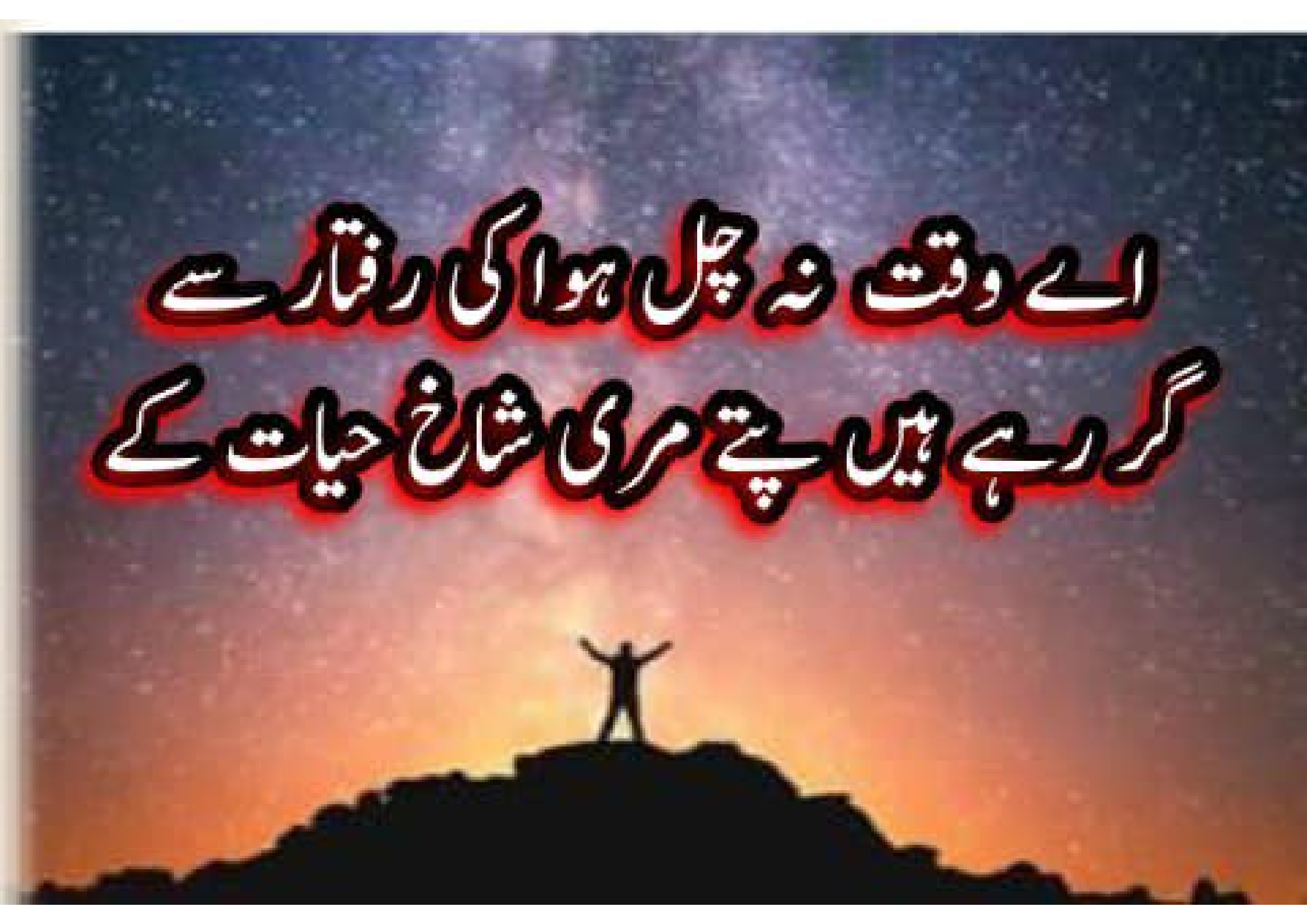
اے وقت نہ چل ہوا کی رفتار سے
گر رہے ہیں پتے مری شاخ حیات کے

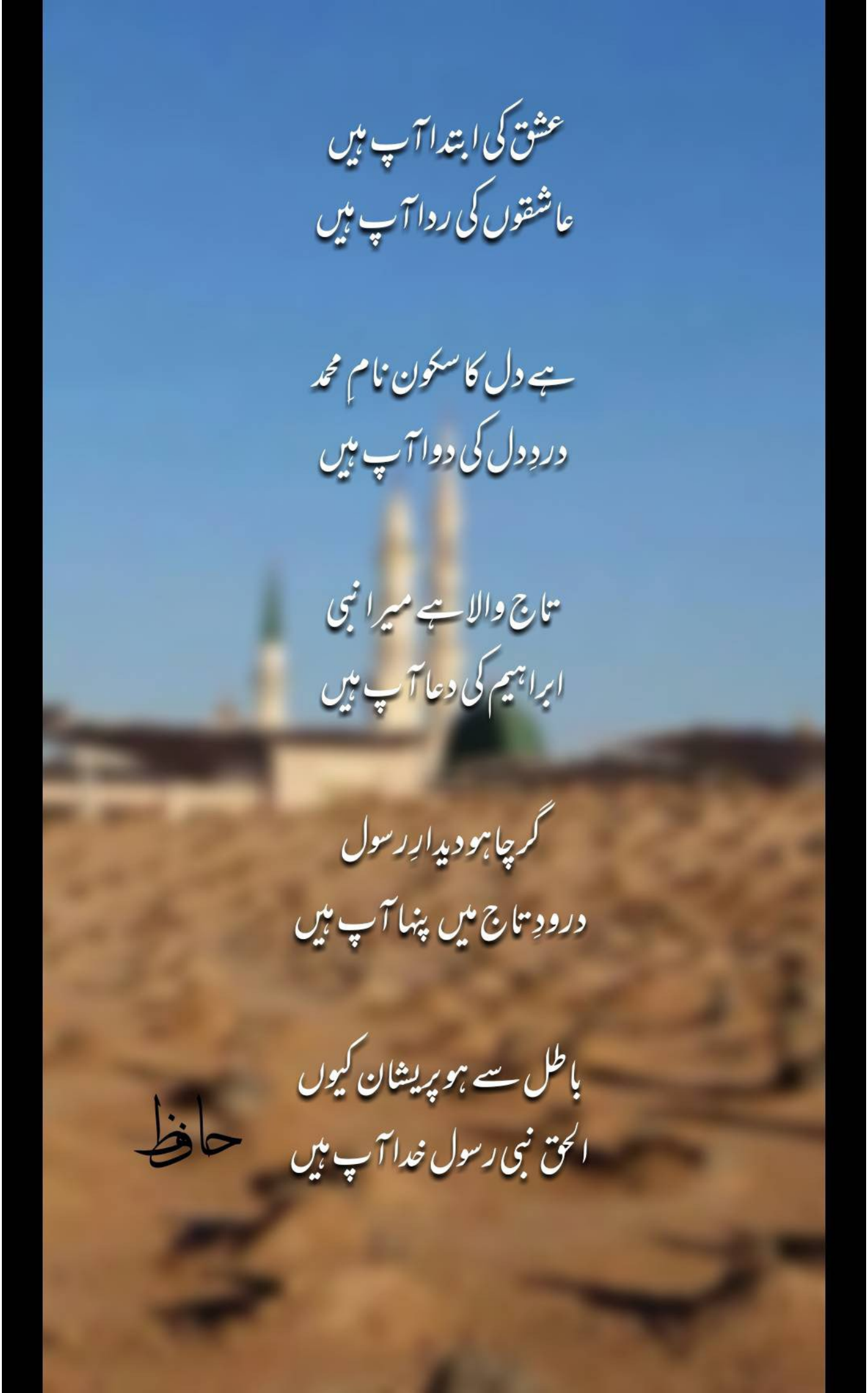
عشق کی ابتدا آپ ہیں
عاشقوں کی ردا آپ ہیں
ہے دل کا سکون نامِ محمد
دردِ دل کی دوا آپ ہیں
تاج والا ہے میرا نبی
ابراہیم کی دعا آپ ہیں
گر چاہو دیدارِ رسول
درودِ تاج میں پنہا آپ ہیں
باطل سے ہو پریشان کیوں
الحق نبی رسول خدا آپ ہیں
حافظ

دیکھ کر بھی اداس ہوں عید کا چاند
نہ مدینہ نظر آئے گا نہ مری عید ہو گی
حافظ عرفان

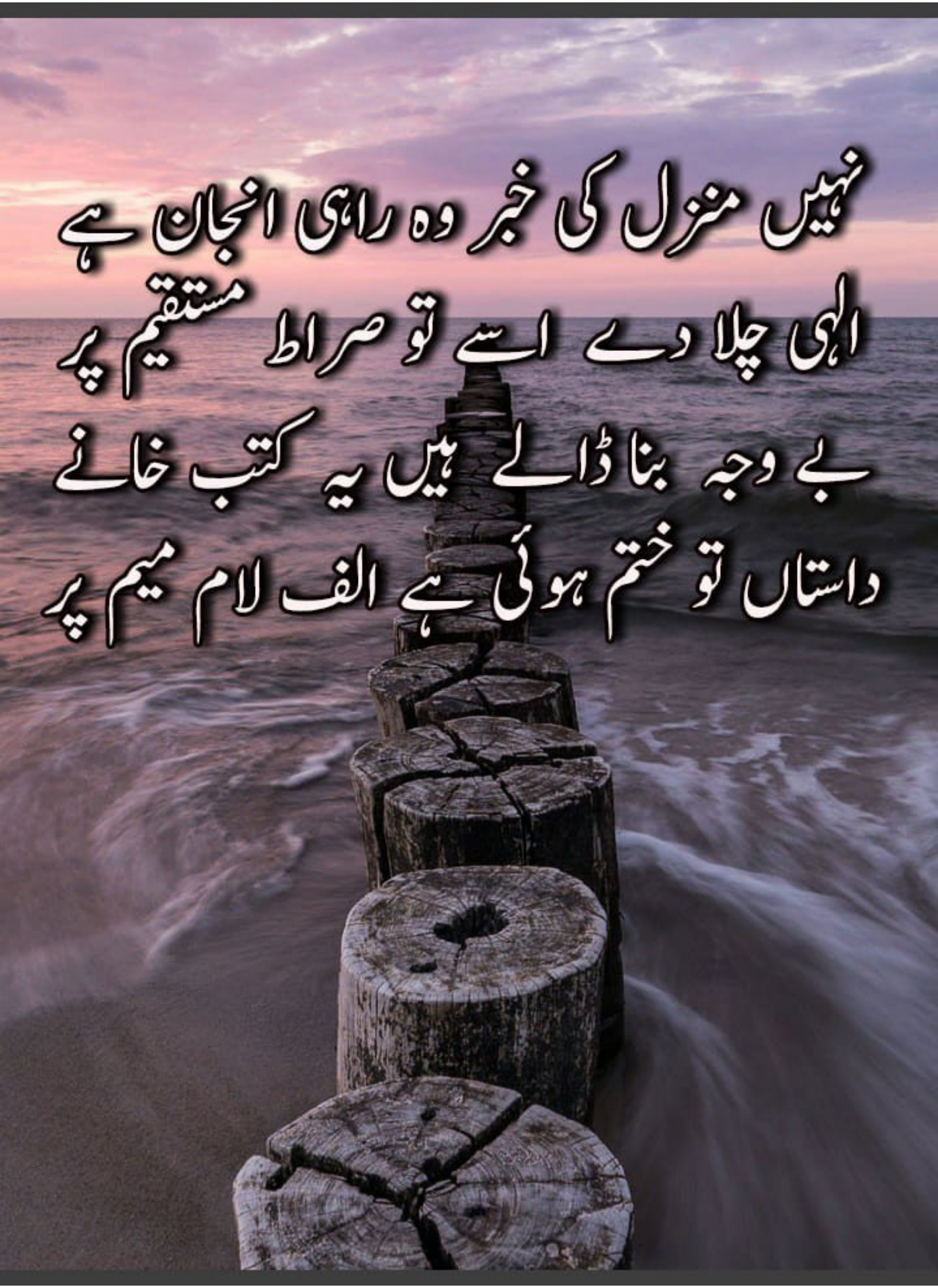
نہیں منزل کی خبر وہ راہی انجان ہے
الٰہی چلا دے اسے تو صراط مستقیم پر
بے وجہ بنا ڈالے ہیں یہ کتب خانے
داستاں تو ختم ہوئی ہے الف لام میم پر

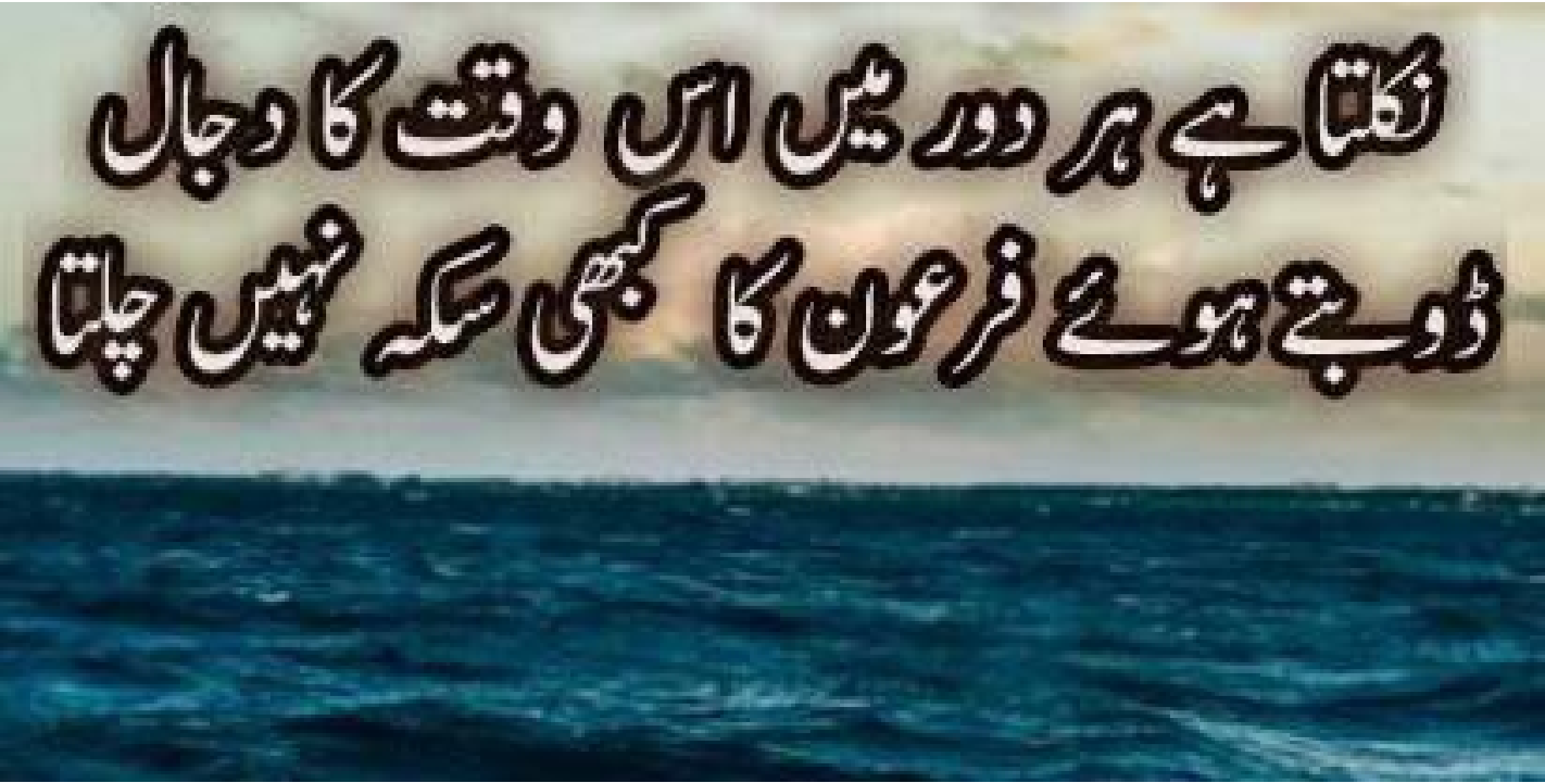
نکلتا ہے ہر دور میں اس وقت کا دجال
ڈوبتے ہوئے فرعون کا کبھی سکہ نہیں چلتا

موت نے مانگی امانت تو ناراض ہو گئی
پھر نہ بولی کسی سے زندگی عرفان

لیتا ہے انسان درسِ قدرت
قوتِ تقدیر سے شکستہ انسانیت

ازل سے سر نگوں ہے باطل
لشکرِ حق سے مٹے فرعونیت

سلگ رہی ہے آتشِ نمرود
بندۂ ابراہیمی کو شوقِ شہادت

ملا کی منزل حصول جنت
بحرِ عشق سے نکلیں گوہرِ امامت

حافظ عرفان علی

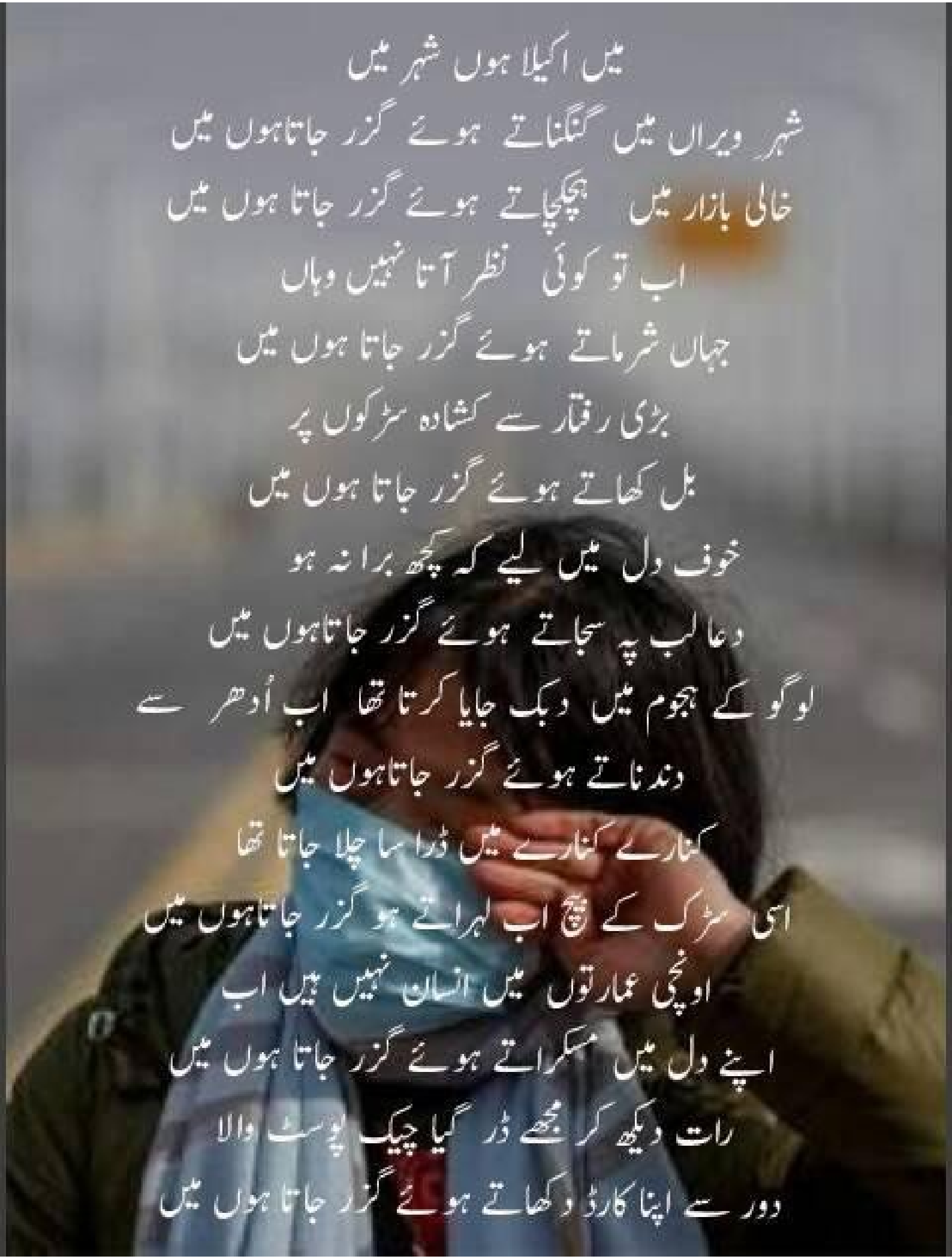
میں اکیلا ہوں شہر میں
شہر ویراں میں گنگناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
خالی بازار میں ہچکچاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
اب تو کوئی نظر آتا نہیں وہاں
جہاں شرماتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
بڑی رفتار سے کشادہ سڑکوں پر
بل کھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
خوف دل میں لیے کہ کچھ برا نہ ہو
دعا لب پہ سجاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
لوگوں کے ہجوم میں دبک جایا کرتا تھا اب اُدھر سے
دندناتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
کنارے کنارے میں ڈرا سا چلا جاتا تھا
اسی سڑک کے بیچ اب لہراتے ہو گزر جاتا ہوں میں
اونچی عمارتوں میں انسان نہیں ہیں اب
اپنے دل میں مسکراتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں
رات دیکھ کر مجھے ڈر گیا چیک پوسٹ والا
دور سے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے گزر جاتا ہوں میں

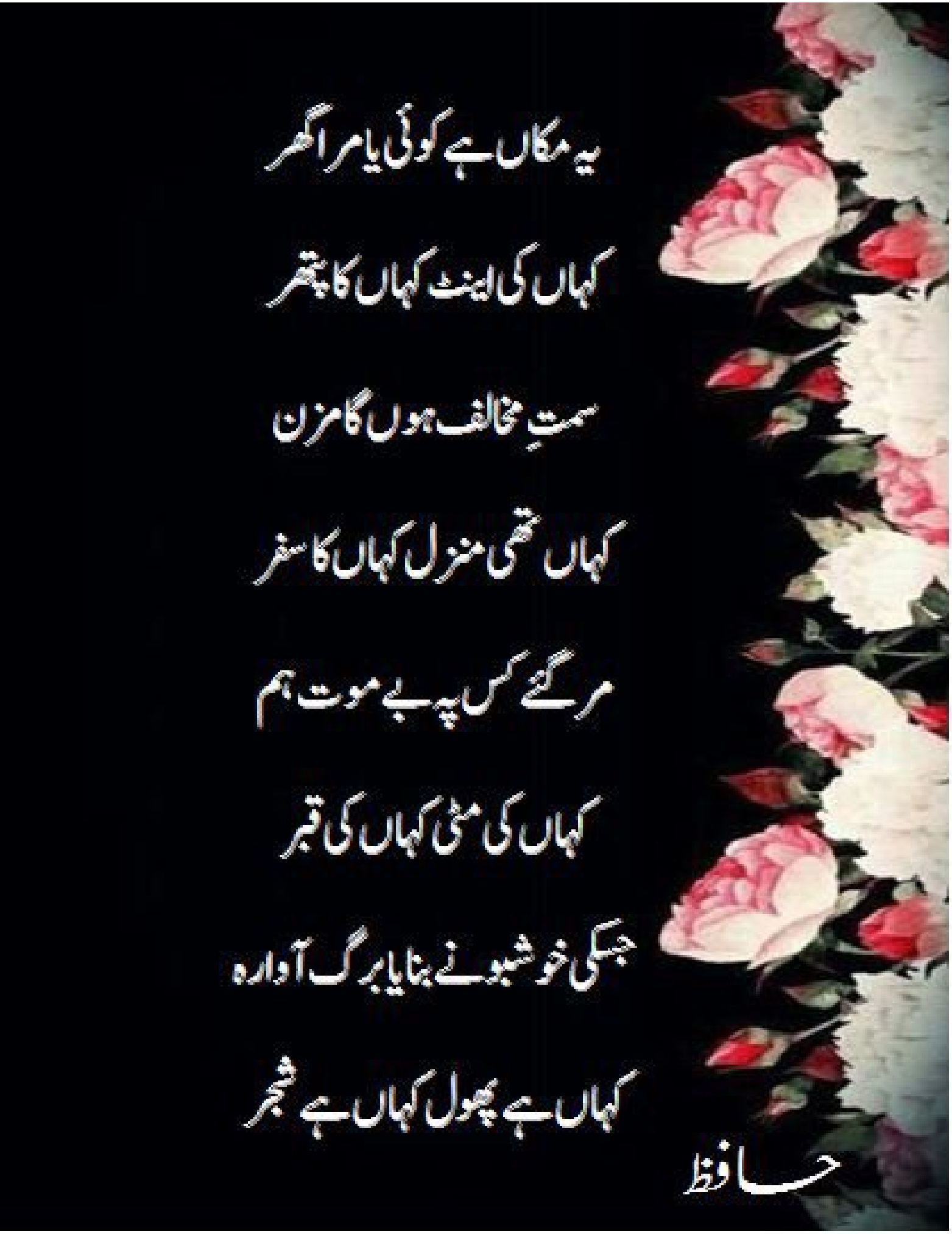
یہ مکاں ہے کوئی یا مرا گھر
کہاں کی اینٹ کہاں کا پتھر
سمتِ مخالف ہوں گا مزن
کہاں تھی منزل کہاں کا سفر
مر گئے کس پہ بے موت ہم
کہاں کی مٹی کہاں کی قبر
جسکی خوشبو نے بنایا برگ آوارہ
کہاں ہے پھول کہاں ہے شجر
حافظ

مری آنکھ ٹھہری بے حیا
میری ذات نکلی بے وفا
میری سوچ بے اصول
مری روح جیسے، ہوا
مرا شوق حصولِ دنیا
مری راہ دیکھے بت کدہ
مرا دن طلوعِ ظلمات ہے
مری رات نمودِ معصیت نما
مرا دل چاہتوں سے غافل
مرا عشق شورِ پازیب پاہَ
مرا دین بھی ادھورا
مرا قبلہ بنا وحشت کدہ
غافل نہیں یاد سے مگر
مری پیشانی مری سجدہ گاہ

حافظ

منزل کی طرف بڑھنے والے لوگ نہیں جانتے
ان کا ہر قدم واپسی کی طرف اٹھ رہا ہے

Finally Man
reached his
Destination after
great struggle.

Hafiz Irfan Ali

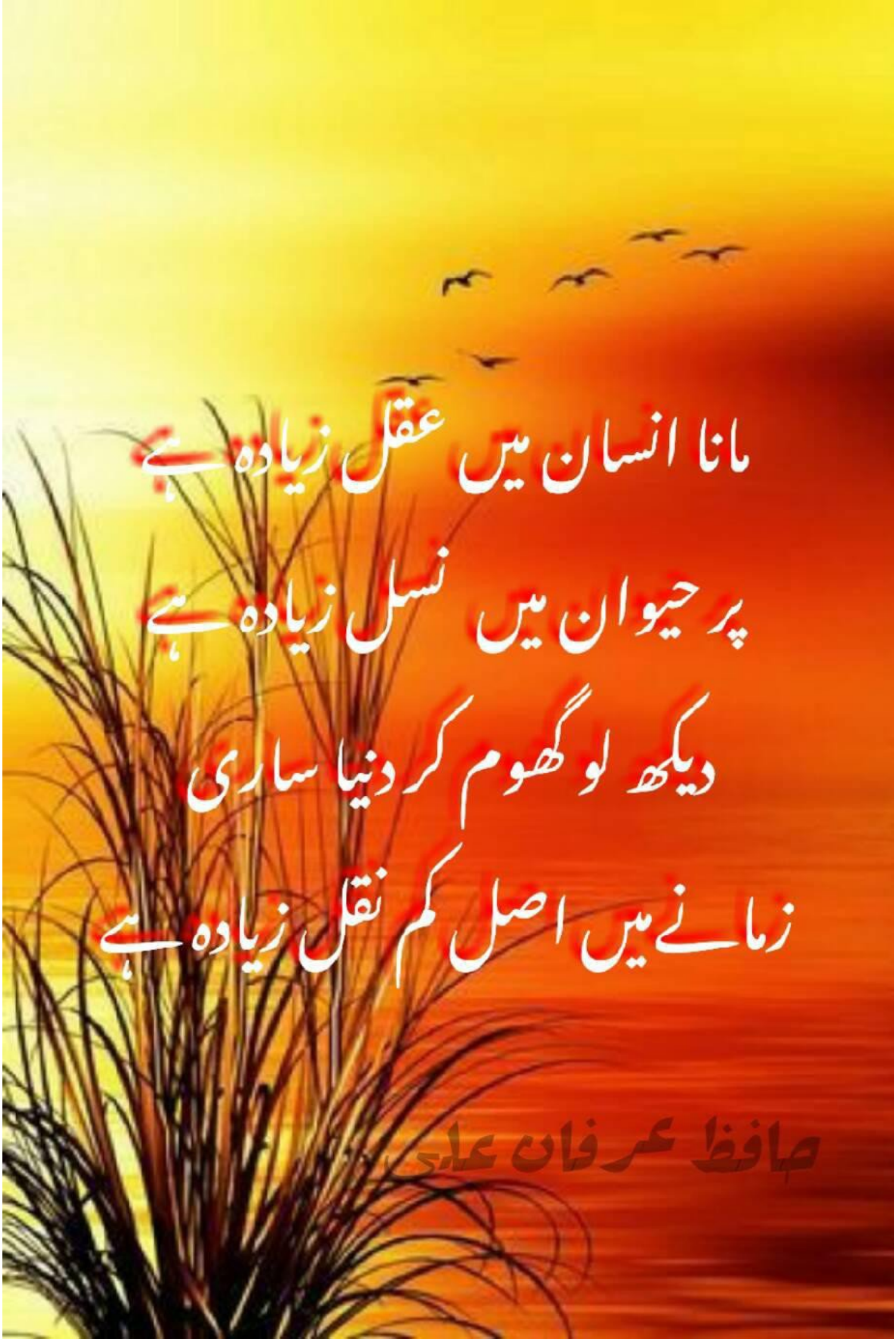
مانا انسان میں عقل زیادہ ہے
پر حیوان میں نسل زیادہ ہے
دیکھ لو گھوم کر دنیا ساری
زمانے میں اصل کم نقل زیادہ ہے
حافظ عرفان علی

روٹی نہ ملی بھوک میں تو کیا ہوا
مٹی سے بھر جائے گا غریب کا پیٹ

وفا سانسوں میں ہوتی اگر نہ مرتے ہم
اپنا ہی خون جب گرے تو مرتا ہے انسان

موت حاصل ہے اس دنیا کا انجام
اجرت مزدور کی ہے زندگی کا اختتام

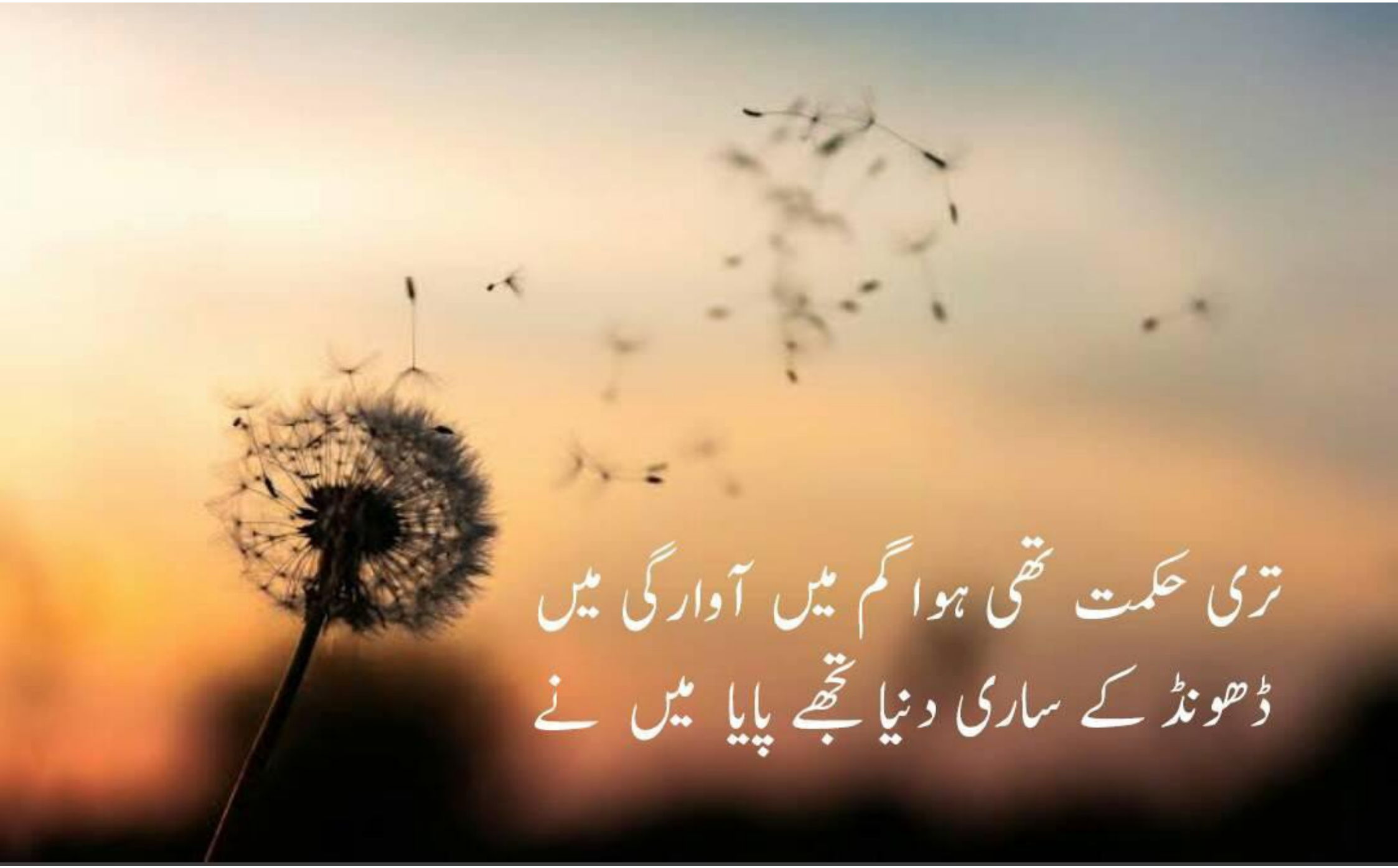
تری حکمت تھی ہوا گم میں آوارگی میں
ڈھونڈ کے ساری دنیا تجھے پایا میں نے

نفسِ طاغوتی کو نہیں موافق کوئی نظام حکمرانی
ابتدا ہے شریعت سے تو جمہوریت پہ ہے اختتام

ایک چمکتی چادر جو قبر پہ ہے
دنیا کی چمک کا یہ ہے اختتام

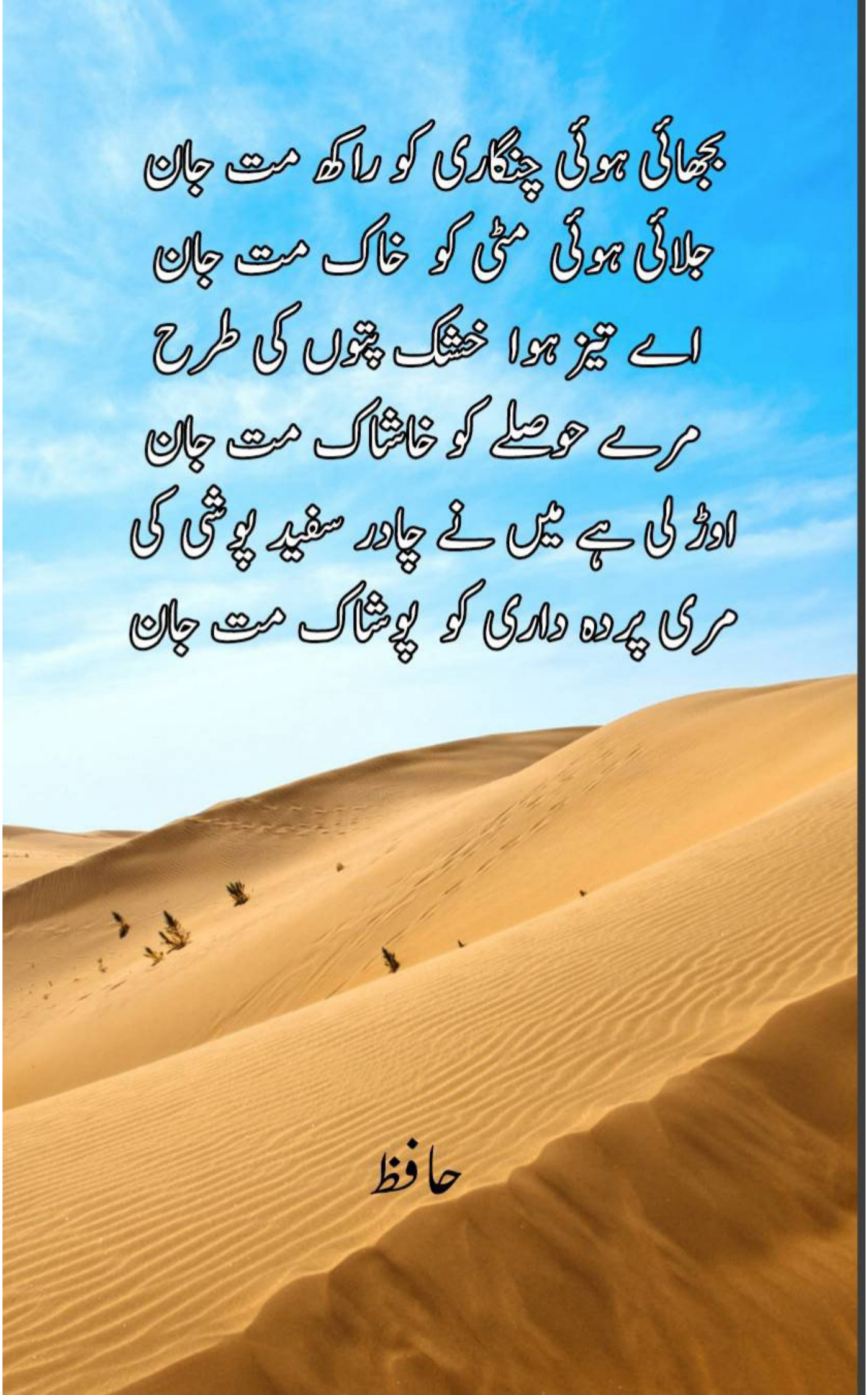
بجھائی ہوئی چنگاری کو راکھ مت جان
جلائی ہوئی مٹی کو خاک مت جان
اے تیز ہوا خشک پتوں کی طرح
مرے حوصلے کو خاشاک مت جان
اوڑھ لی ہے میں نے چادر سفید پوشی کی
مری پردہ داری کو پوشاک مت جان
حافظ

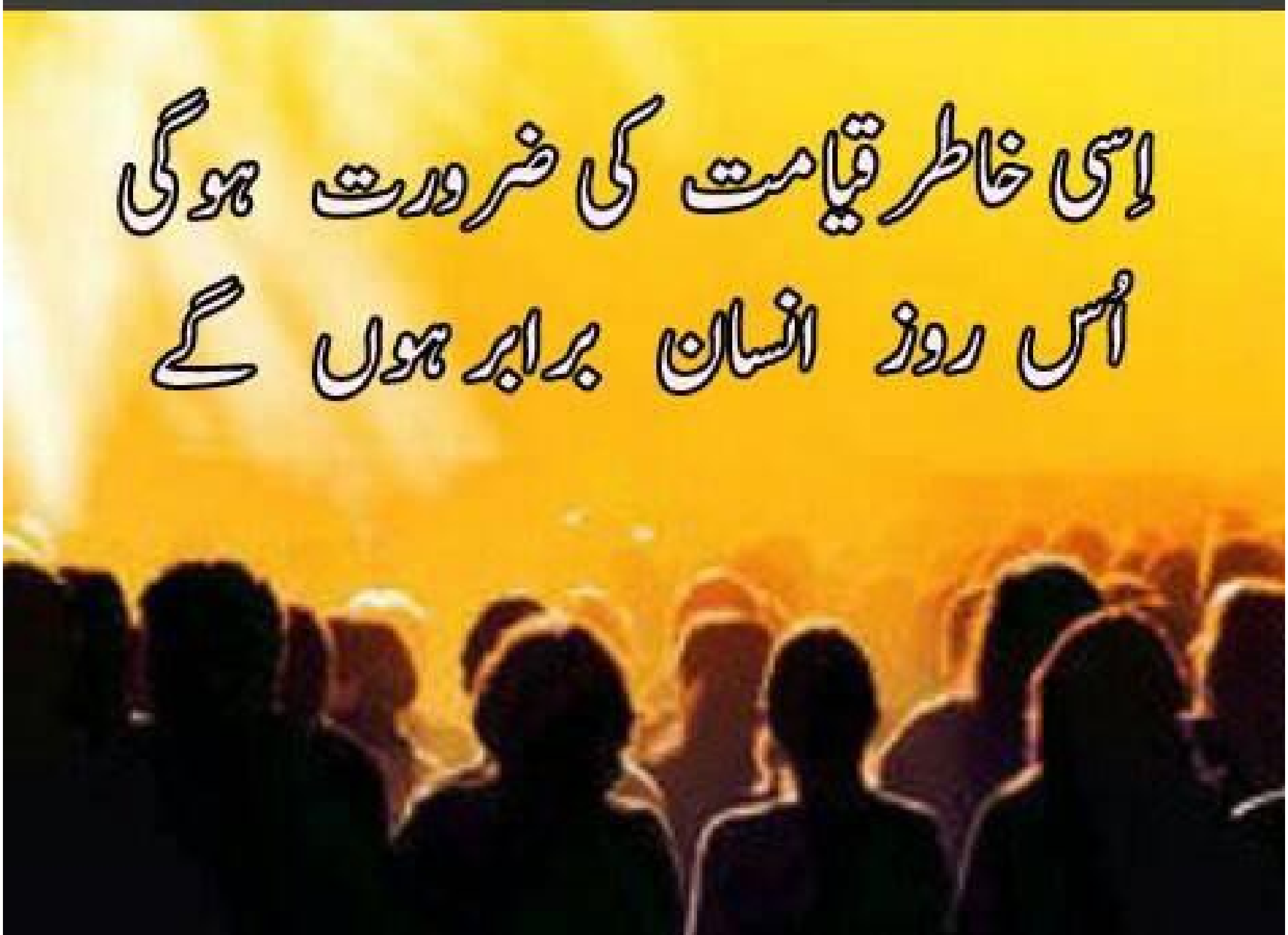
اِسی خاطر قیامت کی ضرورت ہو گی
اُس روز انسان برابر ہوں گے

عرفان رہا عمر بھر کل کا انتظار
کل آئی تو کل نہیں آج تھی وہ

حق و باطل کی لڑائی میں زندہ ہیں حسین
کشمیر ہو یا فلسطین آج بھی ہے کربلا

Hafiz Irfan Ali

UNbreakable

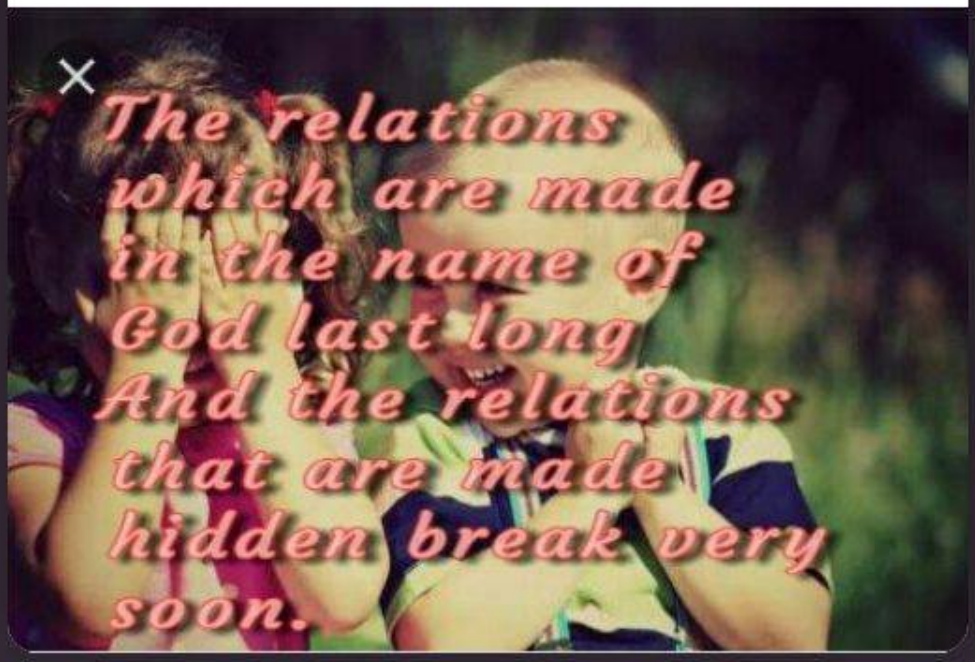

جس طرح رات آتی ہے صبحِ نور کے بعد
یوں تقدیر لکھی جاتی ہے ہر قصور کے بعد

جب توکل کی کشتی ڈوب جاتی ہے
پھر ایمان کی رسی بھی ٹوٹ جاتی ہے

رسول پاک کی ولادت اک معجزہ نکلا

نور کی حرارت سے پتھر پگل گئے

حافظ عرفان

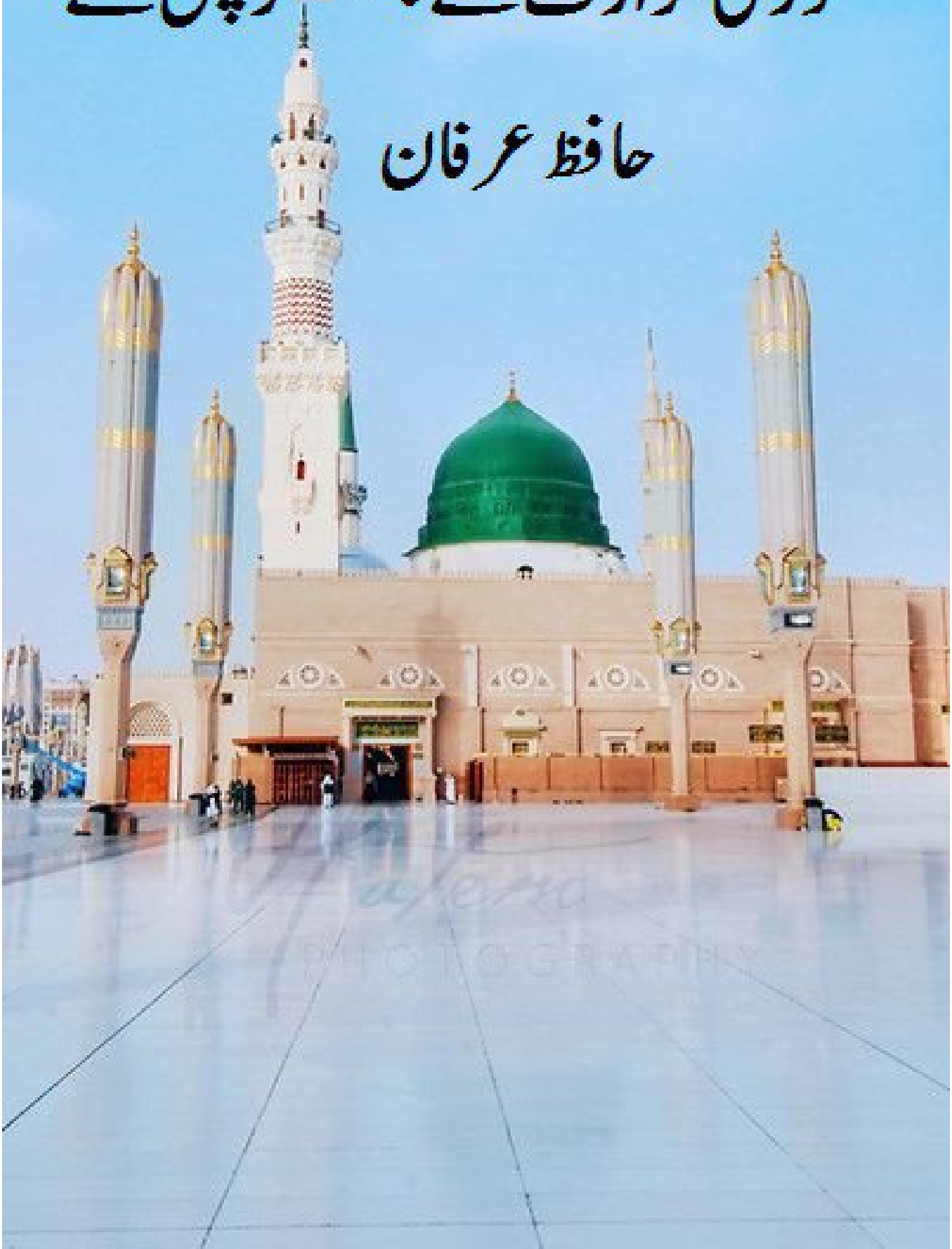

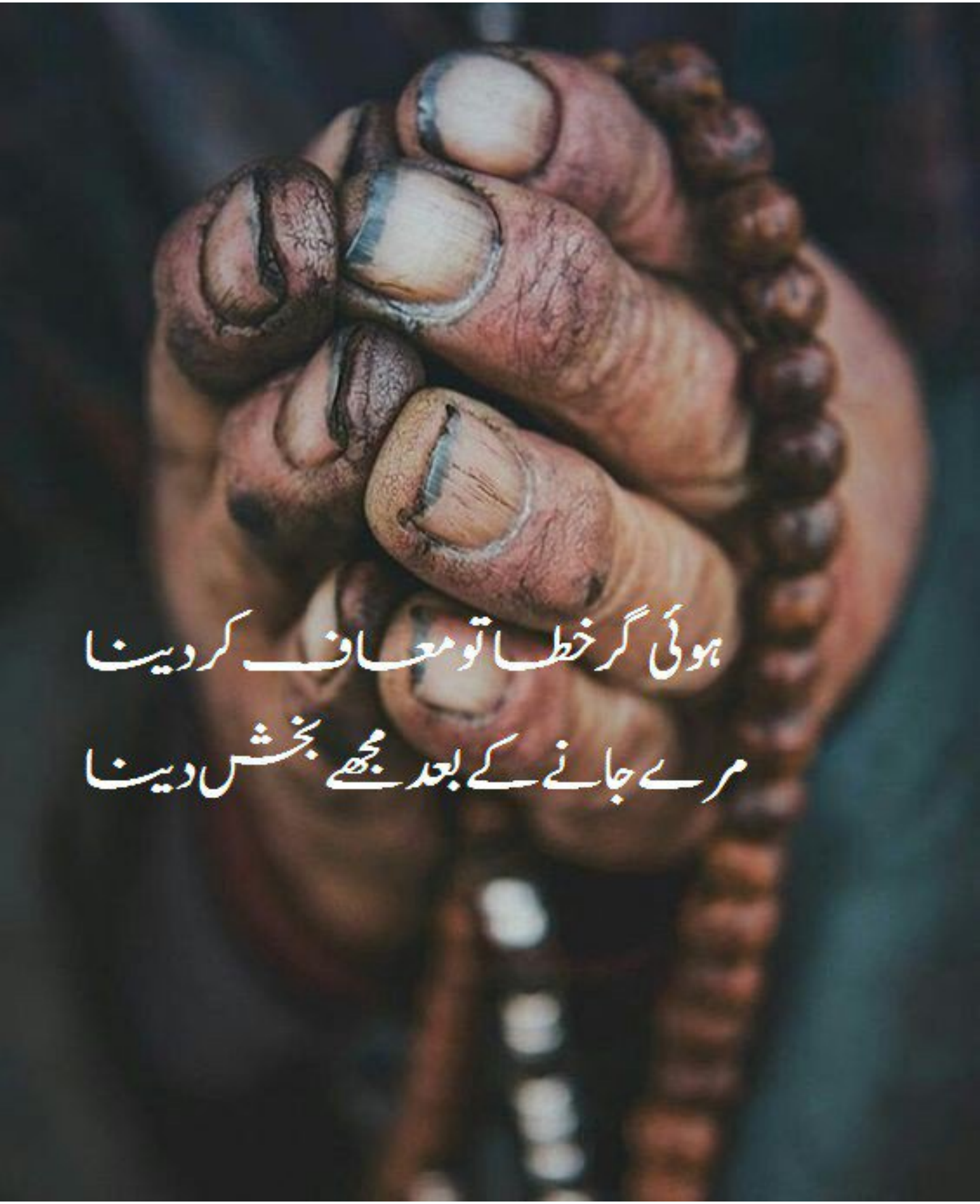
ہوئی گر خطا تو معاف کر دینا
مرے جانے کے بعد مجھے بخش دینا

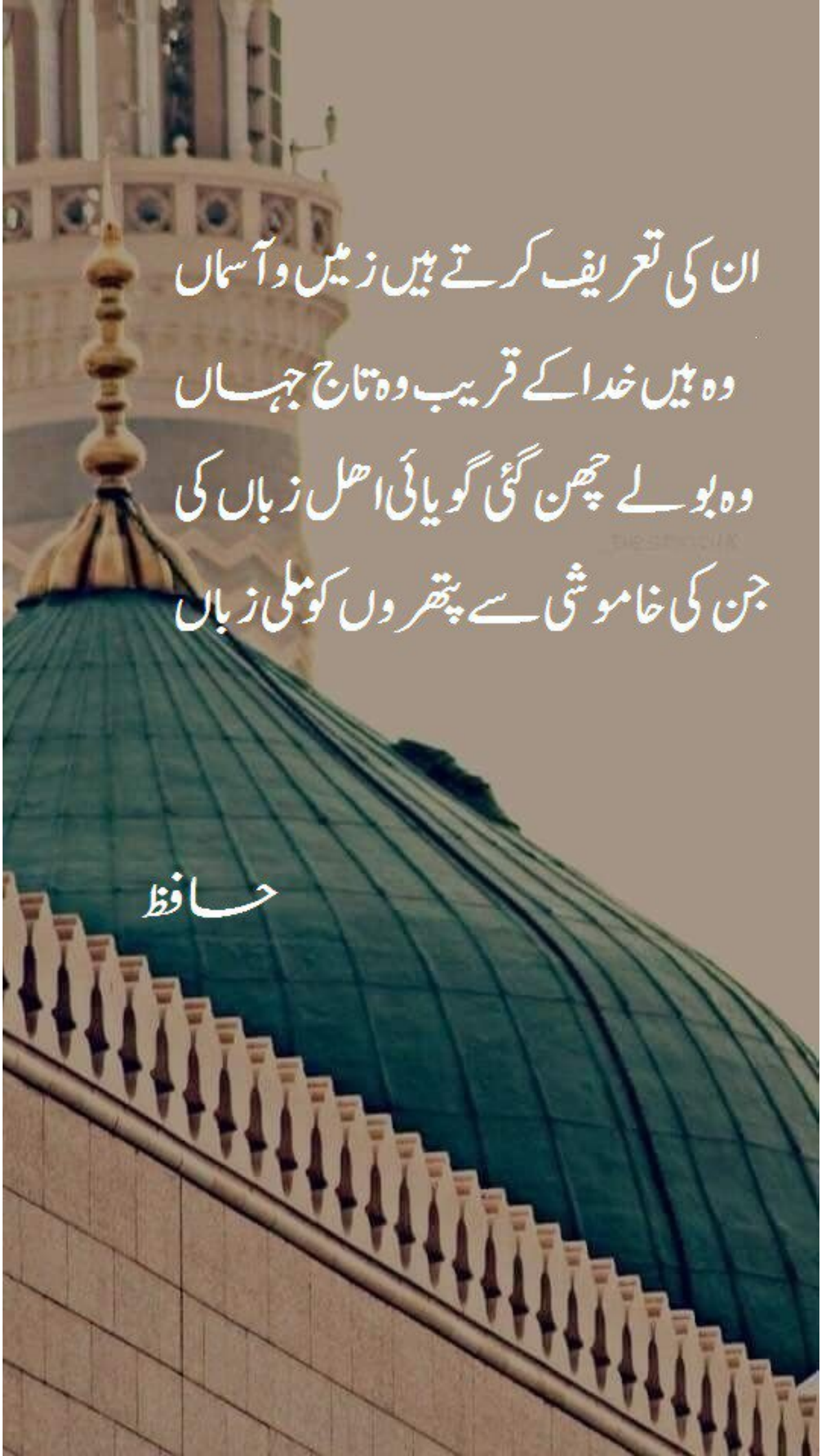
ان کی تعریف کرتے ہیں زمیں و آسماں
وہ ہیں خدا کے قریب وہ تاج جہاں
وہ بولے چھن گئی گویائی اھل زباں کی
جن کی خاموشی سے پتھروں کو ملی زباں
حافظ

میں ضرورتوں میں کھڑا رہا

اور وضاحتوں میں پڑا رہا

زندگی کی بھاگ دوڑ میں

بس قباحتوں میں پڑا رہا

اٹھا کر سوکھے ہوئے تنکے

امید کے جہان سے جڑا رہا

حافظ عرفان

میں غلام مصطفی ہوں یہ غلامی ہے تاحیات
نعلین میں پیوست ہیں مرے سارے تصورات
حافظ
نواف السليمي

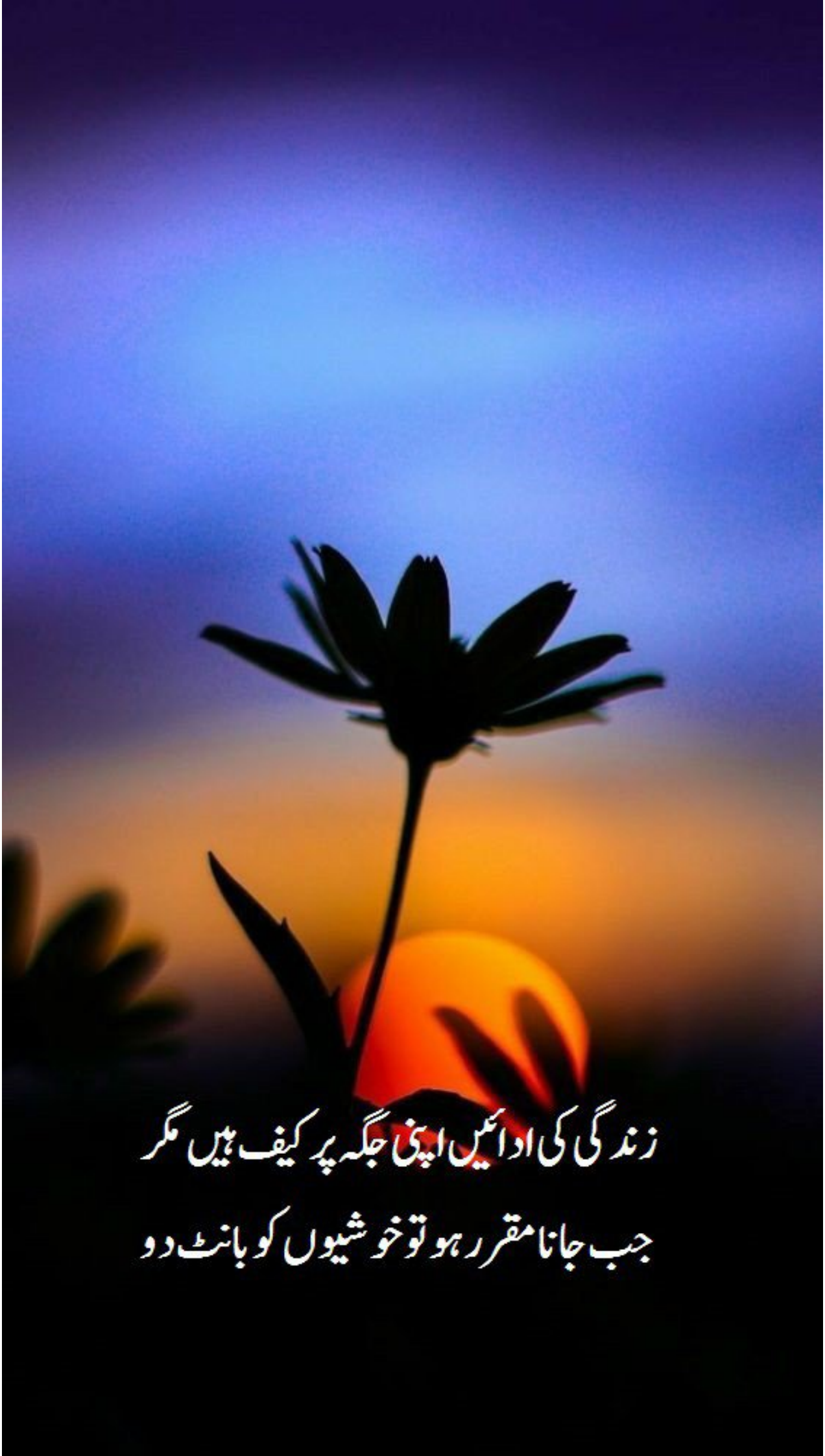
زندگی کی ادائیں اپنی جگہ پر کیف ہیں مگر
جب جانا مقرر ہو تو خوشیوں کو بانٹ دو

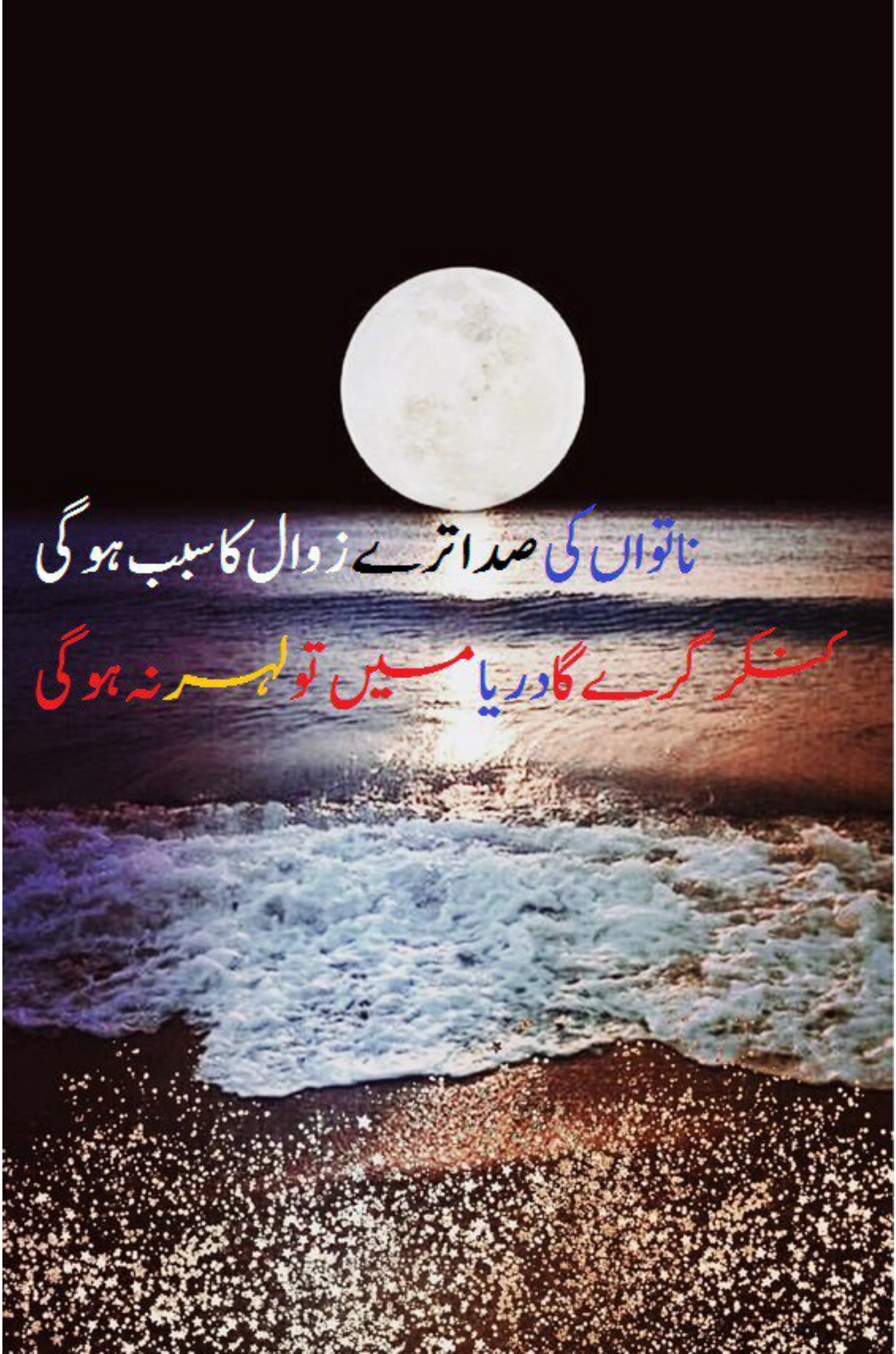
ناتواں کی صدا ترے زوال کا سبب ہو گی
کنکر گرے گا دریا میں تو لہر نہ ہو گی

کتنا خوبصورت ہے نظارہ ترے شہر کا
نام محمد سے چمکے ہر کنارہ ترے شہر کا
حافظ عرفان
@Golden_Islam

حکم طواف کعبہ ہو واجب کتاب میں
محو گردش ہیں لوگ مدینہ میں

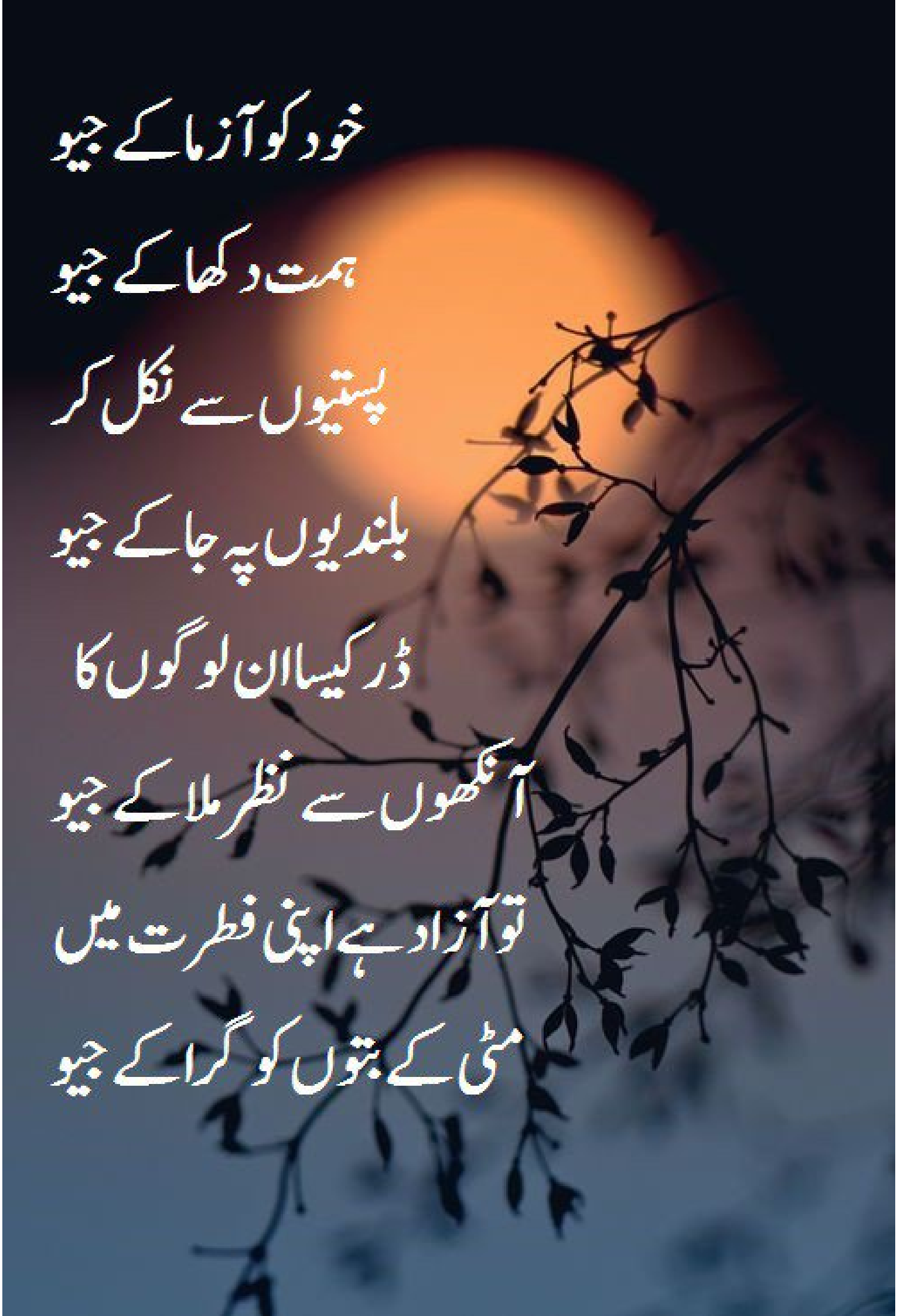
خود کو آزما کے جیو
ہمت دکھا کے جیو
پستیوں سے نکل کر
بلندیوں پہ جا کے جیو
ڈر کیسا ان لوگوں کا
آنکھوں سے نظر ملا کے جیو
تو آزاد ہے اپنی فطرت میں
مٹی کے بتوں کو گرا کے جیو

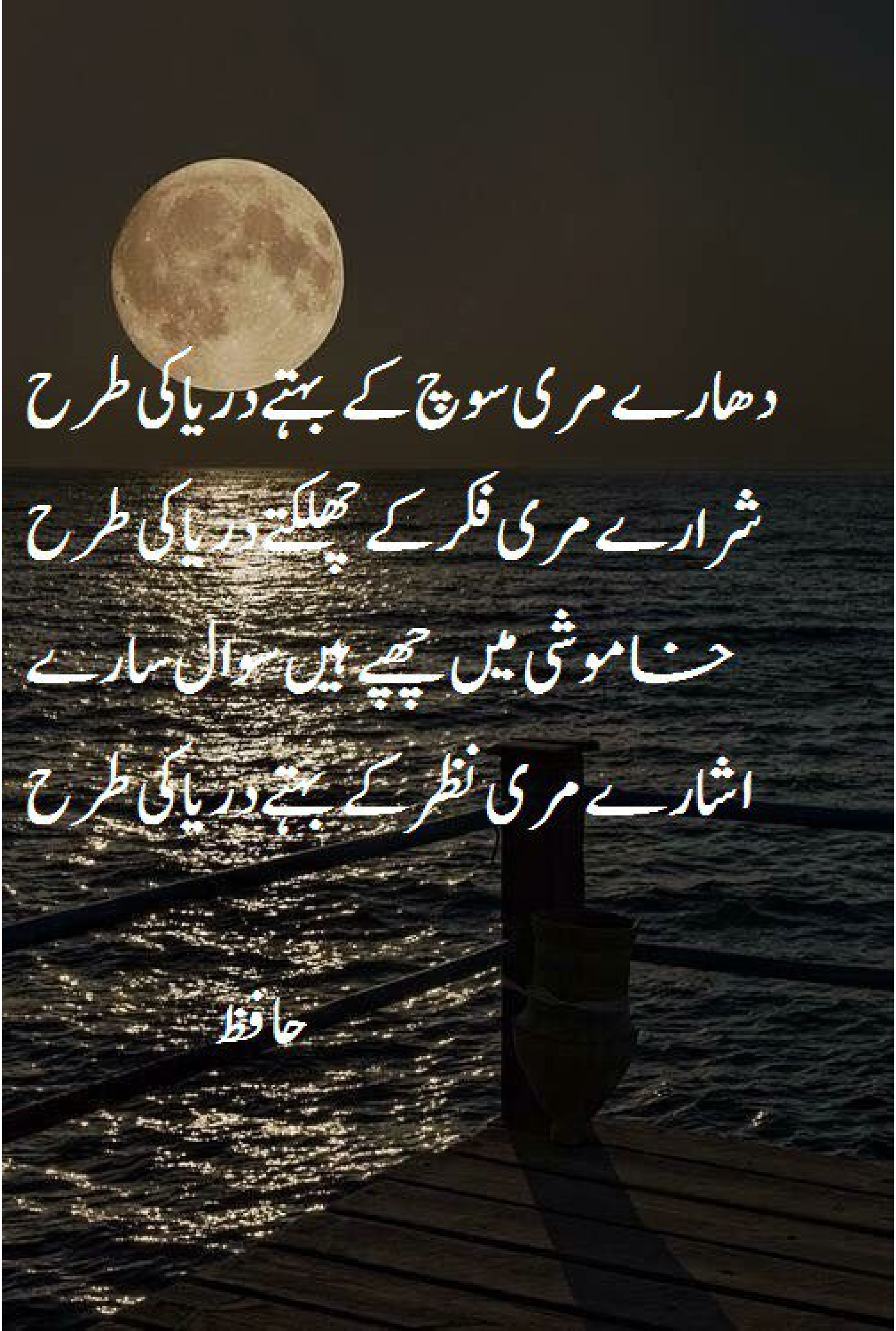
دھارے مری سوچ کے بہتے دریا کی طرح
شرارے مری فکر کے چھلکتے دریا کی طرح
خاموشی میں چھپے ہیں سوال سارے
اشارے مری نظر کے بہتے دریا کی طرح
حافظ

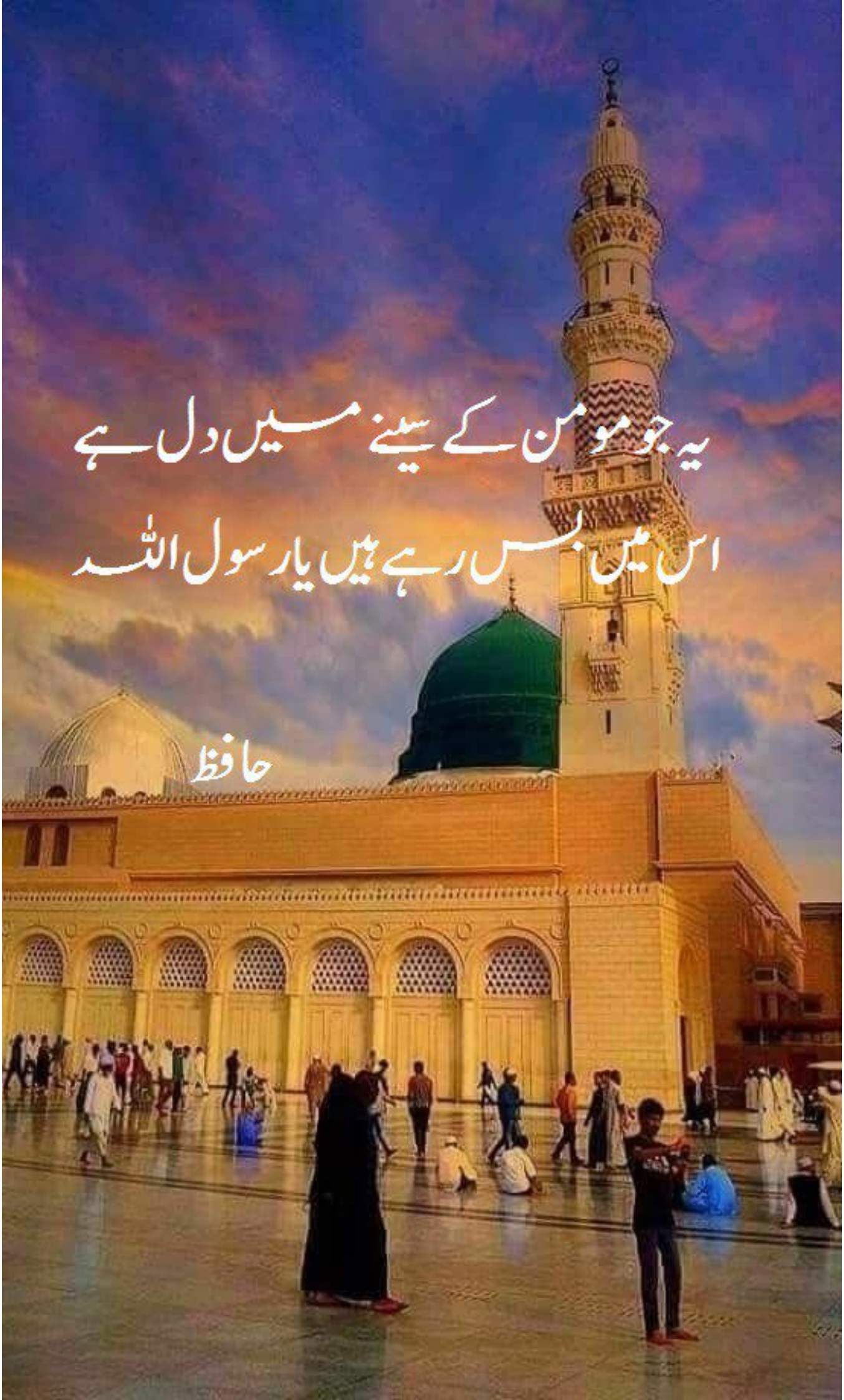
یہ جو مومن کے سینے میں دل ہے
اس میں بس رہے ہیں یارسول اللہ
حافظ

عمل پیرا نہ ہوئے کیوں آئین فروش
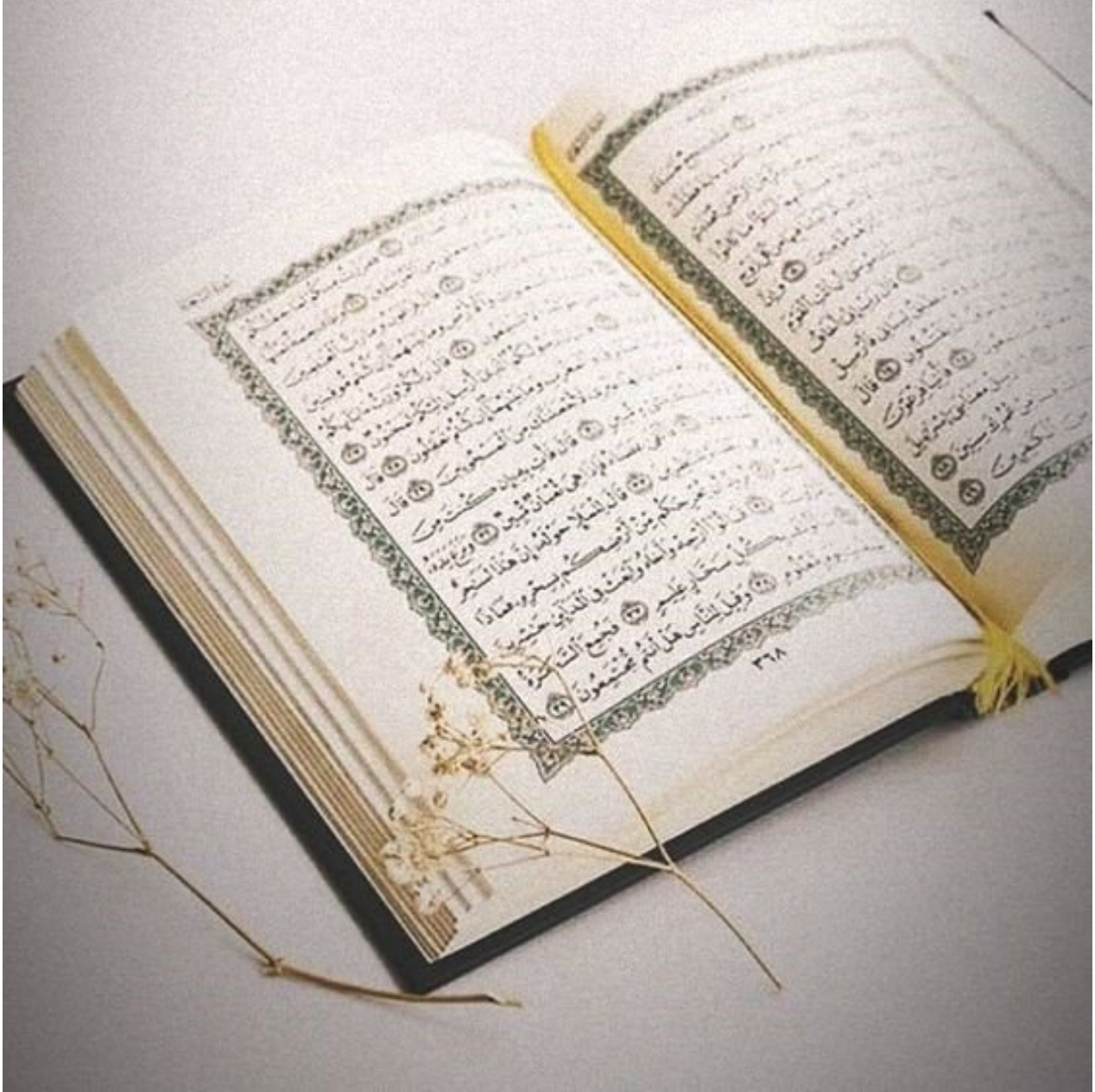
خدا کی کتاب میں انصاف نہیں تھا کیا